یروشلم کی ساحرہ

PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اسلم راہی ایم اے

www.pdfbooksfree.pk

پیش لفظ

1- "یروشلم کی ساحرہ" ان لوگوں کی داستان ہے جو حضورؐ کی آمد کے منتظر تھے۔

2- یہ نبطی عربوں کی عظیم تاریخ ہے۔ جنہوں نے بیک وقت رومنوں، مصر کے حکمران گالس، یروشلم کے بادشاہ ہیرودیس اور دمشق کے حکمران حدار بن حدار کو بدترین شکستیں دیں۔

3- یہ حسین و جمیل اور تاریخی لڑکی ہیرودیہ کا قصہ بھی ہے۔ جس نے اپنے زہد شکن رقص کے انعام کے طور پر اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کا سر مانگا تھا۔

4- یہ اصحاب کہف کے اساطیری شہر رقیم کی کتھا بھی ہے۔

5- اس میں نبطیوں کے بادشاہ حارث کی ترکتاز بھی ہیں۔

6- یروشلم کی ساحرہ میں قدیم صابی مذہب کی پوری تفصیل بھی ملے گی۔

7- یہ تاریخ کے مشہور ڈاکو برابا کی سرگزشت بھی لئے ہوئے ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زندان میں رہا۔

8- غرضیکہ "یروشلم کی ساحرہ" زمانہ قبل از اسلام کی وہ سرگزشت ہے جسے ایک دلچسپ کہانی کی صورت میں تاریخ کے اوراق سے قطرہ قطرہ کشید کیا گیا ہے۔

ناشر

PDFBOOKSFREE.PK

www.pdfbooksfree.pk

لال گول سورج اونچے کوہساروں کے اس پار غروب ہو رہا تھا۔ جاڑے کا موسم تھا بے مروت برف کے طوفانوں سے لپٹ کر آتی ہوائیں ہر شے کو یخ بستہ کر رہی تھیں۔ چار سو آفاق پر پھیلے بادل سیم پیکر منجمد آبشاروں کی طرح ٹھہر گئے تھے۔ ایسے میں قدیم اور اساطیری شہر رقیم کے زندان میں عقوبت خانوں والے حصے سے دو قیدیوں کو عام قیدیوں والے حصے میں لایا گیا۔ دونوں قیدی خوب دراز قد اور اپنے حلیے سے خونخوار لگتے تھے۔ دونوں کے چہرے پر سکر و خود فراموشی اور آنکھوں میں اضطراب اور بے زاری کے آثار تھے۔ جو مسلم جوان انہیں قیدیوں کے حصے کی طرف لائے تھے' وہ ایک جگہ رک گئے' پھر مسلم جوانوں میں سے ایک ان قیدیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سنو قلیس اور شناتر جو بات میں تم دونوں سے کہنے لگا ہوں بڑے غور اور انہماک سے سننا اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنا ورنہ تم دونوں نقصان اٹھا جاؤ گے یا تمہارے ہاتھوں کسی اور کا نقصان ہو جائے گا۔ زندان کی وہ کوٹھڑی جس میں تم دونوں عقوبت خانوں میں جانے سے پہلے رہتے تھے اس میں آج کل تین نوجوان رہتے ہیں ایک کا نام حبیب بن عثمان' دوسرے کا نام سعید بن حسام اور تیسرے کا نام علی بن حسام ہے۔ سعید اور علی دونوں حبیب کے ماموں زاد ہیں۔ تینوں کو شہر کے کوتوال نے زندان میں ڈالا تھا اور نیچے تہہ خانوں میں جو کولہو ہیں ان پر ان کی مشقت لگی ہوئی ہے جو کوٹھری تمہارے پاس ہوا کرتی تھی وہ اب ان کی ہے۔ کوٹھری کے سامنے بیٹھنے کے لیے جو شہ نشین بنی ہوئی ہے اپنی مشقت سے فارغ ہونے کے بعد وہ اسی شہ نشین پر بیٹھتے ہیں اب ان کی مشقت کا وقت ختم ہونے والا ہے وہ تہہ خانے سے

www.pdfbooksfree.pk

نکلیں گے میں تم پر انکشاف کروں کہ اس شہ نشین پر نہ بیٹھنا جس پر کبھی تم بیٹھ کر آرام کیا کرتے تھے کیونکہ کولہو کی مشقت سے فارغ ہونے کے بعد اس شہر نشین پر بیٹھ کر وہ آرام کرتے ہیں وہ جھگڑالو نہیں ہیں ان کے ساتھ الجھنا مت شریف لوگ ہیں میرے خیال میں کسی ناکردہ گناہ کی سزا میں زندان میں آ گئے ہیں۔" یہاں تک کہنے کے بعد وہ مسلم جوان چلے گئے تھے۔

دونوں قیدی جن کے نام قلیص اور شناتر تھے تھوڑی دیر تک مسلم جوانوں کو جاتا دیکھتے رہے پھر قلیص نے اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا اور ایک بھیانک قہقہہ لگاتے ہوئے اپنے ساتھی شناتر کو مخاطب کیا۔

"شناتر میرے رفیق یہ مسلم جوان کیا بات کہہ گئے ہیں نہ ہم اس کوٹھڑی کو چھوڑ سکتے ہیں جس میں ہم عقوبت خانے میں جانے سے پہلے رہتے تھے اور نہ اس شہ نشین کو جس پر ہم بیٹھا کرتے تھے جو ایک طرح سے دن کے وقت ہماری آرام گاہ ہے رہا سوال نئے آنے والے تین قیدیوں کا تو وہ کسی اور کوٹھڑی میں چلے جائیں یا جو کوٹھڑی ہمیں دی گئی ہے اس میں وقت گزاریں۔" قلیص کہتے کہتے رک گیا اس لیے کہ اس وقت ایک قیدی اس کے پاس سے گزرا۔ ہاتھ کے اشارے سے اس قیدی کو قلیص نے جب اپنی طرف بلایا تو قیدی بھاگتا ہوا اس کی طرف آیا لگتا تھا زندان کے سارے ہی قیدی قلیص سے خوفزدہ تھے۔ وہ قلیص کے سامنے آن کھڑا ہوا قلیص نے سر سے پاؤں تک اس کا جائزہ لیا پھر اس کو مخاطب کیا۔

"میں اور میرا ساتھی دونوں دو ماہ زندان کے عقوبت خانے گزار کر آئے ہیں ہماری غیر موجودگی میں سنا ہے تین قیدی آئے ہیں جن کی کولہوؤں پر مشقت لگی ہوئی ہے کیا تم انہیں جانتے ہو۔"

اس قیدی نے جب اثبات میں سر ہلا دیا تو قلیص نے پھر پوچھا۔ "تمہارے خیال میں وہ کیسے ہیں؟" جواب میں وہ قیدی کہنے لگا۔

"سن قلیص تینوں کے نام حبیب' سعید اور علی ہیں حبیب ان کا سرکردہ ہے اور ان سے بڑا ہے جب اس کا سامنا کیا جائے تو ایسے لگتا ہے جیسے محرومی کے درد میں ان

گنت وجدان اور عرفان کھڑے ہو گئے ہوں یا تفکرات میں غلطاں لمحوں کے اندر کوئی خود شناسی اور نگہداری کرنے والا فطرت کا عنصر سامنے آ گیا ہو میں اس کے پاس بیٹھتا رہا ہوں میں نے جو اس کی شخصیت کا جائزہ لیا ہے اس کے مطابق میں تم سے یہ کہہ سکتا ہوں وہ پانی میں چھپی چٹانوں کی طرح خطرناک' میخی خط میں پتھروں پر لکھے نقوش جیسا نہ مٹنے والا نہ دینے والا ہے۔"

یہاں تک کہتے کہتے وہ قیدی رک گیا اس لیے کہ جس سمت مشقت کے لیے کولہو لگے ہوئے تھے اس سمت سے تین قیدی آتے دکھائی دیئے وہ قیدی قلیص کو کہنے لگا۔ "جن تینوں کا تم نے مجھ سے پوچھا ہے وہ تینوں اپنی مشقت ختم کرکے آرہے ہیں۔"

قلیص اور اس کا ساتھی شناتر دونوں شہہ نشین پر بیٹھے رہے۔ تیسرا قیدی وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ وہ تینوں قیدی سامنے آئے اور انہوں نے دیکھا جو سب سے آگے تھا۔ جس کا نام حبیب بتایا گیا تھا وہ اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا کھردرا لباس پہنے ہوئے تھا جس پر کولہو پر مشقت کرنے کی وجہ سے جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ اس کے پیچھے دو جوان تھے وہ بھی اسی جیسے تھے۔ اسی جیسا لباس پہنے ہوئے تھے۔ قلیص نے بغور حبیب کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر وہ قلیص اور شناتر دونوں کو ایسے لگا جیسے گھنے اندھیروں میں ہیبت اور ہراساں کرنے والا کوئی عارف آفاق نکل کھڑا ہوا ہو یا فطرت کے رازوں کا کوئی محرم اور واقف دیر و حرم اچانک نمودار ہوگیا ہو۔ اس کی سرخ آنکھوں میں آندھیوں کی شدت' زلزلہ انگیز اور خونی انقلابوں میں لپٹی ہوئی عجیب و غریب سی تابکاری تھی۔ چہرہ ایسے تھا جیسے کڑکڑاتے بادلوں میں جوش مارتی رقیق آتش۔ شہ نشین کے پاس آکر وہ رک گیا۔ اس کے پاس سعید اور علی بھی رک گئے۔ ایک نگاہ اس نے شہہ نشین پر بیٹھے قلیص اور شناتر پر ڈالی لمحہ بھر کے لیے اس کی حالت تمدن پر کمند پھینکنے والے عقاب جان شہاب جیسی ہوگئی تھی' پھر جلد ہی وہ سنبھل گیا۔ قلیص اور شناتر کو شہ نشین پر بیٹھے دیکھ کر وہ وہاں سے ہٹ گیا اور جو سامنے کوٹھڑی تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"شہ نشین پر یہ دو نئے آنے والے بیٹھے ہیں۔ آؤ اپنی کوٹھڑی میں جا کر آرام کرتے ہیں۔"

حبیب، سعید اور علی چند قدم ہی کوٹھڑی کی طرف بڑھے تھے کہ پیچھے سے قلیص نے انہیں مخاطب کیا۔

"اس کوٹھڑی کا رخ نہ کرنا یہ کوٹھڑی اب میری اور میرے ساتھی کی آرام گاہ ہے آگے دو کوٹھڑیاں چھوڑ کے ہمیں، جو کوٹھڑی ملی ہے تم اس میں جا کر آرام کر سکتے ہو۔"

قلیص نے یہ الفاظ ختم کیے ہی تھے کہ حبیب نے کچھ اس طرح مڑ کے اس کی طرف دیکھا جیسے کوئی خونخوار چیتا بھوک سے تنگ آ کر اچانک اپنے قریب نمودار ہونے والے کسی جانور کی طرف دیکھتا ہے پھر اس نے اپنا چہرہ آگے کر لیا اور قلیص کی طرف دیکھے بغیر کہنے لگا۔

"اجنبی نہ! میں آغوش مادر میں پڑا طفل شیرخوار ہوں نے پابجولاں مجرم۔ نہ میں تمہاری دانش کا غلام ہوں رقیم شہر کے اس زندان میں میں ایک مجبور اسیر زندان ہوں، میرے ساتھ الجھنے کی کوشش مت کرنا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سعید اور علی کے ساتھ حبیب جب مزید کوٹھڑی کی طرف بڑھا تو قلیص نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"اگر کوٹھڑی میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ داخل ہوئے تو پچھتاؤ گے لہٰذا میں نے جو کہا ہے اس پر عمل کرو، دو کوٹھڑیاں چھوڑ کر اگلی کوٹھڑی میں چلے جاؤ اس کوٹھڑی میں، میں تمہیں آرام نہیں کرنے دوں گا۔"

حبیب نے پھر ایک بار مڑ کر اسے مخاطب کیا۔

"سن بندہ حرص و ہوس! میں اور میرے یہ دونوں ماموں زاد نہ تمہاری ضرورت کے اسیر ہیں نہ تمہارے ارادوں کے شہید۔ میرے ساتھ مت الجھو تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ میرے ساتھ جھگڑا کرنے کی کوشش مت کرو ورنہ رقیم شہر کے اس زندان میں بے شرف و بے توقیر، بے وقعت اور بے نصیب ہو جاؤ گے میں خود تمہارے

ساتھ ٹکرانا نہیں چاہتا ہوں اس لئے کہ میں کسی کا دست طلب ہوں، کسی کا صرف دعا ہوں، کسی کا نصیب ہوں اور اس زندان میں مجھے جو سزا ملی ہے اسے کاٹ کر میں اس کے پاس لوٹ جانا چاہتا ہوں، وہ میری ماں جو بڑی بے چینی سے میری منتظر ہو گی۔"

حبیب، علی اور سعید کے ساتھ پھر آگے بڑھنے لگا تو قلیص اور شناتر دونوں اچانک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے قلیص نے آگے بڑھتے ہوئے پیچھے سے حبیب کا لباس پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ "میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ اس کوٹھڑی میں مت جانا لیکن تم باز نہیں آئے۔ لگتا ہے تم پٹے بغیر رکو گے نہیں۔"

حبیب نے اس کی طرف دیکھا نہیں اچانک وہ اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت میں لایا اور اپنا دایاں ہاتھ الٹا قلیص کے منہ پر اس زور اور قوت سے مارا کہ قلیص بل کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔

اس موقع پر شناتر نے آگے بڑھتے ہوئے حبیب پر ضرب لگانا چاہی پر اتنی دیر تک حبیب مڑ چکا تھا اور پھر زور دار مکا جو اس نے شناتر کی گردن پر مارا تو شناتر بھی اچھلتا ہوا قلیص کے قریب جا گرا تھا۔ اس موقع پر سعید اور علی بھی ان دونوں سے ٹکرانے کے لیے جب آگے بڑھے تو ہاتھ کے اشارے سے حبیب نے ان دونوں کو روک دیا پھر وہ اکیلا آگے بڑھا۔

اس کے بعد اس نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ دونوں کو اس نے ایسا مارنا شروع کیا جیسے کوئی آہن گر کسی تپتے سرخ لوہے کو اپنی مرضی کے مطابق شکل دینا چاہتا ہو کافی دیر تک وہ انہیں پیٹتا رہا پھر دونوں کی گردنیں اس نے اپنے دائیں بائیں ہاتھ میں ناپیں ایک دو بار دونوں کے سر ٹکرائے پھر اس قوت کے ساتھ دونوں کو اس نے زندان کی دیوار پر دے مارا کہ دونوں بے سدھ ہو کر گر گئے تھے۔

زندان کے کافی قیدی وہاں جمع ہو گئے تھے۔ وہ سارا منظر بڑی بے چینی اور حیرت سے دیکھ رہے تھے اس لیے کہ قلیص اور شناتر زندان کے اندر ان کے لیے ناقابل شکست خیال کیے جاتے تھے۔ حبیب کے ہاتھوں انہیں پٹتے دیکھ کر وہ عجیب سے لر رہے تھے۔ عین اس موقع پر زندان کا داروغہ ایک طرف سے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

اپنے محافظوں کے ساتھ آیا اس نے جب قلیص اور شناتر کو خون میں لت پت دیوار کے پاس پڑے دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ اتنی دیر تک ایک قیدی اس کے قریب آیا اور داروغہ کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"مالک یہ جو قیدی سامنے کھڑا ہے جس کا نام حبیب ہے اس اکیلے نے قلیص اور شناتر کو مار مار کر ادھ موا کر دیا ہے۔ دراصل قلیص اور شناتر نے اس شہ نشین پر قبضہ کر لیا تھا جس پر یہ حبیب بیٹھتا تھا۔ شہ نشین سے پلٹ کر یہ اپنی کوٹھڑی میں داخل ہونے لگا تو قلیص اور شناتر نے اسے اس کوٹھڑی میں بھی داخل نہیں ہونے دیا اس پر حبیب' شناتر اور قلیص کے ساتھ الجھ پڑا اور دونوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔"

قیدی کی اس گفتگو پر زندان کا داروغہ کچھ کہنا بھی چاہتا تھا کہ اچانک وہ چونک پڑا اس لیے کہ چند محافظوں کے ساتھ ایک شخص قریب آیا تھا اس کے قریب آنے پر بہترین انداز میں داروغہ نے اسے تعظیم دی۔ پھر جس قیدی نے حبیب کی تعریف کی تھی وہ حبیب کے قریب آیا اور حبیب' سعید اور علی کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"یہ جو نیا شخص زندان میں آیا ہے یہ ہمارے بادشاہ حارث کا بیٹا مالک بن حارث اور مملکت کا ولی عہد ہے۔"

داروغہ آگے بڑھا اور جو کچھ زندان میں پیش آیا تھا اس قیدی کے کہنے کے مطابق اپنے بادشاہ کے بیٹے مالک بن حارث سے کہہ دیا تھا۔

مالک بن حارث تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں حبیب کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے کن سرزمینوں سے تیرا تعلق ہے اس زندان میں تو کیسے آیا پر میں تجھے شمشاد و چنار جیسا تناور دیکھتا ہوں۔ اس غصے کی حالت میں تو مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے نیلے سمندر میں بھنور بھنور باہیں پھیلائے موت آوازیں دیتی ہے' تو مجھے بھی مسافتوں کا مذاق اڑاتے' ستاروں جیسا پرعزم اور منجمد ٹھہرے سے پیکر آبشاروں کے اندر رفیق آتش بن کر گھس جانے والے طوفانوں سا لگتا ہے۔

دل کہتا ہے کہ تیرے جیسے جوان ہی اپنی طوفان زقند میں تمدن پر کمند ڈالتے ہیں۔ تیرے چہرے پر پھیلی سورج کی شنگرفی روشنی' تیری آنکھوں میں فضا کی طرح جوش مارتی چمک مجھے اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ تو ہی وہ نوجوان ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے اور تو ہی وہ ہے جو جنون و جہل کے طوفانوں میں عظمت و عزم' جرات اور بے باکی کا پیکر بن کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ جس کام کے لیے ہم تیرا انتخاب کرنے جا رہے ہیں اگر تو کامیاب رہا تو میرا دل کہتا ہے ہماری مدنیت کی جلوہ گاہوں میں سر آئینہ اور پس آئینہ بس تیرے ہی عکس ہوں گے۔"

کچھ دیر غور سے حبیب کو دیکھنے کے بعد مالک بن حارث آگے بڑھا پرجوش انداز میں اس نے حبیب' سعید اور علی سے مصافحہ کیا پھر حبیب کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

"تو مجھے ایک بے مثل نوجوان لگتا ہے۔ میرے باپ نے زندان کے داراوغہ کو ایک ایسے جوان کا انتخاب کرنے کے لیے کہا تھا جو ایک مشکل اور دشوار طلب مہم کو سر کر سکے' ہمارے ذہن میں اس قیدی کا نام تھا جسے مار مار کر تو نے لہولہان کر دیا ہے ہم اس کا انتخاب کرنا چاہتے تھے پر لگتا ہے قدرت کو ایسا منظور نہیں میرا جی کہتا ہے جو کام ہم مار کھانے والے قیدی سے لینا چاہتے تھے وہ کام دونوں جہاں کا ناظم تم سے لینے کا عزم کر چکا ہے۔ مجھے تیرا نام حبیب اور تیرے دونوں ساتھیوں کے نام سعید اور علی بتائے گئے ہیں تم تینوں میرے ساتھ آؤ میں تم تینوں کو اپنے باپ کے پاس لے کر جاؤں گا پھر وہ تمہیں اس مہم کی تفصیل بتائے گا۔ جس کے لیے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے پہلے یہ بتاؤ تم زندان میں کس طرح آئے؟"

اس پر حبیب حارث بن مالک کے ذرا قریب ہوا اور اس کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"دراصل ہم رقیم شہر کے نواح میں ایک نخلستان کے رہنے والے ہیں اپنے باغات کی کھجوریں بیچنے شہر آئے تھے۔ سودے کے لین دین کے سلسلے میں شہر کے ناظم اور کوتوال کے آدمیوں سے ہمارا جھگڑا ہوگیا جس پر کوتوال نے بغیر کسی جرم کے ہمیں

www.pdfbooksfree.pk

زندان میں بند کر دیا۔ ہم تینوں بھائی ایک ماہ سے زندان میں پڑے ہوئے ہیں اور کولہو کی مشقت میں مبتلا ہیں۔ ہمارے ماں باپ ہماری گمشدگی پر بڑے پریشان ہوں گے۔ اس لیے کہ انہیں خبر نہیں ہم زندان میں ہیں۔ یہ دونوں میرے ماموں زاد ہیں۔"

اس موقع پر مالک بن حارث کا چہرہ اچانک سنجیدہ ہو گیا پھر اپنے پہلو میں کھڑے ایک مسلح جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "ابھی اور اسی وقت جاؤ اور شہر کے ناظم اور کوتوال سے کہو کہ اسے فی الفور قصر میں بلایا گیا ہے۔" وہ محافظ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد حارث بن مالک نے حبیب کو مخاطب کیا۔

"تم تینوں میرے ساتھ آؤ۔" اس کے ساتھ ہی مالک بن حارث مڑا اور چل دیا۔ حبیب، سعید اور علی اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے تھے۔

○

نبطیوں کی عظیم الشان سلطنت کا بادشاہ حارث رابع اپنے مرکزی شہر رقیم کے قصر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام خلدو، جو اس کے دائیں جانب بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسری کا نام شقیلہ، جو اس کے بائیں جانب نشست سنبھالے ہوئے تھی۔ خلدو کے بطن سے حارث کا ایک بیٹا مالک بن حارث تھا جو سلطنت کا ولی عہد تھا اور دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی بیٹی کا نام عریب تھا جو یروشلم کے بادشاہ ہیرو دیس کی بیوی تھی۔ چھوٹی بیٹی کا نام حویلہ تھا۔ جس کی شادی ابھی نہ ہوئی تھی اور وہ اپنی ماں خلدو کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی۔ بادشاہ حارث رابع کے ایک طرف اس کا بیٹا مالک بن حارث تھا جو اس کا ولی عہد تھا دوسری جانب اس کی دوسری بیوی شقیلہ کا اکلوتا بیٹا زبال تھا۔ حارث کے سامنے اس کا سب سے بڑا وزیر سیلاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کے مشیر اور سالار اپنی نشستوں پر جگہ سنبھالے ہوئے تھے۔

نبطیوں کی سلطنت عربوں کے اندر ایک عظیم الشان سلطنت خیال کی جاتی ہے۔ اسلام کے ظہور اور شمالی جانب توسیع سے پیشتر ارض شام کے حواشی پر تین بڑی بڑی عرب ریاستیں اور بادشاہتیں وجود میں آئیں اور بگڑ گئیں۔ جنوب میں **نبطیوں** کی سلطنت تھی۔ شمال میں ترم کی حکومت اور ان دونوں کے درمیان غسانیوں کی عظیم الشان ریاست تھی۔ یہ تینوں ریاستیں ایک دوسرے کے بعد ظہور میں آئیں اور بعض خصوصیتیں تینوں میں مشترک تھیں۔

یہ خانہ بدوشوں یا صحرا نورد عرب قبیلوں کو حضری بنا لینے کے باعث وجود میں آئیں اور ان کی خوشحالی تجارت پر موقوف تھی۔ جس کے قافلے ان ریاستوں میں آتے جاتے تھے۔ ان میں ہر ریاست کم از کم کچھ مدت کے لیے وقت کی دو عظیم

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

الشان سلطنت یعنی روما اور ایران سے بھی وابستہ رہی۔

نبطی پہلے پہل چھٹی صدی قبل مسیحی کے اوائل میں بدو قبیلوں کی حیثیت میں نمودار ہوئے۔ ان کا وطن وہ صحرائی علاقہ تھا جو آج کے شرق اردن کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ سرزمین تیرہویں قبل مسیحی سے مختلف چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں کا مرکز تھی۔ ادوم اور دوآب۔ جنوب میں عمون اور جلعاد شمال میں یہ سب کنعانی اور آرامی عرب تھے۔

تیرہویں صدی قبل مسیح سے پیشتر ادوم اور دوآب میں کوئی نہیں رہتا تھا۔ ان کی تاریخ انیسویں صدی قبل مسیح تک خالی چلی آتی ہے۔ کم از کم آثار قدیمہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ تیئیسویں صدی قبل مسیح سے انیسویں صدی قبل مسیح تک ان علاقوں میں گھنی آبادی رہی پھر صحرا کی جانب سے حملے شروع ہوئے اور بظاہر انہی حملوں کی وجہ سے یہ علاقے تباہ و برباد ہوگئے۔

یہودیوں کی جنگی قوت اور مذہب بھی ان سرزمینوں میں پہنچے مگر حق یہ ہے کہ یہودی کا توحیدی مذہب کسی بڑی قوت کی صورت میں دریائے اردن کے پار نہ پہنچ سکا اور نہ اس کے جنوب کی جانب جا سکا۔ یہی لوگ آگے چل کر نبطیوں کے ماتحت رہے۔ نبطی دراصل تین اقوام کا مجموعہ خیال کیے جاتے ہیں۔ ایک ثمودی دوسرے نبطی اور تیسرے بنو لحیان جو شمالی حجاز کے رہنے والے تھے۔

چوتھی صدی قبل مسیح سے پیشتر نبطی خانہ بدوش تھے۔ وہ خیموں میں رہتے تھے۔ عربی بولتے تھے۔ شراب سے سخت پرہیز کرتے تھے اور کھیتی باڑی سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ آئندہ صدی میں انہوں نے گلہ بانی ترک کر دی اور حضری زندگی اختیار کرکے تجارت میں مشغول ہوگئے۔ دوسری صدی کے اختتام تک وہ ایک ایسے معاشرے کی شکل میں اعلیٰ پیمانے پر منظم ہو چکے تھے جو حضارت کے لحاظ سے بہت آگے بڑھ چکا تھا اور بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

دنیا کی بیشتر اقوام کی طرح نبطی بھی گلہ بانی سے پہلے کاشتکار بنے پھر انہوں نے تجارت اختیار کرلی۔ جس سرزمین میں وہ رہتے تھے اگرچہ اس کے وسائل ناکافی تھے

لیکن اس کا موقع محل ایسا تھا جہاں سے تجارتی قافلے برابر آتے جاتے رہتے تھے۔ اس طرح طبعی قلت کی تلافی ہوتی رہی۔

نبطیوں کا مرکزی شہر جسے رقیم کہا جاتا ہے یونان میں اسے پیٹرا کا نام دیا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں صخرہ یعنی چٹان کے ہیں۔ عبرانی میں اسے سلع کہا گیا اور عربی میں اس شہر کو رقیم کہہ کر پکارا گیا۔ آج کل بھی وادی موسیٰ میں نبطیوں کے ایک محل کے آثار باقی ہیں۔ یہ محل ام البیارہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اپنے دارالحکومت سے نبطیوں نے دائرہ اقتدار پھیلانا شروع کیا اور ان کی نوآبادیاں پاس کے شمالی خطوں میں قائم ہوگئیں۔

ادومیوں اور دوآبیوں کے جو پرانے شہر تباہ ہو چکے تھے نبطیوں نے انہیں پھر آباد کر لیا نیز تجارتی قافلوں کی تجارت کے لیے نئی چوکیاں بنوائی گئیں اور معدنی وسائل کی تفتیش کے لیے نئے مرکز قائم کیے۔ دریائے اردن اور حجاز کے درمیان صرف رقیم ایسا شہر تھا جہاں صاف پانی ملتا تھا۔ علاوہ بریں شہر کو تین طرف سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا کیونکہ اس طرف ناقابل تسخیر چٹانیں تھیں یعنی مشرق، مغرب اور جنوب سے یہ شہر بالکل محفوظ تھا۔

چوتھی صدی کے اختتام سے پیٹرا تجارتی راستے کا کلیدی مقام بن گیا تھا اور اسے جنوبی عرب کے بخور پیدا کرنے والے علاقوں شمال کے بخور خریدنے والے علاقوں کے درمیان اتصالی کڑی کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ چار تجارتی راستے پیٹرا یعنی رقیم شہر کے پاس آکر ملتے تھے۔

ایک وہ شاہراہ جو مغربی جانب غزہ کی بندرگاہ کی طرف جاتی تھی، دوسرا وہ راستہ جو شمالی جانب بصرہ اور دمشق کی طرف چلا گیا تھا، تیسرا وہ راستہ جو بحرہ قلزم کی مشہور و معروف بندرگاہ ایلہ کی طرف جاتا تھا اور چوتھی وہ بڑی شاہراہ جو خلیج فارس کی طرف جاتے ہوئے صحرا میں سے گزرتی تھی۔ ان چاروں راستوں کے لیے اونٹوں کے قافلے رقیم شہر میں مہیا ہوتے تھے۔

[illegible] کی تاریخ میں سب سے پہلا قابل ذکر حادثہ تین سو بارہ قبل مسیح میں

www.pdfbooksfree.pk

پیش آیا جب سکندر یونانی کے جانشین اینٹی گونس کے ماتحت شام سے دو مرتبہ **نبطیوں** پر حملہ کیا گیا اور دونوں مرتبہ **نبطیوں** نے یونانیوں کو بدترین شکست دیتے ہوئے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح **نبطی** جو اپنے دارالحکومت رقیم یعنی پیٹرا میں پرسکون اور گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے یونانیوں کو پے درپے شکست دینے کے بعد تاریخ کے صفحے پر ایک عظیم الشان قوم کی حیثیت سے نمودار ہوئے۔

نبطی بادشاہوں کی فہرست میں سب سے پہلا نام حارث اول کا آتا ہے۔ حارث ان یہودیوں کا معاصر تھا جنہوں نے یروشلم میں مکالی خاندان کی حکومت کی بنیاد رکھی تھی۔ یہی حارث اول **نبطیوں** کی قوت کا اصل بانی تھا۔ یہودی منظم ہو کر بار بار **نبطیوں** پر حملہ آور ہوتے رہے اور بار بار اس حارث نے ان یہودیوں کو شکست دی۔ کئی بار اس نے یروشلم شہر کا محاصرہ بھی کر لیا۔ حارث اول رومنوں کے شہنشاہ جولیس سیزر کا ہم عصر تھا۔ حارث کے بعد اس کا بیٹا **مالک نبطیوں** کا بادشاہ بنا۔ مالک کے بعد اس کا بیٹا عبید **نبطیوں** کی عظیم الشان سلطنت پر حکومت کرتا رہا۔ یہ رومن شہنشاہ آگسٹس کا ہم عصر تھا۔ اس عبید کے بعد اس کا بیٹا حارث رابع **نبطیوں** کی عظیم الشان سلطنت کا بادشاہ بنا۔

نبطیوں کی سلطنت جن حدود پر مشتمل تھی وہ درحقیقت تین قدیم ممالک کا مجموعہ تھا۔ پہلا ثمود کا ملک' جسے وادی القریٰ بھی کہا گیا ہے اور جس کا دارالحکومت کسی زمانے میں الحجر ہوا کرتا تھا۔ اس پر بھی **نبطی** قابض تھے۔ دوسری مدین کی سرزمین جس پر کبھی شعیب علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا اور اس کا مرکزی شہر مدین تھا۔ اس پر بھی **نبطی** حکمران تھے اور تیسرا ادومیوں کی سلطنت جس کا سب سے بڑا اور مرکزی شہر رقیم یعنی پیٹرا تھا۔ یعنی پیٹرا یعنی رقیم اس وقت **نبطیوں** کا مرکزی شہر تھا اور اس مرکزی شہر کے قصر میں **نبطیوں** کا بادشاہ حارث رابع اپنی بیویوں' بیٹوں' بیٹی اور وزیر اور سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سامنے حبیب' سعید اور علی تینوں کو پیش کیا گیا۔

جب تینوں حارث کے سامنے آن کھڑے ہوئے تب حارث کے پہلو میں بیٹھے

اس کے ولی عہد اور بیٹے مالک بن حارث نے تھوڑی تک اپنے باپ کے ساتھ کھسر پھسر کی۔ اس دوران حارث کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلتی رہی۔ پھر مالک نے جب اپنا چہرہ پیچھے ہٹا لیا تو ایک گہری نگاہ حارث نے حبیب پر ڈالی۔ اس کے بعد اسے مخاطب کرتے ہوئے وہ بول اٹھا۔

"تمہاری آمد سے قبل میرا بیٹا مالک تم تینوں سے متعلق مجھے تفصیل کے ساتھ بتا چکا ہے۔ اس وقت مجھے یہ بتا رہا تھا کہ تم میں سے حبیب کون ہے' سعید اور علی کون ہیں؟"

حارث کچھ دیر کے لیے رکا کچھ سوچا اس کے بعد دوبارہ اس نے حبیب کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

"سن حبیب بن عثمان میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں اگر تم اس کام کی تکمیل کر دو تو میری سلطنت میں میرے اور میرے بیٹے مالک بن حارث کے بعد سب سے زیادہ تمہاری عزت اور توقیر ہوگی جس کام کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے یہ کام میں اس سے قبل زندان کے ایک قیدی قلیص اور اس کے ساتھی شناتر سے لینا چاہتا تھا میں نے اپنے بیٹے مالک کو داروغہ کے ساتھ زندان کی طرف روانہ کیا تھا تاکہ وہ قلیص اور شناتر دونوں کو بلا کر لائے اور میں انہیں اس مہم پر مقرر کروں لیکن جب یہ دونوں زندان میں گئے تو تم اکیلے نے قلیص اور شناتر کو خوب مار کر ادھ موا کر دیا جس کی بنا پر ان دونوں کے بجائے اب اس مہم کے لیے تمہارا انتخاب کیا جا رہا ہے اس لیے کہ تم قلیص اور شناتر دونوں سے زیادہ طاقتور' جنگجو' دلیر اور شجاع ثابت ہوئے ہو۔" اب کہو جو مہم میں تمہیں سونپوں گا کیا تم اس مہم کو سر کرنے کے لیے تیار ہو۔

حبیب بن عثمان نے چند ثانیوں تک گردن جھکائے رکھی کچھ سوچتا رہا پھر اس نے سوالیہ سے انداز میں اپنے ماموں زاد سعید اور علی کی طرف دیکھا۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ ہوا اس کے بعد حبیب بن عثمان نے **نبطیوں** کے بادشاہ حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

www.pdfbooksfree.pk

"اے بادشاہ پہلے آپ مجھے اس مہم اور کام کی نوعیت بتائیں جو آپ مجھے سونپنا چاہتے ہیں اس کے بعد میں اپنے ردعمل کا اظہار کروں گا۔ حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر حارث کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

"عثمان کے بیٹے میں پہلے تمہیں اپنے خاندان کے متعلق تفصیل بتا دوں۔ میری دو بیویاں ہیں جو میرے دائیں بائیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ ایک سے میرا بیٹا مالک بن حارث اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی جس کا نام حویلد ہے میرے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ دوسری بیٹی اس سے بڑی ہے جس کا نام عریب ہے جو یروشلم کے شہنشاہ ہیرو دیس کی بیوی ہے۔ میرے دوسرے بیٹے کا نام زبال بن حارث ہے یہ میری دوسری بیوی سے ہے۔ جو مہم میں تمہیں سونپنا چاہتا ہوں اس کی ابتداء یروشلم شہر سے ہو گی۔ اگر اس کی انتہا تم نے رقیم شہر تک کامیابی سے کر دی تو میری سلطنت میں میرے اور مالک کے بعد سب سے زیادہ تمہاری عزت ہو گی۔

قصہ کچھ یوں ہے کہ یروشلم میں ایک لڑکی ہے نام اس کا اوزال ہے جو قاصد میرے پاس ساری تفصیل لے کر آیا ہے اس قاصد کا کہنا ہے کہ اس لڑکی جیسی خوبصورت لڑکی روئے زمین پر نہ ہو گی۔ وہ مانی ہوئی رقاصہ اور مغنیہ ہے۔ قاصد کا کہنا ہے کہ جب وہ رقص کرتی ہے تو دلوں کی دھڑکن کو ابتر کر دیتی ہے۔ جب گاتی ہے تو دلوں کے اندر ایک انوکھا اور نیا سا وجدان برپا کر کے رکھ دیتی ہے۔ میں نے اس لڑکی کو دیکھا نہیں ہوا۔ جو کچھ قاصد نے مجھ سے کہا وہ میں کہہ رہا ہوں۔ مذہب کے لحاظ سے وہ لڑکی صابی ہے۔ میری بڑی بیٹی جس کا نام عریب ہے اور جو یروشلم کے بادشاہ ہیرو دیس کی بیوی ہے اس نے اوزال نام کی اس حسین اور خوبصورت لڑکی کو اپنی بہن بنا رکھا ہے اسی بنا پر اب میری دو بیٹیاں نہیں تین ہیں۔ حویلد عریب اور وہ خوبرو لڑکی جس کا نام میں تم سے اوزال کہہ چکا ہوں۔

وہ رقص کرنے والی لڑکی جس کا نام اوزال ہے ایک انتہائی شریف خاندان سے تعلق رکھتی ہے ان کے ہاں رقص کرنا اور گانا گانا کوئی عیب نہیں ہے۔ ایسا ہوا کہ

دمشق کا بادشاہ داماد حداد بن حداد یروشلم گیا اس حداد بن حداد کے تعلقات یروشلم کے بادشاہ اور میرے ہیرو دیس کے ساتھ بڑے عمدہ' بڑے دوستانہ اور برادرانہ ہیں۔ گو یہ حداد بن حداد میرے خلاف ہے۔ اس مخالفت کی وجہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے جو مہم میں تمہیں سونپنا چاہتا ہوں اس کی تفصیل سن لو۔

"دمشق کا بادشاہ حداد بن حداد جب یروشلم گیا تو ہیرو دیس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ ایک دن اس کے لئے ایک محفل اور مجلس برپا کی گئی جس میں یروشلم کے امراء اور سلطنت کے اراکین جمع ہوئے اس محفل میں یروشلم کے بادشاہ ہیرو دیس کے کہنے پر اوزال نے رقص کیا اور گانا بھی گایا آنے والے قاصد کا کہنا ہے کہ دمشق کا بادشاہ حداد بن حداد اوزال کو دیکھتے ہی اس کی خوبصورتی اس کی جسمانی ساخت کی وجہ سے اس پر فریفتہ ہو چکا تھا لیکن جب اس نے اوزال کا رقص دیکھا اور گانا سنا تو یوں جانو وہ دیوانگی کی حد تک اوزال کو چاہنے لگا اور مجلس کے اندر بیٹھے ہی بیٹھے اس نے ہیرو دیس سے یہ فرمائش کی کہ اوزال کو اس کے حرم میں داخل کیا جائے۔"

ہیرو دیس نے حداد بن حداد کی اس خواہش کا احترام کیا اور یہ طے پایا کہ اگلے روز سارے شاہی لوازمات کو سامنے رکھتے ہوئے اوزال کو حداد بن حداد سے بیاہ دیا جائے گا لیکن اوزال نے اس پیشکش کو ناپسند کیا۔ وہ دمشق کے بادشاہ کے حرم میں داخل نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اپنے خیالات کا اظہار اس نے میری بیٹی عریب سے کیا۔ عریب نے اسے اپنے کچھ جاننے والوں سے مل کر روپوش کر دیا۔ وہ جاننے والے کون ہیں ان سب کی تفصیل تمہیں یروشلم جا کر ملے گی جو قاصد میری بیٹی کے ساتھ یہاں آیا ہے وہ تمہارے ساتھ جائے گا اور تمہاری رہنمائی کرے گا۔

جب میری بیٹی عریب نے اوزال کو روپوش کر دیا تو یروشلم کے بادشاہ ہیرو دیس کو بڑی فکر لاحق ہوئی۔ وہ دمشق کے بادشاہ حداد بن حداد کا دل جیتنا چاہتا تھا۔ وہ ہر صورت میں اوزال کو اس کے حرم میں داخل کرنا چاہتا تھا لہٰذا اوزال کی تلاش شروع ہو گئی۔ اس کے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں سے پوچھا گیا۔ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر ان پر سختی شروع ہوئی جب وہ نہ مانے تب اس کے ماں باپ اور لواحقین

www.pdfbooksfree.pk

کو قتل کر دیا گیا۔ دمشق کا بادشاہ حداد بن حداد واپس دمشق چلا گیا اور جاتے ہوئے ہیرو دیس کو کہہ گیا کہ جب بھی اوزال ملے اسے دمشق روانہ کر دیا جائے۔ اب ہیرو دیس اوزال کی تلاش میں ہے اس نے یروشلم سے دوسرے علاقوں میں جانے والے راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی ہے تاکہ اوزال یروشلم سے بھاگنے نہ پائے۔ میں تمہارے ذمے یہ کام لگانے جا رہا ہے کہ تم اوزال کو یروشلم سے نکال کر یہاں رقیم میں لاؤ۔ اوزال کو یروشلم سے نکالنے کے لیے کچھ لوگ تمہاری مدد بھی کریں گے۔ وہ لوگ کون ہیں یہ جو قاصد یہاں آیا ہے یہ سب کچھ تمہیں وہاں جا کر بتا دے گا۔

اب اس داستان کا دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ کچھ اس طرح کہ ہیرو دیس میں ہے وہ اسے ڈھونڈ کر دمشق روانہ کرنا چاہتا ہے تاکہ دمشق کے بادشاہ حداد بن حداد کی خوشنودی حاصل کر لے۔ یروشلم میں ایک اور قوت بھی اوزال کے خلاف ہے جو اوزال کو ختم کرنے کے در پے ہے اور یہ قوت یروشلم کے بادشاہ ہیرو دیس کی بھتیجی' ہیرودیا ہے۔ ہیرودیا جہاں حسین و جوان ہے وہاں ماہر رقاصہ بھی ہے۔ اب یروشلم میں چونکہ یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ اوزال ہیرودیا سے زیادہ خوبصورت بھی ہے اوراس سے اچھا رقص کرنے کے ساتھ ساتھ اچھا گاتی بھی ہے۔ لہٰذا ہیرو دیس کی بھتیجی ہیرودیا اوزال کی بدترین دشمن ہو چکی ہے۔ اس نے بھی اپنے کچھ آدمی اوزال کی تلاش میں مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ چاہتی ہے کہ جونہی اوزال ملے اسے قتل کر دیا جائے تاکہ کوئی یروشلم کے اندر یہ نہ کہہ سکے کہ یروشلم کی ساحرہ یعنی اوزال اس سے زیادہ خوبصورت ہے اور اس سے اچھا رقص کرتی ہے۔

یہ ہے وہ مہم جس پر میں تمہیں مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے کامیابی کے ساتھ اس مہم کو انجام تک پہنچایا تو میں پہلے ہی تمہیں کہہ چکا ہوں کہ میرے اور میرے بیٹے مالک کے بعد اس سلطنت میں تمہاری حیثیت سب سے اعلیٰ اور ارفع ہو گی نہ تم صرف یہ کہ تم کو میرے لشکر کے ایک عمدہ سالار ہو گے بلکہ میں تمہیں اپنے شہروں کا ناظم بھی مقرر کروں گا تاکہ تم شہروں کا نظم و نسق درست رکھو۔ ایسا کرنے کی ایک وجہ بھی ہے اور وہ وجہ بھی میں تمہیں بتاتا ہوں۔

گفتگو کے شروع میں' میں نے تمہیں بتایا تھا تاکہ دمشق کا بادشاہ حداد بن حداد میرے خلاف ہے کیوں خلاف ہے۔ اس کی تفصیل سنو۔ "برابا نام کا ایک ڈاکو ہے (برابا نام کا یہ وہی ڈاکو تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے ساتھ زندان میں بھی رہا) اس برابا نے اپنے لشکر تیار کر رکھے ہیں اور یہ ہماری اور یروشلم کی سلطنت پر اکثر و بیشتر شب خون مارتا رہتا ہے۔ دمشق کا بادشاہ حداد بن حداد اس کی پشت پناہی کرتا ہے۔ اسے تربیت یافتہ جنگجو مہیا کرتا ہے۔ اس لیے کہ برابا مختلف علاقوں میں لوٹ مار کر کے جو مال و دولت حاصل کرتا ہے اس کا ایک حصہ حداد بن حداد کو بھی دیتا ہے۔ برابا چونکہ ہمارے شہروں اور قصبوں پر بھی حملہ آور ہوتا رہتا ہے لہٰذا اس کی راہ روکنے اور اس کام کو بھی کرنے کے لیے میں تمہیں مقرر کروں گا۔ تمہاری حیثیت سارے شہروں کے ناظم اعلیٰ جیسی ہو گی۔ مجھے امید ہے کہ تم برابا کے سامنے امن اور آشتی کا بند باندھنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب کہو تمہارا کیا رد عمل ہے میں نے اس مہم کی تفصیل تم سے کہہ دی ہے جس پر میں تمہیں روانہ کرنا چاہتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان نے کچھ سوچا اپنے ماموں زاد سعید اور علی سے بھی مشورہ کیا۔ کچھ کہنے سے پہلے اپنے موٹے بھدے لباس کو درست کیا جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے پھر اس نے نبطیوں کے بادشاہ حارث کو مخاطب کیا۔

"اے بادشاہ ہم لگ بھگ کئی ہفتوں سے زندان میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ میرے لباس کی حالت دیکھیں کولہو چلاتے چلاتے یہ جگہ جگہ سے پھٹ چکا ہے اور اس پر ان گنت پیوند لگے ہوئے ہیں۔ ہم تینوں بھائی سوداگری کی غرض سے رقیم شہر میں داخل ہوئے تھے لیکن رقیم شہر کے ناظم کی وجہ سے زندان میں پہنچ گئے۔ اس مہم پر روانہ ہونے سے پہلے میں اپنے دونوں ماموں زاد بھائیوں کے ساتھ اپنے گھر جا کر اپنے ماں باپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں اس مہم پر روانہ ہونے کے لیے تیار ہوں۔"

نبطیوں کا بادشاہ حارث یہ جواب سن کر خوش ہو گیا تھا۔ سر جھکا کر اس نے کچھ سوچا اس کے بعد قصر کے کمرے میں پھر اس کی آواز گونج گئی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"حبیب بن عثمان اس مہم پر تم اکیلے روانہ ہو گے۔ تمہاری کامیابی کے بعد نہ صرف تمہیں لشکر میں ایک اعلیٰ سالار کی حیثیت دی جائے گی بلکہ تمہارے دونوں ماموں زاد بھائیوں کو بھی لشکر میں اعلیٰ عہدوں پر مقرر کیا جائے گا۔ اب تم رکو تمہاری آمد سے پہلے میں نے شہر کے ناظم اور کوتوال کو بلا رکھا ہے۔ میں اسے قصر میں بلاتا ہوں اس بات کی جواب دہی ہوگی کہ اس نے تمہیں زندان میں کیوں بند کیا۔"

پھر حارث نے اپنے داروغہ کو طلب کیا۔ داروغہ جب اس کے سامنے آیا تو اس نے شہر کے ناظم اور کوتوال کو بلانے کے لیے کہا۔ تھوڑی دیر بعد رقیم شہر کا کوتوال حارث کے سامنے آیا۔ حارث کو تعظیم دی اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا کوتوال کو مخاطب کرتے ہوئے حارث کہنے لگا۔

"ذوجدان ذرا ان تینوں نوجوانوں کی طرف دیکھو کیا تم انہیں جانتے ہو۔"

کوتوال جس کا نام ذوجدان تھا تھوڑی دیر تک حبیب' سعید اور علی کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"آقا میں ان تینوں کو جانتا ہوں ان تینوں کو میں نے ایک جرم سرزد ہونے کی بناء پر زندان میں بند کیا تھا۔"

تھوڑی دیر تک حارث اور اس کے بیٹے مالک نے تیز نگاہوں سے ذوجدان کی طرف دیکھا اس کے بعد حارث نے حبیب کو مخاطب کیا۔

"حبیب وہ تفصیل بتاؤ جس کے تحت تم زندان پہنچے۔" حبیب مسکرایا پھر وہ کہہ رہا تھا۔"

"اے بادشاہ میں اور میرے دونوں بھائی اپنے باغات کی کھجوریں لے کر رقیم شہر میں داخل ہوئے اس وقت اور بہت سے کھجوروں کے سوداگروں نے اس منڈی میں داخل ہونا چاہا تو اس کوتوال نے ہمیں روک دیا اس لیے کہ اس کے کچھ جاننے والے بھی کھجوریں لے کر آئے ہوئے تھے لہٰذا اس نے پہلے انہیں منڈی میں داخل کیا۔ ہمیں روک دیا ہم نے احتجاج کیا اس پر اس کے جاننے والوں اور ہمارے درمیان تکرار ہوئی۔ کوتوال نے ان کا ساتھ دیا جب بات زیادہ بڑھی تو اس کوتوال نے ہمارا

مال بھی ضبط کر لیا اور ہم تینوں کو اس نے زندان میں ڈال لیا۔ یہ ہے ہمارا جرم جس کی سزا کوتوال نے ہمیں دی اور ایک ماہ تک ہم سے کولہو پر مشقت لیتا رہا۔"

حارث اور اس کے بیٹے مالک کا چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا پھر حارث نے کوتوال کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ذوجدان جو کچھ اس جوان نے کہا ہے کیا یہ درست ہے؟ جھوٹ مت کہنا اگر تمہارا جھوٹ ثابت ہو گیا تو یاد رکھنا میں تمہاری گردن اڑا دینے کا حکم جاری کرتے ہوئے کوئی دیر نہیں کروں گا۔ کوتوال منہ سے تو کچھ نہ بولا اس نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ حارث کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ اس نے داروغہ کی مخاطب کیا تھا۔"

"اس کوتوال کو زندان میں لے جاؤ جو مشقت ان تینوں بھائیوں سے لی جاتی رہی ہے وہی مشقت لگاتار ایک ماہ تک اس کوتوال سے لی جائے۔ اس کے بعد اس کو موجودہ عہدے پر بحال رکھا جائے گا اگر پھر اس نے آئندہ ایسی کوئی غلطی کی تو اسے نہ صرف اس کے عہدے سے ہٹا دیا جائے گا بلکہ اسے وہ سزا دی جائے گی جو دوسروں کے لئے عبرت اور درس آمیز ہو گی۔"

اس موقع پر حبیب نے فوراً حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے بادشاہ اس ذوجدان کو زندان کی طرف بھیجنے سے پہلے اس سے یہ پوچھا جائے کہ اس نے ہم تینوں کے گھوڑے اور اونٹ کہاں رکھے ہوئے ہیں۔ میرے گھوڑے کے ساتھ میرا ایک کتا بھی ہے جو بڑا وفادار ہے۔"

حارث نے قہقہہ لگایا پھر کہا حبیب تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم تمہیں اعلیٰ سے اعلیٰ نسل کا گھوڑا مہیا کریں گے۔ حبیب نے فوراً نفی میں گردن ہلائی اور حارث کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے پاس گھوڑوں کی کمی نہیں ہے لیکن جس گھوڑے کی میں بات کر رہا ہوں وہ بچپن سے میرا سدھایا ہوا ہے میرے اشاروں پر کام کرتا ہے میرے گھوڑے کے ساتھ جو کتا ہے وہ بھی میرا سدھایا ہوا ہے مجھے وہ میرا گھوڑا اور کتا ملنا چاہئے۔ میرے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

بھائی علی اور سعید کے جو گھوڑے ہیں وہ بھی سدھائے ہوئے ہیں۔ ان گھوڑوں کے ساتھ ہمارے دو اونٹ ہیں جن پر ہم کھجوریں لائے تھے وہ اونٹ بھی ہمیں دیئے جائیں۔ اگر کھجوروں کی قیمت نہ بھی ملی تو کوئی بات نہیں۔"

حارث پہلے سے بھی زیادہ برہم ہو گیا اور ذوجدان کو مخاطب کیا۔

"ذوجدان ان تینوں بھائیوں کے گھوڑے اور ان کا جو کتا ہے وہ تم نے جہاں بھی رکھے ہوئے ہیں لے کر آؤ۔ ان کے دونوں اونٹ بھی لاؤ اور داروغہ کے ساتھ جاؤ اور یہ کام فی الفور کرو اور واپس آؤ۔ اس کے ساتھ ہی ذوجدان بڑھا اور داروغہ کے ساتھ نکل گیا تھا۔" داروغہ کے جانے کے بعد حارث نے ایک بار حبیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"حبیب کیا میں یہ سمجھ لوں کہ جس مہم پر تمہیں مقرر کیا جا رہا ہے اس کے لیے تم دل و جان سے تیار ہوئے ہو کہیں ایسا تو نہ ہو گا کہ کل تم کہو کہ مجھے نبطیوں کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اور اس کے رعب اور دبدبے کے تحت میں نے اس مہم کو قبول کر لیا۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی تھی پھر اس کی چھاتی تن گئی اور حارث کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے بادشاہ میں جس مذہب کا پیرو کار ہوں اس کے مطابق موت کا ایک دن معین اور مقرر ہے اگر اس مہم کے دوران میرا مرنا لکھا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت میری اس موت کو ٹال نہیں سکتی اور اگر خداوند قدوس نے میرے مقدر میں اس مہم کو کامیابی سے طے کرنا لکھا ہوا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے ناکامی سے دو چار نہیں کر سکتی۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر نبطیوں کا بادشاہ حارث تھوڑی دیر کے لیے چونکا تھا اس کے چہرے پر عجیب سی جستجو اور استفسار تھا پھر قصر میں اس کی آواز گونج گئی۔ "تم کس مذہب اور دین کے پیرو کار ہو۔"

"اے بادشاہ میں اور میرے دونوں ماموں زاد دین ابراہیمی کے پیرو کار ہیں۔ ہم

احناف کہلاتے ہیں یہی نہیں بلکہ ہم ایک آنے والے رسول کے بھی منتظر ہیں۔ اس کی آمد کے گیت گاتے ہیں اور بڑی بے چینی سے اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ اے بادشاہ اس محترم اور مقدس رسول کے آنے پر قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں خاک اڑنے لگے گی۔ عجمیوں کی شوکت' روما کی عظمت پیوند خاک ہو جائے گی۔ آتش فارس ہی نہیں بلکہ جہیم شر' آتش کدہ کفر' آتش کدہ گمراہی بھی سرد ہو کر رہ جائیں گے' صنم خانوں کی شوکت تاخت و تاراج ہو کر رہ جائے گی۔ بت کدوں میں خاک اڑنے لگے گی۔ شیرازہ مجوسیت تار تار ہو کر بکھر جائے گا۔ قدیم اور پرانے مذاہب کے اوراق خزاں دیدہ جھڑ جائیں گے۔ ہر سو توحید کا غلغلہ اٹھے گا۔ اخلاقی سربلندیاں اور سعادتیں اپنے شباب پر آ جائیں گی آفتاب ہدایت کی شعاعوں کا ہر سو' ہر سمت نور کی طرح رقص شروع ہو جائے گا۔ اخلاق انسانی کا آئینہ پر تو قوس پھر سے چمک اٹھے گا۔ اے بادشاہ بس ہم اپنے نبی کے منتظر ہیں جس کے آنے کی بشارت ہر نبی اور رسول نے دی۔ اے بادشاہ اس رسول کے آنے پر دنیا کے کونے کونے پر ہم عربوں کی فضیلت چھا جائے گی۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر حارث کے چہرے پر ایک دمک اور آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی پھر اس نے حبیب کو مخاطب کیا۔

"تم میرے لیے ایک نیا انکشاف کر رہے ہو۔ دین ابراہیمی ایک بڑا مقدس اور محترم دین ہے لیکن جس رسول کی آمد کے تم منتظر ہو اس کی آمد کی بشارت کس کس نے دی۔" جواب میں حبیب بول پڑا۔

"اے بادشاہ ہر پیغمبر' ہر رسول' ہر دین کے راہبر نے ہمارے آنے والے رسول کے متعلق پیش گوئی کی پارسیوں کے رسول زرتشت نے اپنی کتاب اوستا کے باب نمبر تیرہ میں تفصیل کے ساتھ ہمارے آنے والے رسول کے متعلق پیش گوئی کی۔ ہندوستان کے قدیم مصلح مہاتما بدھ نے اپنی کتاب چکاوتی کے باب تیرہ آیت چھہتر میں ہمارے رسول کے آنے کی تفصیل کے ساتھ پیش گوئی کی۔"

"شاہ اس سے بھی آگے بڑھو ہندوستان کی اکثر پران کی کتب میں بھی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

ہمارے رسول کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے۔ ان کی کتاب بھوشیہ پران میں ہمارے رسول کی بشارت ہے ہندوؤں کی کتاب اتھروید کے منتر ستائیس میں ہمارے رسول کا باقاعدہ نام لے کر آنے کی بشارت کی گئی ہے۔"

"ہندوؤں کی ایک اور کتاب سام وید کے منتر آٹھ میں بھی ہمارے آنے والے محترم رسول کی پیش گوئی ہے۔ اے بادشاہ اس سے بھی آگے بڑھو یہودیوں کی مقدس اور آسمانی کتاب استثنا کے باب چار کی آیت سترہ تا بائیس میں تفصیل کے ساتھ ہمارے رسول کے آنے کے متعلق تفصیل لکھی گئی ہے۔ اس سے بھی آگے بڑھیں تو توریت ہی کی کتاب استثنا میں باب دو آیت تینتیس میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہمارے رسول کے آنے کی نوید ملتی ہے۔ اے بادشاہ یہ وہ بشارتیں ہیں جو مجھے زبانی یاد ہیں ورنہ تمام قدیم ادیان میں ہمارے اس رسول کی بشارتیں اور نوید ہیں جن کی آمد کے ہم منتظر ہیں۔"

حبیب بن عثمان کے خاموش ہونے پر حارث تھوڑی دیر تک دھیمی دھیمی مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں تم اس وقت نبطیوں کے بادشاہ کے پاس کھڑے ہو کوئی اور ہوتا تو وہ اپنے مذہب کا اس طرح اظہار نہ کرتا بلکہ میری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے میرے ہی مذہب کی تعریف کرتا لیکن تو نے چونکہ سچائی سے کام لیا ہے لہٰذا تمہاری قدر تمہارا وقار میری نگاہوں میں اور بڑھ گیا ہے۔ میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ جس رسول کے تم منتظر ہو اس کے ساتھ تمہاری ارادت مندی تمہاری عقیدت کا کیا مقام ہے۔"

حبیب بن عثمان کی چھاتی تن گئی پھر وہ کہہ اٹھا۔

"اے بادشاہ قسم اس خداوند قدوس کی جو لازوال ہے جو ازل سے ابد تک رہے گا اگر آنے والا رسول ہماری حیات میں آیا تو ہم اس کی راہوں کے کانٹے اپنی آنکھوں سے چنیں گے۔ اس کے راستوں کو دشمنوں سے صاف کرنے کے لئے اپنے خون سے اس کی راہوں کو پر امن اور استوار کرتے چلے جائیں گے۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے نبطیوں کا بادشاہ حارث بے حد متاثر دکھائی دے رہا تھا کچھ دیر تک وہ گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر اپنے وزیر سیلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"سیلاس مختلف مذاہب کی کتب کے حوالے حبیب بن عثمان نے دیئے ہیں وہ لکھ لو بعد میں ان حوالوں کے تفصیلی اقتباسات میرے سامنے پیش کرو تاکہ میں جانو ان میں کیا کیا بشارتیں ہیں۔"

حارث کا یہ حکم پا کر اس کا وزیر سیلاس اپنی جگہ سے اٹھا اور جو جو حوالے حبیب بن عثمان نے دیئے تھے انہیں تحریری شکل دے دی تھی اس کے بعد وہ اپنی جگہ بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر حارث پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ رقیم شہر کا ناظم ذوجدان اور حارث کا چوبدار اندر داخل ہوئے۔ چوبدار نے گردن خم کرتے ہوئے حارث کی ذوجدان نے بھی ایسا ہی کیا تھا پھر چوبدار نے حارث کو مخاطب کیا۔

"آقا! ان تینوں کے گھوڑے کتا اور وہ اونٹ اس قصر سے باہر کھڑے ہیں۔"

حارث کے چہرے پر اطمینان کی لہر پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا بیٹا مالک بھی خوش تھا پھر قصر میں ایک بار پھر حارث کی آواز سنائی دی تھی۔ اس نے اپنے داروغہ کو مخاطب کیا تھا۔

"ذوجدان کو زندان کی طرف لے جاؤ ایک ماہ تک ویسے ہی سزا کاٹے گا جیسے ان جوانوں نے کاٹی ہے اس کے ساتھ ہی چوبدار رقیم شہر کے ناظم ذوجدان کو لے گیا تھا۔" اور اس کے جانے کے بعد اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے بیٹے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے حارث بول پڑا۔

"مالک میرے بیٹے ان تینوں جوانوں کے ساتھ جاؤ انہیں ان کے گھوڑے اونٹ اور کتا ان کے حوالے کرو ساتھ ہی ان کی کھجوروں کا جو نقصان ہوا ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ کرتے ہوئے چار گناہ رقم بڑھا کر ان کو پیش کرو۔ اس کے علاوہ یہاں سے رخصت کے مصارف کے لئے حبیب بن عثمان کو مزید رقم بھی دو اور ان کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

بڑے احسن طریقے سے یہاں سے رخصت کرو۔"

جب تک حارث بولتا رہا اس کا بیٹا مالک مسکرتا رہا۔ جب حارث خاموش ہوا تب مالک نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے میرے باپ جیسا آپ چاہ رہے ہیں ویسا ہی ہو گا کیا یروشلم کی مہم میں یہ تینوں روانہ ہوں گے۔" اس پر اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے حارث نے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا "عثمان کے بیٹے تم اکیلے یروشلم کی مہم کی طرف روانہ ہو گے۔ تمہارے جانے کے بعد تمہارے یہ دونوں بھائی کہاں قیام آنا پسند کریں گے اگر یہ رقہ میں ٹھہرنا چاہیں تو ان کی رہائش کا عمدہ بندوبست کیا جائے گا۔"

حارث شاید مزید کچھ کہتا کہ حبیب بن عثمان اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"اے بادشاہ اپنے گھوڑے اونٹ اور کتا حاصل کرنے کے بعد پہلے ہم اپنے نخلستان کا رخ کریں گے۔ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ سے ہم اپنے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں میرے ماں باپ اور میرے ماموں زاد کے ماں باپ بھی بڑے پریشان اور فکر مند ہوں گے۔ انہیں کچھ خبر نہیں کہ ہم اس وقت کہاں ہیں۔ اپنے اہل خانہ سے مل کر میں یروشلم کی مہم پر اکیلا ہی روانہ ہوں گا جبکہ میرے دونوں بھائی میرے واپسی تک نخلستان ہی میں قیام کریں گے۔"

حبیب بن عثمان کا یہ جواب سن کر حارث اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے بیٹے مالک سے کہا۔

"مالک میرے بیٹے ان کی روانگی کا بندوبست کرو اس کے ساتھ ہی حارث نے اپنی بیٹی اپنی بیویوں اور دیگر اہل خانہ کے ساتھ وہ پشتی دروازے سے قصر کے دوسرے حصے کی طرف چلا گیا تھا مالک اپنی جگہ سے اٹھا حبیب، سعید اور علی کے پاس آیا دوسرے عمائدین سلطنت بھی وہاں سے رخصت ہو گئے۔ مالک تینوں کو لے کر باہر قصر کے باہر تین گھوڑے دو اونٹ اور ایک کتا کھڑے ہوئے تھے۔ جونہی کتے نے حبیب بن عثمان کو دیکھا وہ بڑی تیزی سے اپنی کم خم کرتا دم ہلاتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور حبیب کے قدموں میں لوٹنے لگا تھا اور کبھی کبھی اپنے دونوں پنجے اٹھا۔

اپنا سر اور منہ اس کے کندھے تک لے جانے لگا تھا۔

حبیب نے کتے کا سر تھپتھپایا اسے پیچھے ہٹایا گھوڑے کے پاس آیا۔ گھوڑے کی گردن تھپتھپائی گھوڑا اپنے ہونٹ اس کے پیٹ اور چھاتی سے رگڑتے ہوئے ہلکی ہلکی ہنہناہٹ میں شاید اپنی وفاداری کا اظہار کر رہا تھا۔ تینوں نے اپنے گھوڑوں کو سنبھالا اونٹوں کی نکیل ایک دوسرے کے ساتھ باندھی پھر مالک کے ساتھ ہو لیے۔ مالک نے ان کی کھجوروں کی جو قیمت بنتی تھی اس سے چار گناہ زیادہ دی۔ حبیب کو یروشلم کے لئے زاد راہ بھی دیا پھر مالک بن حارث نے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ ان چاروں کو رخصت کر دیا تھا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

قصر سے تھوڑا آگے جا کر اچانک حبیب بن عثمان کو کچھ خیال گزرا اس نے اپنے گھوڑے کو روک دیا پھر وہ اپنے ماموں زاد علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"علی میرے عزیز بھائی اپنے نخلستان کا رخ کرنے سے پہلے میں اور سعید دونوں رقیم کے معبد کی طرف جانا پسند کریں گے۔ تم جانتے ہو کہ معبد کے بڑے پجاری کی بیٹی السار کو میں اور اس کی چھوٹی بیٹی رعما کو سعید پسند کرتا ہے۔ میں اپنی ماں کے سامنے السار کا کئی بار ذکر کر چکا ہوں اس کی خوبصورتی کے قصے بھی اپنی ماں کو سنا چکا ہوں۔ ہر بار میری ماں یہ کہتی تھی کہ میں السار کو لے کر نخلستان جاؤں میری ماں اسے دیکھنا چاہتی ہے۔ میری ماں اسے میری بیوی کی حیثیت سے پسند بھی کر چکی ہے۔ اس بار رقیم شہر کی طرف آنے سے پہلے میں نے ماں سے وعدہ کیا تھا کہ میں السار کو لے کر اس کے پاس آؤں گا تاکہ میری ماں اسے دیکھ سکے آؤ پہلے معبد کی طرف چلتے ہیں اس موضوع پر السار سے گفتگو کرتے ہیں اس کی چھوٹی بہن رعما جو ہمارے بھائی سعید کو پسند کرتی ہے اگر وہ بھی السار کے ساتھ ہمارے نخلستان جانا پسند کرے تو اسے بھی ساتھ لے کر جائیں گے تاکہ ہمارے اہل خانہ السار کے ساتھ رعما کو بھی دیکھ لیں۔ اس لئے کہ رعما اور سعید ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور میں چاہوں گا کہ یہ دونوں بھی رشتہ ازدواج میں منسلک ہوں۔

علی جو سعید سے بڑا تھا اس نے حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر تینوں رقیم شہر کے بڑے معبد کی طرف ہو لیے تھے۔

معبد کے بڑے دروازے کے قریب آ کر تینوں رک گئے اپنے گھوڑوں سے اترے پھر حبیب نے علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"علی تم گھوڑوں' اونٹوں کے ساتھ یہیں رہو میں اور سعید معبد کے اندر جاتے ہیں۔ السار اور رعما سے مل کر آتے ہیں دیکھتے ہیں وہ کیا جواب دیتی ہیں۔ علی منہ سے کچھ نہ بولا اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ اس پر حبیب اور سعید دونوں رقیم کے اس بڑے معبد میں داخل ہو گئے تھے۔"

معبد میں داخل ہونے کے بعد وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ سامنے کی طرف سے ایک ڈھلی ہوئی عمر کا شخص آتا دکھائی دیا۔ اسے دیکھتے ہی حبیب نے سعید کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

"سعید سامنے کی طرف سے السار اور رعما کا باپ اور معبد کا بڑا پجاری ایرخ آ رہا ہے۔ یہ خود بھی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میں السار اور تم رعما کو پسند کرتے ہو۔ میرے خیال میں ہم دونوں اگر انہیں اپنانا چاہیں تو ایرخ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ اس لئے کہ کئی مواقع پر میں دیکھ چکا ہوں کہ ایرخ اپنی پسندیدگی کا اظہار کر چکا ہے۔"

جواب میں سعید کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ آگے چلتے ہوئے وہ ایرخ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ایرخ نے بہترین انداز میں ان کا استقبال کیا پرجوش انداز میں دونوں سے مصافحہ کیا۔ ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایرخ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ حبیب نے اسے مخاطب کر لیا۔

"محترم اگر آپ کی اجازت ہو تو کیا میں اور سعید دونوں السار اور رعما سے مل سکتے ہیں۔"

ایرخ کے چہرے پر خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر خوش کن انداز میں کہنے لگا۔

"عثمان کے بیٹے' السار اور رعما سے ملنے کے لیے میں نے کبھی تم دونوں کو منع نہیں کیا۔ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں انہیں پسند کرتے ہو۔ وہ دونوں بازار گئی ہوئی ہیں ابھی آتی ہیں تو تم دونوں ان سے مل سکتے ہو۔ یہ تم دونوں کے لباس بوسیدہ کیوں ہو رہے۔"

www.pdfbooksfree.pk

ایرخ کے ان الفاظ پر حبیب اور سعید دونوں خوش ہو گئے پھر حبیب' ایرخ سے کہنے لگا۔ یہ ایک لمبی داستان ہے۔ فرصت میں بیٹھ کر آپ سے کہوں گا۔ یوں جانیں کہ ہم ایک مصیبت سے ہو کر گزرے ہیں۔ میں اور میرا بھائی سعید اتنی دیر تک آپ کے معبد کے اندرونی حصے کا جائزہ لیتے ہیں اس طرح وقت بھی گزر جائے گا اور شاید اتنی دیر تک السار اور رعما بھی آ جائیں ۔ ایرخ نے مسکراتے ہوئے اپنی گردن ہلا دی تھی جس پر حبیب اور سعید بھی مسکراتے ہوئے معبد کے اندرونی حصے کی طرف بڑھے تھے۔

جب وہ معبد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اندر بت ہی بت پڑے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے دائیں جانب نبطیوں کے سب سے بڑے دیوتا ذوالشریٰ کا بت تھا۔ یہ دراصل نبطیوں کا سورج دیوتا تھا۔ جس کی پرستش پتھر کی ایک بلند لات یا ان گھڑے چار گوشہ پتھر کی شکل میں کی جاتی تھی (حال ہی میں ایک نبطی معبد کے کھنڈرات دریافت ہوئے ہیں جو بحرلوط کے جنوب مشرق میں خربتہ التنور کے نام سے مشہور تھا۔ یہ پہلی صدی عیسوی میں بنا تھا۔ اصل معبد سادہ صندوق کی شکل کا تھا اور اسے کعبے سے مشابہت تھی۔)

دوسرے نمبر پر لات کا بت تھا۔ لات کے معنی گھومنے کے ہیں کہتے ہیں۔ عرب میں ایک شخص زمانہ حج میں ایک چٹان پر بیٹھ کر ستو گھول گھول کر حاجیوں کو پلایا کرتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اسی چٹان کو پوجنا شروع کر دیا اور اس کا نام لات یعنی گھومنے والا رکھ لیا کچھ دوسرے گروہوں نے لات کے معنی پھیرنے والے کے بھی لیے ہیں وہ لات سے مصیبتوں کے پھیرنے کا کام لیتے ہیں۔

اس سے آگے العزیٰ دیوی کا بت پڑا ہوا تھا۔ العزیٰ کے معنی غلبہ کے ہیں یعنی بہت غالب آنے والی دیوی یہ قریش کی بھی دیوی تھی غالباً یہی سبب ہے جنگ احد میں جب مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں زک اٹھانی پڑی تو کوہ احد پر چڑھ کر ابوسفیان نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ہماری طرف العزیٰ ہے اور تمہاری طرف العزیٰ نہیں ہے۔" اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر فاروق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے کفار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ۔ "اللہ ہمارا آقا ہے تمہارا کوئی آقا نہیں۔"

اس کے آگے مناۃ کا بت تھا کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ قربانی کی دیوی تھی۔ دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ تقدیر اور موت کی دیوی تھی۔ اگلے حصے میں ہبل دیوتا کا بت تھا جو قریش کا معبود اعظم بھی تھا۔ اس کی انسان کی سی مورت تھی عقیق سرخ سے بنایا گیا تھا۔ شام اور اسرائیل کے بت ہبل سے ملتا جلتا تھا۔ ہبل کا وہ بت جو خانہ کعبہ میں رکھا ہوا تھا اور جو قریش کے ہاتھ لگا تھا۔ اس کا اپنا بازو ٹوٹا ہوا تھا۔ قریش کو شاید یہ اسی حالت میں ملا تھا۔ انہوں نے سونے کا ہاتھ بنوا کر لگوا دیا تھا۔ ہبل کی جو شکل تھی یہی یہودیوں کے ہبل کی بھی تھی۔ فرق صرف یہ تھا کہ ہبل سارا سونے کا تھا ہبل جو خانہ کعبہ میں نصب تھا۔ خالی کے پانسے اس کے سامنے ڈالے جاتے تھے۔ ہبل سے آگے ود کا بت تھا ود عربی میں محبت کو کہتے ہیں اسی لئے یہ محبت کا دیوتا تھا۔ ود دراز قد مرد کی ایک مورت تھی جو کمر میں تہمند لپیٹے ہوئے تھی ایک چادر اوڑھے گلے میں تلوار حمائل کئے کمان لٹکی ہوئی ایک طرف ترکش پڑا ہوا سامنے نیزہ اس میں جھنڈا بندھا ہوا تھا۔ یہی شکل آسمان پر ستارہ جبار کی ہے ود سے آگے سواع تھا سواع کی شکل عورت کی تھی۔ آسمان میں مراۃ سلسلہ ذات الکرسی وغیرہ کی شکلیں ہیں سواع کا بت انہیں شکلوں سے ملتا جلتا تھا۔

سواع سے آگے یغوث تھا۔ یغوث کے معنی فریاد رس کے ہیں اس کی شکل شیر کی سی تھی اور یہ ستارہ اسد کی نمائندگی کرتا تھا۔ ایک فریاد رس اور مددگار کی مورت شیر سے بہتر کیا خیال کی جاتی ہے۔

یغوث سے آگے یعوق کا بت رکھا ہوا تھا۔ اس کے معنی مصیبتوں کو روکنے والا تھا۔ اس کی شکل گھوڑے کی سی تھی ستاروں میں سے ایک کی شکل فرس یعنی گھوڑے کی بھی ہے۔ عربوں کے نزدیک تو گھوڑا حقیقتاً ان کے مصائب کا چارہ گر تھا۔

یعوق کے آگے نسر کا بت رکھا ہوا تھا اس کی شکل گدھ کی سی تھی اس بت کی پرستش بابل میں بھی بڑے زور شور کی جاتی تھی۔ بابل میں اس کا نام نسروک تھا (بابل

www.pdfbooksfree.pk

کی کھدائی کے دوران جو سنگی مورت اس بت کی ملی ہے اس کی شکل گدھ کی سی ہے۔)

بتوں کے آگے مختلف قسم کے برتنوں کے نمونے رکھے ہوئے تھے۔ دراصل نبطیوں نے مندر، مقبرے اور دوسری عمارتیں کچھ اس طرح بنائی تھیں کہ وہ دنیا کے لیے حیرت کا باعث بنیں۔ انہوں نے ایک نیا فن تعمیر جاری کیا یعنی وہ پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر تراش کر عمارتیں بنایا کرتے تھے۔ ان کے مکانوں کی چھتیں محراب دار ہوتی تھیں۔ آرائش کے سلسلے میں وہ استر کاری سے کام لیتے تھے۔ استر کاری کا فن ان کے ہاں عراق اور ایران سے منتقل ہوا تھا۔

مذہب اور سنگ تراشی میں پیٹرا کے باشندے ان شہروں کے باشندوں سے زیادہ قریب تر تھے جو صحرا کے حاشیہ میں واقع تھے۔ جیسے تدمر اور دیگر قریبی شہر۔

مزید یہ کہ یونانی نمونے دیکھ کر نبطیوں نے مٹی کے ظروف کی ایک ایسی طرز ایجاد کی جو اس خطے میں بہترین مانی گئی۔ ان کی پیالیوں، پرچوں، قابوں، صراحیوں کے جو باقیات کھدائی کے دوران ملے ہیں۔ وہ حیرت انگیز حد تک نفیس ہیں موٹائی میں یہ انڈے کے چھلکے سے زیادہ نہ ہوں گے اور ان پر بہت اعلیٰ کام ہوتا تھا۔ ہر قسم کے ظروف کھدائی کے دوران ملے ہیں مثلاً سادہ، روغنی، دندانہ دار نقاشی والے ان کے لئے سرخی مائل مٹی تیار کی جاتی تھی۔

یروشلم میں مشرقیات کی چھان بین کے لئے امریکیوں نے جو ادارہ قائم کر رکھا ہے اس نے ماہرین آثار قدیمہ نے عقبہ سے بحر لوط کے شمالی سرے کے درمیان پانچ سو ایسے مقامات دریافت کیے ہیں جو نبطیوں سے منسوب تھے۔ فن کاری تعمیرات انجینئری غالباً ادبیات اور مٹی کے ظروف کی ساخت میں نبطی اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔

انہیں تاریخ کی بہترین قوموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ ان تمام قافلوں کے منتظم تھے جنہیں مشرق قدیم کے تجارتی جسم میں خون کی نلیوں کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ ایک ایسے شہر کے معمار تھے جو انسانی فنون کی تاریخ میں اپنی مثال آپ تھا۔ انہوں

نے ایسی جگہوں پر بند اور نہریں بنائیں جہاں پانی بالکل ناپید تھا۔ آج کل ان نلیوں کی نمائندگی وہ بدو کر رہے ہیں جو ان ہی جگہوں پر صحرا نوردی کرتے ہیں۔ جہاں ان کے اسلاف زمانہ ماضی میں عروج پر تھے وہیں خیمے لگاتے ہیں جہاں گلابی رنگ کا شہر رقیم اتنا پرانا ہے کہ اس کی عمر تاریخی دور کے نصف تک ضرور پہنچتی ہے۔

○

حبیب اور سعید دونوں بتوں کے بعد انہی ظروف کا جائزہ لے رہے تھے کہ پیچھے سے کسی نے ان دونوں کو پکارا۔

"آپ لوگ کب آئے؟"

حبیب اور سعید نے جب مڑ کر دیکھا تو السار اور رعما دونوں بہنیں ان کے سامنے کھڑی تھیں۔ السار خوب دراز قد اور انتہا درجہ کی خوبصورت تھی۔ اس کے ہونٹ ادھ کھلی کلیوں کے سے، چہرہ شگفتہ پھول کا سا سماں پیدا کر رہا تھا۔ اس کے گالوں کے گلاب گدرایا بدن اس کا الھڑ شباب اسے ایک حادثے سے قیامت بنائے ہوئے تھا۔ وہ حبیب بن عثمان کی طرف کچھ اس انداز میں بڑھی تھی جیسے شاخ گلاب پر چاند کی ان گنت کلیاں رقص کناں ہو گئی ہوں۔ اس سمے اس کے چہرے پر حلقہ در حلقہ اترتے دھنک کے رنگ تھے اور وہ ایسی خوش اور شاد تھی جیسے زندگی کے کھیتوں میں مسکراتے گلاب ناچ اٹھے ہوں۔ جس وقت اس نے حبیب بن عثمان کو آواز دے کر پکارا تھا یوں لگا تھا جیسے ویران اور لق و دق صحرا میں نغمہ و صوت نامانوس سے انداز میں ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے ہوں۔

حبیب اور سعید دونوں مڑے وہ بھی چند قدم آگے بڑھے السار اور رعما کے پاس آن کھڑے ہوئے پھر حبیب نے السار کو مخاطب کیا۔

"السار میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنے آیا ہوں کیا تم ہمارے ساتھ اپنے دیوان خانے میں نہ چلو گی۔ اس پر السار نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیوں نہیں آؤ میرے ساتھ۔" حبیب، السار کے ساتھ ہو لیا تھا۔ اس موقع پر رعما سعید کے قریب گئی اور سرگوشی کے سے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

www.pdfbooksfree.pk

"کیا کوئی غیر معمولی گفتگو ہونے والی ہے۔" اس پر دھیمے لہجے میں سعید نے مسکراتے ہوئے رعما سے کہا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے حبیب آج فیصلہ کن انداز میں السار سے بات کرنا چاہتا ہے۔" سعید مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ رعما نے اسے بڑے پیار سے مخاطب کیا۔

"اگر یہ دونوں دیوان خانے میں بیٹھے ہیں تو ہم دونوں دیوان خانے کے ساتھ والے کمرے میں درمیانی دروازے کے پاس کھڑے ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ کیا گفتگو کرتے ہیں۔" سعید نے رعما کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر معبد سے نکل کر حبیب اور السار ایرخ کے سکونتی مکان کی طرف گئے اور دونوں دیوان خانے میں داخل ہوئے رعما اور سعید دیوان سے ملحقہ کمرے میں داخل ہو گئے تھے۔

حبیب اور السار دونوں جب دیوان خانے میں نشستوں پر بیٹھ گئے تو السار نے حبیب کو مخاطب کیا۔

"پہلے یہ بتاؤ تم نے اپنی یہ کیا حالت بنا رکھی ہے پہلے تو کبھی اس طرح میرے پاس نہ آئے تھے۔" اس پر حبیب نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اور زندان تک پہنچنے کے سارے حالات اس نے تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے اتھ والے کمرے میں سارے حالات اس کی چھوٹی بہن رعما نے بھی سن لیے تھے۔ وہ بھی عجیب سے انداز میں سعید کی طرف دیکھ رہی تھی۔ حبیب جب خاموش ہوا تب السار نے اسے مخاطب کیا۔

"اب کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

حبیب کچھ دیر کے لیے خاموش رہا سوچتا رہا پھر اس نے چند ثانیوں کے لیے اپنی نگاہیں السار کے چہرے پر گاڑھ دیں پھر اس کی آواز کمرے میں گونج گئی تھی۔

"السار تمہارا باپ بھی جانتا ہے کہ میں تمہیں پسند کرتا اور میرا ماموں زاد سعید تمہاری چھوٹی بہن رعما سے محبت کرتا ہے۔ السار تم میرے دل کے ویران شہر میں جوان جذبے بکھیرتا ایک نغمہ ہو' میرے سینے کے آتش فشاں میں فطرت کے گیتوں کی خنکی ہو میں چاہتا ہوں۔ تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں۔ جب کبھی بھی میں رقیم شہر

میں آتا رہا ہوں تم سے ملنے کے بعد واپس اپنے نخلستان کی طرف جاتا تھا تو میں گھر جا کر اپنی ماں سے تمہاری تعریف کیا کرتا تھا۔ میری زبان سے تمہاری تعریف سن سن کر میری ماں کو تم سے ملنے کا اشتیاق اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ اس بار جب میں آیا تو اس نے تاکیداً مجھے کہا کہ میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر آؤں۔

زندان سے نکل کر میں سیدھا تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو میری ماں تمہیں دیکھ کر بڑی خوش ہو گی وہ ایک انتہا درجہ کی رحمدل اور نرم خو عورت ہے۔ اگر تم میری زندگی کا ساتھی بنتی ہو تو یاد رکھنا وہ تمہیں بے حد خوش رکھے گی۔

جب تک حبیب بولتا رہا عجیب سے انداز میں السار اس کی طرف دیکھتی رہی۔ جب وہ خاموش ہوا تب السار نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"حبیب میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی تم خواہ مخواہ میں اپنی ماں کے سامنے میری تعریف کرتے رہے ہو۔ سنو اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھے تم سے ہمدردی ہے تمہاری شخصیت میرے لئے پسندیدہ بھی ہے تمہاری پر کشش مردانہ وجاہت کسی بھی لڑکی کا دل موہ لینے کے لئے کافی ہے۔ پر سن ابن عثمان میں تمہارے ساتھ شادی نہیں کروں گی اگر میں تم سے بے پناہ محبت کرتی ہوتی تب بھی یہ ضروری نہیں کہ جس سے محبت کی جائے شادی بھی اسی سے کی جائے۔ جس نخلستان میں تم مجھے لے جانا چاہتے ہو میں ایسے نخلستانوں میں زندگی نہیں بسر کر سکتی اور پھر میں تم پر واضح کر دوں کہ میں ایک نوجوان کو پسند کرتی ہوں اور اسی سے شادی کروں گی وہ تم جیسا ہی خوب دراز قد ہے' تم جیسا وجیہہ خوبصورت نہ سہی پر انتہائی طاقت ور اور تیغ زنی میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ کہنے والوں کا کہنا ہے کہ کوئی بھی شخص طاقت' قوت اور تیغ زنی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا میں اس سے شادی کرنے کا اسے وعدہ دے چکی ہوں لہٰذا شادی میں اسی سے کروں گی میں تمہارے ساتھ نخلستان نہیں جاؤں گی۔

اور پھر یہ سوچو ابن عثمان کہ میں نے آج تک تم سے محبت کا اظہار نہیں کیا۔ تمہاری محبت یک طرفہ ہی رہی ہے کم از کم اس موضوع پر اپنی ماں سے بات کرنے

www.pdfbooksfree.pk

سے پہلے تم نے میرے ساتھ گفتگو کی ہوتی۔"

حبیب بن عثمان کچھ دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس کی دکھ بھری آواز کمرے میں سنائی دی تھی "مجھے اپنی کوئی پراوہ نہیں لیکن تمہارا جواب سن کر میری ماں کو بڑا دکھ اور صدمہ ہو گا اور میں اپنی ماں سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ اس کا دکھ اس کا صدمہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔"

السار کے لبوں پر عجیب سی پر سرار مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے حبیب کو مخاطب کیا۔ "اس میں میرا کوئی قصور نہیں تم ساری یک طرفہ کاروائی کرتے رہے ہو کم از کم اس سلسلے میں تمہیں مجھ سے صلاح مشورہ تو کرنا چاہئے تھا۔"

حبیب بن عثمان نے جواب میں کچھ نہ کہا اپنی جگہ سے وہ اٹھ کھڑا ہوا اس موقع پر وہ بے انت' بے کنار زیست کی راہوں پر بھنور بھنور گم شدہ بستیوں جیسا اداس' گمنام بیتے لمحوں کے بے ربط لکھے جملوں جیسا ویران اور نایاب معانی کی تلاش میں سرگرداں برگ زرد جیسا سنسان ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر السار سے مزید کچھ کہے بغیر وہ دیوان خانے سے نکلا تھا۔

دوسرے کمرے میں کھڑے سعید اور رعما دونوں پریشان ہو گئے تھے۔ سعید نے رعما کو مخاطب کیا۔ "رعما جو جواب السار نے میرے بھائی حبیب کو دیا ہے کیا تم بھی مجھے ایسا ہی جواب دو گی۔"

اس پر رعما ہلکے ہلکے گلابی تبسم میں کہنے لگی۔

نہیں سعید ایسا نہیں ہے تمہاری محبت ایک طرفہ نہیں میں تمہیں پسند کرتی ہوں اور تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہوں۔ السار نے جو کچھ کیا ہے یہ اس کا اپنا ذاتی فیصلہ ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتی۔ میں یہ بھی کہتی ہوں کہ اسے حبیب بھائی جیسا زندگی کا ساتھی نہیں ملے گا جس شخص سے یہ شادی کرنے کی خواہش مند ہے میں اسے بھی جانتی ہوں وہ شکل سے مجھے دھوکے باز اور فریبی لگتا ہے۔ بہر حال سعید تم مطمئن رہو تم جب بھی مجھ سے شادی کے خواہشمند ہو گے میں انکار نہیں کروں گی۔ اس سلسلے میں' میں نے اپنے باپ ایرخ سے بات کر لی ہے وہ میری خواہشوں

سے متفق ہیں۔ السار کی بہر حال میں ذمہ دار نہیں ہوں۔"

رعما کا جواب سن کر سعید خوش اور مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر وہ رعما کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "رعما میں اب جاتا ہوں حبیب بھائی دیوان خانے سے نکل کر معبد کے صدر دروازے کی طرف جا رہے ہیں۔" اس موقع پر رعما اور سعید دونوں نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا پھر بڑی تیزی کے ساتھ سعید اس کمرے سے نکلا تیز تیز چلتا ہوا وہ حبیب سے آن ملا تھا۔ حبیب اس لمحہ بالکل ویران اداس اور افسردہ تھا۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے سعید نے اسے مخاطب نہیں کیا بلکہ اس کے پہلو بہ پہلو چلتا ہوا خاموشی سے صدر دروازے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

حبیب سے پہلے سعید دروازے کے قریب کھڑے علی کے پاس آیا اور جلدی جلدی مختصراً اسے معبد کے اندر جو کچھ پیش آیا تھا سنا ڈالا۔ جواب میں علی بیچارہ عجیب سی ہمدردی اور فکر مندی سے حبیب کی طرف دیکھنے لگا۔ حبیب اپنے گھوڑے کے پاس آیا اس کو گردن تھپتھپائی پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ سعید اور علی کی طرف دیکھے بغیر کہنے لگا۔ "آؤ چلو۔"

علی نے جلدی جلدی ایک اونٹ کی نکیل دوسرے کے کجاوے سے باندھ دی پھر پہلے اونٹ کی نکیل اپنے گھوڑے کی زین سے باندھ دی پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

○

رقیم شہر کے نواح میں وہ اپنے نخلستان پہنچے اور ایک کافی لمبی حویلی میں داخل ہوئے۔ اس حویلی میں تین گھر تھے ایک حبیب بن عثمان کا' دوسرا اس کی خالہ اور تیسرا ماموں کا۔ یہ تینوں گھرانے اکٹھے ہی رہتے تھے۔ جونہی وہ اس حویلی میں داخل ہوئے ایک لڑکی جو حبیب کی خالہ زاد تھی جس کا نام عبیرہ تھا اور جو علی کی منگیتر تھی بھاگتی ہوئی ایک سمت سے آئی۔ حبیب سے بغلگیر ہوئی پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ آہستہ آہستہ اس کا رونا دھاڑوں میں بدل گیا رونے کی آواز سن کر حویلی کے اندر سے [illegible] بن عثمان کی خالہ اس کا ماموں اور ممانی بھی نکل آئے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

عبیرہ کے اس طرح رونے پر حبیب ہی نہیں سعید اور علی بھی پریشان ہو گئے تھے۔ حبیب نے عبیرہ کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

"میری بہن کیوں روتی ہے؟ کیا تجھے کسی نے تکلیف کسی نے دکھ دیا ہے یا میرے بعد کوئی حادثہ پیش آیا ہے جس نے تمہیں یوں دھاڑیں مار مار کر رونے پر مجبور کر دیا ہے۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر عبیرہ تھوڑا سنبھلی حبیب سے علیحدہ ہوئی پھر روتی بین کرتی آواز میں اس نے حبیب سے کہا۔

"اے میرے بھائی آپ سب کی غیر موجودگی میں ہم پر قیامت گزر گئی چند ہفتے پہلے رات کے وقت کچھ لوگ ہم پر حملہ آور ہوئے انہوں نے خالو کر قتل کر دیا خالہ کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر کر اسے اندھا کر دیا۔ ماموں بھی ان کے ہاتھوں زخمی ہو گئے تھے۔"

عبیرہ یہیں تک کہنے پائی تھی کہ حبیب پھٹ پڑا۔

"کیا میرے باپ کو کسی نے قتل کر دیا اور میری ماں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر کر اسے اندھا کر دیا گیا ہے۔ عبیرہ میری بہن جو کچھ تم کہہ رہی ہو یہ صحیح ہے یا میری سماعت دھوکا کھا رہی ہے۔" عبیرہ بیچاری نے جواب میں کچھ نہ کہا رونے لگی تھی۔ اتنی دیر تک حبیب کا ماموں اور سعید اور علی کا باپ حسام بن ضرار اپنی بیوی ولیعہ کے ساتھ قریب آگیا تھا۔ حسام بن ضرار نے حبیب سعید اور علی تینوں کو باری باری گلے لگا کر پیار کیا۔ اس کے بعد ولیعہ نے ویسے ہی انہیں پیار کرتے ہوئے ان کی پیشانیاں چومیں پھر حسام بن ضرار نے حبیب کو مخاطب کیا۔

"میرے بیٹے جو کچھ عبیرہ کہہ رہی ہے درست ہے تم لوگوں کی غیر موجودگی میں یوں جانو ہم پر قیامت گزر گئی کچھ لوگ ہم پر حملہ آور ہوئے حملہ آوروں میں سے ایک بڑا بھیانک اور قد آور شخص تھا۔ اس نے تمہارے باپ کو قتل کرنے کے بعد تمہاری ماں کو اندھا کر دیا اور جاتے ہوئے اس نے کہا تھا کہ تمہارے باپ نے کسی موقع پر ان کے آدمی کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ اس کا انہوں نے بدلہ لیا ہے۔

افسوس جس وقت وہ حملہ آور ہوئے ہم اپنے نخلستان کے لوگوں کو جمع نہ کر سکے۔ رات کے وقت وہ حملہ آور ہوئے جس وقت لوگ گہری نیند سوئے ہوئے تھے اب جبکہ یہ حادثہ ہمارے ساتھ پیش آ چکا ہے تو نخلستان کے لوگ بھی چوکنے ہو گئے ہیں۔ نخلستانوں کے جوانوں نے مل کر کچھ گروہ بنا لیے ہیں جو رات کے وقت باری باری نخلستانوں کے گرد پہرہ دیتے ہیں۔"

حبیب بن عثمان اپنے ماموں کی ساری گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اسے سامنے کی طرف سے اپنی ماں یوباب آتی دیکھائی دی۔ اسے اس کی بہن اور حبیب بن عثمان کی خالہ اور عبیرہ کی ماں عدیمہ نے سہارا دے رکھا تھا۔

حبیب بن عثمان نے جب دیکھا کہ اس کی ماں اندھی ہو چکی ہے ور اس کی خالہ عدیمہ اسے سہارا دے کر لا رہی ہیں تو وہ بھاگ کر آگے بڑھا اور اپنی ماں کے اس نے پاؤں پکڑ لیے۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان کی خالہ عدیمہ روتی ہوئی آواز میں یوباب کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"یوباب میری بہن نیچے جھک کر اپنے بیٹے حبیب کو اٹھاؤ اس نے تمہارے پاؤں پکڑ رکھے ہیں۔ اس موقع پر یوباب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا تھا۔ نیچے جھکی ٹٹول کر اس نے حبیب کے شانے پکڑے اوپر اٹھایا۔" پھر اسے مخاطب کیا۔

"اے میرے نیک فرزند تیرے بعد تو ہم پر قیامت گزر گئی تیرے باپ کو قتل کر دیا گیا۔ مجھے اندھا بنا دیا گیا اے میرے بیٹے۔"

یوباب مزید کچھ کہتی پر حبیب بن عثمان نے بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی وہ کہہ رہا تھا۔

"اے میری ماں قسم خداوند قدوس کی جب تک میں قاتلوں سے انتقام نہیں لے لیتا اس وقت تک نہ نیا کپڑا پہنوں گا نہ شادی کروں گا۔ یہ میری قسم ہے اس کو میں زندگی کے آخری دم تک نبھاؤں گا۔" اس موقع پر سعید اور علی بھی قریب آچکے تھے انہوں نے بھی وہی قسم کھانا چاہی پھر حبیب نے آگے بڑھ کر ان دونوں کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ لگا۔

www.pdfbooksfree.pk

"میرے عزیز بھائیوں تم یہ قسم نہیں کھاؤ گے اس لیے کہ اگر تم نے بھی یہ قسم کھائی پھر گھر کا نظام نہیں چلے گا۔ علی میرے بھائی! اب تم یہیں رہو گے سعید واپس جا کر لشکر میں شامل ہوگا۔" تھوڑی دیر تک خاموش رہی اس کے بعد حبیب بن عثمان نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے میری ماں غم نہ کرنا کسی نئے دکھ میں اپنے آپ کو مبتلا نہ کرنا۔ دشمنوں نے جو ہمارے ساتھ مرگ و زیست کا خونی تماشا بنایا ہے اے! میری ماں گواہ رہنا میں ہر شے کو چاٹتی سرد مہری کی ہواؤں کی طرح ان کا تعاقب کروں گا۔ بند گلیوں کی تاریکی اور اندھیروں کے بھنور میں انہیں روک کر ان سے اپنا انتقام لوں گا۔ اے میری ماں زندگی کی طویل راہ گزر پر میں ان قاتلوں کے لیے قضا کا سرطان بنوں گا۔ ان کے کرودھ ان کی عداوت' ان کے تعصب کے اندر تشنگی کے سرطان کھڑے کرتا چلا جاؤں گا۔ اے میری ماں ان حملہ آوروں نے اگر میرے ستارہ نگاہ میں ریت ہی ریت' میرے قریہ جان میں درد ہی درد بھر دیا ہے اگر انہوں نے میرے مامن حیات کو کرب خیزی اور میرے باپ کی موت میری ماں کی بینائی سے محرومی کو میرے اعصاب کا عذاب بنایا ہے تو وہ کتنے ہی شورہ پشت و جنگجو کیوں نہ ہوں میں وقت کی آندھیوں کے غبار میں طوفانی سوزش کی طرح ان کا تعاقب کروں گا۔ میرے خداوند نے چاہا تو شاہراہ حیات کے چوراہوں پر انہیں کھڑا کرکے ان کی شیطنت کے سارے رنگ اتاروں گا۔"

کچھ دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد حبیب بن عثمان نے اپنے ماموں حسام بن ضرار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"ماموں مجھے ذرا میرے باپ کی قبر پر لے کر چلیں اس پر حسام چپ چاپ ایک طرف چل دیا سارے لوگ اس کے پیچھے ہو لیے۔ قبرستان میں داخل ہوئے اور حبیب بن عثمان کے باپ کی قبر پر جا کھڑے ہوئے کچھ دیر تک کھڑے ہو کر سب دعا مانگتے رہے دعا سے فارغ ہونے کے بعد قبر پر کھڑے ہی کھڑے حبیب بن عثمان نے سعید کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"سعید میرے بھائی میں گھر میں قیام نہیں کروں گا۔ نخلستان سے باہر اپنے باپ کی قبر اور اپنی ماں کا اندھا پن میرے لیے ناقابل برداشت ہو جائے گا میں تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کروں گا سیدھا مکہ کا رخ کروں گا۔ اپنے کام کی ابتدا کرنے کے لیے خداوند قدوس کے گھر میں دعا مانگو گا اس کے بعد میں پہلے اس مہم پر روانہ ہونا پسند کروں گا جو نبطیوں کے بادشاہ حارث نے میرے سپرد کی ہے اس کے بعد میں اپنے باپ کے قاتلوں کا سراغ لگانے کی کوشش کروں گا اور ان سے انتقام لے کر رہوں گا۔

تمہارے ذمہ یہ کام ہے کہ تم میرے بعد رقیم کی طرف جانا حارث اور اس کے بیٹے مالک سے ملنا جو کچھ ہمارے ساتھ پیش آیا ہے تفصیل کے ساتھ انہیں بتانا اور انہیں کہنا کہ میں مکہ گیا ہوں۔ وہاں کعبہ کا طواف کرنے وہاں عبادت کرنے اور دعا مانگنے کے بعد رقیم آؤں گا۔ وہاں سے اپنی مہم پر روانہ ہوں گا۔ اگر میں دیر سے ان کے پاس پہنچا تو وہ یہ خیال کریں گے کہ میں خوف کے مارے اس مہم پر روانہ نہیں ہونا چاہتا جب تم جاکر انہیں میرے بارے میں بتاؤں گے تو ان کی تسلی اور تشفی ہو جائے گی۔"

اس کے بعد حبیب بن عثمان نے اپنے ماموں حسام بن ضرار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"ماموں کیا ایسا ممکن نہیں کہ میری روانگی سے پہلے علی اور عبیرہ کو رشتہ ازدواج میں منسلک کردیا جائے علی اب گھر ہی میں رہے گا۔ یہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا۔ گھر میں اب اس کی ضرورت ہے۔"

قبل اس کہ حسام بن ضرار' حبیب بن عثمان کی اس بات کا جواب دیتا حبیب کی خالہ عدیہ بول اٹھی۔

"حبیب ایسا کیونکر ممکن ہے کہ تم نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تم دشمنوں سے انتقام نہیں لو گے اس وقت تک نیا کپڑا نہ پہنو گے شادی نہ کرو گے جب تک تم انتقام نہیں لے لیتے اس وقت تک عبیرہ سعید اور علی کسی کی بھی شادی نہ ہوگی۔

www.pdfbooksfree.pk

میرے بیٹے ہم پر قیامت گزر گئی ہے اور تم شادی کی بات کر رہے ہو۔"

حبیب کے ماموں حسام بن ضرار ہی نہیں اس کی ممانی ولیعہ نے بھی عدیمہ کی اس گفتگو سے اتفاق کیا۔ پھر سب قبرستان سے نکلے حویلی کے اندر آئے گھوڑے اور اونٹ اس طرح حویلی کے صحن میں ایک طرف کھڑے تھے۔ علی اور سعید نے مل کر گھوڑوں اور اونٹوں کو ایک طرف بنے اصطبل کے اندر باندھ دیا تھا پھر سب حویلی کے اس حصے میں جمع ہوئے جس میں حبیب اس کے ماں باپ کا قیام تھا۔ وہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ سب نشستوں پر جب بیٹھ گئے تب عبیرہ اٹھ کے حبیب کے پاس آئی۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بڑے پیار سے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بھائی میں نے آج تک آپ سے کچھ نہیں مانگا۔ آج آپ سے مانگتی ہوں انکار نہ کیجئے گا۔"

اس موقع پر حبیب نے تیز نگاہوں سے عبیرہ کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"عبیرہ میری بہن مجھ سے یہ مت کہنا کہ میں دشمنوں کے تعاقب میں نہ نکلوں مجھ سے یہ بھی مت کہنا کہ میں اپنی وہ قسم توڑ دوں کہ میں جب تک دشمنوں سے انتقام نہیں لیتا نیا کپڑا نہیں پہنوں گا شادی بھی نہیں کروں گا۔"

عبیرہ نے ایک بار پھر حبیب بن عثمان کی بات کاٹ دی اور کہنے لگی بھائی میں آپ سے ایسی کوئی بات نہیں کروں گی۔ میری آپ سے صرف یہ التجا ہے کہ آپ آج یہاں سے رخصت نہ ہوں کم از کم ایک رات تو اپنی بہن کے پاس رہیں۔ اس طرح ہماری تسلی ہوگی کل آپ اگر اپنی مہم پر روانہ ہونا چاہیں تو میں آپ کی راہ نہ روکوں گی۔

عبیرہ کی اس گفتگو پر لمحہ بھر کے لیے حبیب بن عثمان کی گردن جھک گئی تھی۔ کچھ سوچنے لگا تھا عبیرہ نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"میرے بھائی میری دل شکنی مت کرنا۔ اگر آپ نے میری بات نہ مانی اور یہاں سے رخصت ہونا چاہا تو یاد رکھیے گا میں دروازے پر کھڑی ہو جاؤں گی اور آپ

نہیں جانے دوں گی۔" عبیرہ کی اس گفتگو سے شکوؤں بھرے انداز میں حبیب نے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "اچھا میری بہن میں رات یہاں رہوں گا اگلے روز صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔" حبیب کا جواب سن کر جہاں عبیرہ خوش ہوگئی تھی وہاں دیگر لوگوں کے چہرے پر بھی پسندیدگی کا ہلکا سا تبسم تھا۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان کی ماں یوباب نے اسے مخاطب کیا۔

"اے فرزند نیک خو جب تو یہاں سے رخصت ہوا تھا تو' تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو السار کو میرے پاس لائے گا۔ جب بھی تو رقیم شہر کی طرف گیا اور لوٹا تو نے ہمیشہ السار کی خوبصورتی کی تعریف کی تمہاری اسی تعریف نے میرے اندر السار کو دیکھنے کا ایک جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ میں یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ تم السار کو اپنے ساتھ لاؤ گے۔ لیکن میں دیکھتی ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ نہیں ہے تم اسے کیوں نہیں لے کر آئے۔"

اپنی ماں یوباب کی اس گفتگو پر حبیب بن عثمان کے چہرے اور آنکھوں میں دور دور تک اداسیاں اور سنسانیاں رقص کرنے لگی تھیں۔ تھوڑی دیر تک عجیب سے جذبے میں وہ اپنی ماں کی طرف دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

"ماں السار اب کبھی اس گھر میں نہیں آئے گی۔ میں نے اس سلسلے میں اس سے گفتگو کی تھی وہ میرے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی۔ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے اور اس کا گھر آباد کرنا چاہتی ہے۔"

حبیب یہیں تک کہہ پایا تھا کہ اس کے ماموں حسام بن ضرار نے اس کی بات کاٹ دی اور بول پڑا۔

"ہم سب کتنے نادان' احمق اور بیوقوف ہیں کہ ابھی تک تم تینوں سے یہ نہیں پوچھا کہ تم لگاتار ایک ماہ تک کہاں رہے اور پھر تم تینوں کے کپڑوں پہ پیوند کیوں لگے ہوئے ہیں۔ جواب میں سعید نے زندان تک جانے کا جو حادثہ پیش آیا تھا وہ تفصیل کے ساتھ سنا دیا تھا۔ اس پر ایک بار سب فکر مند ہوگئے تھے۔ اس کے بعد سعید نے اس مہم کی تفصیل بھی بتا دی تھی جو حارث اور اس کے بیٹے مالک نے حبیب بن

www.pdfbooksfree.pk

عثمان کو سونپی تھی۔

اس دوران حبیب کچھ سوچتا رہا پھر اپنے ماموں حسام بن ضرار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ماموں جب دشمن حملہ آور ہوئے تو وہ کتنے تھے۔ ان کا تعلق کس گروہ سے تھا تاکہ میں جانوں وہ کون لوگ تھے۔ اور ان کا تعاقب کرنے میں مجھے آسانی رہے۔"

حسام بن ضرار بیچارے کی مایوسی میں گردن جھک گئی تھی پھر اس کی کپکپاتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

بیٹے کچھ پتا نہیں وہ لوگ کون تھے تاہم ان کی تمہارے باپ سے کوئی پرانی دشمنی تھی جس کا انہوں نے انتقام لیا۔ تعداد میں وہ کافی تھے رات کے وقت جب وہ حملہ آور ہوئے تو عبیرہ تمہاری ماں کے پاس سوئی ہوئی تھی۔ جب قاتلوں نے اپنی کارروائی شروع کی تو یہ ایک مسہری کے نیچے چھپ گئی تھی۔ اس نے قاتلوں کی ساری کارروائی کو دیکھا کمرے میں جلتی مشعل کی روشنی میں اس نے ان قاتلوں میں سے ایک کا حلیہ بھی اپنے ذہن میں محفوظ کرلیا تھا۔

ان الفاظ پر حبیب بن عثمان چونکا اور عبیرہ کی طرف دیکھا۔

عبیرہ میری بہن جس قاتل کا تم نے حلیہ محفوظ کیا ہے ذرا اس کا حلیہ تو کہو۔ ہو سکتا ہے کبھی اس کے حلئے ہی سے میں اسے پہچان کر اس سے اور اس کے ساتھیوں سے انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤں۔ عبیرہ بیچاری نے ایک دکھ بھری نگاہ حبیب پر ڈالی پھر اس کی آواز سنائی دی۔

میرے بھائی جس کا حلیہ میں نے اپنے ذہن میں محفوظ کیا تھا وہ مجھے ان کا سرکردہ لگتا تھا۔ وہی ان کو احکامات جاری کر رہا تھا وہ خوب لمبے قد کا تھا سر پر عمامہ باندھے ہوئے تھا اس کی پیشانی کے بائیں جانب الطار نما زخم کا ایک نشان تھا اپنے کندھے پر اس نے ایک انتہائی قیمتی انگوچھا بھی رکھا ہوا تھا۔ وقفے وقفے سے اپنے کندھے پر اچکاتا تھا۔ ساتھ ہی کھانستا بھی تھا۔ بس یہی میں اس قاتل کی پہچان کر سکی ہوں رنگ کا نہ گورا تھا نہ کالا۔ خوب دراز قد تھا اور بڑا کڑیل جوان لگتا تھا۔ داڑھی خوب گھنی

پر نہ چھوٹی نہ بڑی تھی۔ مونچھیں اس قدر بڑی تھیں کہ انہوں نے اس کے اوپر والے ہونٹوں کو ڈھانپ رکھا تھا۔ بڑے مکروہ انداز میں گفتگو کرتا تھا اور جب گفتگو کرتا تھا اس کے سامنے ایک دانت جو قدرے بڑا تھا وہ نمایاں ہو کر دکھائی دیتا تھا۔ بس میرے بھائی میں اس کا یہی حلیہ اپنے ذہن میں محفوظ کرسکی ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر عبیرہ کی ساری گفتگو سے کسی قدر سکون پھیل گیا تھا پھر اس نے عبیرہ کو مخاطب کیا۔

"عبیرہ میری بہن تم نے میری بڑی اچھی رہنمائی کر دی ہے جو حلیہ تم نے مجھے بتایا ہے اس حلئے کی مدد سے میں کبھی نہ کبھی قاتلوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ ایک دفعہ میں نے ان کا سراغ لگا لیا پھر دیکھنا میں ان سے کیسا بھیانک انتقام لیتا ہوں۔"

عبیرہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ حبیب بن عثمان کو کہنے لگی۔

"آپ تینوں نہا دھو لیں میں آپ کے لیے کھانا تیار کرتی ہوں۔" اس کے ساتھ ہی عبیرہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر سب کے لیے کھانا تیار کرنے لگی تھی۔ حبیب اور سعید نے وہ رات اپنے گھر میں بسر کی اگلے روز وہ دونوں کوچ کر گئے تھے۔ سعید رقیم شہر کی طرف چلا گیا تھا جبکہ حبیب بن عثمان مکہ کا رخ کیے ہوئے تھا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان ایک روز مکہ میں داخل ہوا اپنے گھوڑے اور کتے کو اس نے دور ہی رکھا اور خود خانہ کعبہ میں داخل ہوا۔ طواف کیا اپنی عقیدت اور ارادتمندی کے باعث اس نے وہاں کچھ دیر عبادت کی پھر دو زانو ہوکر بیٹھا اور ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور اپنے خداوند قدوس کو مخاطب کرکے کہہ رہا تھا۔

"میرے اللہ میں یاس و قنوط کی زردیوں اور ظلمت میں نور اور پتھروں میں پانی کی تلاش کرنے والا بھٹکتے پرندوں کے غول سا مسافر ہوں۔ میرے مالک میں نے ہمیشہ دن کے مجاہدے' رات کی بیداری' تلواروں کی چھاؤں' تیروں کی بارش' اضمحلال و پژمردگی میں تجھے ہی اہم ترین دفاعی حصار سمجھ کر پکارا ہے۔ میرے مالک موت کی منڈی' فنا کی تحریروں اور وقت کی آندھیوں کے غبار میں ہمیشہ تو ہی حسین سپنوں کی تعبیر عطا کرتا ہے۔"

"یہ رنگینیاں' رعنائیاں' دل فریبیاں' یہ پھولوں کی مہک' یہ آبشاروں کا ترنم یہ ستاروں کی روشنی' یہ چاند کی تابداری یہ لال گول سورج اور کڑکڑاتے بادل میرے اللہ سبھی تیرے آگے سرنگوں سربسجود ہیں۔ میرے مالک تیرے ذات بے شک ماورائے ادراک ہے۔ تیری آواز بے شک سماعت سے باہر' تیرا وجود بصارت سے ماورا ہی سہی پر تو سانس کی ہر لہر خیال کی ہر گہرائی پر بساط رنگ و بو میں موجود ہے۔"

میرے اللہ کچھ لوگ میری زیست کا مزاج میرے لبوں کے حروف دعا میری آگہی کے نشانات بدلنا چاہتے ہیں۔ میرے اہل خانہ کی تباہی و بربادی کا باعث بننا چاہتے ہیں۔ میرے اللہ مجھے توفیق عطا فرما کہ شرار برق اور قضا بن کر ان کی زندگی کے منجدھار میں داخل ہوں۔ میرے اللہ میں تجھ سے ہی مدد کی التجا کرتا ہوں' میرے اللہ ہر دکھ اور تکلیف میں تو ہی آخری آسرا ہے۔ میرے اللہ میری تجھ سے ہی التجا ہے کہ مجھے ہمت عطا کر مجھے اس قدر حمایت اور نصرت دے کہ میں تقدس کو تمدن کا فریب دینے والوں کے پیچھے سیلاب کے ریلے بے روک آندھی' بے تحاشا قوت کی طرح لگ جاؤں اور انہیں نیست و نابود کرکے رکھ دوں۔ میرے اللہ اپنے کام کی ابتداء کرنے سے پہلے میں تیرے گھر آیا ہوں تجھ سے ہی التجا کرنے کے بعد اے اللہ میں اپنے کام کی ابتداء کروں گا۔ میرے مالک تیرے اس گھر میں' میں بڑی عاجزی' بڑی انکساری سے تیرے حضور دست بدعا ہوں۔ میرے اللہ آنے والی ہر مہم' ہر رزم گاہ میں مجھے کامیاب اور کامران رکھنا' میرے اللہ میں تیرا ایک عاجز بندہ ہوں' ہمیشہ ضرورت کے وقت تجھ سے ہی مدد مانگی ہے۔ تیری ہی بندگی اور عبادت کی ہے' تجھے ہی ہمیشہ پکارا ہے' اللہ میری اس بندگی' میری اس پکار کے صدقے میں میرے اللہ مجھے کامیابی عطا کرنا' میرے مالک آنے والے آخری رسولؐ کی تقدیس کے صدقے میں میری آنے والی مہموں میں مجھے فتح مندی اور کامرانی عطا کرنا۔"

دعا مانگنے کے بعد حبیب بن عثمان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھوں میں جو نمی اتر آئی تھی۔ وہ کندھے پر رکھے انگوچھے سے اس نے صاف کرلی۔ خانہ کعبہ کی حدود سے نکل کر وہاں آیا جہاں اس نے اپنا گھوڑا اور کتا کھڑا کر رکھا تھا۔ گھوڑے کی گردن تھپتھپائی' کتے کی گردن میں جو پٹا تھا اور طوق تھا اسے درست کیا۔ اس پٹے اور طوق نے کتے کی پوری گردن کو سر سے لے کر جسم کے پیچھے حصے تک ڈھانپ رکھا تھا اس پٹے پر لوہے کے بڑے بڑے کیل نصب تھے جیسے چمڑے کی زرہ پر ہوتے ہیں۔ چونکہ سردی کا موسم تھا لہٰذا ایک زرہ نما چمڑے کی پٹی کتے کی پیٹھ کے اوپر دم تک بندھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک گھوڑے کی گردن تھپتھپانے کے بعد حبیب بن عثمان سوار ہوا گھوڑے کو ایڑ لگائی' پھر وہ اپنی کا رخ کیے ہوئے تھا۔ ایک روز وہ رقیم شہر میں داخل ہوا۔ اپنے آنے کی اطلاع اس نے حارث کے بیٹے مالک کو دی۔ مالک نے بہترین انداز میں اس کا استقبال کیا۔ حارث نے اسی وقت حبیب کو اپنے کمرہ خاص میں طلب کرلیا تھا۔ مالک کے ساتھ جب حبیب بن عثمان اس کمرے میں داخل ہوا تو

اس کمرے میں پہلے سے حارث کے ساتھ حبیب بن عثمان کا ماموں زاد سعید بن حسام اور وہ قاصد جو یروشلم سے آیا تھا' بیٹھے ہوئے تھے۔

حبیب بن عثمان اور مالک جب آگے بڑھے تو حارث نے اپنی جگہ سے اٹھ کر حبیب بن عثمان کا نہ صرف استقبال کیا بلکہ اس سے پرجوش مصافحہ کیا۔ خالی نشست پر بیٹھنے کے لیے کہا پھر انتہائی سنجیدگی میں اس نے حبیب بن عثمان کو کہنا شروع کیا۔

"عثمان کے بیٹے تمہارا ماموں زاد سعید بن حسام مجھے پورے حالات سے آگاہ کر چکا ہے۔ مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہے کہ کچھ مسلح جوان تمہارے نخلستان پر حملہ آور ہوئے اور تمہارے باپ کو قتل اور تمہاری ماں کو اندھا کر دیا۔ یہ ایک ایسا دکھ ہے جسے کبھی بھی کسی بھی صورت فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت تمہارے بھائی سعید بن حسام کے ساتھ جو جوان بیٹھا ہوا ہے یہ وہی قاصد ہے جو یروشلم سے میری بیٹی کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اس کا نام حصرون ہے۔ یہ واپس تمہارے ساتھ یروشلم جائے گا اور یروشلم کی ساحرہ یعنی اوزال کو کس طرح یروشلم سے نکال کر لایا جائے گا۔ اس سلسلے میں یہ پوری طرح تمہاری رہنمائی کرے گا۔ تم نے کہاں قیام کرنا ہے کس سے ملاقات کرنی ہے۔ کیسے اوزال سے تمہارا رابطہ ہوگا۔ یہ سب کچھ اس حصرون کے ذمے ہے۔ یہ تمہارے لیے سب کچھ کرے گا۔ اس سلسلے میں تمہیں کسی تکلیف دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"

اس موقع پر وہ قاصد جس کا نام حصرون تھا اپنی جگہ سے اٹھا حبیب بن عثمان کے پاس آیا اور بڑی ہمدردی میں اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"اے ابن عثمان مجھے تمہارے باپ کے مرنے اور ماں کے اندھا ہو جانے کا بڑا دکھ اور غم ہے خدا تمہیں توفیق دے کہ تم اس صدمے کو صبر اور استقلال کے ساتھ برداشت کر سکو۔" جواب میں بڑی اپنائیت میں حبیب بن عثمان نے حصرون کا شکریہ ادا کیا۔ اس کی پیٹھ تھپتھپائی اتنے میں حارث نے پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"میرے عزیز تم کب تک یہاں سے یروشلم کی طرف کوچ کرنا پسند کرو گے۔"

حارث کے اس سوال پر حبیب بن عثمان نے کچھ سوچا اس کے بعد حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں آج ہی یروشلم کی طرف کوچ کرنا چاہتا ہوں اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد میں اپنے باپ کے قاتلوں کی تلاش میں نکلنا چاہوں گا۔" حارث نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ حبیب بن عثمان اور حصرون کے کوچ کی تیاری کرے اور انہیں مکمل زاد راہ اور دوسری ضروریات کی چیزیں مہیا کرے۔ پھر اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"ابن عثمان تمہارے ماموں زاد بھائی سعید بن حسام کو ہم نے اپنے لشکر میں شامل کرلیا ہے۔ اسے ایک عمدہ سالار کا عہدہ دیا گیا ہے۔ اس کی خواہش کے مطابق مستقر میں اسے رہائش بھی مہیا کر دی گئی ہے۔ اس نے وہاں اپنا قیام کرلیا ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کو سمجھا دیا ہے یہ تمہارے کوچ کی تیاریاں کرنے کے بعد تمہیں الوداع کہے گا۔" اس کے ساتھ ہی حارث وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

مالک بھی اپنی جگہ سے اٹھا۔ سعید بھی کھڑا ہو گیا۔ حبیب بن عثمان اور حصرون دونوں کو انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔ تھوڑی دیر بعد حبیب بن عثمان اور حصرون رقیم سے یروشلم کی طرف کوچ کر گئے تھے جبکہ سعید' رقیم کے مستقر کی طرف چلا گیا تھا جہاں اس کا قیام تھا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان اور حصرون دونوں ایک روز سورج طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد یروشلم کے نواح میں ایک عبادت خانے کے سامنے رکے۔ اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے حصرون نے اسے روک دیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان بھی اپنے گھوڑے کو روک چکا تھا پھر حصرون نے حبیب کو مخاطب کیا۔

آپ جو یہ سامنے عمارت دیکھ رہے ہیں یہ یہودیوں کی عبادت گاہ ہے۔ یہ یہودیوں کی تنظیم مکابی کی یوں جانیں پرانی عبادت گاہ ہے اور کبھی یہ ان کا مرکز بھی رہی ہے۔ اس عبادت گاہ کا جو متولی ہے وہ مکابی تحریک کا پرزور حمایتی ہے۔ نام اس کا عاذور ہے۔ میرے بھائی اسی عاذور کے ہاں تم قیام کرو گے' ہمارے بادشاہ حارث کی بیٹی جس کا نام عریب ہے اس کی بڑی قدر کرتا ہے۔ اس کے حمایتوں میں سے ہے گھوڑوں کو اس عبادت گاہ کے اصطبل میں باندھتے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کو عاذور سے ملاتا ہوں۔

حبیب بن عثمان حصرون کی سادہ گفتگو کو خاموشی سے سنتا رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ حصرون نے جب گھوڑے کو پھر ہانکا تو اس نے بھی اپنا گھوڑا [illegible] تھا۔ عمارت کے قریب گئے تو ایک شخص بھاگا بھاگا آیا شاید وہ حصرون کا جانتے [illegible] اسے دیکھتے ہوئے حصرون گھوڑے سے اتر گیا۔ حبیب بن عثمان بھی گھوڑے [illegible] چکا تھا اس شخص نے دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں۔ اس موقع پر حصرون [illegible] مخاطب کیا۔

"میرے عزیز دونوں گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے جاؤ۔ ان کی خوراک [illegible] ان کے کھریرے کا عمدہ انتظام کرو میرے دوست میرے ساتھی کا جو کتا ہے اسے بھی ادھر ہی لے جاؤ۔ یہ کتا بڑا قیمتی اور سدھایا ہوا ہے۔ اسے کچھ مت کہنا۔ اس پر حبیب بن عثمان نے گھوڑے کی پیٹھ تھپتھپائی۔ کتے کو بھی گھوڑے کے ساتھ جانے کا اشارہ دیا۔ کتا فوراً اس کے اشارے پر عمل کرتے ہوئے گھوڑے کے ساتھ ہو لیا تھا اس طرح وہ شخص دونوں گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے گیا تھا۔ حصرون حبیب بن عثمان کا ہاتھ پکڑ کر اس عبادت گاہ میں داخل ہوا۔

دونوں جب عبادت گاہ میں داخل ہوئے تو سامنے کی طرف سے ایک ڈھلی ہوئی عمر کا بزرگ صورت شخص نمودار ہوا۔ حصرون نے آگے بڑھ کر بڑی عقیدت کے ساتھ اس کے ساتھ مصافحہ کیا اور تھوڑی دیر تک اس کے کان میں گفتگو کرتا رہا۔ جسے سن کر اس بوڑھے کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ آگے بڑھا۔ حبیب بن عثمان کے ساتھ اس نے بڑا پرجوش مصافحہ کیا۔ پھر اسے مخاطب کرکے کہنے لگا "میرے عزیز میرا نام عاذور ہے۔ اس عبادت گاہ میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اندر آؤ۔ تمہاری حیثیت میرے ہاں ایک معزز مہمان کی سی ہے۔"

حبیب بن عثمان اور حصرون چپ چاپ عاذور کے ساتھ ہو لیے وہ انہیں ایک سکونتی کمرے کی طرف لے گیا۔ نشستوں پر بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا دونوں عاذور کے سامنے بیٹھ گئے۔ پھر حبیب بن عثمان نے عاذور کو مخاطب کیا۔

"میرے بزرگ اس عبادت گاہ میں داخل ہونے سے پہلے حصرون نے مجھے بتایا تھا کہ جس لڑکی کو مجھے یہاں سے لے کر جانا ہے اس کو آپ کے تعاون سے نکالا جائے گا۔ مجھے تھوڑی تفصیل بتایئے۔ تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے۔ مجھے یہ بھی بتائیں کہ یروشلم کا بادشاہ ہیرودیس کس مزاج کا شخص ہے جس لڑکی کو میں نے یہاں سے نکال کر لے جانا ہے جسے یروشلم کی ساحرہ کہتے ہیں اور جس کا [illegible] ہے۔ اس کے متعلق [illegible] کیا [illegible] ہیں تاکہ سب کچھ سن کر میں [illegible] محتاط رہوں۔

حبیب بن عثمان تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

"اس عبادت گاہ سے باہر حصرون نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ آپ کے تعلق کی یہودی تحریک مکابی سے ہے۔ آپ مجھے اس کی بھی تفصیل بتایئے گا تاکہ میرے علم میں اضافہ ہو۔"

عاذور کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر تک بڑی شفقت سے وہ حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ میں تمہیں سارے حالات تفصیل کے ساتھ سناتا ہوں۔ پہلے مکابی تحریک کے متعلق بتاؤں گا۔ تو سنو میرے عزیز!

جس وقت بخت نصر نے یروشلم پر حملہ کیا تو بے شمار یہودیوں کو وہ گرفتار کرکے بابل لے گیا وہاں یہودیوں نے بدترین زندگی صبر کی یہاں تک کہ ان کی رہائی کا وقت آیا رہا ہونے والے پہلے گروہ کو لیکر اللہ کے نبی عزیر علیہ السلام فلسطین پہنچے۔ عزیر نے دین موسوی کی بقا کا بہت بڑا کام انجام دیا۔ انہوں نے یہودی قوم کے تمام اہل خیر کو ہر طرف سے جمع کرکے ایک مضبوط نظام قائم کیا۔ توریت کو از سرنو مرتب کیا گیا۔ یہودیوں کی دینی تعلیم کا انتظام کیا۔ قوانین شریعت کو نافذ کرکے ان اجتماعی اور اخلاقی برائیوں کو دور کرنا شروع کیا۔ جو بنی اسرائیل کے اندر غیرقوموں کے اثر سے گھس آئی تھیں۔ ان تمام مشرک عورتوں کو طلاق دلوائی جن سے یہودیوں نے بیاہ کر رکھا تھا اور بنی اسرائیل سے از سرنو خدا کی بندگی اور اس کے آئین کی پیروی کا بھی عہد لیا۔

اس زمانے میں یہودی سلطنت نے خوب طاقت پکڑی۔ اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے پیغمبروں کے پیروں کار بن کر زندگی بسر کررہے تھے۔ لیکن یہودیوں کی بدقسمتی کہ۔

ایرانی سلطنت کے زوال اور سکندر کی فتوحات اور پھر یونانیوں کے عروج سے یہودیوں کو کچھ مدت کے لیے ایک سخت دھچکا لگا سکندر کی وفات کے بعد اس کی سلطنت جن تین سلطنتوں میں تقسیم ہوئی تو ان میں شام کا علاقہ سلیوکی سلطنت کے حصے میں آیا جس کا پایہ تخت انطاکیہ تھا اس کا فرماں روا یونانی فاتح جو مذہباً" مشرک اور اخلاقاً" حد سے گرا ہوا تھا یہودی مہذب اور تہذیب کو سخت ناپسند کرتا تھا۔"

اس سے ڈرتے ہوئے یہودیوں نے سیاسی اور معاشی دباؤ سے یونانی تہذیب کو

فروغ دینا شروع کیا اور یہودیوں میں سے ایک اچھا خاصا عنصر یونانیوں کا آلہ کار بن گیا۔ اس خارجی مداخلت نے یہودی قوم میں تفرقہ ڈال دیا۔ ایک گروہ نے یونانی زبان، یونانی لباس، یونانی طرز معاشرت اور یونانی کھیلوں کو اپنا لیا اور دوسرا گروہ اپنی تہذیب پر سختی سے کاربند رہا۔

یہاں تک کہ یہودیوں کے لیے ایک اور بدبختی اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب یونانیوں کا شہنشاہ اینٹیوکس چہارم تخت نشین ہوا تو پوری جابرانہ طاقت سے کام لیتے ہوئے یہودی مذہب اور تہذیب کی بیخ کنی کرنا شروع کی۔

اس نے بیت مقدس کے ہیکل میں زبردستی بت رکھوائے اور یہودیوں کو مجبور کیا کہ وہ ان بتوں کو سجدہ کریں۔ اس نے قربان گاہ پر قربانی بند کروائی۔ اس نے یہودیوں کو مشرکانہ قربان گاہوں پر قربانیاں کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ان سب لوگوں کے لیے سزائے موت تجویز کی جو اپنے گھروں میں توریت کا نسخہ رکھیں یا اس کے احکامات پر عمل کریں یا اپنے بچوں کے ختنے کرائیں۔

لیکن یہودی اس جبر سے مغلوب نہ ہوئے اور ان کے اندر ایک زبردست مزاحمتی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ یہی تحریک تاریخ میں مکابی تحریک یا بغاوت کے نام سے مشہور ہے اگرچہ اس کشمکش میں یونانیت پسند یہودیوں کی ساری ہمدردیاں یونانیوں کے ساتھ تھیں اور انہوں نے عملاً" مکابی بغاوت کو کچلنے میں انطاکیہ کے ظالموں کا پورا ساتھ دیا لیکن عام یہودیوں میں حضرت عزیر کی پھونکی ہوئی دین داری کا اتنا اثر تھا کہ وہ سب مکابیوں کے ساتھ ہوگئے اور آخرکار انہوں نے یونانیوں کو نکال باہر کیا اور ایک آزاد دینی ریاست قائم کرلی۔

مکابی ایک خدا کی بندگی اور عبادت کرنے والے تھے اور اس کے نبیوں کے ماننے والے تھے وہ تحریک ایسی کامیاب ہوئی کہ جنوبی فلسطین سے لے کر جھیل طبریہ سے بھی آگے اور دریائے اردن کے اس پار تک سارے علاقے پر مکابی تحریک کی حکومت قائم ہوگئی۔ بلکہ اسی مکابی تحریک کے دور میں فلسطینیوں نے اس بہت بڑے علاقے پر بھی قبضہ کرلیا تھا جو حضرت داؤد علیہ السلام یا سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بھی

www.pdfbooksfree.pk

فتح نہ ہوا تھا۔ یہ مکابی تحریک کے عروج کا زمانہ تھا۔

پر ہائے بدقسمتی مکابیوں کی تحریک جس اخلاقی و دینی روح کے ساتھ اٹھی تھی اس روح کو زیادہ دیر تک مکابی قائم نہ رکھ سکے۔ بتدریج وہ روح فنا ہوتی رہی اور اس کی جگہ خالص دنیا پرستی اور بے راہ روی نے لے لی۔ آخر کار ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی اور انہوں نے خود رومن فاتح پومپی کو فلسطین آنے کی دعوت دی چنانچہ پومپی فلسطین کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے بیت المقدس پر قبضہ کرکے یہودیوں کی آزادی کا خاتمہ کردیا۔ لیکن رومن فاتحین کی یہ پالیسی تھی کہ وہ مفتوح علاقوں میں براہ راست اپنا نظم و نسق قائم کرنے کے بجائے مقامی حکمرانوں کے ذریعے بالواسطہ اپنا کام نکلوانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس لیے انہوں نے فلسطین میں بھی یہ پالیسی اپنائی مکابیوں کی تحریک کے خاتمے پر ایک یہودی جو ان کا اپنا آدمی تھا اور جس کا نام ہیرود تھا اسے فلسطین کی سلطنت کا حکمران بنا دیا۔ اس طرح مکابی تحریک کا خاتمہ ہوا۔ لیکن اب بھی فلسطین کے اندر ایسے لوگ ہیں جو مکابی تحریک کے ماننے والے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولوں کے احکامات کی پابندی کرنے والے ہیں میں بھی ایک مکابی ہوں۔

میرے محترم مہمان یہ تو مکابی تحریک کی تاریخ ہوئی۔ اب تم نے یہ [illegible] یروشلم کا بادشاہ ہیرودیس کس مزاج کا انسان ہے اور اس نے یروشلم کی ساخرہ اوزال کے متعلق کیا احکامات جاری کررکھے ہیں اس سلسلے میں تمہیں شاید کسی نے غلط [illegible] ہے کہ ہیرودیس پورے فلسطین کا حکمران ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ اس کی تفصیل [illegible] تمہیں [illegible] ان الفاظ کو تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ ہیرودیس [illegible] فلسطین [illegible] لیکن بباطن ایسا نہیں ہے۔

[illegible] یہودیوں کو فلسطین [illegible] بنایا یہ [illegible] اس کی [illegible] فلسطین اور شرق اردن پر قائم رہی۔ اس نے ایک طرف مذہبی پیشواؤں [illegible] کرکے یہودیوں کو خوش رکھا اور دوسری طرف رومی تہذیب کو فروغ دے [illegible]

وفاداری کا زیادہ سے زیادہ مظاہرہ کرکے رومن حکمران قیصر کی بھی خوشنودی حاصل کی۔ اس زمانے میں یہودیوں کی اخلاقی و دینی حالت گرتے گرتے زوال کی آخری حد تک پہنچ چکی تھی۔

اس ہیرود اعظم کے بعد اس کی ریاست تین حصوں میں بٹ گئی۔ یعنی اس کی سلطنت اس کے تین بیٹوں میں بٹ گئی۔ اس کے بڑے بیٹے کا نام ارخلاؤس تھا یہ سامریہ یہودیا اور شمالی ادومیہ کا فرما روا ہوا۔ مگر جلد ہی قیصر آگسٹس اس سے نالاں ہوگیا اور اس کو معزول کرکے یہاں اس نے پیلاطس نام کا اپنا ایک گورنر مقرر کردیا۔ ہیرود اعظم کے دوسرے بیٹے کا نام ہیرودیس اینٹی پاس تھا۔ فلسطین کے شمالی علاقے گلیل اور شرق اردن کا حکمران ہوا اور یہی وہ شخص ہے جسے ظاہری طور پر آجکل یروشلم کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ کیوں کہا جاتا ہے اس کی تفصیل میں تمہیں بعد میں بتاتا ہوں۔

ہیرود کا تیسرا بیٹا فلپس تھا اس کی حکومت کوہ حرمون سے دریائے ہرموک تک کا علاقہ ہوا اور یہ اپنے باپ اور بھائیوں سے بھی بڑھ کر رومن اور یونان تہذیب میں غرق تھا۔ اس کے علاقے میں کسی کلمہ خیر کے کہنے کی اتنی بھی گنجائش نہ تھی جتنی فلسطین کے دوسرے علاقوں میں تھی۔

اب جب حالات آگے بڑھتے ہیں تو فلپس مرگیا جس علاقے پر فلپس کی حکومت تھی یہ بھی ہیرودیس اینٹی پاس کے حصے میں آگیا میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ رومن براہ راست کسی علاقے کو زیر تسلط نہیں بناتے بلکہ وہ مقامی لوگوں میں سے کسی کو حکمران بنا کر اپنا کام نکالتے ہیں۔

جب ہیرود اعظم کا بڑا بیٹا ارخلاؤس بھی علیحدہ کر دیا گیا اس کا تیسرا بیٹا مرگیا۔ تو باقی صرف ہیرودیس اینٹی پاس ہی رہتا تھا۔

یہ شمالی فلسطین کے علاوہ مشرق اردن کا حکمران تھا۔ بعد میں فلپس کا علاقہ بھی اسے ملا اب جس علاقے کا حکمران ارخلاؤس تھا اس میں سامریہ یہودیا' شمالی ادومیہ آتا ہے۔ [illegible] تاثر دیا گیا ہے کہ اس سارے علاقے کا حکمران بھی ہیرودیس اینٹی پاس

www.pdfbooksfree.pk

ہے لیکن اصل اختیارات رومن گورنر کے ہاتھ میں ہیں جس کا نام پیلاطس ہے۔ اس بات کو تم یوں کہہ سکتے ہو کہ ظاہری تاثر یہی دیا گیا ہے کہ ہیرودِ اعظم کا بیٹا ہیرودیس اینٹی پاس اس کی ساری سلطنت کا مالک اور حکمران ہے اسی لیے باہر کے لوگ اسے یروشلم کا بادشاہ خیال کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ ہیرودیس اینٹی پاس شمالی فلسطین اور شرق اردن کے علاوہ فلپس کے علاقوں کا مالک ہے۔ تاہم وہ اکثر و بیشتر رومنوں کے کہنے پر یروشلم آتا ہے اور یہاں اپنے باپ ہیرودِ اعظم کے قصر میں قیام کرتا ہے۔ رومن ایسا اس لیے کراتے ہیں تاکہ لوگوں کو یہی تاثر ملتا رہے کہ فلسطین کا اصل حکمران ہیرودیس اینٹی پاس ہے۔ یہ کہ پیلاطس صرف اس کا ماتحت ہے اور نظم و نسق چلانے میں اس کی مدد کر رہا ہے۔ لیکن اندرون خانہ ایسا نہیں۔ بہرحال ہیرودیس اینٹی پاس اپنے اہل خانہ کے ساتھ اکثر و بیشتر یروشلم آتا رہتا ہے اور یہاں اپنے باپ کے قصر میں قیام کرتا ہے۔ ان دنوں بھی ہیرودیس اینٹی پاس یہاں آیا ہوا ہے۔ اپنی بیوی جو تمہارے بادشاہ حارث کی بیٹی ہے اس کے ساتھ اس نے یہاں قیام کر رکھا ہے۔ اس کی پہلی بیوی مر چکی ہے۔ اس سے ایک بیٹا ہے اس کا نام ہیرودِ اگرپا ہے۔ یہ جوان ہو چکا ہے اور رومنوں نے اس ہیرود اگرپا کو سارے فلسطین کا ولی عہد بنا رکھا ہے۔ یوں رومنوں نے ایک طرح سے یہودیوں کو یہ تاثر دے رکھا ہے کہ ہیرود اینٹی پاس کے بعد اس کا بیٹا ہیرودیس اگرپا ہی سارے فلسطین کا حکمران ہوگا۔

(اگرپا کے دور حکومت میں ایک بار پھر یہودیوں نے کھل کر رومنوں کے خلاف بغاوت کردی۔ اگرپا اس بغاوت کو ختم کرنے میں ناکام رہا اور اس بغاوت کو ختم کرنے کے لیے اس نے رومنوں سے مدد مانگی۔ آخر رومن شہنشاہ نے اپنے ایک جرنیل جس کا نام ٹیٹس تھا روانہ کیا۔ ٹیٹس نے یروشلم کو فتح کرلیا۔ اس موقع پر ایسا قتل عام ہوا کہ ایک لاکھ 35 ہزار آدمی مارے گئے۔ ستھاسٹھ ہزار آدمی گرفتار کرکے غلام بنا لیے گئے۔ ہزاروں آدمی پکڑ پکڑ کر مصری کارخانوں میں کام کرنے کے لیے بھیج دیے گئے۔ ہزاروں آدمیوں کو پکڑ کر مختلف شہروں میں بھیجا گیا تاکہ تھیٹروں میں ان کو جنگلی جانوروں سے پھڑوانے اور شمشیر زنوں کے کھیل کا تختہ مشق بننے کے لیے استعمال

جائے۔ تمام دراز قامت اور حسین لڑکیاں فاتحین کے لیے چن لی گئیں اور یروشلم کے شہر اور ہیکل کو مسمار کرکے پیوند خاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد فلسطین سے یہودی اقتدار ایسا مٹا کو دو ہزار برس تک اس کو سر اٹھانے کا موقع نہ ملا اور یروشلم کا ہیکل مقدس پھر کبھی تعمیر نہ ہو سکا۔ بعد میں جاکر قیصر ہادریان نے اس شہر کو دوبارہ آباد کیا مگر اس کا نام یروشلم سے تبدیل کرکے ایلیا رکھ دیا اور اس میں مدت دراز تک یہودیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ دی گئی۔)

بوڑھا یہودی عاذور تھوڑی دیر تک بڑے دکھ بھرے انداز میں خاموش بیٹھا رہا اس کے بعد دوبارہ اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"میرے اجنبی عزیز مکابیوں کے دور میں یہودیوں کی طاقت اور قوت اپنے عروج پر تھی رومنوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو یہ جرات اور جسارت نہ ہوتی تھی کہ میلی آنکھ سے یہودیوں کی طرف دیکھیں لیکن آج یہودی ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ بظاہر ہیرودیس اینٹی پاس فلسطین کی مملکت کا شہنشاہ اعظم ہے لیکن اس کے اختیارات سارے علاقوں پر نہیں بلکہ ایک محدود علاقے تک خیال کیے جاتے ہیں اور اس کے علاقے کے ارد گرد بھی رومن اپنی طاقت اور قوت میں دن بدن اضافہ کرتے ہوئے یہودیوں کے لئے زندگی مشکل اور اجیرن کرتے جا رہے ہیں۔ ان دنوں صرف نبطیوں کی حکومت ایک ایسی ہے جو رومنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے میرے عزیز میں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ کس طرح رومن یہودی مملکت کے ارد گرد شکنجہ کستے چلے جا رہے ہیں مصر میں کچھ عرصہ پہلے قلوپطرہ کی حکومت تھی اور اس کے تعلقات ہمارے سابق حکمران سے بڑے اعلیٰ اور حلیفانہ تھے آج کل قلوپطرہ کی موت کے بعد ایک شخص گالس رومنوں کی طرف سے مصر کا حاکم ہے۔ اس کا ایک پرانا ساتھی اور دوست جس کا نام سٹرابو ہے وہ مصر کی افواج کا سالار اعلیٰ ہے یہ دونوں نہایت سنگدل اور انتہا درجہ کے جنگجو انسان ہیں اور یہ رومنوں کے لئے ان کی سلطنت وسیع کرنے میں مصروف ہیں۔"

جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے تو ساحل سمندر کے ساتھ وہ علاقہ جسے ادومیہ'

www.pdfbooksfree.pk

یہودیہ اور سامریہ کہتے ہیں یہ بھی رومنوں کے قبضے میں ہے اس پر رومنوں کا ایک جرنیل پیلاطت حکمران ہے اس حصے میں فلسطین کے بڑے بڑے شہر آتے ہیں جیسے ہریحو' جروں' عسقلان' یروشلم' سامریہ' قیساریہ' بیت لحم' یافا اور کچھ دیگر شہر ہیں۔

پیلاس کی اس سلطنت کے دائیں جانب دریائے اردن کے اس پار یہودی حکمران ہیرودیس اینٹی پاس کی ریاست ہے اس کا مرکزی شہر اردن ہے اس کی سلطنت شمال میں رومنوں کے اس صوبے تک پھیلی ہوئی ہے جس کے بڑے شہر صیدا' صور اور انطاکیہ ہیں ہیرودیس اینٹی پاس کے پاس جو علاقہ ہے اس میں کوئی بڑا شہر نہیں تاہم اس میں کچھ مشہور شہر ہیں جیسے گلیل' ناصرہ اور کفر نحوم وغیرہ ہیرودیس اینٹی پاس کی سلطنت کے مشرق اور شمال میں پھر رومنوں کی ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ اس کا حاکم ایک رومن جرنل ڈیکاپولس ہے اب فلسطین کے اردگرد رومنوں کی تین سلطنتیں ہیں ایک پلاطس کی ایک ڈیکاپولس کی اور ایک شمال میں جس کا مرکزی شہر انطاکیہ ہے۔"

رومنوں کے شمال میں جو سب سے بڑی قوت خیال کی جاتی ہے وہ شامی حکمران ہے جس کا نام حداد بن حدار ہے اور اس کا پایہ تخت دمشق ہے شام کے اس بادشاہ حداد بن مدار کے تعلقات ہیرودیس اینٹی پاس کے ساتھ اچھے ہیں۔ ساتھ ہی اس نے پلاطس اور ڈیکاپولیس کے ساتھ بھی بہترین تعلقات استوار کررکھے ہیں۔ ہیرودیس اینٹی پاس کے تعلقات تمہارے نبطی بادشاہ حارث کے ساتھ بھی اچھے ہیں اس لیے کہ ہیرود اینٹی پاس حارث کا داماد ہے۔ لیکن شام کے حکمران حداد بن مدار کو تمہارا بادشاہ اچھا خیال نہیں کرتا اس لیے کہ ان علاقوں میں ایک بہت بڑا ڈاکو ہے۔ نام جس کا برابا ہے۔ اس نے اپنے لشکر تیار کررکھے ہیں اسے شام کے بادشاہ مداد بن حدار کی پشت پناہی حاصل ہے اور وہ اس کے کوہستانی سلسلوں کو مرکز بنائے ہوئے ہے۔ وہاں سے نکل کر وہ مختلف علاقوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ لوٹ مار کرتا ہے اور اس لوٹ مار کا ایک حصہ شام کے بادشاہ حداد بن مدار کو بھی دیتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا عازور خاموش ہوگیا تھا۔ تھوڑی دیر

خاموشی رہی وہ گہری سوچوں میں ڈوبا رہا اس کے بعد دوبارہ حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میری بوڑھی آنکھوں نے بہت کچھ دیکھ رکھا ہے۔ اگر یہودیوں کی یہی حالت رہی تو ان کے مقدر میں دربدر کی ٹھوکروں کے علاوہ کچھ نہ رہے گا۔ یہودیوں کو فلسطین میں مکمل طور پر زیر کرنے کے بعد رومن یقیناً نبطیوں کا رخ کریں گے۔ نبطی اس وقت اپنے پورے عروج پر ہیں اور ان کا بادشاہ حارث ایک بہترین اور تربیت یافتہ لشکر رکھتا ہے جس کی بنا پر رومن اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے لیکن میری بوڑھی آنکھوں نے بڑے کرناک مناظر دیکھ رکھے ہیں۔ اگر نبطیوں نے ذرا سی بھی غفلت سے کام لیا اپنی عسکری قوت کی طرف دھیان نہ دیا اپنے لشکر کی تربیت سے غفلت برتی تو رومن ان پر حملہ آور ہونے سے ہچکچائیں گے نہیں۔ ارض مقدس میں وہ یہودیوں کو تو پہلے ہی زیر کرتے چلے جارہے ہیں۔ اس کے بعد نبطیوں کے علاوہ کوئی قوت ان کے سامنے نہ رہے گی۔ اگر نبطی ان کے سامنے چھاتی تانے رکھتے ہیں تو ارض شام کا وہ حصہ بھی بچا رہے گا جس پر حداد بن مدار حکومت کرتا ہے اگر نبطیوں کو جھکا لیا جاتا ہے تو پھر دمشق کے بادشاہ حداد بن مدار کی بھی کوئی حیثیت نہ ہوگی اس لیے کہ اس کے اطراف میں تو پہلے ہی رومنوں کی ریاستیں قائم ہو چکی ہیں۔ نبطیوں کے زیر ہونے کے بعد رومن ارض شام پر اس طرح جھپٹیں گے جس طرح بھوکی گدھیں مردار پر اڑتی ہیں۔"

بوڑھا یہودی عازور جب خاموش ہوگیا تو اس کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اب حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"بزرگ عازور جو باتیں آپ نے کی ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔ ان میں حقیقت اور سچائی ہے لیکن ایسی باتیں سوچنا میرا اور آپ کا کام نہیں بلکہ یہودیوں اور نبطیوں کے سربراہوں اور حکمرانوں کا کام ہے۔ اب میں اس مہم کے متعلق گفتگو کرنا چاہوں گا جس کے لیے میں اس طرف آیا ہوں اس مہم کو میں جلد نمٹا لینا چاہتا ہوں اس کے بعد میں ان دشمنوں سے انتقام لوں گا جنہوں نے میرے باپ کو قتل کیا ہے

www.pdfbooksfree.pk

اور میری ماں کو اندھا کر دیا ہے لہٰذا مجھے بتائیں کہ مجھے اب کیا کرنا ہے۔

عازور کے چہرے پر خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو اب ہمیں اسی موضوع پر گفتگو کرنی چاہیے جس کے لیے تم نے یروشلم تک کا سفر کیا ہے بیٹے بات یوں ہے کہ خوبصورت لڑکی اوزال جسے تم یہاں سے نکال کر لے جانا ہے اسے تمہارے بادشاہ حارث کی بیٹی اور یہودیوں کے بادشاہ ہیرودیس کی بیوی نے اپنے ہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ حارث کی بیٹی اور ہیرودیس کی بیوی عریب یہ دن بڑی تکلیف اور بڑی اذیت میں کاٹتی رہی ہے کہ ہیرودیس یعنی اس کا شوہر کسی بھی وقت یروشلم سے اردن کی طرف کوچ کر سکتا ہے اس لیے کہ یروشلم میں تو اس کا قیام عارضی ہے۔ عریب اس لیے پریشان تھی کہ اگر اسے جلد اردن کی طرف جانا پڑ گیا تو وہ اوزال کو کیسے اپنے ساتھ لے جا سکے گی۔ بہرحال خداوند مہربان کا شکر ہے کہ تم وقت پر آن پہنچے ہو اب جو سب سے پہلے کام کیا جائے گا وہ یہ کہ ابھی تھوڑی دیر تک حصرون ملکہ عریب کی طرف جائے گا میں تمہیں یہ بتا دوں کہ حصرون ملکہ کے خاندانی خدام میں سے ہے جس وقت ملکہ عریب کی شادی ہیرودیس سے ہوئی تھی تو یہ حصرون تمہارے شہر پیٹرا سے اس کے ساتھ آیا تھا۔

حصرون عریب کو جا کر تمہاری آمد سے آگاہ کرے گا اس کے بعد اوزال کو یہاں سے نکالنے کی ابتداء کی جائے گی اور کیسے نکالا جائے گا اس کی تفصیل میں تمہیں بتا دیتا ہوں اگر اس میں تم کوئی تبدیلی کرنا چاہو تو وہ تمہاری مرضی اور خوشی ہوگی۔

ملکہ عریب کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ شام کے وقت ہر روز گھوڑ دوڑ کے لیے نکلتی ہے۔ یہی طریقہ اس کا اپنی ریاست اردن میں بھی ہے اور یہی طریقہ اس نے یہاں یروشلم میں بھی اپنا رکھا ہے جب وہ سورج غروب ہونے کے قریب گھوڑ دوڑ کے لیے نکلتی ہے تو اس کے ساتھ اس کے محافظ دستے کے طور پر مسلح لڑکیوں کا ایک دستہ ہوتا ہے یہ لڑکیاں جب شہر سے نکلتی ہیں تو اپنے چہروں کو نقاب سے ڈھانپے رکھتی ہیں۔ اب اوزال کو یروشلم شہر سے نکالنے کا طریقہ یہ ہوگا۔

ابھی حصرون جا کر ملکہ کو تمہاری آمد کی اطلاع کر دے گا۔ ملکہ شام کے اندھیرے

لڑکیوں کے ساتھ شہر سے نکلے گی۔ ان لڑکیوں میں اوزال بھی ہوگی اس نے بھی ان لڑکیوں جیسا لباس زیب تن کر رکھا ہوگا۔ جو ملکہ عریب کی محافظ سمجھی جاتی ہیں ملکہ ہر روز گھوڑ دوڑ کے لیے اسی عبادت گاہ کی طرف آتی ہے جس میں اس وقت تم بیٹھے ہوئے ہو۔ آج شام کو جب ملکہ یہاں آئے گی تو وہ کسی طرح اوزال کو عبادت گاہ کے اندر بھیج دے گی خود دوسری لڑکیوں کے ساتھ صدر دروازے کی طرف سے آئے گی اس کی محافظ لڑکیاں باہر ہی کھڑی رہیں گی۔ خود وہ اندر آئے گی تمہارے ساتھ تفصیل سے گفتگو کرے گی اس کے بعد جیسا تم چاہو گے ویسے ہی اوزال کو لے کر رات کی گہری تاریکی میں تم یہاں سے کوچ کر جانا۔

اوزال کو لے کر تم کس رستے سے نبطیوں کے مرکزی شہر رقیم کی طرف جاؤ گے یہ سارا معاملہ اب ملکہ عریب کی موجودگی میں طے کیا جائے گا ہاں اس موقع پر میں تم سے یہ کہنا ضرور پسند کروں گا کہ پیٹرا میں لے جا کر اوزال کا خیال رکھنا وہ بڑی اچھی بچی ہے ابھی نوعمر ہے زمانے کا اتار چڑھاؤ زمانے کی گرمی سردی اس نے ابھی نہیں دیکھ رکھی اس لیے اس کی خوبصورتی اس کے حسن اس کی جسمانی ساخت کی کشش اس کی پرکشش آواز' اس کے گانے کے انداز کی وجہ سے لوگ اسے بہلا پھسلا بھی سکتے ہیں۔ میں عازور تم سے گزارش کرتا ہوں کہ جب اوزال باسلامت رقیم پہنچ جائے تو وہاں نہ صرف اس کی جان کے محافظ بن کر رہنا بلکہ اس کی عزت و آبرو کے بھی نگہبان بن کر رہنا۔

میں تم پر یہ بھی واضح کر دوں کہ اوزال جہاں انتہا کی حد تک خوبصورت ہے وہاں وہم کی طرح عمدہ سیرت بھی رکھتی ہے۔ وہ نہ یہودی مذہب سے تعلق رکھتی ہے نہ بت پرست ہے اس کا تعلق صابی مذہب سے ہے۔"

عازور ابھی تک یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اس وقت نہایت خوبصورت لڑکی اس کمرے میں داخل ہوئی اسے دیکھتے ہی عازور اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا حصرون بھی کھڑا ہو گیا ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس موقع پر عازور نے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

www.pdfbooksfree.pk

"حبیب میرے بیٹے یہ کوئی اجنبی نہیں' میری بیٹی ہے۔ اس کا نام سدانہ ہے اس نے اپنے آپ کو اس عبادت گاہ کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ ساری زندگی شادی نہ کرنے کا عزم کیے ہوئے ہے۔" پھر عاذور نے اپنی بیٹی سدانہ کو مخاطب کیا۔

"سدانہ میری بچی یہاں نشست پر بیٹھ جاؤ۔ حصرون کو تم جانتی ہو۔ یہ جو نوجولن ہے اس کا نام حبیب بن عثمان ہے۔ یہ حصرون کے ساتھ رقیم شہر سے آیا ہے اور اوزال کو یہاں سے نکال کر لے جائے گا۔"

ان الفاظ پر سدانہ چونکی تھی تھوڑی دیر تک بڑے توصیفی انداز میں وہ حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتی رہی اس کے بعد اس نے براہ راست حبیب کو مخاطب کیا۔

"میرے عزیز بھائی اگر تم اوزال کو یروشلم سے رقیم پہنچا دو تو ہم سمجھیں گے تمہارا اوزال پر ہی نہیں ہم پر بھی بڑا احسان ہوگا اس لیے کہ اوزال کو میرے باپ نے اپنی بیٹی اور میں اسے اپنی بہن خیال کرتی ہوں وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔ اس کا یہاں سے نکلنا اور بچنا انتہائی ضروری ہے۔"

اس کے بعد سدانہ کی خواہش پر حصرون نے حبیب بن عثمان کے سارے حالات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔ یہ سارے حالات سن کر سدانہ تھوڑی دیر کے لیے فکر مند اور غمگین سی ہوگئی تھی پھر اس نے بڑے خوش کن انداز میں حبیب بن عثمان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر عاذور پھر بول پڑا۔

"سدانہ میری بیٹی تیری آمد سے پہلے میں حبیب بن عثمان کو یہاں کے حالات بتا رہا تھا۔ میں اسی سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتا ہوں۔ پھر سب سے پہلے حصرون میرے بیٹے تم جاؤ اور عریب کو اطلاع کرو کہ جس نوجوان نے اوزال کو یہاں سے نکال کر لے جانا ہے وہ میری عبادت گاہ میں پہنچ چکا ہے۔" ان الفاظ پر حصرون اپنی جگہ پر کھڑا ہوا۔ پھر وہ باہر نکل گیا تھا حصرون کے جانے کے بعد عاذور نے پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"حبیب بن عثمان میرے بیٹے جو سلسلہ میں نے تمہارے ساتھ شروع کیا تھا اسے کو آگے بڑھاتا ہوں۔ اوزال کے اس وقت یروشلم میں دو بدترین دشمن ہیں

یہودی بادشاہ ہیرودیس دوسری اس کی بھتیجی جس کا نام ہیرودیا ہے ہیرودیس میں شام کے بادشاہ حداد بن مدار کے ساتھ اپنے تعلقات مزید بہتر بنانا چاہتا ہے یہ تم جانتے ہی ہو کہ حداد بن مدار اوزال کو پسند کر چکا ہے اور اسے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اوزال اسے ناپسند کر چکی ہے۔ اب ہیرودیس ہر حال میں اوزال کو گرفتار کرکے دمشق کی طرف روانہ کرنا چاہتا ہے۔ اس نے یروشلم شہر کے اندر ہی نہیں بلکہ اطراف میں بھی اپنے مسلح دستے پھیلائے ہوئے ہیں۔ اسے یقین ہے کہ اوزال ابھی تک یروشلم شہر کے اندر ہے۔ اس نے حکم جاری کر رکھا ہے کہ کسی بھی صورت اوزال یروشلم سے بھاگنے نہ پائے اس لیے کہ ہر حال ہر صورت میں وہ اسے پکڑ کر دمشق کی طرف روانہ کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ دمشق کے بادشاہ حداد بن مدار کے حرم میں داخل ہو اس طرح اس کے اور حداد بن مدار کے تعلقات پہلے سے بہتر اور دوستانہ ہو جائیں۔

اوزال کی دوسری سب سے بڑی دشمن ہیرودیس کی بھتیجی ہیرودیا ہے یہ انتہائی خوبصورت لڑکی ہے اور رقص میں بڑی مہارت رکھتی ہے۔ جس روز ہیرودیس کی دعوت پر شام کا بادشاہ حداد بن مدار یہاں آیا تھا تو اسکے سامنے ہیرودیا ہی نہیں اوزال نے بھی رقص کیا تھا۔ رقص اور گانے دونوں میں اوزال نے ہیرودیا کو مات کردیا تھا۔ اسی بنا پر اپنے لیے حداد بن مدار نے اوزال کا چناؤ کیا۔

اب ہیرودیا کو یہ غصہ اور رقابت ہے کہ شام کے بادشاہ نے حسن رقص اور گانے میں اوزال کو اس پر فوقیت کیوں دی اسے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اوزال کو لوگ یروشلم کی ساحرہ کہتے ہیں۔ ایسا اس کے حسن اس کی کشش کی وجہ سے کہا جاتا ہے اور ہیرودیا یہ بھی خار کھاتی ہے کہ لوگ اوزال کو اس سے زیادہ خوبصورت اور پرکشش سمجھتے ہیں لہٰذا ہیرودیا نے یروشلم شہر کے اندر اپنے بھی کچھ مخبر اور طلایہ گر پھیلا رکھے ہیں اور انہیں حکم دے رکھا ہے کہ ہر حال میں وہ اوزال کو تلاش کریں۔ ہیرودیا' اوزال کو تلاش کرکے اسے قتل کرکے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتی ہے۔ بس آجکل یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان میرے بیٹے میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ یہ ہیرودیا ہیرودیس کے بڑے بھائی فلپس کی بیٹی ہے جو مرچکا ہے اور اس کی سلطنت پر بھی ہیرودیس کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ہیرودیا اور اس کی ماں نے ہیرودیس کے پاس ہی قیام کررکھا ہے۔ ہیرودیا گو ہیرودیس کی بھتیجی ہے لیکن اس کے حسن' اس کی جسمانی کشش کو پسند کرتے ہوئے وہ اس سے شادی کا خواہش مند ہے۔ یروشلم بھی نہیں اردن میں بھی یہ بات مشہور ہو چکی ہے کہ ہیرودیس اپنی بھتیجی ہیرودیا کو اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ ہیرودیا کی ماں بھی اس بات کو پسند کرتی ہے کہ اس کے مرحوم شوہر کا بھائی اس کی بیٹی کو اپنے حرم میں داخل کرلے۔ اس طرح حکومت کی باگ ڈور ایک طرح سے ہیرودیا اور اس کی ماں کے پاس آجائے گی کہنے والوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہیرودیس اپنی بھتیجی ہیرودیا کو دیوانگی کی حد تک پسند کرتا ہے۔

ہیرودیس اور اس کی بھتیجی ہیرودیا کے عشق اور ان دونوں کی محبت کے چرچے عام ہوئے اور یہ خبریں پھیلنے لگیں کہ دونوں شادی کرنا چاہتے ہیں تو اس رشتے کے خلاف جس ہستی نے سب سے پہلے آواز بلند کی وہ اللہ کے نبی حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں جب دونوں کی شادی کے چرچے عام ہوئے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے مشرق اردن کے گلی کوچوں میں یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ یہ نکاح توریت او رشریعت کی روح سے ناجائز ہے اور توریت کے احکامات کی صریحاً" مخالفت ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے علانیہ ہیرودیس اور ہیرودیا کی مخالفت کرنا شروع کر دی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ایک روز اچانک رات کے وقت ہیرودیس کے کہنے پر مسلح جوانوں نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کو گرفتار کرلیا اور مشرق اردن میں زندان کے اندر ڈال دیا۔ آجکل وہ زندان ہی میں ہیں۔ ہیرودیس چاہتا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام زندان ہی میں رہیں۔ لوگوں تک ان کی آواز نہ پہنچے اور جتنا عرصہ وہ زندان میں رہیں اس دوران وہ اپنی بھتیجی ہیرودیا سے شادی کرلے۔ میرا دل کہتا ہے کہ یروشلم سے واپس جاکر ہیرودیس کوئی نہ کوئی قدم اٹھائے گا اور اپنی بھتیجی جس کے حسن' جس کی خوبصورتی سے وہ بے حد متاثر ہے اس سے ضرور شادی کرے گا۔

عازور یہاں تک کہنے کے بعد گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا وہ افسردہ اور ویران ہوگیا تھا۔ اس کے بعد حبیب بن عثمان کو اس کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا۔

"ابن عثمان یہودیوں کی بدقسمتی کہ انہوں نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کی کسی بات پر دھیان نہ دیا اور انجام کار ہیرودیس نے انہیں زندان میں ڈال دیا ہے۔ اب اللہ کے دوسرے نبی ابن مریم علیہ السلام نے بنی نوع انسان کی فلاح وہ رہبری کا کام شروع کیا ہے لیکن ہائے حیف اس یہودی قوم کی بدقسمتی کہ یہ اللہ کے دوسرے نبی ابن مریم کو بھی جھٹلانے میں مصروف ہوگئے ہیں اور ان کی دشمنی اور عداوت پر کمربستہ ہوگئے ہیں۔"

"بزرگ عازور کیا آپ کے لیے ایسا ممکن نہیں کہ آپ مجھے ان پیغمبروں کے حالات تفصیل کے ساتھ سنائیں تاکہ میں ان کے متعلق جانوں اس وقت تو میں ہنگامی صورتحال میں اس طرف آیا ہوں۔ پھر کبھی میرے خداوند نے موقع دیا تو میں ان بزرگ ہستیوں کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے فیض یاب ہوں گا۔" عازور کے خاموش ہونے پر بڑی ارادتمندی اور عقیدت میں حبیب بن عثمان نے کہا تھا۔

عازور سنبھل کر بیٹھ گیا پھر کہنے لگا میں تمہیں ان دونوں کے حالات سناتا ہوں۔ سنو۔

"اللہ تعالیٰ نے عین بوڑھاپے اور ناامیدی کی حالت میں اپنے پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام نام کا ایک پاکیزہ فرزند عطا فرمایا اور کم عمری میں یحییٰ علیہ السلام کو عقل و حکمت دانش مندی اور وحی اور نبوت سے سرفراز کیا۔"

یحییٰ علیہ السلام عبادت کے اس قدر شائق ہیں کہ تہجد کی کثرت سے بہت دبلے ہوگئے ہیں اور وہ اپنے علم و عرفان سے توریت کے مشکل مقامات کو بڑی آسانی سے حل کر دیتے ہیں۔ انہیں اس کے احکامات کے تمام پہلوؤں پر عبور ہے لہٰذا سب کے اتفاق رائے سے آپ توریت کے احکام کا اجراء کرنے فتویٰ دینے اور مقدموں کے فیصلے کرنے پر مامور کر دیئے گئے'

یہاں تک کہنے کے بعد عازور تھوڑی دیر کے لیے رکا کچھ سوچا پر دوبارہ کہنا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

شروع کر دیا۔

"مخلوق میں آپ کی شہرت ہو گئی کہ آپ توریت کے احکام بڑی جرات اور بہادری کے ساتھ جاری فرماتے ہیں اور باطل کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنے میں بہت سخت ہیں احکامات خداوندی کے نفاذ میں کس کا خوف نہیں کھاتے اور کسی بھی بڑے ظالم کی شان و شوکت سے مرعوب نہیں ہوتے۔

یحییٰ علیہ السلام کی زندگی کا بہت بڑا حصہ جنگلوں اور صحراؤں میں گزرا وہاں آپ گوشہ نشین رہتے درختوں کے پتے ڈنڈیاں اور شہد کھا کر گزارا کرتے۔ وہیں ان پر کلام نازل ہوا۔ تب انہوں نے دریائے اردن کے نواح میں دین الٰہی کی منادی شروع کر دی یحییٰ علیہ السلام پر خدا کی خشیت اس قدر تھی کہ وہ اکثر روتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کے رخساروں پر آنسوؤں کے نشان پڑ گئے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ان کے والد محترم جب ان کو جنگل میں تلاش کرنے گئے اور ان سے ملے تو فرمایا بیٹا ہم تو تیری یاد میں ہلکان ہیں تجھے تلاش کر رہے ہیں اور تم یہاں بیابان گیری میں مشغول ہو تو یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔

"اے میرے باپ آپ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک ایسا وسیع میدان ہو گا جو خدا کی خشیت میں آنسو بہائے بغیر طے نہیں ہوتا جنت تک رسائی نہیں ہوتی یہ سن کر آپ کے باپ حضرت زکریا علیہ السلام بھی رو دیئے تھے۔"

یحییٰ علیہ السلام کی طرف سے خداوند قدوس کو دعوت تبلیغ کے لیے پانچ احکامات جاری کیے گئے اور ان پانچ احکامات کی تبلیغ کے لیے تلقین خداوند قدوس کی طرف سے فرمائی گئی مگر یحییٰ کو ان امور کے جاری کرنے میں کچھ تاخیر ہوئی تب ابن مریم علیہ السلام آپ سے ملے اور فرمایا میرے بھائی اگر تم مناسب سمجھو تو میں بنی اسرائیل کو ان پانچ احکامات کی تلقین کروں جن کے لیے تم کسی وجہ سے تاخیر کر رہے ہو۔"

یہاں عاذور رکا پھر ابن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابن عثمان میں تمہیں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ابن مریم علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام سے صرف چھ ماہ چھوٹے ہیں ابن مریم علیہ السلام کی گفتگو پر جواب دیتے ہوئے یحییٰ کہنے لگے اگر میں تمہیں اجازت دے دوں اور خود تعمیل حکم نہ کروں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں مجھ پر کوئی عذاب نہ آ جائے یا میں زمین میں نہ دھنسا دیا جاؤں اس لئے میں یہ پیش قدمی کرتا ہوں چنانچہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بیت مقدس میں جمع کیا جب عبادت گاہ بھر گئی تو وعظ فرمایا اور بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

"اے بنی اسرائیل مجھے خداوند قدوس کی طرف سے پانچ باتوں کا حکم ملا ہے کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں تم کو بھی عمل کی تلقین کروں وہ پانچ احکامات یہ ہیں۔

پہلا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو نہ کسی کو اس کا شریک اور ہمتا ٹھہراؤ کیونکہ مشرک کی مثال اس غلام کی سی ہے جس کو اس کے مالک نے اپنے روپے سے خریدا مگر غلام نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو کچھ کماتا ہے وہ مالک کے بجائے ایک دوسرے شخص کو دے دیتا ہے تو اب بتاؤ کہ تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ اس کا غلام ایسا کرے سمجھ لو کہ جب خدا ہی نے تمہیں پیدا کیا اور وہی تمہیں رزق دیتا ہے تو تم بھی اس کی پرستش کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ تم باقاعدگی کے ساتھ نماز ادا کرو کیونکہ جب تک نماز میں اس کی جانب متوجہ رہو گے خدا تعالیٰ برابر تمہاری جان پر رضا اور رحمت کے ساتھ متوجہ رہے گا۔

تیسرا حکم یہ ہے کہ روزہ رکھو اس کے لئے روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک جماعت میں بیٹھا ہے اور اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو چنانچہ مشک اس کو بھی اور اس کے رفقاء کو بھی اپنی خوشبو سے مست کرتا رہے اور روزہ دار کے منہ کی بو کا خیال مت کرو اس لئے کہ اللہ کے نزدیک روزہ دار کی بو جو خالی معدے سے آتی ہے خوشبو سے زیادہ پاک ہے۔

چوتھا حکم یہ ہے کہ مال میں صدقہ نکالا کرو کیونکہ صدقہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کو اس کے دشمنوں نے اچانک آ پکڑا ہو اور اس کے ہاتھوں کو انجانی منزل کی جانب لے چلے ہوں اور اس نا امیدی کی حالت میں یہ کہے کہ کیا ممکن ہے کہ میں مال دے کر اپنی جان چھڑا لوں اور اثبات میں جواب پا کر جان کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

بدلے سب دھن دولت قربان کر دے۔

پانچواں حکم تمہارے لیے یہ ہے کہ دن رات کثرت سے اس کا ذکر کرتے رہا کرو کیونکہ ایسے شخص کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دشمن سے بھاگ رہا ہو اور دشمن تیزی کے ساتھ اس کا تعاقب کر رہا ہو اور بھاگ کر وہ کسی مضبوط قلعے میں پناہ گزین ہو کر دشمن سے محفوظ ہو جائے دشمن کے مقابلے میں ذکر اللہ کے اندر مشغول ہو جانا ایک مستحکم قلعہ میں محفوظ ہو جانے کے مترادف ہے۔"

عاذور رکا کچھ سوچا پھر دوبارہ اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"ابن عثمان جس مذہب کے تم پیرو کار ہو یہ مت خیال کرنا کہ اس پر تم اکیلے ہو بلکہ میں یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ ساری قوم یہود کو اس آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا انتظار ہے جس پر تم اس کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا چکے ہو ہم بھی عرب کی سرزمین میں نمودار ہونے والے اس عظیم پیغمبر کی آمد کے منتظر ہیں جس کا ظہور کھجوروں والے شہر میں ہو گا میں تم سے یہاں یہ بھی ذکر کرتا چلا جاؤں کہ آنے والے اس رسول کے متعلق یہودی اس قدر پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ آنے والے اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق انہوں نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام سے بھی سوال کیا اس کی تفصیل بھی میں تمہیں بتاتا ہوں۔

جب اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام نے خدا کے دین کی منادی شروع کی اور لوگوں کو یہ بتانے لگے کہ مجھ سے بڑھ کر میرے بعد ایک پیغمبر آنے والا ہے تو یہود کو ان کے ساتھ دشمنی اور عداوت پیدا ہو گئی اور تعلیم مقبولیت اور منادی کو برداشت نہ کر سکے ایک روز سارے یہودی جن میں بڑے بڑے سردار تھے یحییٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے۔ اور ان سے سوال کیا۔

کیا آنے والا مسیح علیہ السلام ہے اس کا جواب یحییٰ علیہ السلام نے نہیں میں دیا تب انہوں نے پوچھا کیا تو ایلیا نبی ہے؟ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا یہودی علماء نے پوچھا کیا تو وہ نبی ہے اس نبی سے ان کی مراد عرب کے آنے والے اس رسول کی تھی جن پر تم ایمان رکھتے ہو۔ یحییٰ علیہ السلام نے کہا میں وہ بھی نہیں ہوں تب یہودی

عالموں نے پوچھا تو کون ہے جو اس طرح منادی کرتا ہے اور ہم کو دعوت دیتا ہے یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں تو صرف جنگل میں پکارنے والے کی ایک آواز ہوں جو حق کے لیے بلند کی گئی ہے۔

اس طرح اللہ کے نبی نے اپنے بعد نہ صرف یسوع علیہ السلام کے آنے کی خبر دی بلکہ عرب کی سرزمین میں ظہور کرنے والے آخری اور عظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی بھی بشارت کی میرے عزیز میں یہ بھی بتاتا جاؤں کہ یحییٰ علیہ السلام نبی تھے رسول نہ تھے اور توریت ہی کی شریعت کے پابند تھے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے بچپن ہی میں اسے علم و فضیلت بخش دیا تھا تاکہ وہ جلد ہی نبوت کے منصب پر فائز ہو سکیں چنانچہ بچپن میں جب بچے ان سے کھیلنے کے لیے اصرار کرتے تو وہ یہ جواب دیتے خدا نے مجھے ان کاموں کے لیے نہیں پیدا کیا اسی بناء پر خداوند قدوس نے تیس سال کی عمر سے پہلے ہی نبوت سے سرفراز کر دیا اب ہیرودیس کی کم بختی اور بد بختی کہ اس نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کو زندان میں ڈال رکھا ہے۔"

عاذور کے خاموش ہو جانے پر بڑے شوق سے حبیب بن عثمان نے اس کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کیا۔

"میں آپ کا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اللہ کے نبی کے متعلق تفصیل بتائی کیا اب آپ مجھے ابن مریم یعنی مسیح علیہ السلام کے متعلق کچھ تفصیل نہ بتائیں گے اس وقت تو میں جلدی میں ہوں مجھے رقیم کی طرف لوٹ جانا ہے پھر اگر مجھے ان سرزمینوں کی طرف آنے کا موقع ملا اور میرے خداوند کو منظور ہوا تو میں ان دونوں نبیوں کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان سے میں اپنے آنے وال اس رسول سے متعلق تفصیل معلوم کروں جن پر میں ایمان لا چکا ہوں جس کا ظہور عرب کی سرزمین میں ہو گا۔"

عاذور نے کچھ سوچا پھر دوبارہ اس نے ابن عثمان کو مخاطب کیا۔ "سن نیک دل فرزند میں تمہیں مسیح علیہ السلام سے متعلق بھی تفصیل بتاتا ہوں مسیح علیہ السلام یحییٰ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

علیہ السلام سے صرف چھ ماہ چھوٹے ہیں ان کی ماں ایک روز اپنی عادت اور معمول کے مطابق عبادت کے لیے ہیکل میں تشریف فرما تھیں کہ یکایک ایک خوف اور دہشت ان پر بلاوجہ اور بغیر کسی ظاہری سبب کے طاری ہوگیا۔

ہوا یوں کہ آسمان سے ایک فرشتہ انسانی شکل میں ان کے پاس آیا اور ان کے قریب آنا چاہتا تھا مریم علیہ السلام اس کو قریب آتا دیکھ کر اللہ سے پناہ مانگنے لگیں کیونکہ اس شخص کا یوں قریب آنا ایمان' تقویٰ اور طہارت کے خلاف سمجھتی تھیں لیکن قریب آکر اس فرشتے نے جو انسانی شکل میں تھا مریم علیہ السلام کو تسلی دی اور کہا میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹے کی خوشخبری دوں۔

فرشتے کی یہ بات سن کر مریم علیہ السلام کانپ گئیں۔ آپ پر عجیب طرح کا خوف طاری ہوگیا۔ اس اچانک حواس باختہ کر دینے والی بات سے آپ پر لرزہ طاری ہوگیا لیکن آپ نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا اور حواس کو اکٹھا کرکے کہا۔ "یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے۔ میرے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ مجھے کسی آدمی نے آج تک ہاتھ نہیں لگایا اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔"

فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ یونہی فرماتا ہے کہ یہ بات میرے لیے آسان ہے اور یہ صورت اس لیے ہے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بناؤں اس کے بعد فرشتہ غائب ہوگیا۔

مریم علیہ السلام تعجب اور حیرت کے عالم میں رہ گئیں اور جو باتیں انہوں نے سنی تھیں ان پر غور کرنے لگیں جس قدر سوچتی تھیں آپ پر وحشت طاری ہو جاتی تھی آپ لوگوں کی باتوں پر غور کرتیں کہ دنیا کیا کہے گی۔ ایک لڑکی بغیر شوہر کے کیسے حاملہ ہوگئی۔ حضرت مریم علیہ السلام جس قدر زیادہ اس بارے میں غور فرماتیں اسی قدر آپ کی بے چینی اور پریشانی بڑھتی جارہی تھی اور ان شکوک و شبہات سے جو لوگ آپ کے بارے میں کریں گے بے قرار اور غمگین ہو جاتیں تھیں۔

اس طرح مہینے گزر رہے تھے مریم علیہ السلام اس طرح روحانی تکلیفوں اور غم انگیز اثرات میں گھری ہوئی تھیں۔ تفکرات اور طرح طرح کے وسوسوں نے آپ کے

دل و جان کو عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ آپ کے خیالات اس قدر پریشان اور دماغ اس قدر بے سکون ہو چکا تھا کہ آپ نہ تو کسی کی بات سنتی تھیں نہ ہی کسی کام میں دلچسپی لیتی تھیں۔

مریم علیہ السلام ایک حساس دوشیزہ تھیں اپنے وطن ناصرہ کے ایک دہقان کے گھر میں جو ایک بے حد سادہ سا گھر تھا اقامت گزیں تھیں تاکہ لوگوں کی نگاہوں اور ان کے طعنوں سے محفوظ رہ سکیں انہوں نے تمام لوگوں سے اپنے عزیزوں سے بھی کنارہ کشی کر رکھی تھی اور بیماری کا بہانہ بنایا ہوا تھا اس بات کا ہر وقت دھڑکا رہتا تھا کہ جب راز فاش ہو جائے گا اور یہ حادثہ لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو جائے گا تو پھر ان کی حیثیت معاشرے میں کیا رہے گی۔

آنے والے اس طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے مریم علیہ السلام کے پاس اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں تھی کہ وہ یکسو ہوکر خداوند قدوس کے احکامات کے آگے سر جھکا دیں اور بس اب سوائے اس کے کوئی صورت ممکن نہیں تھی کہ وہ آنے والے واقعات اور الزامات کو برداشت کرنے کے لیے تیار رہیں۔

بس ایک چیز جو مریم علیہ السلام کو تسکین دیتی تھی وہ خداوند قدوس کی عبادت کی طرف توجہ تھی جس وقت فرشتے نے آپ کو بچے کی بشارت دی تھی اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ یہ پیدا ہونے والا بچہ پالنے میں لوگوں سے باتیں کرے گا اور تمام حقیقت حال بتائے گا۔ ان الفاظ سے بھی مریم علیہ السلام کو کسی قدر سکون ہوتا تھا کہ کم از کم اگر پیدا ہونے والا بچہ پیدائش ہی میں بولے گا اور اس کی بے گناہی کا ثبوت پیش کرے گا تو وہ بدنام ہونے سے بچ جائیں گے۔

جب وضع حمل کا وقت قریب آیا مریم علیہ السلام درد زہ کو محسوس کرنے لگیں فوراً" گاؤں سے باہر چلی گئیں۔ تھوڑی ہی دور تشریف لے گئیں کہ درد کی شدت سے مجبور ہوکر آپ نے ایک سوکھے کھجور کے درخت کا سہارا لے لیا آپ اس بیابان میں تنہائی اور بے بسی اور بے کسی کے عالم میں بغیر کسی دائی کے بے یارومددگار کی صورت میں وضع حمل کی جان لیوا تکلیف کو برداشت فرما رہی تھیں زیادہ دیر نہ گزری

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

تھی کہ اس وسیع و عریض فضا میں کھلے آسمان کے نیچے بچہ پیدا ہوا یہی بچہ مسیح ابن مریم علیہ السلام تھا۔

تنہائی اور بے کسی حضرت مریم علیہ السلام کو بے چین کررہی تھی۔ بڑی اداس نظروں سے بچے کے منہ کو تک رہی تھیں آپ کا دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور آپ اس میں سما جائیں۔ بے اختیار آپ کی زبان سے نکلا کاش آج کے دن سے پہلے ہی میں مرگئی ہوتی اور دنیا مجھے اوروں کی طرح بھلا دیتی۔

آپ پر ایسی رقت طاری تھی کہ آپ اتنا بھی نہ سوچ سکتی تھیں کہ اب کیا کرنا چاہیے اپنی سوچوں میں سخت نڈھال ہوکر سوکھے درخت کے نیچے بیٹھ گئیں اتنے میں آپ کے کانوں میں ایک آواز گونجی ایک انتہائی پرکشش آواز جس نے آپ کے خوف کو بالکل دور کر دیا اور آپ کے حسرت بھرے آنسو تھم گئے آواز کہہ رہی تھی۔

"غم نہ کھا پریشان نہ ہو' میرے پروردگار نے تیرے پاؤں کے نیچے نہر جاری فرما دی ہے اس کے پانی سے صفائی کر اسے پی اور اس کھجور کے سوکھے تنے کو جھٹکا دے تازہ کھجوریں گریں گی ان کھجوروں کو کھا تاکہ گئی ہوئی قوت واپس آئے اور کمزوری دور ہو جائے۔ اپنے دل کو پروردگار کی قدرت دیکھنے کے لیے مطمئن رکھ۔"

یہ عظیم معجزہ بلاشبہ آپ کی بے گناہی کی روشن دلیل تھا اور الزام لگانے والوں کے منہ بند کرنے کے لیے کافی لیکن یہ دلیل تو صرف ان لوگوں کے لیے کافی ہو سکتی جو اس جگہ اور اس درخت کے قریب تھے۔ مریم علیہ السلام تو ان لوگوں کے منہ بند کرنا چاہتی تھیں جو گاؤں میں ان پر الزام لگائیں گے اور آپ کو اپنی زبان کے کھاؤ سے زخمی کریں گے اس طرح غم کا اثر بھی آپ کے دل میں رہا اور آپ کے خیالات پریشان رہے۔

پر خداوند نے اس نوزائیدہ بچے کے لیے مریم کی دادرسی فرما دی۔ بچے نے اس احساس کی زحمت میں مریم علیہ السلام کو مطمئن کر دیا۔ لوگوں کے شبہات کا جواب اپنے ذمے لے لیا۔ اپنی ماں سے اس نے کہا۔

"اگر آپ کسی آدمی کو دیکھیں تو اشارے سے بتا دیں کہ میں نے خدا کے لیے

نظر مانگی ہے کہ خاموشی کا روزہ رکھوں اس لیے آج میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔

مریم اس پر مطمئن ہوگئیں۔اس پریشانی سے قدرے نجات ملی۔ اپنے حواس مجتمع کیے۔ بچے کو آغوش میں لیے گاؤں کی طرف روانہ ہوگئیں۔ آناً" فاناً" گاؤں میں یہ قصہ پھیل گیا گاؤں کے لوگ آپ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ وہ آپ کے گرد جمع ہوگئے اور آپ کے خاندان کی شرافت اور نجابت کا تذکرہ کرنے لگے اور کہنے لگے اے مریم علیہ السلام تو نے ایک نئی خطرناک برائی کی رسم ڈال دی ہے۔ اے ہارون کی بیٹی تیرا باپ تو برا آدمی نہ تھا تیری ماں کوئی بدکار عورت نہ تھی۔"

مریم علیہ السلام ان کی باتوں کے جواب میں دم سادھے ہوئے تھیں۔ آپ نے بچے کی طرف اشارہ کیا تاکہ لوگ سارا حال اس پیدا ہونے والے بچے سے پوچھیں اور اپنا جواب اس سے لے لیں۔

گاؤں کے لوگ آپ کی اس حرکت سے حیران اور پریشان ہوئے طنزاً" اور مزاح کے طور پر کہنے لگے کہ بچہ ابھی جھولے میں ہے ہم اس سے کیا باتیں کریں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے بچے کو زبان دی بچے نے اپنے لبوں کو جو اپنی ماں کی چھاتیوں سے بھی ناآشنا تھا حرکت دی اور نہایت احسن طریقے سے قوم سے باتیں کیں اور کہنے لگے میں خدا کا بندہ ہوں خدا نے مجھے کتاب دی ہے اور پیغمبری عطا کی ہے۔ جہاں کہیں بھی میں ہوں گا میری ذات سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور میرے قدم مبارک ہوں گے۔ جب تک میں زندہ رہوں گا نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی ماں کے حق میں مہربان بنایا ہے جبار اور شقی نہیں بنایا میں پیدائش کے دن ہی سے شیطان کے بہکاوے سے محفوظ رکھا گیا ہوں اور مرتے دم تک محفوظ رہوں گا۔ ابن مریم علیہ السلام سے یہ کافی اور شافی جواب پاکر گاؤں کے لوگ مطمئن ہوگئے تھے پھر انہیں میں پرورش پاتے ہوئے وہ جوان ہوگئے اور آجکل انہوں نے بھی تبلیغ کا کام شروع کر دیا ہوا ہے جب اللہ کے نبی یحییٰ کو زندان میں ڈال دیا گیا ہے۔ ابن مریم علیہ السلام نے تبلیغ کے کام میں اور زیادہ جوش اور ولولہ پیدا کردیا ہے۔"

www.pdfbooksfree.pk

عازور مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس موقع پر اس کی بیٹی سدانہ بول پڑی اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"اے میرے باپ آپ کب تک اس معزز مہمان کو باتوں میں الجھائے رکھیں گے یہ کب سے آیا ہوا ہے اور ہم نے ابھی تک اسے کھانا نہیں پوچھا۔

اپنی بیٹی سدانہ کی اس گفتگو سے عازور چونکا تھا پھر اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"سدانہ میری بیٹی تو ٹھیک کہتی ہے اٹھ اور جا کھانے کا انتظام کر اس کے ساتھ ہی سدانہ اٹھی اور اس کمرے سے نکل گئی تھی اس کے جانے کے بعد حبیب بن عثمان نے عازور کو مخاطب کیا۔

"میرے محترم آپ کی اولاد صرف یہی بیٹی ہی ہے۔ جس کا نام آپ نے سدانہ بتایا ہے۔"

عازور کے چہرے پر دلفریب اور خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں اس نے حبیب کی طرف دیکھا پھر وہ بول اٹھا۔

نہیں بیٹے میرا ایک بیٹا بھی ہے اس کا نام رخیم ہے۔ وہ شہر کی طرف گیا ہوا ہے ابھی لوٹا نہیں جونہی لوٹے گا میں اس سے تمہارا تعارف کرواؤں گا حبیب بن عثمان نے پھر عازور سے پوچھا۔

کیا آپ کے بیٹے اخیم نے بھی آپ کی بیٹی کی طرح شادی نہ کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے اور وہ بھی ساری زندگی اسی عبادت گاہ میں گزارنا چاہتا ہے۔

جواب میں عازور نے ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر کمرے میں اس کی آواز گونج گئی۔

نہیں بیٹے ایسی کوئی بات نہیں ہے میں اس کی شادی شاندار طریقے سے کروں گا تاکہ میرا شجرا نسب چلتا رہے اور پھر وہ ایک لڑکی کو پسند بھی کرتا ہے۔ اس سے محبت کرتا ہے ہماری ملکہ یعنی ہیرودیس کی بیوی تمہارے بادشاہ حارث کی بیٹی عریب کے محافظ دستوں میں جو لڑکیاں ہیں ان میں ایک کا نام سرایا ہے۔ میرا بیٹا اسے پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے۔ اس سلسلے میں میں نے عریب سے

بھی بات کی تھی اس نے میرے ساتھ وعدہ کرلیا ہے۔ ایک روز وہ ضرور سرایا کو میرے بیٹے اخیم سے بیاہ دے گی۔

بوڑھے عازور کو خاموش ہو جانا پڑا اس لیے کہ عین اس وقت اس کی بیٹی سدانہ کمرے میں داخل ہوئی تھی وہ کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھی۔ کھانے کے برتن اس نے ان دونوں کے سامنے رکھ دیئے اور خود بھی وہاں بیٹھ گئی پھر وہ تینوں خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے۔

○

ادھر حصرون عازور اور حبیب بن عثمان کے پاس سے اٹھ کر شہر میں داخل ہوا۔ یروشلم کے قصر میں گیا اس کی خوش قسمتی کہ اس وقت ہیرودیس رومن گورنر پیلاطس کے ساتھ محو گفتگو تھا لہٰذا قصر میں اس وقت ملکہ عریب اکیلی تھی حصرون نے اس موقع کو غنیمت جانا گھوڑے کو اس نے قصر کے اصطبل میں باندھا پھر محل کے سکونتی حصے کی طرف گیا اور ملکہ عریب کے دروازے پر اس نے دستک دی۔ ساتھ ہی اس نے بلند آواز میں اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا تھا میں حصرون ہوں اندار سے کسی خاتون کی آواز سنائی دی۔

اندر آجاؤ دستک دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ حصرون نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔

کمرے میں اس وقت نبطیوں کے بادشاہ حارث کی بیٹی اور ہیرودیس کی بیوی عریب اکیلی بیٹھی ہوئی تھی وہ تیس برس کے لگ بھگ خاتون تھی انتہا درجہ کی خوش شکل خوش اندام دراز قد اور پرکشش تھی جونہی حصرون داخل ہوا اس نے بڑی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے اس کو مخاطب کیا۔ "حصرون میں کئی دن سے تمہارا ہی انتظار کررہی تھی۔ تم نے میری توقعات سے کہیں زیادہ وقت لے لیا ہے۔ ابھی تم مناسب وقت پر ہی پہنچ چکے ہو اس لیے کہ چند روز تک ہیرودیس یہاں سے شرق اردن کی طرف کوچ کرنے والا ہے۔ میں پریشان تھی کہ اس کے کوچ سے پہلے ہی پہلے اوزال کا مسئلہ حل ہو جانا چاہیے اب نشست پر بیٹھو اور مجھے پورے حالات

www.pdfbooksfree.pk

سناؤ کہ تم کیا کر کے آئے ہو۔

ٹھہرو میں پہلے اوزال کو بلاتی ہوں اس کے بعد اس کی موجودگی میں تم مجھے پورے حالات سے آگاہ کرنا تاکہ اوزال بھی باخبر ہو کہ اس کے متعلق معاملہ کہاں تک پہنچا ہے۔" پھر حصرون کو بڑی رازداری سے مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔" ذرا سرایا کو میرے پاس لے کر آؤ۔

حصرون اپنی جگہ سے اٹھا محل کے ایک حصے کی طرف چلا گیا یہ وہ حصہ تھا جہاں ملکہ عریب کے محافظ دستے کی لڑکیاں قیام کرتی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد حصرون لوٹا اس کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت اور دراز قد لڑکی تھی اسے لے کر حصرون ملکہ عریب کے پاس آیا۔ عریب نے اس لڑکی کو اپنے قریب بٹھایا پر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"تم ذرا جاؤ اور بڑی رازداری کے ساتھ اوزال کو یہاں میرے پاس لے کر آؤ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر اس سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

سرایا اپنی جگہ سے اٹھی اور باہر نکل گئی تھوڑی ہی دیر بعد محل کے اندر ہی اندر مختلف برآمدوں اور کمروں سے ہوتی ہوئی وہ دوبارہ ملکہ عریب کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اس بار اس کے ساتھ ایک اور لڑکی تھی وہ اوزال تھی دونوں ملکہ عریب کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

اوزال ایسی حسین اور خوبصورت تھی کہ پہلی نگاہ اس پر ٹھہرتی ہی نہ تھی ضبط کے بند توڑتا اس کا گلابی گلابی جسم' مسکراہٹ کی گھلاوٹ و گرمی سے بھرپور آلو چے جیسے اس کے ہونٹ' مرمرو مرجان سے روشن اور رنگین اس کے رخسار گھنیری اور پراسرار دراز سرمئی پلکیں' لعل بدخشاں اور تابندہ موتیوں جیسے اس کے دانت طمانیت' کی گود میں رکھے زندگی کے رسیلے پن اور شباب کی امنگوں سے بھرپور شفق کی سرخ کرنوں جیسا اس کا چہرہ اسے خوبصورتی میں لاجواب اور حسن میں اسے بے مثال بنائے ہوئے تھا۔

وہ ملکہ عریب کے سامنے بیٹھ گئی تھی اس کے چہرے پر نسوانیت کا وقار اور ا

کے عارض کی لالہ کاری' اس کے کاکل کی تابداری اس کے کنوار پنے کی مہک' اس کی آنکھوں کی سحرکاری اس کے سراپے کی سونفی مہک اس کے گلنار اور احمریں لب صندل کی خوشبو رچی تتلیوں کی اڑان اور ست رنگی دھنک کے آنچلوں جیسی اس کی چال' دل میں تجسس' ذہن میں تحیر' آنکھوں میں حیرت برپا کرتی تھی۔ روشنی کے سیلاب سی اس کی مسکراہٹ' نغمات کی برسات شرار برق گراتی اس کی زمزمہ ریز اور غزل خواں آنکھیں اسے ایک قیامت خوبصورتی اور حسن کا ایک لازوال لمحہ بنائے ہوئے تھے جب اوزال اور سرایا دونوں ملکہ عریب کے سامنے بیٹھ گئیں تب عریب نے حصرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"حصرون جو کچھ کہنا چاہتے ہو سرایا اور ازوال دونوں کی موجودگی میں کہو۔" اس پر حصرون بول پڑا۔

"مالکن جس کام کے لیے گیا تھا اسے احسن طریقے سے مکمل کر کے لوٹا ہوں میرے ساتھ ایک ایسا نوجوان آیا ہے جو بحفاظت اوزال کو یروشلم سے رقیم کی طرف لے جائے گا۔ وہ ایک ایسا نوجوان ہے جو تیغ زنی شجاعت' طاقت و قوت میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس کا نام حبیب بن عثمان ہے۔" اس کے بعد حصرون نے حبیب بن عثمان کے زندان جانے' وہاں سے نکلنے' اس کے باپ کے قتل ہونے ماں کے اندھا کیے جانے اور پھر رقیم سے اسے یروشلم بھجوانے کے سارے حالات اور واقعات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔

حصرون خاموش ہو گیا ملکہ عریب تھوڑی دیر تک سر جھکا کر سوچتی رہی اس کے بعد دوبارہ اس نے حصرون کی طرف دیکھا۔

"جس نوجوان کا تم نے ذکر کیا ہے اور جس کا نام تم نے حبیب بن عثمان بتایا ہے کیا وہ قابل اعتماد اور بھروسے کے لائق ہے؟" اس موقع پر حصرون نے بڑی خوداعتمادی سے ملکہ عریب کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"مالکن جس طرح آپ مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کرتی ہیں' میں سمجھتا ہوں اس سے کہیں بڑھ کر آپ حبیب بن عثمان پر بھروسہ کر سکتی ہیں وہ بڑا قابل اعتماد ہے۔ ہمارے

www.pdfbooksfree.pk

اعتماد کو دھوکہ نہیں دے گا۔ بڑی شرافت اور بڑی ایمانداری سے ایک مقدس امانت کی طرح اوزال کو یروشلم سے رقیم پہنچائے گا۔"

حصرون کی اس ساری گفتگو سے ملکہ عریب کے چہرے پر تھوڑی دیر تک مسکراہٹ کھیلتی رہی۔ پھر اس نے اوزال کی طرف دیکھا۔

"اوزال میری عزیز بہن حصرون نے جو کچھ کہا ہے تم نے بھی سن لیا ہے یہ نوجوان تمہیں لینے آیا ہے اس کے حالات و واقعات تم سن چکی ہو اب اپنا فیصلہ دو کہ تم اس نوجوان کے ساتھ یروشلم سے رقیم جانے کے لیے تیار ہو؟"

اس موقع پر اوزال کے چہرے پر دل موہ لینے والی اور ایک طوفان کھڑا کر دینے والی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر ملکہ عریب کو اس نے مخاطب کیا۔

"عزیز بہن جس شخص کو آپ کے والد محترم نے مجھے لانے کے لیے یہاں بھیجا ہے۔ میں بخوشی اس کے ساتھ یروشلم سے رقیم کا رخ کروں گی اب یہ آپ لوگوں نے طے کرنا ہے کہ مجھے یہاں سے کیسے نکلنا ہے کب اس جوان کے ساتھ مجھے یہاں سے کوچ کرنا ہے۔"

کچھ دیر تک ملکہ عریب مسکراتی رہی سوچتی رہی پھر ہاتھ کے اشارے سے اس نے اوزال، سرایا اور حصرون تینوں کو اپنے قریب ہونے کو کہا وہ تینوں اپنے چہرے ملکہ عریب کے قریب لے گئے ملکہ عریب تھوڑی دیر تک بڑی رازداری کے ساتھ ان کے ساتھ گفتگو کرتی رہی۔ جواب میں وہ مطمئن انداز میں مسکراتے رہے پھر تینوں کھڑے ہوئے۔ پہلے اوزال اور سرایا جدھر سے آئی تھیں ادھر چل گئی تھیں حصرون وہیں رہا تھوڑی دیر بعد سرایا لوٹی پھر وہ بھی حصرون کے ساتھ ملکہ عریب کے کمرے سے نکل گئی تھی۔

○

یروشلم کے نواحی معبد میں عازور اس کی بیٹی سدانہ اور حبیب بن عثمان کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے جس کمرے میں انہوں نے کھانا کھایا تھا اس میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ حصرون اور سرایا دونوں اس کمرے میں داخل ہوئے ان کے پیچھے ایک اور نوجوان بھی تھا۔ اس موقع پر عازور کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حصرون اور سرایا کے پیچھے جو نوجوان آیا تھا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا وہ اس سمت گیا جہاں حبیب بیٹھا ہوا تھا اپنی طرف آتا دیکھ کر حبیب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا وہ نوجوان آگے بڑھا بڑے پرجوش انداز میں اس نے حبیب بن عثمان سے مصافحہ کیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے ابن عثمان اپنے اس معبد میں آپ کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ خداوند قدوس سے میری دعا ہے کہ جس مقصد کے لئے آپ نے رقیم سے یروشلم کا رخ کیا ہے اس میں آپ کامیابی اور فوزمندی نصیب ہو۔"

آنے والے وہ نوجوان دوپہر حبیب بن عثمان کے لیے اجنبی تھا وہ اسے پہلے سے نہیں جانتا تھا لہٰذا اس کی اس گفتگو نے اسے پریشان اور حیرت زدہ کر دیا تھا اس کے قریب ہی عازور خاموشی سے مسکرا رہا تھا پھر عازور نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"ابن عثمان میرے پیارے بیٹے جس نوجوان نے آ کر بڑی بے تکلفی سے تم سے مصافحہ کیا ہے یہ میرا بیٹا اخیم ہے اور حصرون کے ساتھ جو لڑکی ہے اس کا نام سرایا ہے۔ اخیم اور سرایا دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور میں اس کا ذکر تم سے پہلے ہی کر چکا ہوں۔"

اپنی جگہ سے اٹھ کر حبیب بن عثمان نے سرایا کا استقبال کیا ایک بار پھر آگے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

بڑھتے ہوئے اس نے پر جوش انداز میں اخیم سے مصافحہ کیا پھر اس نے اخیم کو مخاطب کیا۔

"میرے عزیز بھائی تم نے کچھ اس انداز میں آ کر مصافحہ کیا ہے جیسے تم میرے سارے حالات سے واقف ہو تمہیں میرے متعلق کس نے اطلاعات دیں۔"

اخیم حبیب بن عثمان کے پہلو میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

"شاید میری بہن سدانہ اور میرے باپ نے آپ کو بتایا ہو گا کہ میں یروشلم شہر گیا تھا جب میں واپس آیا تو راستے میں حسرون اور سرایا سے ملاقات ہو گئی حسرون نے مجھے آپ کے متعلق سارے حالات تفصیل کے ساتھ بتا دیئے اس لئے میں یہاں آ کر آپ سے بڑی بے تکلفی سے ملا۔"

اخیم کی اس گفتگو کا حبیب بن عثمان جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس دوران سدانہ بول پڑی اس نے اپنے بھائی اخیم کو مخاطب کیا تھا۔

"بھائی میں آپ کے لئے کھانا لاؤں۔" پھر اس نے حصرون اور سرایا کی طرف دیکھا تم دونوں نے بھی کھانا کھانا ہو گا۔"

سب سے پہلے اخیم بولا۔ "میری بہن تمہیں کھانا لانے کی ضرورت نہیں ہے میں اپنے ایک جاننے والے کے ہاں سے کھانا کھا کر آیا ہوں۔" اخیم کے خاموش ہونے پر حصرون بول پڑا اس نے سدانہ کو مخاطب کیا۔

"سدانہ میری بہن ٹھیک کہتی ہے میں اور سرایا نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔"

پھر سدانہ بول پڑی۔

"اگر ایسا ہے تو تم دونوں پہلے میرے ساتھ آؤ پہلے کھانا کھاؤ پھر اس کمرے میں آ کر بیٹھتے ہیں۔"

سدانہ اپنی جگہ سے اٹھی حصرون اور سرایا دونوں کو اپنے ساتھ لے گئی اتنی دیر تک اس کمرے میں حبیب بن عثمان، عازور اور اخیم بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد سدانہ حصرون اور سرایا لوٹ آئے پہلے کی طرح وہ اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے پھر حصرون نے سب کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"جو بات میں کہنے لگا ہوں وہ بات مجھے آتے ہی کہنا چاہئے تھی لیکن میری بہن سدانہ نے کھانے کا پوچھ لیا۔ اس لئے یہ تاخیر ہوئی میں ملکہ عریب سے مل کر آ رہا ہوں بڑی تفصیل کے ساتھ میری ان سے گفتگو ہوئی اس گفتگو کے دوران اوزال اور سرایا بھی موجود تھیں سرایا کو ایک خاص مقصد کے لئے میرے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کی تفصیل میں آپ لوگوں سے ابھی کہتا ہوں ملکہ عریب کی موجودگی میں اوزال کو یہاں سے نکالنے کا جو طریقہ طے پایا ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

اس بات کو میں ذرا تفصیل سے کہوں گا اس لئے کہ حبیب بن عثمان یہاں کے حالات سے واقف نہیں میں چاہتا ہوں کہ یہ پورے حالات سے واقفیت حاصل کرتا چلا جائے۔ حبیب بن عثمان میرے بھائی یہ جو لڑکی میرے ساتھ آئی ہے جس کا نام سرایا ہے یہ ملکہ عریب کی ان محافظ لڑکیوں میں شامل ہے جس کے ساتھ ملکہ باہر نکلتی ہے یا گھوڑے دوڑ کے لئے یا سیر و تفریح کے لئے جاتی ہے۔ بڑی رازداری کے ساتھ جو طریقہ ملکہ عریب نے طے کیا ہے اس کے مطابق سرایا میرے ساتھ آ گئی ہے میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہوں اور یہ اس گھوڑے پر آئی ہے جس پر سوار ہو کے یہ روزانہ ملکہ عریب کے ساتھ نکلتی ہے عریب نے یہ طے کیا ہے کہ آنے والی رات کو حبیب بن عثمان اوزال کو لے کر یہاں سے رقیم کی طرف کوچ کر جائے گا ہماری موجودگی میں ملکہ عریب نے اوزال سے بھی پوچھا کہ کیا وہ حبیب بن عثمان کے ساتھ یروشلم سے رقیم کا سفر کرنے کے لئے تیار ہے اوزال نے اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔

اب آج شام کے وقت ملکہ عریب اس معبد کی طرف گھوڑ دوڑ کے لئے آئے گی۔ اس کی محافظ لڑکیاں بھی اس کے ساتھ ہوں گی ان لڑکیوں میں اوزال بھی ایک گھوڑے پر سوار ہو گی اور وہ محافظ لڑکیوں جیسا لباس پہنے ہوئے ہو گی اپنے چہرے کی اس نے ڈھانپ رکھا ہو گا اس لئے کہ دوسری لڑکیاں بھی ایسا ہی کرتیں ہیں۔

معبد کے قریب آ کر ملکہ عریب اپنی ساری محافظ لڑکیوں کو معبد کے باہر روک دے گی صرف اوزال کو ساتھ لے کر آئے گی ملکہ عریب یہیں آئے گی جہاں ہم اس

www.pdfbooksfree.pk

وقت بیٹھے ہیں وہ حبیب بن عثمان سے بھی تفصیل سے گفتگو کرنا پسند کرے گی اس دوران ایک تبدیلی کی جائے گی وہ یہ کہ اوزال یہاں آتے ہی اپنا لباس تبدیل کرے گی اور جو لباس وہ پہن کر آئے گی وہ سراپا پہن کر تیار ہو جائے گی۔

جس وقت ملکہ یہاں سے جانے لگے گی تو اوزال کے بجائے سراپا اپنا چہرہ ڈھانپ کر اس کے ساتھ ہو لے گی اس طرح کسی کو شک بھی نہیں ہو گا کہ جو لڑکی ملکہ کے ساتھ معبد میں داخل ہوئی تھی وہ باہر نہیں نکلی۔ یہ کارروائی مکمل کرنے کے بعد ملکہ اپنی محافظ لڑکیوں کے ساتھ قصر کی طرف چلی جائے گی اس کے بعد حبیب بن عثمان میرے بھائی تمہارے کام کی ابتداء ہو گی یہ لائحہ عمل ملکہ عریب نے طے کیا ہے کہ اس میں تم کوئی تبدیلی چاہتے ہو۔"

حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

"میرے دل میں یہ خواہش تو تھی کہ میں یروشلم شہر کو دیکھوں اس لئے کہ ہمارے ہاں اسے امن کا شہر کہا جاتا ہے اور اس کو دنیا کا قدیم ترین شہر بھی کہا جاتا ہے لیکن چونکہ ملکہ عریب فیصلہ کر چکی ہے لہٰذا میں اسی پر عمل کروں گا۔"

حبیب بنی عثمان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس دوران اخیم بول پڑا اسے مخاطب کیا۔

"حبیب میرے بھائی تمہیں یروشلم شہر میں داخل ہو کر دیکھنے کی ضرورت نہیں میں شہر کے متعلق زبانی تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں میرے خیال میں میری تفصیل جاننے کے بعد اس شہر کا پورا نقشہ تمہارے ذہن میں محفوظ ہو جائے گا" سنو!

یہ شہر دنیا کی تاریخ میں اپنی جائے وقوع کے لحاظ سے عجیب ترین ہے اور ڈھلوان پہاڑی پر واقع ہے جو جزیرہ کی زرخیز زمین سے لے کر ادومیہ تک پھیلا ہوا ہے اس کی حیثیت ایک جزیرہ نما کی سی ہے جو جنوب مشرقی کونے کے علاوہ پہاڑیوں کے درمیان گھرا ہوا ہے جسے ایک وادی دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے جس جگہ یہاں آباد ہے وہاں دو پہاڑیاں ہیں ایک جبل موریہ دوسری جبل زیتون یہ شہر کسی دریا کے دھانے پر ہے نہ ہی کسی دریا کے کنارے نہ کسی عام تجارتی شاہراہ پر واقع ہے

کے باوجود یہاں کبھی قحط نہیں پڑا یہ شہر تین ہزار سال سے موجود ہے توریت کے مطابق اس کی آبادی کو پانی کی فراہمی دریائے جیحوں سے لائے ہوئے چشموں سے ممکن تھی جو آج بے کار ہو چکے ہیں البتہ گھروں میں حوض آج بھی ہیں اور ان حوضوں میں موسم برسات کا پانی جمع ہو کر مکینوں کے لئے سال بھر کے لئے کافی ہوتا ہے۔

"اس شہر میں زیارتیں ان گنت ہیں کوئی شخص ان زیارتوں کو راہ نما کے بغیر نہیں دیکھ سکتا زائرین جو سینکڑوں میلوں کے فاصلوں سے یہاں پہنچتے ہیں اس کے گرد نواح کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں اطراف میں پھیلی بنجر وادیاں اور بے آب و گیاہ پہاڑیاں ان کے لئے استعجاب کا باعث بنتی ہیں۔

یروشلم کے پاس جبل موریہ اور جبل زیتون کی جو پہاڑیاں ہیں ان میں بلند ترین زیتون کی پہاڑی ہے جو بحر روم کی سطح مرتفع سے چھبیس سو فٹ اور بحر مردار سے پینتیس سو فٹ بلند ہیں نچلی پہاڑی موریہ سطح آب سے دو ہزار دو سو چالیس فٹ بلند ہے بحر روم یہاں سے تینتیس میل اور بحر مردار یہاں سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔"

"اس سطح مرتفع میں جس جگہ یروشلم شہر آباد ہے چونے کا پتھر عام ہے شہر کے جنوب میں سفید رنگ کا سنگ مرمر پایا جاتا ہے اس کے قریب نرم سفید چونے کا پتھر ہے جو تقریباً چالیس فٹ موٹائی کا ہے۔ تھوڑا سا اوپر پچھتر فٹ گہری سخت چاک کی سطح ہے جبکہ اس سے اوپر دو سو اکناوے فٹ موٹائی تک چونے کا پتھر ہے اور کوہ زیتون اسی پتھر سے بنا ہوا ہے۔

کہنے والوں کا کہنا ہے اور مورخین بھی اسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ شہر تینتیس صدیاں پرانا ہے اس نے قدرت اور انسان کے ہاتھوں تکلیفیں ہی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ یہ مقدس شہر کئی بار اجڑا اور کئی بار آباد ہوا کئی مرتبہ زلزلوں سے کھنڈرات میں تبدیل ہوا اور بیس مرتبہ محصور اور اٹھارہ دفعہ از سر نو تعمیر ہوا دو بار مکمل بربادی ہو چکی ہے ایک بار بخت نصر کے عہد میں اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

گئی دوسری بار قیصر ہادریان کے دور میں اس شہر کو نیست و نابود کیا گیا یروشلم پر مذہب کی تبدیلی کے چھ دور گزرے ہیں اس پر ایسا زمانہ بھی آیا کہ اسے زمین کے برابر ہموار کر دیا گیا گلی کوچے اور عمارتیں تباہ اور اس کے باشندے قتل یا جلا وطن کر دیئے گئے۔

بیت مقدس کے کئی نام ہیں مختلف قوموں نے اپنے اپنے عقیدے کی بنا پر اسے مختلف ناموں سے نوازا ہے یہودی اور عیسائی آج بھی اسے یروشلم کہتے ہیں سب سے پرانا نام یبوس ہے یروشلم کا نام حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں اختیار کیا گیا لیکن یہودی ربیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کرنے کے لئے یہ کہا ہے کہ آپ نے اسے جریم کہا تھا اور شلم کا اضافہ شہنشاہ شالیم نے کیا جس نے یروشلم پر حکومت کی تھی جو دو ہزار آٹھ قبل مسیح میں یہاں کا حکمران تھا۔

بعض مورخین کا یہ بھی کہنا ہے دو شہروں جبیس اور سلم کے مل جانے سے یہ دونوں شہر مل گئے اس لئے نام بھی مرکب ہو گیا۔"

اخیم تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد یروشلم کے متعلق اس نے پھر تفصیل بتانی شروع کی۔

"حبیب بن عثمان میرے بھائی عموماً لوگ اسے امن کا شہر کہتے ہیں لیکن جب اسے اس نام سے پکارا جاتا ہے تو تاریخ اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ اس لئے اس شہر کی قدیم تاریخ میں مشکل سے بیس سال ایسے ملیں گے جن کے دوران اس کے باشندوں کو امن اور سکون نصیب ہوا ہو ورنہ نوع انسانی کی خون آشام تاریخ یہاں اپنے آپ کو بار بار دھراتی رہی ہے۔

ان واقعات کو اگر یکجا کیا جائے تو یہاں ہونے والی لڑائیوں کا شمار ناممکن ہے مرنے والوں اور مجروح ہونے والوں کی گنتی انسان کو تھکا دے گی اور لڑائیوں کی فہرست مرتب کرنے کے لیے عمر درکار ہے اس کے باوجود یروشلم اپنی جگہ پر موجود ہے اس کی تقدیس میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوئی۔

کہنے والوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ انسانی یاد میں دنیا کا کوئی مقام یروشلم سے قدیم

اب تک معلوم نہیں لیکن تاریخ اس کے قدیم دور کی داستان محفوظ نہیں کر سکی جو کچھ مواد جمع ہوا اس کے مطابق یہاں پہلے پہلے آل سام پچیس سو قبل مسیح میں جو کنعانی یا فونیقی کہلاتے تھے آباد ہوئے۔ آل سام کے یہ قبائل جزیرہ عرب سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے تھے انہی قبائل کی ایک شاخ مجوسیوں کے نام سے مشہور تھی دو ہزار آٹھ قبل مسیح میں شالیم نے یہاں حکومت کی اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام ار شہر سے ہجرت فرما کر اس شہر میں پہنچے اور مبرون کے مقام پر قیام کیا جو بعد میں الخلیل کہلایا۔ یہی وہ شہر ہے جس کے حکمران نے اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام کا بہترین انداز میں استقبال کیا یہی وہ شہر ہے جس میں ان گنت پیغمبر اور عظیم و الشان شہرت رکھنے والے شہنشاہ گزرے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اخیم خاموش ہوا تیز نگاہوں سے اس نے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کیا۔

"حبیب بن عثمان میرے بھائی یروشلم سے متعلق جو میں جانتا تھا میں نے آپ سے کہہ دیا ہے۔ میرے خیال میں آپ کے لیے اتنی ہی تفصیل کافی ہے۔ پھر کبھی آپ کا یہاں آنا ہوا تو آپ ہمارے ہاں قیام کیجئے گا میں آپ کو خود شہر کے اندر لے کر جاؤں گا اور سارا شہر آپ کو گھماؤں پھراؤں گا۔"

حبیب بن عثمان نے اخیم کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر وہ سب وہیں بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

آسمان کی جھلملاتی نیلی گود پر گھنے بادل بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہوگئے تھے۔ سورج غروب ہونے کے لیے نارسائی کے سمندر اور اندھے نادیدہ سانچوں میں ڈھلنے کے لیے جھکنا شروع ہوگیا تھا۔ ایسے میں ملکہ عریب اپنی محافظ لڑکیوں کے ساتھ یروشلم شہر سے نکل کر اس معبد کی طرف آئی تھی جس میں حبیب بن عثمان نے قیام کر رکھا تھا ملکہ عریب نے خود بھی سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور چہرہ اس نے ڈھانپ رکھا تھا۔ اس کے ساتھ جو محافظ لڑکیاں تھیں وہ پوری طرح مسلح تھیں ان سب کا لباس بھی سفید تھا اور ان سب نے بھی اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے۔

معبد کے صدر دروازے کے قریب آکر ملکہ عریب نے ساری لڑکیوں کو وہیں رک جانے کا اشارہ کر دیا۔ اس کے پہلو میں سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار اوزال تھی۔ اوزال کو ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے ساتھ آنے کو کہا اس طرح ملکہ عریب اوزال کو لے کر معبد میں داخل ہوئی۔

باقی محافظ لڑکیاں معبد کے باہر ہی کھڑی رہ گئیں تھیں ملکہ عریب اور اوزال دونوں آگے بڑھیں اس دروازے کے سامنے جاکر ملکہ عریب نے اپنے گھوڑے کو روکا جس کے اندر عاذور اخیم حصرون' سرایا اور حبیب بن عثمان بیٹھے ہوئے تھے۔ حبیب بن عثمان کو ہاتھ کے اشارے سے عاذور نے وہیں بیٹھنے کے لیے کہا۔ سرایا کو بھی اس نے ویسا ہی اشارہ دیا۔ پھر وہ ملکہ کا استقبال کرنے کے لیے اپنے بیٹے اخیم اور سدانہ کے ساتھ نکلا تھا۔ اس موقع پر حصرون نے بھی اپنی جگہ پھر کھڑا ہونا چاہا پر عاذور نے اسے بھی ہاتھ کے اشارے سے کمرے کے اندر ہی رہنے دیا تینوں کمرے سے باہر آئے پہلے ملکہ عریب گھوڑے سے اتری پھر حسین اور خوبصورت اوزال گھوڑے سے

اس طرح اتری تھی جیسے نغمگی صبح و شام میں سکرو سرور طاری کرنے والے زمزموں کے ارتعاش نے شفق کی سرخ کرنوں کی طرح حرکت کی ہو۔

ملکہ عریب اور اوزال جب دونوں اپنے گھوڑے سے اتر گئیں تو عاذور' سدانہ اور اخیم آگے بڑھ کر بہترین انداز میں ان دونوں کا استقبال کیا اور انہیں اپنے ساتھ اس کمرے کے اندر لے گئے جس میں حصرون' سرایا اور حبیب بن عثمان بیٹھے ہوئے تھے۔ کمرے کے اندر آکر جب ملکہ عریب نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا تو اوزال نے بھی اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا تھا۔ اس کے چہرے سے نقاب ہٹنا تھا کہ ایسا لگا جیسے روشنی کے تازہ موسموں میں کسی کے جسم کا ریشم صندلی خوشبو کی طرح مہک اٹھا ہو یا کس نایاب دوشیزہ کی آنکھوں کے نیلے سیارے جگنو کی سبک اڑانوں کی طرح چمک اٹھے ہوں۔

اتنی دیر تک حبیب بن عثمان اپنی جگہ پر اٹھ چکا تھا اس موقع پر عاذور نے حبیب بن عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ملکہ عریب کو مخاطب کیا "بیٹی یہی وہ نوجوان ہے جس کا نام حبیب بن عثمان ہے جو اوزال کو یہاں سے لے کر جائے گا۔"

قبل اس کے کہ ملکہ عریب کچھ کہتی اوزال نے فوراً حبیب بن عثمان کو سلام کیا۔ حبیب بن عثمان نے محسوس کیا کمرے میں اس کی آواز کچھ اس طرح گونجی تھی جیسے خاموشی کے دشت میں ارغون کی طرح کوئی نغمہ سرا ہوا ہو۔ یا طنبورے کے ارتعاش کی طرح بھولی بسری ناشنیدہ سی نغمگی بیدار ہوئی۔

عریب نے بھی حبیب بھی عثمان کو سلام کیا۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کے لیے کہا۔ خود ملکہ عریب' اوزال کو لے کر خالی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔ باقی لوگ بھی بیٹھ گئے تھے۔ پھر عریب نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"سن میرے نبطی بھائی سب سے پہلے تو میں ان سرزمینوں میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں تم خوش قسمت ہو کہ میرے باپ نے اس اہم کام کے لیے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ مجھے حصرون تمہارے سارے حالات سنا چکا ہے مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ کچھ غیرذمہ دار لوگوں نے تمہاری غیرموجودگی میں تمہارے باپ کو قتل کردیا۔

www.pdfbooksfree.pk

تمہاری ماں کو اندھا کر دیا۔ میرے بھائی خدا تمہیں توفیق دے کہ تم اپنے ان دشمنوں سے انتقام لے سکو۔ یہ میرے پہلو میں اوزال بیٹھی ہوئی ہے اسے ہی لے کر تم نے یروشلم سے رقیم کی طرف جانا ہے۔ پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہاں سے روانہ ہونا پسند کرو گے۔ ویسے میری صلاح یہی ہے کہ آج رات ہی یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ اس لیے کہ تمہارا زیادہ یہاں قیام کرنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم کن راستوں سے اوزال کو رقیم کی طرف لے کر جاؤ گے۔"

ملکہ عریب کے اس سوال پر کچھ دیر کے لیے حبیب بن عثمان کی گردن جھکی رہی وہ کچھ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے گردن سیدھی کی اور ملکہ عریب کو اس نے مخاطب کیا۔

"آپ نے چونکہ مجھے بھائی کہہ کر مخاطب کیا ہے لہٰذا جواب میں میں آپ کو بھی بہن ہی کہوں گا اس لیے کہ نسبطی رشتے سے آپ میری بہن ہی لگتی ہیں میں پہلے کبھی یروشلم آیا تو نہیں لیکن جس وقت مجھے اس مہم پر مامور کیا گیا تھا اسی وقت سے میں نے سوچنا شروع کر دیا تھا کہ مجھے یروشلم سے رقیم کی طرف جانے کے لیے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے میں کسی کا روانی شاہراہ پھر بھی سفر نہیں کر سکتا اس لیے کہ ساری شاہراہیں اور بڑے بڑے راستے یقیناً مسدود کر دیئے گئے ہوں گے تاکہ جس لڑکی کو آپ یروشلم سے رقیم کی طرف بھجوانا چاہتی ہیں وہ یروشلم سے بھاگ نہ سکے۔"

حبیب بن عثمان تھوڑی دیر کے لیے رکا دوبارہ اس نے عریب کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"اے میری بہن جس لڑکی کو آپ میرے ساتھ بھجوانا چاہتی ہیں میں اس کے نام سے تو واقف ہوں لیکن میں اسے اس کے نام سے مخاطب نہیں کر سکتا کیا آپ اجازت دیتی ہیں کہ اس لڑکی کو میں خانم کہہ کر مخاطب کر سکوں۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر اوزال تو سنجیدہ رہی تاہم عریب کے چہرے پر مسکراہٹ سی نمودار ہوئی تھی۔ منہ سے کچھ نہ بولی مسکراتے ہوئے اس نے اثبات

میں سر ہلا دیا تھا۔ اس پر حبیب بن عثمان پھر بول پڑا۔

"جہاں تک خانم کو یہاں سے رقیم کی طرف لے جانے کا تعلق ہے تو میں کوئی محفوظ ترین راستہ اختیار کرنا چاہتا ہوں جس پر میرا اس سے ٹکراؤ نہ ہو۔ یروشلم سے نکل کر مختلف شاہراہیں ہمارے علاقے کو جاتی ہیں۔ لیکن ایں کس شاہراہ پر سفر نہیں کروں گا۔ ایک شاہراہ یروشلم سے نکل کر بیت لحم اور حبرون سے ہوتی ہوئی ادومیہ کی طرف جاتی ہے اس پر تجارتی کارروان بھی سفر کرتے ہیں جو کاروان مصر کی طرف جاتے ہیں یا ایلہ کی بندرگاہ کا رخ کرتے ہیں وہ بھی اسی پر سفر کرتے ہیں دوسری شاہراہ یروشلم سے نکل کر ہریحو کی طرف جاتی ہے اور بحرلوط کے اوپر سے چکر لگاتی ہوئی شرق اردن کے بیچوں بیچ گزر کر ہمارے علاقے کی طرف چلی جاتی ہے میں یہ راستہ بھی اختیار نہیں کر سکتا اس لیے کہ یہ بھی خطرناک ہے۔ ایک محفوظ راستہ یہ بھی ہے جو شاہراہ یروشلم سے نکل کر سامریہ کی طرف جاتی ہے پھر دائیں جانب رہتے ہوئے دریائے اردن کو پار کرتے ہوئے جنوب مشرق کا رخ کرتی ہے اس پر سفر کروں لیکن وہ بہت طویل سفر ہے اس پر کئی دن لگ جائیں گے اور اس پر ایک دو مسافر کا سفر کرنا بھی مناسب نہیں اس لیے کہ وہ شاہراہ کئی جگہ سے ویران ہے بڑے بڑے کاروان جس پر سفر کرتے ہیں۔

خانم کو یروشلم سے رقیم کی طرف لے جانے کے لیے میں نے جو اپنے دل میں ٹھان رکھی ہے وہ کچھ اس طرح ہے جب رات گہری ہو جائے گی تو یروشلم سے نکل کر میں سیدھا بحرلوط کا رخ کروں گا۔ بحرلوط کے کنارے کنارے بڑی بڑی سنگلاخ چٹانیں ہیں۔ ان چٹانوں کے بیچوں بیچ سفر کروں گا۔ وہاں نہ کسی تجارتی کاروان کا رخ ہوتا ہے نہ ہی وہاں زیادہ مسافر سفر کرتے ہیں۔ صرف مقامی لوگ جن کی بستیاں بحرلوط کے آس پاس ہیں وہ بحرلوط کے کنارے کی چٹانوں کا رخ کرتے ہیں اس لیے کہ پانی جب چڑھتا ہے تو پانی کے چڑھاؤ کی وجہ سے نمک کناروں پر جم جاتا ہے تو استعمال کے لیے لوگ وہاں سے نمک لاتے ہیں اس کے علاوہ وہاں کوئی خاص بڑی گزرگار نہیں۔ بحرلوط کے کنارے کنارے سنگلاخ چٹانوں میں سفر کرتے ہوئے میں جنوب کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

طرف بڑھتا چلا جاؤں گا وہاں سے میں صرائے مینا میں داخل ہوں گا۔ ذرا پیچھے ہٹتا جاؤں گا پھر بحرہ لوط اور ایل کی بندرگاہ کے درمیان جو شاہراہ گزر کر ہمارے علاقوں طرف جاتی ہے اس شاہراہ کے پہلو بہ پہلو چند میل ہٹ کر میں سفر کرتے ہوئے ا علاقوں میں داخل ہو جاؤں گا۔ مجھے امید ہے اس طرح سفر کرتے ہوئے میں خانم یروشلم سے باحفاظت رقیم تک پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

حبیب بن عثمان جب خاموش ہوگیا تو اوزال نے تو کسی ردعمل کا اظہار نہ تاہم ملکہ عریب مسکرا رہی تھی ساتھ ہی عاذور' اخیم' سدانہ' حصرون اور سرایا چہروں پر بھی اطمینان تھا اس کے بعد عریب نے پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"جن راستوں کا تم نے ذکر کیا ہے میرے بھائی میں ان راستوں سے واقف بس میں تم سے یہی کہوں گی کہ ہر صورت میں اوزال کو بحفاظت رقیم چاہیے۔"

عریب کی اس گفتگو کا جواب حبیب بن عثمان دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے عاذور بول پڑا۔

"عریب میری بیٹی تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو راستہ حبیب عثمان اختیار کررہا ہے میرے خیال میں وہ سب سے زیادہ محفوظ ہے۔ میں ان راستوں سے واقف ہوں میرے خیال میں یروشلم سے نکل کر رقیم کی طرف جانے کے سب سے محفوظ راستہ یہی ہے اور ان دونوں کو اسی پر سفر کرنا چاہیے۔"

عاذور کے ان الفاظ پر عریب مطمئن ہو گئی تھی کچھ دیر سوچتی رہی اس کے اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"حبیب میرے بھائی حصرون کے ہاتھ میں نے کچھ سامان بھیجا تھا اس نے بتایا تھا کہ تم اپنے ساتھ سردی میں سفر کرنے کے لئے بستر لے کر آئے ہوئے چند کمبلوں پر مشتمل ہے کچھ کمبل اور چمڑے کی چادریں میں نے حصرون کے بھجوائی تھیں آسمان کو تم نے دیکھا ہو گا گھرے بادل چھائے ہوئے ہیں راستے میں بھی وقت بارش ہو سکتی ہے جو تمہارے لئے مصیبت اور دقت کا باعث

تمہارے لئے زاد راہ میری بہن سدانہ تیار کر دے گی مجھے امید ہے کہ تم بغیر کسی ٹکراؤ بغیر کسی خطرے کے رقیم پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"

اتنا کہنے کے بعد عریب نے ہاتھ کے اشارے سے حصرون کو اپنے پاس بلایا حصرون جب قریب آگیا تو ملکہ عریب نے اس کے ساتھ کھسر پھسر کی جس کے جواب میں حصرون باہر نکل گیا اور اس سمت گیا جہاں ملکہ عریب کا گھوڑا کھڑا ہوا تھا گھوڑے کے ساتھ چمڑے کے جو فرجین تھی وہ کھول لایا اور لا کر ملکہ کو تھما دی ملکہ نے اس میں سے نقدی کی کچھ تھیلیاں نکالیں اپنی جگہ سے اٹھی اور حبیب بن عثمان کی گود میں وہ تھیلیاں رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میرے نبطی بھائی نقدی کی یہ دو تھیلیاں ہیں ایک تم رکھ لینا ایک اوزال کو دے دینا رقیم میں رہتے ہوئے یہ نقدی اس کے کام آئے گی اپنی ضروریات کے لئے اسے کسی سے مانگنا نہیں پڑے گا۔" عریب خاموش ہو گئی حبیب بن عثمان نے کچھ سوچا پھر کہا۔

"اگر یہ رقم آپ مجھے سفر کے مصارف کے طور پر دے رہی ہیں تو میرے پاس رقم پہلے سے کافی ہے میں جب رقیم سے چلا تھا تو آپ کے بھائی مالک نے مجھے بہت کچھ دیا تھا مجھے نقدی کی ضرورت نہیں ہے آپ دونوں تھیلیاں اپنے ہاتھ سے خانم کو دے دیں رقیم میں رہتے ہوئے یہ دونوں تھیلیاں اس کے کام آئیں گی اس پیشکش پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔"

اس موقع پر عریب نے گھورتے ہوئے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"بھائی میرے! تم غلط سمجھ رہے ہو میں تمہیں رقم راہ کے مصارف کے طور پر نہیں دے رہی یوں جانو یہ ایک بہن کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔ ایک بہن کی طرف سے بھائی کے لئے ایک انعام ہے کہ اتنی دور آکر اس نے ایک خطرناک مہم کی ذمہ داری قبول کی میرے بھائی انکار مت کرنا یہ جو نقدی کی تھیلی میں تمہیں دے رہی ہوں یہ تمہیں قبول کرنا ہو گی جہاں تک اوزال کا تعلق ہے تو رقیم شہر میں اس کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حیثیت میرے باپ کے ہاں ایک سگی بیٹی کی طرح ہو گی میں اوزال کو بھی یقین دلا
ہوں کہ جس طرح میرا باپ مجھ سے اور میری چھوٹی بہن سے محبت کرتا ہے اسی طر
ایک بیٹی کی شفقت اسے بھی وہاں ملے گی گو اسے وہاں رہتے ہوئے کسی چیز کی کمی
ہو گی جتنی رقم یہ وہاں مانگے گی اس سے دوگنی اسے ملے گی پھر بھی احتیاط کے طور
میں یہ نقدی کی تھیلی اس کے لئے پیش کر رہی ہوں تاکہ یہ وہاں خود مختار بھی رہے۔

عریب کے ان الفاظ کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان نے ایک تھیلی لے لی اور کہ
لگا۔ اگر آپ کا یہ پختہ ارادہ اور فیصلہ ہے کہ مجھے تھیلی ہر صورت میں لینی ہے تو یہ
لے لیتا ہوں مگر دوسری تھیلی آپ براہ راست خانم کو دے دیں تاکہ یہ اس کی تحویل
میں رہے۔

اس موقع پر پہلی بار اوزال نے لب کھولے اور عریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہ
لگی۔

"میری بہن جن راہوں جس شہر کی طرف جا رہی ہوں' دونوں ہی میرے لیے
اجنبی ہیں۔ یہ تھیلی انہیں دے دیں' مجھے جب ضرورت ہوئی تو میں ان سے لے لو
گی۔" اوزال کے ان الفاظ کے ساتھ ہی عریب نے گھورتے ہوئے حبیب بن عثمان
طرف دیکھا۔ حبیب بن عثمان کے چہرے پر اس موقع پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی
پھر اس نے دوسری تھیلی بھی لے کر سنبھال لی تھی۔

عریب اب کسی قدر مطمئن دکھائی دے رہی تھی' پھر اس نے حبیب بن عثمان
مخاطب کیا۔

"حبیب میرے بھائی جس کام کے لیے میں آئی تھی' اسے میں نمٹا چکی ہوں۔
میری محافظ لڑکیاں بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔ مجھے اب یہاں
تھوڑا آگے گھوڑ دوڑ کرکے واپس جانا ہوگا۔" پھر عریب نے اوزال کی طرف دیکھ
ساتھ ہی وہ بول پڑی۔

"اوزال اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہو' سرایا کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ جو لباس
نے پہنا ہے' وہ سرایا کو دو' وہ یہ پہن لے گی اور تمہارا جو سامان حصرون لے کر

ہے' اس میں سے ایک لباس نکال کر پہن لو۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی سرایا اور اوزال اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور ساتھ والے کمرے میں چلی گئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد اوزال اور سرایا دونوں لوٹ آئیں۔ سرایا نے وہ لباس پہن لیا تھا جو تھوڑی دیر پہلے اوزال پہنے ہوئے تھی جبکہ اوزال نے اپنے عام کپڑے پہن لیے تھے۔ اس کے ساتھ ہی عریب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"مجھے بے حد دکھ اور افسوس ہے کہ تمہارے یہاں قیام کے دوران میں تمہاری یہاں کوئی خدمت نہ کر سکی۔ دراصل جو کام' جو مہم تمہارے ذمے ہے' اس کو سامنے رکھتے ہوئے میں تمہیں اپنے ساتھ شاہی قصر میں بھی نہیں لے جا سکتی۔ میں اب سرایا کو لے کر جاتی ہوں' تم مناسب وقت دیکھ کر اوزال کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جانا۔ تم شہر جا کر میرے باپ' میرے بھائیوں' میری بہن' میری دنوں ماؤں سے میرا سلام کہنا۔ میرے باپ کے ساتھ سرگوشی کرنا کہ اگر اوزال کو وہاں رہتے ہوئے یہ کمی محسوس ہوئی کہ اس کے ساتھ بیٹیوں کی طرح سلوک نہیں کیا جا رہا تو میں یہ سمجھوں گی کہ میرے باپ نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

اس کے ساتھ ہی عریب سرایا کے ساتھ باہر نکلی' باقی سب لوگ اس کے اشارے پر کمرے کے اندر ہی رہے۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئیں' معبد کے صدر دروازے کے پاس آئیں۔ محافظ لڑکیاں ملکہ عریب کو دیکھتے ہی دائیں بائیں چھٹ گئی تھیں' پھر ملکہ ان کو لے کر گھوڑ دوڑ کے لیے معبد سے تھوڑا آگے چلی گئی تھیں۔ اسی شب رات جب گہری ہو گئی تو حبیب بن عثمان اور اوزال بھی وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

○

www.pdfbooksfree.pk

یروشلم سے نکل کر بن حبیب عثمان اور اوزال دونوں نے جنوب مشرق کا رخ کیا اور بحر لوط کی طرف ہو لیے تھے۔ بحر لوط کے کنارے سنگلاخ چٹانوں کے اندر وہ رات بھر سفر کرتے رہے۔ آسمان پر جو بادل پھیل رہے تھے' انہوں نے آسمان کو پوری طرح ڈھانپ لیا تھا۔ رات جب ختم ہو گئی اور فضاؤں میں روشنی ہی روشنی پھیل گئی۔ تب انہوں نے دیکھا' شمال کی طرف سے آندھی بھری گھٹائیں اٹھی تھیں۔ اوزال تھوڑی دیر تک مڑ مڑ کر دیکھتی رہی۔ اس موقع پر وہ حبیب بن عثمان کو کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن ہچکچاتے ہوئے نہ کہہ پا رہی تھی' آخر چند بڑی بڑی چٹانوں کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ بول ہی پڑی۔

"میرے محسن' میرے محافظ۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو لگاتار گھوڑے پر سفر کرتے ہوئے میں تھک چکی ہوں۔ میں نے زندگی میں کبھی بھی ایسا سفر نہیں کیا اور پھر آپ اپنی پشت پر دیکھیں' کالی گھٹائیں اٹھ رہی ہیں۔ ان کے اندر آندھیاں بھری ہیں۔ اگر انہوں نے ہمیں آ لیا تو ہم اس کوہستانی سلسلے کے اندر سفر جاری نہیں رکھ سکیں گے' تنکوں کی طرح بکھر کر رہ جائیں گے۔"

حبیب بن عثمان نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اوزال نے بھی اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لی تھیں۔ حبیب بن عثمان کا کتا بھی اس کے گھوڑے کے قریب رک گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے حبیب بن عثمان نے مڑ کے شمال کی طرف سے اٹھنے والی آندھی بھری گھٹاؤں کو دیکھا' پھر کسی قدر متفکر سے لہجے میں اس نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"خانم تمہارا کہنا درست ہے۔ لگتا ہے پہلے تیز آندھیاں چلیں گی' ا- کر بعد

بارش کا بھی امکان ہے۔ بارش اور آندھی سے بچنے کے لیے ہمیں ضرور کوئی ٹھکانہ تلاش کرنا چاہیے۔ بحر لوط کے کنارے جو یہ چٹانیں ہیں' ان کے اندر کسی غار کے ملنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بہرحال سر چھپانے کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔"

پھر اپنے سامنے ایک کافی اونچی اور بڑی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے پھر اوزال سے کہا۔ "اس چٹان کی طرف چل کر اپنے لیے کوئی پناہ گاہ بناتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان نے اپنے گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اوزال نے بھی گھوڑے کو ہانک دیا تھا۔ جس چٹان کی طرف حبیب بن عثمان نے اشارہ کیا تھا' وہ شرقاً" غرباً" پھیلی ہوئی تھی۔ آندھی چونکہ شمال کی طرف سے اٹھ رہی تھی' لہٰذا شرقاً" غرباً" پھیلی ہوئی وہ چٹان ان کے لیے بہترین پناہ گاہ ثابت ہو سکتی تھی۔

چٹان کے قریب آ کر حبیب بن عثمان گھوڑے سے اتر گیا' اوزال بھی اتر گئی۔ بیچاری اپنے ہاتھ' پاؤں اور ٹانگیں ہلاتے ہوئے تھکاوٹ دور کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ حبیب بن عثمان چٹان کے جنوبی حصے کی طرف گیا۔ پہلے پاؤں مارتے ہوئے اس حصے کو اس نے صاف کیا' پھر اس نے اوزال کے گھوڑے کے ساتھ بندھے ہوئے بستر کا جائزہ لیا۔ بستر کو اس نے کھولا' وہ بستر چمڑے کی دو بڑی بڑی چادروں کے اندر لپٹا ہوا تھا۔ چمڑے کی چادریں اس نے علیحدہ کیں' پھر اپنے گھوڑے کی خرجین کے اندر سے چند رسیاں نکالی۔ چمڑے کی چادروں کے ساتھ رسیاں باندھ کر ان دونوں چادروں کو کچھ اس طرح اس چٹان کے ساتھ باندھا کہ جو حصہ چٹانوں کی طرف تھا' وہ اونچا تھا اور جو جنوب کی طرف تھا' وہ کافی نیچا تھا تاکہ جب بارش ہو تو پانی بڑی آسانی سے چادروں کے اوپر سے پھسل کر بہہ جائے۔

ایک چادر کا کافی بڑا حصہ اس نے مشرقی جانب نیچے لٹکا دیا تھا اور اس کے دونوں نیچے والے کناروں کو بھی پتھروں سے باندھ دیا تھا تاکہ نہ اس سمت سے بارش آئے اور نہ تیز ہوا اور آندھی کے باعث چمڑے کی چادر اڑ نہ پائے۔ یہ انتظام کرنے کے

بعد اس نے اوزال کا بستر کھولا۔ اس نے جب بستر کھولا تو دیکھا' اس بستر کے اندر بھی چمڑے کی تین چادریں تھیں۔ ایک چادر فرش پر ڈالنے کے بعد اس پر اس نے اوزال کا بستر لگا دیا تھا۔ ایک چادر اس نے مغرب کی جانب چٹان کے ساتھ باندھ کر اونچے شامیانے کی شکل دے دی تھی اور اس کے نیچے دونوں گھوڑوں کو کھڑا کر دیا تھا۔ ایک چادر بچی تھی۔ جن چادروں کے نیچے اوزال کا بستر لگایا تھا اور جہاں اس نے گھوڑے باندھے تھے' ان کے درمیان جو تھوڑی سی خالی جگہ تھی' اس خالی جگہ کے اوپر اس نے تیسری چادر تان کر اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ بنا لی تھی۔

دونوں گھوڑوں کی لگامیں اس نے چٹانوں کے ساتھ باندھ دی تھیں۔ فضاؤں کے اندر اب تیز جھونکے چلنے لگے تھے جو شاید تیز طوفانوں کا پیش خیمہ تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد تیز آندھی چل نکلی' چٹانیں شائیں شائیں کرنے لگی تھیں۔ زمین چونکہ پتھریلی تھی' اس لیے فضاؤں میں گرد غبار نہ اڑا تھا' تاہم بحرلوط ایسے لگنے لگا تھا جیسے کسی ماورائی قوت نے سمندر کے اندر ابال پیدا کر دیا ہو۔ تیز آندھی میں اوزال سہم سی گئی تھی اور اپنے بستر پر بیٹھ گئی تھی۔ بڑی بے کسی اور بڑی لاچارگی میں کبھی کبھی وہ حبیب بن عثمان کی طرف بھی دیکھ لیتی تھی جو ایک سنگلاخ چٹان کی ٹیک لگائے ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں گھوڑے چمڑے کی چادر کے نیچے کھڑے تھے۔ قریب ہی کتا بھی آندھی اور بارش سے بچنے کے لیے گھوڑوں کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

جب تک آندھی چلتی رہی' دونوں خاموش رہے۔ اوزال خوف اور ڈر محسوس کر رہی تھی لیکن چونکہ وہ حبیب بن عثمان سے بے تکلف نہ تھی' اس لیے کسی گفتگو اور بات چیت کا آغاز بھی نہ کر پا رہی تھی۔ تھوڑی دیر آندھی چلنے کے بعد تیز اور موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ اس موقع پر خود حبیب بن عثمان نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"خانم میں دیکھتا ہوں' تمہارے چہرے پر ڈر اور خوف ہے۔ خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بارش برسنا شروع ہو گئی ہے۔ جس طرح میں نے چادریں باندھی ہیں' اس طرح تم بارش سے بالکل محفوظ ہو۔ پانی چادروں سے پھسل کر جنوب کی طرف بہہ رہا ہے۔ میرے خیال میں تم اپنے بستر پر لیٹ کر آرام کرو۔ جب تک بارش کا سلسلہ جاری ہے' ہم سفر جاری نہ رکھ سکیں گے۔ بارش تھمنے کے بعد ہی یہاں سے کوچ کیا جائے گا۔"

حبیب بن عثمان کا کہا مانتے ہوئے اوزال فوراً اپنے بستر پر دراز ہو گئی تھی' تاہم اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ بارش کے منظر کو دیکھ رہی تھیں۔ حبیب بن عثمان بھی چٹان کی ٹیک لگائے موسلا دھار برستی بارش کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک کتا غرا اٹھا۔ کتے کا غرانا تھا کہ حبیب بن عثمان طوفانی انداز میں اٹھ کھڑا ہوا' فوراً اس نے اپنی ڈھال سنبھال لی۔ تلوار اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ بے نیام کر لی تھی۔ اس کا ایسا کرنا تھا کہ اوزال بیچاری چیخیں مارتی ہوئی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی اس چادر کے نیچے آگئی تھی جس کے نیچے حبیب بن عثمان تھا۔

کتا اب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور بری طرح بھونکنے لگا تھا۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے اوزال کی طرف دیکھا۔

"خانم فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی ہے جس کی وجہ سے پہلے کتا غرایا' پھر بھونکا ہے لیکن آنے والا انسان نہیں ہے' کوئی جنگلی جانور ہے۔ کتے کا بھونکنا اور غرانا اسی انداز کا ہے' اس لیے کہ یہ میرا سدھایا ہوا کتا ہے۔"

اپنی تلوار ڈھال سنبھال لینے کے بعد حبیب بن عثمان چادر سے باہر آیا تو دنگ رہ گیا' اس لیے کہ سامنے کی طرف سے کئی لگڑ بھگے دکھائی دیئے جو ان پر حملہ آور ہونے کے لیے پر تول رہے تھے۔ انہی کی بو اور آہٹ پا کر کتا غرایا تھا۔

حبیب بن عثمان بڑی تیزی سے حرکت میں آیا' بھاگتا ہوا اپنے گھوڑے کے پاس آیا۔ پتھر کے ساتھ بندھی ہوئی لگام اس نے کھول دی۔ اس کی گردن تھپتھپائی اور اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر اس نے اوزال کو مخاطب کیا۔ "اوزال میرا کتا ٹھیک ہی غرایا تھا' بہرحال فکرمند نہ ہو' کچھ لگڑ بھگے ہم پر حملہ آور ہونا کے لیے پر تول رہے ہیں' مجھے ان سے نمٹنا ہے۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر اوزال بیچاری چیخیں مار کر اپنے خوف اور فکر کا

اظہار کرنے لگی تھی۔ پھر حبیب بن عثمان زمین پر بیٹھ گیا' پھر اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال برا مت ماننا۔ میں جو کچھ کرنے والا ہوں' اس میں تمہاری حفاظت پنہاں ہے۔ آگے بڑھ کر میرے کندھوں پر بیٹھ جاؤ۔ اسی طرح تم محفوظ رہ سکتی ہو ورنہ یاد رکھنا لگڑ بھگے جب بھوکے ہوتے ہیں تو آنکھیں بند کرکے حملہ آور ہوتے ہیں اور سامنے آنے والوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔"

اوزال بیچاری بھاگ کر آگے بڑھی اور حبیب بن عثمان کے کندھوں پر بیٹھ گئی تھی۔ حبیب بن عثمان پھر باہر آیا' لگڑ بھگے آہستہ آہستہ غراتے ہوئے زمین پر پنجے مارنے لگے تھے۔ حبیب بن عثمان کا کتا اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ نیچے جھک کر حبیب بن عثمان نے کتے کی گردن تھپتھپائی' پھر اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"تم ان سب سے میری حفاظت تو نہیں کر سکتے' تم ایک دو سے نمٹو' باقیوں سے میں اور گھوڑا نمٹیں گے اور پھر دیکھو ہم کیسے اپنا دفاع کرتے ہیں۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر کتے نے دم ہلائی' بائیں جانب ہٹ کر کھڑا ہوا اور بڑے خوفناک انداز میں وہ لگڑ بھگوں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ حبیب بن عثمان نے گھوڑے کی پیٹھ تھپتھپائی۔ اس انداز میں اس کی گردن پر ہاتھ مارا کہ گھوڑا چٹانوں کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو گیا تھا لیکن بار بار مڑ کر لگڑ بھگوں کی طرف بھی دیکھتا تھا۔

اچانک لگڑ بھگے آگے بڑھے' دو کو کتے نے روک لیا تھا' باقی گھوڑے اور حبیب بن عثمان کی طرف بڑھے۔ حبیب بن عثمان نے اپنی ڈھال سامنے رکھتے ہوئے "فانا" دو کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ اتنی دیر تک گھوڑا بھی حرکت میں آ گیا تھا۔ اس نے لگڑ بھگوں پر ایسی دولتیاں جھاڑیں کہ دو تین کو اس نے بھی ادھ موا کر رکھ دیا تھا۔ پھر اچانک عین اسی وقت دائیں طرف کی چٹانوں سے بڑی تیزی کے ساتھ تیر آئے جنہوں نے کئی لگڑ بھگوں کو زخمی کر دیا۔ اس طرح باقی لگڑ بھگے زخمی ہو کر جدھر سے آئے تھے' ادھر ہی بھاگ گئے۔

ان تیروں کے آنے سے حبیب بن عثمان مزید فکرمند ہو گیا تھا۔ جدھر سے تیر آئے تھے' وہ اس سمت بھاگا۔ اوزال ابھی تک اس کے کندھوں پر سوار تھی۔ چٹان کے اوپر کھڑے ہو کر اس نے دیکھا' جس سمت سے تیر آئے تھے اس سمت کچھ بھی نہ تھا۔ حبیب بن عثمان فکرمند ہو گیا کہ یہاں کوئی ضرور ہے جس نے لگڑ بھگوں پر تیر برساتے ہوئے ان کی جانیں بچائیں ہیں لیکن اپنی اس فکر اپنی اس سوچ کا اظہار اس نے اوزال پر نہیں کیا تھا۔ لگڑ بھگوں کے بھاگنے کے بعد حبیب بن عثمان مڑا' چادر کے نیچے آیا۔ اوزال کو اس نے اپنے کندھوں سے نیچے اتارا۔ اس کا کتا اس کے ساتھ تھا' کتے کو پچکار کر اس نے پیار کیا۔ کتا پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔ گھوڑے کو حبیب بن عثمان نے اس چٹان کے ساتھ باندھ دیا' پھر اس نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ خطرہ ٹل گیا ہے' اب لگڑ بھگے ہم پر دوبارہ حملہ آور نہیں ہوں گے۔ حبیب بن عثمان اور اوزال دونوں کے لباس چونکہ بارش میں بھیگ چکے تھے' لہٰذا اوزال بھیگے ہوئے لباس کے اندر سے جھلکیاں دیتے اپنے گلابی جسم کو چھپانے کی خاطر تھوڑا سا دوہرا ہو گئی اور پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"لگڑ بھگوں کا تو خطرہ ٹل گیا ہے' پر میرے ذہن میں ایک اور خطرہ امڈ رہا ہے۔ وہ یہ کہ یہ تیر کہاں سے آئے تھے؟ میں نے اس موقع پر آپ سے کچھ نہیں کہا' آپ مجھے اٹھائے جب چٹانوں کی طرف گئے تو میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ آپ یہ دیکھنے گئے ہیں کہ تیر اندازی کس نے کی ہے لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا لیکن ایک لحاظ سے میں مطمئن بھی ہوں کہ تیر اندازوں نے تیر چلا کر لگڑ بھگوں سے ہماری حفاظت کی ہے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو ان کی اس حرکت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہمارے دشمن نہیں' دوست ہیں۔ کون ہیں یہ؟ شاید آپ جانتے ہوں' مجھے تو خبر نہیں ہے۔"

جواب میں حبیب بن عثمان مسکرا دیا' پھر لاپروائی میں کندھے اچکاتے ہوئے کہنے لگا۔

"فکرمندی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اصل خطرہ ٹل چکا ہے۔ تمہارا لباس بھیگ چکا ہے۔ تم ایسا کرو' پہلے اپنے کپڑے تبدیل کر لو۔ میں تمہیں تمہارے گھوڑے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

کی خرجین دیتا ہوں' اس میں سے اپنا کوئی دوسرا لباس نکال کر پہن لو۔" اوزال اپنی جگہ پر کھڑی رہی' اس کے گھوڑے سے بندھی ہوئی خرجین حبیب بن عثمان نے اسے تھما دی۔ چادر کی اوٹ لے کر اوزال نے لباس تبدیل کر لیا تھا اور بھیگا ہوا لباس اس نے قریب ہی گڑھے میں جمع ہونے والے پانی میں دھو کر چمڑے کی لاچادر کے نیچے رکھ دیا تھا۔ اتنی دیر تک حبیب بن عثمان نے بھی اپنی خرجین سے لباس نکال کر تبدیل کر لیا تھا۔ جب وہ اپنا بھیگا ہوا لباس لے کر ایک طرف جانے لگا تو اچانک اوزال آگے بڑھی اور اس سے اس کا بھیگا ہوا لباس لے کر کہنے لگی۔ "یہ آپ مجھے دے دیں' میں نچوڑ کر ایک جگہ ڈال دیتی ہوں۔"

حبیب بن عثمان منہ سے کچھ نہ بولا' اپنا بھیگا لباس اس نے اسے دے دیا۔ اوزال نے حبیب بن عثمان کے لباس کو بھی پتھروں کے اس گڑھے میں جمع ہونے والے پانی میں کھنگالا جس میں اس نے اپنے لباس کو کھنگالا تھا' پھر اسے نچوڑ کر چمڑے کی چادر تلے اپنے لباس کے قریب ہی پھیلا دیا تھا۔

اوزال دوبارہ بستر پر بیٹھ گئی تھی۔ بارش زور و شور سے جاری تھی۔ حبیب بن عثمان پھر اسی چٹان پر بیٹھ گیا تھا جہاں وہ پہلے بیٹھا تھا۔ اس کا کتا گھوڑوں کے پاس جا چکا تھا۔ اس موقع پر اوزال وقت گزارنے کے لیے حبیب بن عثمان کو مخاطب کرنے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اچانک حبیب بن عثمان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا' لہٰذا وہ خاموش رہی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ گھوڑوں کی طرف گیا۔ ایک طرف گھوڑوں کی خوراک سے بھرے تو بڑے پڑے ہوئے تھے۔ اس نے وہ گھوڑوں کے منہ پر چڑھا دیئے اور وہ بڑی تیزی سے خوراک کھانے لگے تھے۔ اپنی جگہ پر بیٹھنے کے بجائے حبیب بن عثمان اوزال کے قریب آیا اور بڑے دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"سدانہ نے ہم دونوں کے زاد راہ کے لیے دو بڑی بڑی خرجینیں بھر کر ہمارے گھوڑے کے ساتھ باندھ دی تھیں۔ میرے خیال سے تم بھوک محسوس کر رہی ہو گی۔ میں تمہیں وہ خرجینیں دیتا ہوں' آرام سے بیٹھ کر کھانا کھا لو۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے اوزال کو کسی قدر حوصلہ ہوا۔ وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"ابھی میں خطرہ محسوس کرتی ہوں۔ لگڑ بھگے پھر آسکتے ہیں۔ جن لوگوں نے تیر چلائے تھے' وہ بھی نمودار ہو سکتے ہیں۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ ابھی کھانا نہ کھایا جائے۔ کیا آپ ایسا نہیں کر سکتے کہ اسی بستر پر آکر بیٹھ جائیں۔ میں خوف اور ڈر محسوس کر رہی ہوں۔ دونوں مل کر کوئی گفتگو کرتے ہیں' اس طرح وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"خوف اور ڈر محسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی قوت تمہاری طرف بڑھے گی تو میری لاش سے گزر کر آئے گی اور مجھے امید ہے کہ میں تمہاری پاسبانی کا حق خوب ادا کروں گا۔ میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ میں تمہیں بحفاظت اور خیریت کے ساتھ رقیم پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔" اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان نے اپنے جوتے اتارے اور بستر کے ایک کونے پر ہو کے بیٹھ گیا۔ بستر کے دوسرے کونے پر اوزال بیٹھ گئی تھی۔ پھر گفتگو کا آغاز اوزال ہی نے کیا۔

"حصرون نے مجھے آپ کے سارے حالات بتائے تھے۔ مجھے آپ کے باپ کے مرنے اور ماں کے اندھا ہونے کا بے حد دکھ اور غم ہے۔ حصرون نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ آپ دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں اور عرب میں ایک آنے والے آخری محترم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عظیم پیغمبر کے آنے کے بھی منتظر ہیں۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر پھر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ مختصر جواب دے کر کہنے لگا۔ "تم نے حصرون سے ٹھیک ہی سنا ہے۔" اوزال پھر بول پڑی۔

"لیکن یہودیوں کے ہاں احناف اور ملت حنیف کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ وہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہ لفظ اختیار کیا ہے' انہوں نے گمراہی کا لفظ استعمال کیا ہے۔"

اوزال کے ان الفاظ پر حبیب بن عثمان چونکا اور جواب طلب انداز میں اس کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "تمہارے خیال میں یہودی اس لفظ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟"

اوزال خوشگوار لہجے میں کہنے لگی۔ "میں نے یہودیوں کے اندر ایک عرصہ گزارا ہے۔ ان کے مذہب' ان کی رسومات سے بھی خوب آگاہ ہوں۔ یہودیوں کا کہنا ہے کہ حنیف حنف سے مشتق ہے۔ حنف کے معنی ہٹنے اور ٹیڑھے ہونے کے ہیں۔ حالانکہ یہ مذہب حق ہے۔ اس کے معنی سیدھے کے ہونے چاہئیں۔ یہودی یہ بھی کہتے ہیں کہ سریانی زبان میں اس کے معنی کافر کے ہیں اور عبرانی میں منافق کے اور حنیف کے پیروکاروں کو وہ طعنہ دیتے ہیں کہ انہوں نے لفظ حنیف بغیر کسی تحقیق کے اپنا لیا ہے۔" اوزال خاموش ہوئی تو حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا' پھر اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"یہ یہودی بھی عجیب و غریب شے ہیں۔ ہر چیز کے تاریک پہلو کو دیکھتے ہیں۔ حنیف دراصل اللہ کے بزرگ نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب تھا۔ اس لیے ان کے مذہب کا نام ملت حنیف رکھا گیا۔ عرب کے بعض نیک دل لوگ جو عرب کے مذاہب مثلاً بت پرستی' یہودیت' مجوسیت اور دیگر مذاہب سے گھبرا کر تلاش مذہب کو نکلتے تھے تو وہ آخر اسی آستانہ دین حنیف پر آکر ہی تسلی اور اطمینان پاتے تھے۔"

"یہودی دراصل اس لفظ کی غلط تشریح کرتے ہیں۔ حنیف یقیناً حنف سے ہے۔ عربی میں اس کے معنی مڑنے' جھکنے کے ہیں۔ اس لیے حنیف وہ شخص ہے جو ایک طرف جھک کر اور مڑ کر دوسری طرف جائے۔ یہ لفظ اچھے اور برے دونوں معنوں میں مستعمل ہو سکتا ہے۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس نے اچھی بات کو چھوڑ کر بری بات اختیار کی تو حنیف کے وہ معنی ہو سکتے ہیں جو عبرانی اور سریانی زبانوں میں ہیں یعنی کافر اور منافق۔ اور اگر یہ سمجھا جائے کہ برے کام کو ترک کرکے اس نے کوئی اچھا کام پسند کیا تو اس کا وہ مفہوم ہوگا جس میں اہل عرب اس کو بولتے ہیں یعنی دیندار اور خدا پرست انسان۔ اس بنا پر لفظ کے اچھے یا برے مفہوم کا تعین کیا جا سکتا ہے' موقع محل کے لحاظ سے۔

دراصل لفظ حنیف کا ابتدائی استعمال اس کے ساتھ لفظ للہ اور للدین لگانے سے مکمل ہوتا تھا یعنی الحنیف للہ' خدا کی طرف جھکنے والا۔ الحنیف للدین' سچے مذہب کی طرف جھکنے والا۔ پھر کثیر استعمال اور زبان زدگی سے اس قید کی ضرورت نہ رہی اور مطلق حنیف یعنی جھکنے والے کے معنی بھی خدا کی طرف اور دین کی طرف جھکنے کے سمجھے جانے لگے۔ (ہر زبان میں کثرت سے اس قسم کی مثالیں ملیں گی بلکہ اصطلاحات بھی اسی طرح بنتی ہیں۔ مثال کے طور پر حنیف کے ہم معنی لفظ مسلم کو لیجئے۔ مسلم کے اصلی معنی سونپنے والے کے ہیں۔ کوئی شخص اپنے دوست کو دشمن کے حوالے کر دے تو عربی میں اس کو مسلم کہیں گے اور یہ مذموم معنی ہوں گے۔ اس کا ابتدائی استعمال مسلم للہ اپنے کو خدا کے ہاتھ میں سونپ دینے والا تھا لیکن یہ لفظ بھی کثرت استعمال سے صرف مسلم رہ گیا۔ معنی وہی مسلم للہ کے سمجھے جانے لگے اور اب کسی کو کوئی شک نہیں ہوتا کہ اس کا کوئی برا مفہوم بھی ہے۔) حبیب بن عثمان کا جواب سن کر اوزال خوش ہو گئی تھی۔ تو صیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ نے کیا خوب لفظ حنیف کی تشریح کی ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ یہود اس لفظ سے عداوت کے طور پر اس لفظ کی غلط تشریح کرتے ہیں۔" اوزال جب خاموش ہوئی تو حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"رقیم شہر سے چلتے وقت بھی مجھے بتایا گیا تھا کہ تم صبالی مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔ اگر تم برا نہ مانو تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تمہارا تعلق صابیوں کے کس فرقے سے ہے؟ میں صابیوں سے متعلق کوئی زیادہ تو نہیں جانتا' پر اتنا سن رکھا ہے کہ ان کے دو فرقے ہیں۔ ایک مواحد اور ایک بت پرست۔"

اوزال تھوڑی دیر تک بڑی دلچسپی سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتی رہی' پھر کہنے لگی۔

"آپ نے درست سنا ہے کہ صابیوں کے دو فرقے ہیں۔ میں دونوں کی تفصیل آپ سے کہتی ہوں۔ شروع میں ایک فرقہ تھا' بعد میں دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک

www.pdfbooksfree.pk

مواحد ہیں' ایک ستارہ پرست۔ صابی حضرت شیث علیہ السلام' حضرت نوح علیہ ال
اور دیگر پیغمبروں اور رسولوں کے ماننے والے ہیں لیکن ہمارے پاس حضرت شیث
السلام کا ایک صحیفہ ہے جس پر ہم عمل پیرا ہوتے ہیں۔ یہی ہماری آسمانی کتاب
صحیفے کا اصل نام صحیفہ شیث ہے۔ شروع میں یہ زیادہ تر ساحل فرات بصرہ
خوزستان کے آس پاس آباد تھے۔ صابیوں کو ماندین بھی کہتے ہیں۔ ماند کے لفظی
ہماری زبان میں علم کے ہیں اور ہماری اصلی زبان عربی اور آرامی ہیں۔ رسم خط
پالمیرین ہے۔ اس خط اور زبان میں ہمارے پاس حضرت شیث علیہ السلام کا
ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے کا نام سدرب ہے۔ اس کے معنی ہیں
کتاب' دوسرے حصے کا نام گنتر یعنی گنج ہے۔ اس کے معنی خزانے کے ہیں۔ اس
بھی دو حصے ہیں۔ ایک حصے کو یامین یعنی دایاں ہاتھ' دوسرے کو شمال یعنی بایاں
خیال کیا جاتا ہے۔ پہلے حصے میں زندگی کے لیے ہدایات ہیں جبکہ دوسرے حصے
مذہبی عہدیداروں کی تجہیز و تکفین کی دعائیں ہیں۔ یامین کا آخری باب کتاب ال
میں کچھ ایرانی اور عرب حکمرانوں کے حالات بھی شامل ہیں جو بعد میں ضمیمے کے
اس میں داخل کر دیئے گئے۔"

"ہم لوگ باقاعدہ اپنے صحیفے کے مطابق نماز پڑھتے ہیں' روزے رکھتے
ستارہ پرست کا لفظ ہمیں کافی بعد میں دیا گیا۔ ہمارے مذہب کے اندر بت پر
شرک سختی سے منع تھا اور حرام خیال کیا جاتا تھا۔ صابیوں کا اصل ملک بابل
شروع شروع میں صابی مواحد اور کٹر توحید پرست تھے لیکن چونکہ بابل میں ستار
کا رواج شروع ہو گیا' ساتھ ہی بت پرستی بھی شروع ہو گئی۔ ستاروں کے ہیک
کے معبد بنے۔ رفتہ رفتہ سیاسی انقلابات کے ساتھ ساتھ ستارہ پرستی اور بت
بابل میں غالب آتی گئی اور اس کے کچھ اجزا صابیوں میں بھی شامل ہو گئے۔"

"بعد میں یہودیت اور مجوسیت کے علاوہ یونانی فلسفیوں نے بھی صابیوں
کیا۔ انہوں نے خدا واحد پر اپنا عقیدہ تو نہ چھوڑا لیکن ستاروں کی پرستش کو
اس کے بندوں کے درمیان واسطہ سمجھنے لگے۔ تین وقت ستاروں کی

صبح تا طلوع آفتاب' دوپہر کو عین زوال کے وقت شام کو آفتاب ڈوبنے تک۔ ان کا عقیدہ تھا کہ تمام ستاروں کا مرکز قطب شمالی ہے۔ تمام ستارے آغاز عالم سے ہر وقت اپنی جگہ سے ہٹتے اور بڑھتے رہتے ہیں لیکن قطب کا ستارہ ہمیشہ ایک حال پر اپنی جگہ پر رہتا ہے۔ اس لیے وہ قبلہ ہے' اس طرف منہ کرکے وہ اپنی دعا اور نماز پڑھنے لگے۔ حالانکہ شروع میں ایسا نہ تھا۔ ہم آدم علیہ السلام کے بنائے ہوئے کعبہ ہی کی طرف منہ کرکے نماز ادا کیا کرتے تھے۔"

"صابیوں کا ایک مرکز حران شہر بھی تھا۔ اس شہر میں وہ صابی جو ستارہ پرست اور ارواح پرست ہو گئے تھے۔ ان کے عقل اول اور نفس کلیہ کے ہیکل بھی تھے۔ نیز زحل' مشتری' مریخ' شمس' زہرہ' عطارد اور قمر کے ہیکل بھی حران شہر میں موجود تھے۔ اسلام کی آمد سے پہلے یہ صابی پوری طرح شرک میں مبتلا ہو چکے تھے۔ اسلام آیا تو یہ صابی اور ان کے فلاسفر حکومت اسلامی میں آخر وقت تک موجود رہے۔ انہیں میں سے وہ صابی بھی تھے جو بغداد وغیرہ میں طبیب یا منشی تھے۔ ان میں سے بعض اسلام نہ لائے۔ چوتھی صدی میں فارابی جب حران گیا تو انہی سے اس نے فلسفہ سیکھا تھا۔ اہل دمشق وغیرہ کا مذہب بھی عیسائیت سے پہلے یہی تھا۔ ان کی نماز کا قبلہ قطب شمالی تھا۔ اس لیے دمشق میں بہت سی کہنہ مسجدیں ایسی ہیں جن کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف ہے۔ دمشق کی جامع مسجد کے نیچے بہت بڑا معبد ہے جس کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف ہے۔ یہ صابوں کا بہت قدیم معبد ہوا کرتا تھا۔

ہمارا وہ فرقہ جس سے میں تعلق رکھتی ہوں' جسے مواحد کہتے ہیں' ان کا عقیدہ ہے کہ خدا واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں' ہر ایک شے کا وہی پیدا کرنے والا ہے۔

ہمارا دوسرا فرقہ جو شرک بت پرستی اور ستارہ پرستی میں مبتلا ہے' اس نے گو ناگو اور عجیب و غریب قسم کے فلسفے پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ سب کچھ انہوں نے مجوسیوں' یونانیوں اور یہودیوں سے متاثر ہو کر کیا۔ بت پرست صابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عام اشیاء کی اصل ایک تاریک غار ہے جس کے ساتھ دو چیزیں ہیں۔ ایک زیور

www.pdfbooksfree.pk

رب اور دوسری ماں رب یعنی روح اعظم جس کو ملک النور بھی کہتے ہیں۔ مشرک صابیوں کا عقیدہ ہے کہ ملک النور نے حیات قدیمہ یعنی حیات اولیٰ کو پیدا کیا۔ اس کے بعد خود پردہ راز میں چھپ گیا اور صرف نیک صابیوں کو موت کے بعد نظر آئے گا۔ اب یہی حیات اولیٰ یا حیات قدیمہ عملاً اس فرقہ کا خدا ہے۔ تمام مناجاتوں اور دعاؤں میں اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ملک النور اپنے جاہ و جلال کے ساتھ شمال کی سمت میں قطب ستارہ کی طرف سکونت گزیں ہے۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حیات اولیٰ نے پھر اپنے تئیں نائب پیدا کیے۔ ایک حیات ثانیہ' ایک حیات ثالثہ۔ حیات اولیٰ نے اپنے تین مددگار پیدا کیے۔ ہیبل' شیل اور آنوس۔ یہ تینوں محافظ ارواح ہیں۔ کہتے ہیں حیات ثالثہ دنیا اور آخرت کے بیچ میں عالم نور کی آخری سرحد پر رہتا ہے۔ اس دنیا سے اس دنیا میں جو جاتا ہے' یہ اس کے ترازو میں پہلے اس کے اعمال تول لیتا ہے۔ مشرک و صابیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس حیات ثالثہ کی نشست کے نیچے تاریک غار تھا جس میں میلا پانی تھا۔ ایک بار اس حیات ثالثہ نے میلے پانی میں اپنا عکس دیکھا تو آپ سے آپ ایک صورت پیدا ہو گئی جس کو اس نے پتاہل کا نام دیا۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ پتاہل فرزند حیات ثالثہ بنا اور اس عالم مادی کا خالق ہے۔ ان کا یہ بھی گمراہ عقیدہ ہے کہ اسی پتاہل نے آگے چل کر آدم اور حوا کو پیدا کیا کیونکہ یہ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لیے حیات اولیٰ نے ہیبل' شیل اور آنوس کو بھیجا۔ انہوں نے ان کے اندر روح پھونکی اور ان کو خدا کے احکامات کے متعلق روشناس کیا کہ عالم نور کیا چیز ہے اور ان کا اصل پتاہل نہیں' خدائے برتر ہے۔ پتاہل کے تین اور سلسلہ مخلوقات ہیں۔ ایک ستارہ' سیارہ' دوسرا منازل برج' تیسرا سلسلہ اب تک غیر معین ہے۔

ہم مواحد کے خلاف بت پرست اور ستارہ پرست صابیوں کے ہاں روزوں کے دن بھی مقرر ہیں لیکن روزہ کے معنی صرف آرام کے دن کے لیے جاتے ہیں۔ فاقہ ان کے ہاں سخت ممنوع ہے۔ روزوں کے درمیان وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ کپڑے پہننے چاہئیں اور تین وقت نہانا چاہیے اور کسی جانور کو ان

چاہیے۔ نہ گوشت کھانا چاہئے۔ سہ شنبہ ان کا مقدس دن ہے۔ مذہبی عقائد کو غیروں سے چھپانا ان کا اولین اصول ہے۔ سب سے تعجب انگیز بات یہ ہے کہ ان کے مذہبی عقائد بنی اسرائیل کے عقائد اور اصولوں کے بالکل ضد پر قائم کیے گئے ہیں۔ تورات کے تمام بزرگوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر آخر تک سب کو یہ کاذب اور مغزی پیغمبر سمجھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کی طرفداری کرتے ہیں۔ فرعون کو اپنا راہنما اور پیشوا جانتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا کا صحیح مذہب اس کے زمانہ میں مصر کے اندر قائم تھا جو مصری فرعون کے ساتھ ڈوبنے سے بچ گئے' وہ قطب شمالی کی چھوٹی سی جنت میں آرام کر رہے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوزال تھوڑی دیر کے لیے رکی' پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"میں آپ پر یہ بھی انکشاف کر دوں۔ ان بت پرست صابیوں کے متعلق تعجب انگیز اور حیرت انگیز بات ایک یہ بھی ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل سے نفرت کرتے ہیں' اس کی ایک خاص وجہ ہے' وہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مولد بابل کا شہر اور منشا شہر حران تھا۔ یہ وہ مقامات ہیں جو صابیت کے مرکز اور درسگاہ رہے ہیں۔ عام خیال یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صابیوں ہی کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اور یہی وہ بدبخت قوم ہے جس میں خلیل بت شکن نے ظہور پایا تھا اور ان کے بتوں اور مورتیوں کو توڑ کر ستارہ پرستی سے روکا تھا لیکن شومئی قسمت سے ان کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے یہ صابی ان کے دشمن ہو گئے اور وہی دشمنی' عداوت کا عضراب تک اس فرقہ میں بطور وارثت موجود ہے اور خدا جانے کتنے قدیم زمانے سے اس نے عقیدہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ غالباً یہی سبب ہے کہ دین ابراہیم کی یہ لوگ سخت مخالفت کرتے ہیں۔

ہمارے مذہب کو خراب کرنے والے زیادہ تر قدیم سامی ہیں۔ قدیم سامیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ تمام دنیا ارواح سے بھری ہوئی ہے جن میں زیادہ تر ارواح خبیثہ اور کچھ ارواح طیبہ ہیں۔ ان کے مذہب کا خاصا یہ تھا کہ خبیثہ ارواح کو نظر و نیاز قربانی اور

چڑھاوے سے خوش رکھنا اور ارواح طیبہ کی حمد و ثناء سے بابل' شام اور مصر میں مذہبی مراسم سامیوں کے ہاں جاری تھی' ان کے مطابق سامیوں میں یہ قاعدہ تھا کہ قومیں مختلف آبادیوں میں منقسم ہوتی تھیں۔ ہر آبادی میں دو بڑی عمارتیں ہوتی تھیں۔ ایک بیت الحکومہ اور ایک ہیکل۔ آبادی کا حاکم بیت الحکومہ میں رہتا تھا اور ہیکل آبادی کے کاہن کا مسکن تھا اور انہی دونوں کی شراکت سے آبادی پر دنیاوی اور مذہبی حکمرانی کی جاتی تھی اور جس طرح ہر آبادی کا الگ شیخ ہوتا تھا' اسی طرح ہر ہیکل میں ایک نیا بت اس گاؤں کا محافظ کیا جاتا تھا۔ جب دو آبادیوں میں رہنے والوں میں جنگ ہوتی تو گویا ان دونوں آبادیوں کے دیوتاؤں میں جنگ ہوتی تھی۔ فاتح مفتوح کے دیوتا اٹھا کر لے جاتے تھے۔ مفتوح اس وقت تک دم نہیں لیتے تھے جب تک لڑ کر یا منت سماجت کرکے اپنے دیوتا واپس نہیں لے جاتے تھے۔ چنانچہ صابیوں میں بھی یہ رسومات داخل ہوئیں اور صابیوں کو مکمل طور پر گمراہ بنا کر رکھ دیا۔

دوسری بڑی قوم جنہوں نے صابیوں کو مشرک' ستارہ پرست اور بت پرست بنا دیا۔ یہ اہل معین تھے۔ جنوبی عرب کی ایک قدیم سامی قوم تھی۔ یہ قوم بھی ستارہ پرست تھی۔ بابل کے دیوتا ان کے ہاں بھی پوجے جاتے تھے۔ ان کے علاوہ کچھ خالص عرب کے دیوتا بھی ان کے معبودوں کی فہرست میں شامل تھے۔ ان کے یہ معبود صابیوں میں بھی داخل ہو گئے۔

اہل معین کے جو کھدائی کے دوران کتبات ملے ہیں' ان میں ان کے چار بڑے دیوتا سامنے آئے ہیں۔ ایک عشتار یہ وہی دیوتا ہے جو بابل میں اشتار تھا یعنی ستارہ زہرہ' دوسرا ود یعنی محبت کا دیوتا۔ عربی کے لفظ ود یعنی محبت سے ماخوذ ہے۔ تیسرا نکرہ یعنی نفرت عداوت کا دیوتا۔ یہ عربی لفظ کرہ یعنی ناپسندیدگی سے ہے۔ چوتھا دیوتا شمس یہی لفظ بابل میں شمش تھا۔

تیسری بڑی قوم جنہوں نے صابیوں کو بت پرست اور مشرک بنانے میں بڑا کردار ادا کیا۔ یہ بنو قحطان تھے جو امم سامیہ اولیٰ کے بعد جنوبی عرب میں برسراقتدار ہوئے تھے۔ واقعات تاریخی اور آثار عتیقہ دونوں کی بنا پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ ستارہ پرست تھے۔ مختلف قبائل میں مختلف ستاروں کی پرستش ہوتی تھی۔ ان ستاروں کے نام سے ہیکل قائم کیے جاتے تھے۔ وہاں ان کی خیالی مورتیاں بنا کر رکھی گئی تھیں۔ ہیکلوں کے پاسبان اور عہدیدار جن کو کاہن کہتے تھے' متعین ہوتے تھے۔ ان ہیکلوں میں لوبان اور خوشبودار لکڑی جلائی جاتی تھی۔ بنو قحطان میں سب سے پہلے جس بت پرست اور ستارہ پرست قوم سے ہماری ملاقات ہوتی ہے' وہ قوم سبا ہے۔ اس قوم میں زیادہ تر آفتاب کی پوجا ہوتی تھی۔ یہی قوم تھی جس کی ملکہ کا واسطہ اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام سے پڑا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوزال جب خاموش ہوئی تو تھوڑی دیر تک حبیب بن عثمان بڑے تو صیفی اور تعریفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا' پھر اسے مخاطب کیا۔

"خانم میں تو سمجھتا تھا کہ تم کوئی عام سی لڑکی ہوگی لیکن تمہارا تو پرانے مذاہب اور اقوام کے متعلق بہت اچھا بلکہ حیرت انگیز علم ہے۔ جو باتیں تم نے کہیں ہیں' میں خود بھی نہیں جانتا تھا۔ بہرحال تمہارا شکریہ کہ تم نے میرے علم میں اضافہ کیا لیکن مجھے تمہارے ایک فیصلے کے خلاف اختلاف ہے۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر اوزال نے اس کی طرف چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا' پھر بول پڑی۔

"آپ کے خیال کے مطابق میں نے کون سا غلط فیصلہ کیا ہے؟"

حبیب بن عثمان ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کچھ سوچتا رہا' ایک بار اس نے گہری نگاہوں سے اوزال کی طرف دیکھا' پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"خانم جب دمشق کے بادشاہ حداد بن حدار نے تمہیں اپنے حرم میں داخل کرنے کی پیشکش کی تھی اور وہ تم سے شادی کا خواہشمند ہوا تھا تو تم نے اس کی خواہش کو کیوں ٹھکرایا؟ تم صابی ہو اور دمشق کا بادشاہ حداد بن مدار بھی صابی ہے۔ میرے خیال میں تم اس کی پیشکش کو قبول کر لیتی تو آج تم انتہائی بے بسی کی حالت میں میرے ساتھ یروشلم سے رقیم کا سفر کرنے کے بجائے دمشق کے پایہ تخت پر بیٹھ کر ایک ملکہ کی حیثیت سے زندگی گزارتی۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر اوزال تھوڑی دیر تک سوچتی رہی' ساتھ ساتھ مسکراتی رہی۔ پھر اس نے نگاہ بھر کر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا اور پڑی۔

"ابن عثمان تم نے جو کچھ کہا ہے' تمہارے خیال کے مطابق درست ہی ہوگا۔ بھی میں تم سے ایک سوال کرتی ہوں۔ اگر تمہیں ہردیس کی جگہ وہاں یہودیوں حکمران بنا دیا جائے تو کیا تم اس حکمرانی کو قبول کر لو؟"

حبیب بن عثمان نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"خانم مجھے حکمران بن کر کیا کرنا ہے۔ میں ایک بدو قسم کا آدمی ہوں۔ سا زندگی میں نے نخلستان میں بسر کی۔ بنطی قوم سے باہر رہ کر میں کیا کروں گا۔ اگر ساری دنیا کی حکومت بھی ملے' تب بھی میں ٹھکرا دوں۔ میرے نخلستان اور میری بنطقی قوم میں جو سکون ہے' وہ کہیں بھی نہیں۔"

جواب میں اوزال نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔

"ابن عثمان تم خود تو یہودیوں کی بادشاہت قبول نہیں کرتے اور مجھے مشورہ د ہو کہ میں دمشق کی ملکہ بن جاتی۔ جس طرح تم بادشاہت کو ٹھکراتے ہو۔ اسی طر میں بھی ملکہ بننے کی خواہش پر لات مارتی ہوں۔ میں تو ایک سیدھی سادھی سی ہوں۔ کسی ایسے ہی سادہ سے شخص سے شادی کرکے اپنی زندگی کے دن گزار دوں میں شہرت اور دولت کی بھوکی نہیں ہوں۔"

کچھ دیر تک حبیب بن عثمان خاموش رہا' پھر وہ بول پڑا۔ "میں نے سنا ہے رقص بھی بہت اچھا کرتی ہو اور گاتی بھی اچھا ہو۔"

"کیا تمہیں رقص اور گانا پسند ہے؟" اوزال نے تیز نگاہوں سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے کبھی رقص تو نہیں دیکھا' تاہم ہمارے نخلستان اور رقیم شہر میں سے ایسے گانے والے ہیں جن کا میں نے گانا سن رکھا ہے۔ بہرحال اس موضو چھوڑو' میرے خیال میں ہم نے کافی باتیں کر لی ہیں۔ دیکھو بارش اب کافی دھیمی ہے پہلے کچھ کھا پی لیں۔ اس دوران بارش تھم گئی تو ہم سفر کو جاری رکھیں گے۔"

اوزال اپنی جگہ بیٹھی رہی' کچھ دیر اس نے بڑے شوق سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا' پھر اسے مخاطب کیا۔

"اگر میں کبھی آپ کے لیے گاؤں اور رقص کروں تو آپ دیکھیں گے؟" حبیب بن عثمان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ کہنے لگا۔ "اب اس بارش میں تو تم نہ ناچو گی نہ گاؤ گی۔ جب کوئی ایسا موقع آیا تو پھر تمہیں جواب دوں گا۔"

اوزال اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ جس خرجین میں کھانے کا سامان تھا' وہ اس میں سے چیزیں نکال کر بستر پر ہی آراستہ کرنے لگی۔ سدانہ نے زاد راہ کے طور پر ان کے لیے بہت کچھ تیار کیا تھا۔ پنیر تھا' خشک پھل تھے' بھنا ہوا گوشت تھا' شہد اور زیتون چوپڑی روٹیاں تھیں' خورما کی کھیر تھی۔ کئی پتوں میں لپٹی ہوئی کچھ مٹھائی تھی۔

اوزال نے ساری چیزیں لگا دیں' پھر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "میرے خیال میں اب کھانا کھائیں۔" حبیب بن عثمان آگے بڑھا اور دونوں مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔ اتنی دیر تک بارش بھی رک گئی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد اوزال ساری چیزیں سنبھال کر خرجین میں ڈالنے لگی تھی۔

حبیب بن عثمان نے پہلے اوزال کا بستر لپیٹا۔ پہلے کی طرح اس نے چمڑے کی چادر میں لپیٹ کر رسی باندھ دی۔ جو چادریں گھوڑوں کے اوپر تنی تھیں' انہیں اتار کر گھوڑوں کے اوپر ہی انہیں سردی سے بچانے کے لیے ڈال دیا گیا تھا۔ باقی ہر شے بھی انہوں نے سمیٹ لی تھی' پھر دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور بحرہ لوط کے کنارے کنارے بڑی تیزی سے جنوب کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دونوں تیزی سے سفر کرتے ہوئے بمشکل فرلانگ ہی آگے گئے ہوں گے کہ سامنے کی طرف سے چار سوار نمودار ہوئے اور ان دونوں کی راہ روک کر کھڑے ہوگئے۔ جونہی ان میں سے ایک کی نگاہ اوزال پر پڑی' وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"یہی تو وہ موتی ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ اسے پکڑ کر جب ہم ہردیس کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

پاس لے کر جائیں گے تو یاد رکھنا وہ ہم چاروں کو مالا مال کر کے رکھ دے گا اور جب اوزال دمشق کے بادشاہ حداد بن حدار کے حرم میں داخل ہوگی تو میرے خیال میں بھی ہمیں انعام و اکرام سے نوازے گا۔"

راہ روکنے والوں کے یہ الفاظ حبیب بن عثمان نے بھی سن لیے تھے۔ اپنی ڈھال اس نے سنبھال لی تھی' تلوار وہ بے نیام کر چکا تھا۔ اس صورتحال نے اوزال کو پریشان اور فکرمند کر دیا تھا۔ وہ عجیب سی کیفیت اور جواب طلب انداز میں حبیب بن عثمان کو دیکھے جا رہی تھی۔ حبیب بن عثمان نے ایک نگاہ بھر کر اوزال کی طرف دیکھا اس نے اندازہ لگایا' وہ بیچاری پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر جلتے ویران موسموں سی بے بسی اور شکستگی تھی۔ اس کا خستہ اور ماندہ جسم بے راحت منزلوں کی سی کیفیت پیش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک حبیب بن عثمان اس کی کیفیت دیکھتا رہا' پھر اسے مخاطب کیا۔

"خانم دیکھو بادل چھٹ چکے ہیں۔ دھوپ چڑھ آئی ہے۔ میرے خداوند کو منظور ہوا تو یہ نیلا آسمان راہ روکنے والوں کی بے بسی اور ان کی نامرادی پر قہقہے لگائے گا۔ خانم غمگین اور دل گیر مت ہو' یہ تو صرف چار سوار ہیں۔ اگر یہ اپنے ساتھ اپنی مدد کے لیے خبیث روحیں بھی لے آئے تو قسم زمین و آسمان پیدا کرنے والے خدائے واحد کی' میں ان سب کو گرم صحراؤں میں کھو جانے والی زرد مٹی کے غبار کی طرح بکھر کر رکھ دیتا۔ خانم! خدا گواہ ہے' میں تمہارا محافظ' تمہارا پاسبان ہوں اور اپنا فرض خوب ادا کروں گا۔

خانم اداس اور افسردہ نہ ہو۔ تم اپنی جگہ پرسکون کھڑی رہو' پھر دیکھو میں ان کی مسرت کی جستجو' ان کی ذہنی رفعت' ان کی حیوانی طلب' ان کے سارے گھٹیا مقاصد کیسے اذیت ناک ویران کھنڈروں اور پست و ذلیل کر دینے والے شکستگی کے زہر میں تبدیل کرتا ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حبیب بن عثمان خاموش ہوا تو راہ روکنے والے چاروں میں سے ایک اسے مخاطب کر کے بول پڑا۔

"اوزال کو مخاطب کر کے گفتگو تو اس طرح کر رہے ہو' جیسے تم قضا کو مات اور کائنات کو تسخیر کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ سن رکھو' جب ہم تم پر حملہ آور ہوں گے تو یاد رکھنا داستانوں کا یہ ہم راز بحر دیکھے گا کہ ہم تمہاری روح کے سرور میں ایک نیا زہریلا المیہ تمہارے دل کے خوش کن الفاظ میں زہر بھری صداؤں سا اضطراب بھر دیں گے۔ تمہاری بہتری' تمہاری بھلائی اسی میں ہے اوزال کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس لیے کہ یروشلم سے باہر دور دور تک سارے راستوں کی ناکہ بندی ہو چکی ہے اور کوئی بھی اوزال کو لے کر بچ نہیں سکتا۔

اگر تم زندگی چاہتے ہو تو دائیں طرف سے ہٹ کر جدھر جانا چاہتے ہو' نکل جاؤ۔ ہم تم سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ ہمیں صرف اوزال چاہیے' اسے لے کر ہم اپنے بادشاہ ہیرودیس کے سامنے پیش کر دیں گے۔ بس یہی ہماری خواہش ہے' یہی ہمارا مقصد ہے۔ ہماری خواہش ہمارے مقصد کے سامنے آڑ مت بننا ورنہ مفت میں مارے جاؤ گے۔"

حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک انہیں کھا جانے والے انداز میں دیکھتا رہا' پھر بول پڑا۔

"سنو حرص و ہوس کے بندو! یہ جو لڑکی میرے ساتھ ہے' جس کا نام اوزال ہے' میں اس کا پاسبان' اس کا راہنما' اس کا محافظ ہوں۔ جو بھی اس کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر دیکھے گا' یاد رکھنا موت سے ہمکنار ہو جائے گا۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اسے تمہارے حوالے کر کے چلا جاؤں گا تو یہ تمہاری بھول' تمہاری خوش فہمی ہے۔ میں اس کی عزت' اس کی عصمت' اس کی عفت پر اپنی جان بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

سنو آوارگی پسند انسانو! کیوں کسی اور کی خاطر اپنے آپ کو گرم خونیں صداؤں' غمگین جذبوں اور حشر بپا کرتے زخموں بھرے وقت کا شکار کرتے ہو۔ کیوں تم یہاں بحر لوط کے کنارے میرے ہاتھوں اپنے خون کی گرمی کو برفانی لہر اور رات کی آسودگی کو گمان کی تیرگی میں بدلوانا چاہتے ہو؟ میں تمہیں آخری موقع دیتا ہوں' میری راہ چھوڑ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

کر ہٹ جاؤ۔ اس لیے کہ مجھے ہر صورت میں اس لڑکی کو لے کر جانا ہے۔ جو بھی آڑے آیا' میں اس پر قضا اور مرگ طاری کرتا چلا جاؤں گا۔"

حبیب بن عثمان کے خاموش ہونے پر ان میں سے ایک بول پڑا۔

"لگتا ہے تم انسان کے بچوں کی طرح نہیں مانو گے۔ اب ہم تیری لاش کے ٹکڑے کرکے ہی اوزال کو یہاں سے لے کر جائیں گے۔" راہ روکنے والے نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ حبیب بن عثمان نے اپنے کتے کو پچکارا اور پھر جب کتا اس کے سامنے آیا تو پاؤں مارتے ہوئے اس نے اسے کوئی مخصوص اشارہ کیا۔ پاؤں کی وہ ٹھوکر لگنا تھی کہ کتا پیچھے ہٹ گیا۔ اپنی دم کو اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان دہرا کرتا ہوا گھات سا لگاتا وہ دائیں طرف ہٹ گیا تھا' پھر تھوڑا سا آگے بڑھا تھا' پھر وہ ایک جگہ کھڑا ہوا تھوڑی دیر تک راہ روکنے والوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

عین اسی موقع پر حبیب بن عثمان نے خداوند قدوس کی کبریائی کا بھرپور نعرہ بلند کیا۔ پھر وہ راہ روکنے والوں پر کڑے موسموں کے زرد طوفانوں حجر کی شب ویران میں رت جگوں کا دکھ کھڑے کرتے بگولوں اور بنجر جلتی ریت کے ویرانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

حبیب بن عثمان کا یہ حملہ کرنا تھا کہ کتا بھی طوفان کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔ پہلے وہ اپنی دم کو ٹانگوں کے درمیان دبائے ہوئے تھا' ست اور سہما سہما سا لگتا تھا اور ایک جگہ بیٹھ گیا تھا۔ جونہی حبیب بن عثمان حملہ آور ہوا' ایک دم اٹھا اور راہ روکنے والوں کی پشت پر گیا اور ان میں سے ایک کے گھوڑے پر اس طرح حملہ آور ہوا کہ گھوڑے کی ٹکانگ کاٹ کھائی۔ گھوڑا ہنہنایا' بری طرح تڑپا۔ اس کا سوار نیچے گر گیا سوار کا گرنا تھا کہ کتے نے اسے گردن سے دبوچا اور اس کا خاتمہ کر دیا۔

اس وقت تک حبیب بن عثمان باقی تینوں راہ روکنے والوں کے ساتھ ٹکرایا ہوا تھا۔ حبیب بن عثمان سے ٹکرانے والوں نے جب دیکھا کہ ان کے سامنے حبیب بن عثمان جارحیت اختیار نہیں کر رہا بلکہ وہ دفاع تک محدود ہے' تب انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی فیصلہ کیا اور ان میں سے ایک پیچھے ہٹا اور اوزال کی طرف بڑھا تھا۔ شاید وہ اوزال پر گرفت کرکے حبیب بن عثمان کو اپنے سامنے بے بس اور مجبور کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت تک کتا ان کے ساتھی کا خاتمہ کر چکا تھا۔ تینوں میں سے جب ایک پیچھے ہٹ کر اوزال کی طرف بڑھا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے کتا غرایا۔ اس کا منہ مرنے والے کے خون سے لتھڑا ہوا تھا۔ لمحہ بھر کے لیے وہ غرایا' پھر پیچھے ہٹا' زور سے بھاگا اور پشت کی جانب سے وہ اس مسلح جوان کے گھوڑے پر ہو بیٹھا تھا جو اوزال کی طرف بڑھا تھا۔

یہ لمحہ ان تینوں کے لیے بڑا خطرناک تھا۔ وہ دو جو حبیب بن عثمان سے ٹکرا رہے تھے' متفکر ہوئے۔ ان میں سے ایک حبیب بن عثمان کے ساتھ ہی مصروف رہا' دوسرا پیچھے ہٹا تاکہ پشت کی جانب سے کتے پر وار کرکے اس کا خاتمہ کر دے۔ اس کا پیچھے ہٹنا تھا کہ طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ سامنے والے کو چھوڑ کر حبیب بن عثمان اس کی طرف لپکا۔ اس انداز میں تلوار بلند کرکے گرائی کہ اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت تک کتے نے پشت کی جانب سے گھوڑے پر بیٹھنے کے بعد اس سوار کی گردن پیچھے سے اپنے منہ میں لے لی تھی جو اوزال کی طرف بڑھا تھا۔

اب حبیب بن عثمان کے مقابلے میں ایک ہی تھا جو اپنی جان بچانے کے لیے ادھر ادھر ہٹ کر مقابلہ کر رہا تھا۔ کتے نے اوزال کی طرف بڑھنے والے کی گردن منہ میں لے کر اسے پوری طرح بے بس کر دیا تھا اور جب اس نے اس کی گردن کو کاٹنا شروع کیا تو وہ چیخنے چلانے لگا۔ اس چیخ و پکار میں اس کا گھوڑا بدک اٹھا' وہ نیچے گر گیا۔ کتے نے پہلے کی طرح اسے بھی جھنجھوڑ کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اتنی دیر تک وہ سوار جو حبیب بن عثمان کا سامنا کر رہا تھا' وہ بھی حبیب کے ہاتھوں مارا گیا۔

راہ روکنے والوں کا خاتمہ ہونے کے بعد حبیب بن عثمان اپنے گھوڑے سے اترا۔ کتے کو پچکار کر اپنے پاس بلایا۔ کتے کا منہ چونکہ خون سے بھرا ہوا تھا' لہٰذا وہ بالکل حبیب بن عثمان کے قریب نہیں آیا بلکہ ذرا فاصلے پر رہ کر دم ہلاتے ہوئے اپنی انتہائی اپنی وفاداری کا اظہار کرنے لگا تھا۔ حبیب بن عثمان مرنے والوں میں سے ایک کی طرف بڑھا۔ کتا اس کے ساتھ تھا۔ کتے کا سر پکڑ کر مرنے والے کے لباس

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

سے اس نے اس کا منہ صاف کیا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ پیچھے
تو اس نے دیکھا کہ اوزال اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کے قریب کھڑی تھی۔ تھو
دیر تک بڑی عجیب سی ممنونیت سے اس کی طرف دیکھتی رہی' پھر حبیب بن عثمان
اس نے مخاطب کیا۔

"اے میرے مہربان محافظ۔ میں نہیں جانتی کہ آپ کی اس کارگزاری پر
آپ کو کن الفاظ سے مخاطب کرنا چاہیے۔ پر میں شرمندہ ہوں' پچھلی منزل میں
آپ نے وحشی خونخوار درندوں سے میری جان بچائی تو اس وقت میں آپ کا شکریہ
نہ کر سکی' اس لیے کہ میں اس وقت عجیب و غریب کیفیت میں مبتلا ہو گئی تھی۔
سے کچھ کہہ نہ سکی تھی۔ آپ پہلے مرد ہیں جس کے شانوں پر میں بیٹھی۔ ایسا میں
اپنی جان بچانے کے لیے کیا۔ ایسا حادثہ کیونکہ زندگی میں پہلی بار پیش آیا تھا' لہٰذا
اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میری بدقسمتی میں وہاں آپ کا شکریہ ادا نہ کر سکی
یہاں دوسری مرتبہ آپ میرے کام آئے۔ جب راہ روکنے والے جان سوزی اور
کاری کی آخری ضرب کی طرح ہمارے سامنے آئے تو آپ نے کیا خوب خاموش
میں کروٹیں بدلتے طوفان کی طرح انہیں روکا اور میری حفاظت کی۔ آپ نے
بجلیوں کے گہواروں سے اٹھتے طوفانوں' بیابانوں کے وحشیوں اور زہریلے جنگلوں
طرح میرے دشمنوں کا خاتمہ کیا۔ آپ کے حملوں میں لہروں کی تڑپ جیسی بے
صحرائی رات کی گہری خاموشی میں گیتوں کی دھیمی دھیمی لے جیسی لذت خود آگاہی
پراسرار تنہائی میں جذباتی ہیجان کی سی کیفیت تھی' جس وقت انہوں نے
روکی' مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ قضا پکارتی آندھیوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑیں
ہمارا خاتمہ کر دیں گے لیکن آپ نے بھی زائر اجل کی طرح زندگی کے کارواں
والے ان درندوں کا سامنا کیا اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ آپ جیسے جوان
مسافروں کے لیے آنکھ کا تارا منزل سے بھٹکے متلاشیوں کے لیے نور کا
اور امید کی نئی روشنی کی تلاش میں آگ سے کھیلنے لہو میں نہا جانے والے
ثابت ہوتے ہیں۔ میں آپ کی بلند و بالا حیات کی شکنیں درست کرتی جرات

زندگی کی وزنی زنجیروں کو کاٹتی شجاعت آتش پنہاں کے شراروں جیسی آپ کی دلیری کو
سلام کرتی ہوں۔"

اوزال خاموش ہو گئی' جواب میں حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا' پھر
اوزال کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بول اٹھا۔

"خانم یہ تم نے میرا شکریہ ادا کیا ہے یا صحراؤں کی اس تنہائی میں میرا قصیدہ کہہ
ڈالا ہے۔ میری نگاہ میں تم ایک مقدس امانت ہو اور تمہیں رقیم شہر تک پہنچانا میرا
اولین فرض ہے۔ جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ حرکت کرتا ہے' میں
تمہیں رقیم شہر پہنچانے کا سبب بنتا رہوں گا۔ تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے کیا ہے' اس میں صرف تمہاری حفاظت پنہاں نہیں بلکہ اس
میں میری زندگی اور موت کا سوال بھی اٹھتا ہے۔ جو کچھ میں نے کیا ہے' اس کے
متعلق کچھ مت کہنا۔ میرے خیال میں ہمیں فی الفور یہاں سے کوچ کرنا چاہیے۔ کہیں
ایسا نہ ہو کہ دشمن کی کوئی اور ٹولی ہماری راہ آن روکے اور ہمارے لیے مصائب
کھڑے کرنے کی کوشش کرے۔"

حبیب بن عثمان کا کہا مانتے ہوئے اوزال جلدی جلدی اپنے گھوڑے پر سوار
ہوئی۔ اتنی دیر تک حبیب بن عثمان بھی گھوڑے پر بیٹھ چکا تھا۔ پھر دونوں نے اپنے
گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور انہیں صحرا کے اندر دوڑا دیا تھا۔ حبیب بن عثمان کا کتا ان
کے ساتھ ساتھ بھاگ رہا تھا۔

حبیب بن عثمان اور اوزال کی بدقسمتی کہ ابھی وہ ایلہ کی بندرگاہ سے لگ بھگ
دس میل کے فاصلے پر تھے کہ دائیں جانب سے دس بارہ سوار جو پوری طرح مسلح تھے'
نمودار ہوئے اور ان کی راہ روک کر کھڑے ہوئے۔

اس موقع پر چونکہ اوزال نے اپنے چہرے پر نقاب نہیں ڈالا ہوا تھا' لہٰذا راہ
روکنے والے اسے پہچان گئے۔ ان میں سے ایک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا
شروع کیا۔

"ساتھیو! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم اپنی منزل تک پہنچ چکے ہیں۔ سامنے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

دیکھو' یہی اوزال ہے جسے پکڑنے کا حکم ہمیں دیا گیا تھا۔ اگر ہم ان دونوں کو پکڑ کر ہردیس کے پاس لے جائیں تو وہ ہمیں اس قدر نوازے گا کہ ساری زندگی ہمیں تلاش معاش کی کشمکش سے نجات مل جائے گی۔"

بولنے والا یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہو گیا' پھر اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"اجنبی ہم نہیں جانتے تو کون ہے' کن سرزمینوں سے تیرا تعلق ہے' پر جو لڑکی تمہارے ساتھ ہے' اس کی تلاش میں ہمارے بادشاہ ہیرودیس نے چاروں طرف سپاہی دستے پھیلا رکھے ہیں۔ اگر تو زندگی چاہتا ہے تو اوزال کے ساتھ پلٹ اور ہمارے ساتھ چل۔ اگر تو بغاوت پر آمادہ ہوا تو یاد رکھنا' ان ویرانوں کے اندر ہم تیرے جسم کو مختلف حصوں میں کاٹنے کے بعد اوزال کو لے کر واپس چلے جائیں گے۔"

حبیب بن عثمان راہ روکنے والے کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ چپ ہو گیا۔ عین اسی موقع پر بائیں جانب سے کچھ گھوڑ سوار نمودار ہوئے۔ وہ سارے کے سارے سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ انہوں نے سفید رنگ کے نقاب ڈال رکھے تھے۔ قریب آکر انہوں نے مختلف آوازیں نکالنی شروع کیں۔ شاید وہ ایک دوسرے کو کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ پھر وہ ایک دم طوفانی انداز میں حبیب بن عثمان اور اوزال کی راہ روکنے والوں پر ٹوٹ پڑے اور آناً" فاناً" ان سب کا صفایا کر کے رکھ دیا۔

راہ روکنے والوں کا صفایا کرنے کے بعد وہ حملہ آور مڑنا ہی چاہتے تھے کہ حبیب بن عثمان نے بلند آواز میں انہیں مخاطب کیا۔

"مہربان اجنبیو! میں نہیں جانتا تم لوگ کون ہو۔ لیکن جانے سے قبل تم یہ تو بتا دو تم کون ہو۔ کن سرزمینوں سے تمہارا تعلق ہے اور اس برے وقت میں کس کے کہنے پر تم ہمارے کام آئے۔ میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ بحر ظلمات کے کنارے اس وقت بھوکے درندے ہم پر حملہ آور ہوئے تو تم لوگوں نے ہی ان پر تیر اندازی کر کے ہماری جانوں کو محفوظ کیا تھا۔ میرے مہربانو جانے سے پہلے بتاؤ' تم کون ہو؟"

حبیب بن عثمان کے اس استفسار پر وہ سارے سوار رک گئے' پھر ایک جو ان کا سردار لگتا تھا' حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابن عثمان یہ کبھی جاننے کی کوشش مت کرنا کہ ہم کون ہیں اور کیوں تمہارے کام آئے ہیں۔ یہ دوسرا موقع ہے کہ ہم نے تمہاری مدد کی ہے۔ ایک اس وقت ہم نے تیر برسائے جس وقت لگڑ بھگے تم پر حملہ آور ہوئے تھے اور ایک اس وقت جب ان سواروں نے تمہاری راہ روکی۔ ہم اس وقت بھی قریب تھے' جب پچھلی منزل پر پانچ سواروں نے تمہاری راہ روکنے کی کوشش کی۔ اگر وہ تم پر غالب آنے کی کوشش کرتے تو ہم اچانک اپنی گھات سے نکل کر ان کا بھی خاتمہ کر دیتے۔ پر مجھے امید تھی کہ تم اکیلے ان سے نمٹ سکتے ہو' اس لیے کہ تمہارے ساتھ جو تمہارا کتا ہے' وہ بھی بڑے کام کی چیز ہے۔

اپنے ذہن میں یہ بات لکھ رکھو کہ ہم تمہارے دشمن نہیں' دوست ہیں۔ پر کسی بھی موقع پر اگر تم نے ہمارے احوال جاننے کی کوشش کی تو تمہیں نہ صرف ناکامی ہوگی بلکہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے لہٰذا چپ رہو' خاموش رہو۔ اس راز کو راز ہی رہنے دو۔" اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا' پھر وہ سب مڑے اور جدھر سے آئے تھے' ادھر ہی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔

حبیب بن عثمان عجیب سے جذبے میں انہیں ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ جب وہ صحرا کی پہنائیوں میں اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے' تب وہ ﷺ اور اپنے پہلو میں گھوڑے پر سوار اوزال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہ کیسے لوگ تھے جو آن کی آن' ساعت کی ساعت میں آندھی جھپٹ کر کے بے باک شعلوں اور زندگی کے افق پر داستانوں کے بکھرے اوراق اکٹھے کرنے والے آفاق گیروں کی طرح نمودار ہوئے۔ لمحوں کے اندر وہ بے چین شراروں کے خروش اور فنا کی تحریروں کی طرح ہماری راہ روکنے والوں کے سروں پر موت بن کر کھیل گئے۔

www.pdfbooksfree.pk

یہ عجیب سے قافلہ آدم سے بچھڑے اور منزل خون بار کے متلاشی لوگ تھے۔ ہماری مدد کرتے ہوئے وہ راہ روکنے والوں پر کچھ اس طرح حملہ آور ہوئے، جیسے آگ و خون کے ہیجان میں شور آہ و بقاء اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر جب وہ ہمارے دشمنوں پر حملہ آور ہو رہے تھے تو وہ ایسے لگتے تھے جیسے ان سب نے موت و حیات کا راز پا لیا ہو۔ وہ خود تو چلے گئے ہیں، ہم پر ایک احسان بھی کر گئے ہیں۔ پر جاتے ہوئے ان محسنوں نے اپنا کوئی اتہ پتا نہیں دیا۔ ان کا یہی کردار میرے حاشیہ خیال میں ایک تجسس بن کر گونج گیا ہے۔ خدا کرے یہ محسن جہاں بھی رہیں، زندہ اور خوش رہیں۔"

جب تک حبیب بن عثمان بولتا رہا، اوزال عجیب سے جذبے میں اس کی طرف دیکھتی رہی۔ جب وہ خاموش ہوا، تب اوزال بول پڑی۔

"میرے محسن، میرے محافظ، میرے رہنما جانے والے تو چلے گئے، کیا اب ہمیں دوبارہ اپنے سفر کا آغاز نہیں کرنا چاہیے؟" جواب میں منہ سے کچھ کہے بغیر حبیب بن عثمان نے اثبات میں سر ہلایا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی۔ اوزال نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اپنے گھوڑے کو حبیب بن عثمان کے قریب لے جاتے ہوئے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

"اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے ایک بات پوچھوں؟"

"پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو۔" حبیب بن عثمان نے اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا تھا۔

کچھ دیر تک اوزال سوچتی رہی۔ اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔ "میں یہ جانتی ہماری منزل ابھی تک کتنی دور ہے۔ میں صرف آپ سے یہ جاننا چاہتی ہوں جس منزل کی طرف ہم جا رہے ہیں، اس منزل کے سامنے پہلے رقیم شہر آتا ہے یا کا نخلستان؟"

اس سوال پر لمحہ بھر کے لیے چونکنے کے انداز میں حبیب بن عثمان نے اوزال کی طرف دیکھا، کچھ سوچا۔ پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"خانم ہم دونوں رقیم شہر ہی کا رخ کیے ہوئے ہیں۔ رقیم شہر ہی ہم دونوں

منزل ہے۔ رقیم بعد میں پہلے میرا نخلستان آتا ہے۔"

اس موقع پر اوزال نے بھی ایک عجیب سے جذبے میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا۔ پھر اس کی آواز سنائی دی۔ "اگر میں رقیم شہر سے پہلے آپ کے نخلستان میں آپ کے گھر جانا چاہوں تو آپ کو کوئی اعتراض ہوگا؟ دراصل میں آپ کی ماں، آپ کے دوسرے عزیز و اقارب سے ملنا چاہتی ہوں۔ مجھے آپ کے حالات سن کر بے حد دکھ اور صدمہ ہوا ہے۔ میں آپ کی ماں اور دیگر رشتہ داروں سے ایک طرح کی تعزیت اور ہمدردی بھی کرنا چاہتی ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر کہنے لگا۔ "میں تمہاری خواہش کا احترام کروں گا خانم۔ رقیم شہر سے پہلے میں تمہیں اپنے نخلستان ضرور لے کر جاؤں گا۔" اس کے ساتھ ہی گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے اس نے اس کی رفتار تیز کر دی تھی۔ اوزال نے بھی ایسا کر لیا تھا۔ پھر دونوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے تھے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

سورج طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد حبیب بن عثمان اوزال کے ساتھ ا
قبیلے کے نخلستانوں میں داخل ہو گیا تھا۔ آگے بڑھتے ہوئے اچانک حبیب بن ع
چونک پڑا' اس لیے کہ نخلستانوں کی تھمی تھمی رکی رکی فضاؤں کے مہیب سناٹے
محدود خاموشی میں ایک آواز سنائی دی تھی۔ مستانی ہواؤں کے دوش پر اڑتی تنہائی
خود فراموشی کو چیرتی ہوئی دلکش آواز' کوئی لڑکی گیت گا رہی تھی۔ گیت ایسا تھا
تازہ خوشبوؤں کے اندر روشنی کے زمزمے بھر دیئے گئے ہوں۔

گانے والی لڑکی گا رہی تھی' گانے کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

"میں ہر روز صدیوں کی گرد اڑاتے بگولوں' جنگلی پھولوں کی پرانی مہک۔ ہ
کی پرسکون ہلکی لہروں اور کھجوروں کے درختوں پر چیختے پرندوں سے پوچھتی ہوں
بھائی کب آئے گا؟

ہر روز شام کے اولین اندھیرے روشنی سے دست و گریباں ہوتے ہیں۔ ع
روز سنسان اور ویران ہوتا ہے۔ فطرت کے گیت گاتے بادلوں کے وزنی ٹکڑ
روز صحرا کے اوپر سے گزر جاتے ہیں۔ طلوع آفتاب کی دلکش شفق ہر روز کوئی
پیغام دیتی ہے۔ پر کوئی بھی میرے بھائی کی آمد کا سندیسہ نہیں لاتا۔"

"میرا وہ بھائی جس کی آمد کا مجھے انتظار ہے' وہ ہمارے لیے ارتقاء کی بلند
دہلیز' ہماری عزت و عظمت کی پہچان اور وقت کے قصوں میں ہمارے لیے نئے
بشارت ہے۔ اس کی جدائی ہمارے اعصاب کا عذاب' اس کی دوری ہمارے
ہجرت کدہ اور اس سے علیحدگی ہمارے لیے آفت جان ہے۔ میں ہر روز رات
کی راہ دیکھتی ہوں اور آسمان پر چمکتے ستارے میری ذہنی مفلسی' میری بے

اور میری عجیب و غریب کیفیت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ سنو صحراؤں کے اندر بسنے والے لوگو! جب میرا فولادی دل رکھنے والا لعل بدخشاں جیسا بھائی آئے گا تو ہماری شاہراہ حیات کے ہر چوراہے پر گمشدہ خوشیاں آپ سے آپ ناچ اٹھیں گی۔"

جب تک اس لڑکی کے گانے کی آواز سنائی دیتی رہی' حبیب بن عثمان مسکراتا رہا' خوشی کا اظہار کرتا رہا جبکہ اوزال بڑی توجہ' بڑے انہماک سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ گانے کی آواز آنا بند ہو گئی' تب اوزال نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"میرے رہبر جو کچھ میں نے آپ کے چہرے سے اندازہ لگایا ہے' اگر وہ غلط نہیں تو میرا دل کہتا ہے جو آواز کھجوروں بھرے ان نخلستانوں میں بلند ہوئی ہے' وہ آواز آپ کی شناسا ہے۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کے چہرے پر جو مسکراہٹ پھیلی ہے' یہ اس آواز کی وجہ سے ہے یا اس خوشی کے باعث ہے کہ آپ سلامتی کے ساتھ اپنے نخلستانوں میں پہنچ گئے ہیں؟"

حبیب بن عثمان نے ایک گہری نگاہ اپنے پہلو میں اوزال پر ڈالی۔ پھر چاروں طرف پھیلی کھجوروں کو دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"خانم میری خوشی کی دونوں ہی وجہیں۔ اپنے نخلستانوں میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جانا بھی میری خوشی کا باعث ہے لیکن جو آواز تو نے سنی ہے' یہ آواز اجنبی ہے نہ ناآشنا۔ یہ آواز میری خالہ زاد بہن کی ہے۔ میری بہن کا نام عبیرہ ہے اور اس کی منگنی میرے ماموں زاد بھائی علی سے ہو چکی ہے۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہے اور اس وقت وہ میری آمد کے انتظار ہی میں گیت گا رہی ہے۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو کے جواب میں اوزال تھوڑی دیر تک غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتی رہی۔ اس موقع پر وہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ خاموش ہو گئی' اس لیے کہ حبیب بن عثمان اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے زور زور سے اپنی بہن عبیرہ کو پکارنے لگا تھا۔

اس پکار کے جواب میں تھوڑی ہی دیر بعد نخلستانوں میں ایک آواز بلند ہوئی۔ کوئی لڑکی چیختے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "میں آئی! اخی میں آئی! اخی میں آ رہی ہوں۔"

www.pdfbooksfree.pk

حبیب اور اوزال تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ سامنے کی طرف سے دو گھوڑ
اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ایک حبیب بن عثمان
خالہ زاد بہن عبیرہ اور دوسرا اس کا منگیتر اور حبیب کا ماموں زاد علی تھا۔ انہیں
طرف آتا دیکھتے ہوئے حبیب نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور نیچے اتر گیا۔ اس
طرف دیکھتے ہوئے اوزال بھی گھوڑے کو روک کر اتر گئی تھی۔

عبیرہ اور علی قریب آکر اپنے گھوڑوں سے اترے' پھر ایک ساتھ بھاگتے ہو
وہ اکٹھے ہی حبیب سے لپٹ گئے تھے۔ پھر بڑے پیار' بڑی محبت' بڑی چاہت
عبیرہ نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"اخی! میرے پیارے بھائی' تم کیسے ہو؟ تمہاری نخلستان میں غیر حاضری' تمہا
جدائی نے تو ہم سب لوگوں کو مار ہی دیا تھا' اس لیے کہ جس مہم پر تم گئے تھے' وہ
بڑی خطرناک تھی۔ ہم گھر کے سارے افراد ہر روز صبح و شام آپ کی سلامتی' آپ
عافیت کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔"

عبیرہ اور علی جب علیحدہ ہوئے تو حبیب بن عثمان نے عبیرہ کو مخاطب کیا۔

"عبیرہ میری بہن یہ جو لڑکی ہے' اس سے ملو۔ اس کا نام اوزال ہے اور ا
لینے میں یروشلم گیا تھا۔ خداوند قدوس کا شکر ہے' میں اپنی مہم میں کامیاب
ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ کے جواب میں علی نے اوزال کو سلام کیا
اوزال نے بھی بڑی خوش طبعی سے سلام کا جواب دیا۔ اتنی دیر تک عبیرہ آگے بڑ
پھر بازو پھیلاتے ہوئے اس نے اوزال کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اس کے کان میں
لگی۔

"میں تمہیں اپنے نخلستانوں میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ میں اور علی اپنے
میں کام کر رہے تھے کہ بھائی کی پکار سن کر ادھر بھاگ آگئے۔"

جب دونوں علیحدہ ہوئیں تو اوزال نے اسے مخاطب کیا۔

"اگر تم محسوس نہ کرو تو میں تمہیں بہن کہہ کر پکارنا چاہوں گی۔" عبیر

مسکراتے ہوئے جب اثبات میں سر ہلا دیا' تب اوزال پھر بول پڑی۔

"عبیرہ میری بہن ویسے تو مجھے آپ کے بھائی حبیب بن عثمان کے ساتھ سیدھا
رقیم کی طرف چلے جانا تھا لیکن جو قاصد ان کے ساتھ گیا تھا' اس نے ان کے گھر کے
سارے حالات بتائے کہ کیسے ان کا باپ مارا گیا' ماں اندھی ہو گئی۔ اس لیے دشمن کی
حدود سے نکل کر میں نے ہی ان سے التماس کی کہ رقیم کے بجائے مجھے اپنے گھر لے
کر چلیں تاکہ میں آپ کے اہل خانہ اور آپ کی ماں سے مل سکوں۔"

عبیرہ نے اس پر اوزال کا شکریہ ادا کیا' پھر سب اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔
اس موقع پر عبیرہ نے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اخی! آپ برا نہ مانیئے گا' میں آپ کے آگے آگے جاتی ہوں۔ سب کو اطلاع
کرتی ہوں کہ بھائی آگئے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان کے جواب کا انتظار
کیے بغیر عبیرہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جس طرف سے آئی تھی' اس سمت
اس نے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ حبیب' اوزال اور علی بھی آگے بڑھنے لگے
تھے۔

اوزال کو لے کر حبیب اور علی جب اپنی حویلی میں داخل ہوئے تو حویلی کے کھلے
صحن کے اندر ان کی آمد سے پہلے ہی ایک جگہ حبیب کی ماں یوباب' ممانی ولیعہ خالد
عدیمہ' ماموں حسام بن ضرار اور چچا انیس بن عبادہ جمع ہو چکے تھے۔

تینوں جب قریب آکر اپنے گھوڑوں سے اترے تو عبیرہ نے آگے بڑھتے ہوئے
سب کا ایک دوسرے سے تعارف کروایا۔ جس وقت عبیرہ نے آخر میں حبیب بن
عثمان کی ماں سے تعارف کروایا تو اوزال آہستہ آہستہ آگے بڑھی' پھر عجیب سے جذبے
میں اس نے حبیب بن عثمان کی ماں یوباب کو اپنے ساتھ لپٹا لیا' پھر اس کے کندھے پر
اپنا سر رکھ کر کہنے لگی۔

"اے عظیم اور محترم خاتون۔ مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہے کہ ظالم لوگوں نے
آپ کے شوہر کو ہلاک کر دیا اور آپ کو آنکھوں سے محروم کر دیا۔ میں آپ کے بیٹے
کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے یروشلم کے جہنم سے نجات دی۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان اور اوزال کی آمد پر سب خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس دوران
پر علی تینوں گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے گیا جہاں پہلے سے کچھ گھوڑے بندھے
ہوئے تھے۔ تینوں گھوڑوں کو اس نے وہاں باندھا' چارہ ڈالا' پانی دکھایا۔ پھر حبیب بن
عثمان اور اوزال کے گھوڑے کی زینیں اس نے اتاریں' دہانے علیحدہ کیے۔ زینوں کے
ساتھ جو بستر بندھے ہوئے تھے' وہ اس نے کھول کر ایک طرف رکھ دیئے اور
خرجینیں تھیں' وہ اس نے کندھے پر ڈالیں۔ پھر پیچھے ہٹا' بستر جو ایک طرف رکھے
تھے' وہ بھی اس نے اٹھا لیے اور سکونتی حصے کی طرف آیا۔

حبیب بن عثمان کی ماں یوباب جس نے ابھی تک بڑے پیار' بڑی شفقت سے
اوزال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا' اوزال کو مخاطب کیا۔

"بیٹی تیری بڑی مہربانی کہ تو میرے بیٹے کے ساتھ یہاں آئی۔ کیا تو چند دن
ہمارے ہاں قیام کرے گی؟"

اوزال نے یوباب کا دوسرا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ میں لیا اور بڑی چاہت اور محبت
میں کہنے لگی۔ "محترم خاتون' میں دو دن یہاں قیام کروں گی' اس کے بعد رقیم کا رخ
کروں گی۔ اس لیے کہ رقیم میں بڑی بے چینی سے میرا انتظار ہو رہا ہوگا۔" اوزال
کے اس جواب پر سب نے خوشی کا اظہار کیا' پھر سب حویلی کے اندر داخل ہوئے۔
دن تک اوزال نے ایک معزز مہمان کی حیثیت سے وہاں قیام کیا۔ اس کے بعد
حبیب بن عثمان کے ساتھ وہاں سے رقیم کی طرف کوچ کر گئی تھی۔

○

اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے حبیب بن عثمان اور اوزال جب رقیم شہر کی طرف
آئے' تب حبیب بن عثمان نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"خانم اپنے چہرے پر نقاب ڈالتے ہوئے چہرے کو ڈھانپ لو' ابھی مجھے رقیم
میں کچھ زیادہ لوگ نہیں جانتے۔ اگر تم چہرے کو ڈھانپ کر رکھتی ہو تو لوگ یہی سمجھیں
گے کہ دو اجنبی رقیم شہر میں داخل ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے تمہاری تلاش میں
ہیرودیس نے جگہ جگہ اپنے مخبر پھیلا رکھے ہوں۔ ان میں سے کوئی رقیم شہر کا بھی
ہو سکتا ہے۔ اگر اس نے اس شہر میں تمہیں پہچان لیا تو یاد رکھنا دمشق کے بادشاہ
حارث بن حدار کی خوشنودی کے لیے ہیرودیس نبطیوں کے بادشاہ حارث سے تمہاری
واپسی کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یاد رکھنا' بڑی الجھنیں اٹھ کھڑی ہوں
گی' لہٰذا میرا مشورہ یہی ہے کہ اپنے چہرے پر بھاری نقاب ڈال لو۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر اوزال نے مسکراتے ہوئے ایک گہری نگاہ اس پر
ڈالی' پھر اس نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ دونوں خاموشی سے آگے بڑھنے لگے۔ یہاں تک
کہ دونوں رقیم شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

جب وہ قصر کے صدر دروازے پر آئے تو قصر کے محافظ حبیب بن عثمان سے
واقف تھے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس کا بہترین استقبال کیا بلکہ قصر کے اندر
حبیب بن عثمان کے آنے کی اطلاع بھی کر دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد قصر کے اندر سے
حارث کا بیٹا اور نبطیوں کا ولی عہد مالک بن حارث نکلا۔ اسے دیکھتے ہوئے حبیب بن
عثمان اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ اوزال بھی گھوڑے سے نیچے اتر چکی تھی۔ مالک بن
حارث بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور بڑے پرجوش انداز میں اس نے حبیب بن عثمان
کو گلے لگا لیا تھا۔ جب دونوں علیحدہ ہوئے تب حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"اے ابن حارث! یہ جو لڑکی میرے ساتھ ہے' یہ اوزال ہے۔ میں نے خود
اسے چہرہ ڈھانپنے کا مشورہ دیا تھا۔ جس وقت ہم شہر میں داخل ہوئے' اس وقت اس
نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا تاکہ ہیرودیس کا کوئی مخبر اس شہر میں اسے پہچان نہ سکے۔"

مالک بن حارث نے پہلے تو صیغی انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا' پھر
اوزال کو مخاطب کیا۔

"میری عزیز بہن! تو ہمارے لیے ایسے ہی محترم اور قابل عزت ہے جیسے یروشلم
شہر میں میری بہن عریب اور یہاں رقیم شہر میں میری دوسری اور چھوٹی بہن حویلہ
ہے۔" پھر مالک بن حارث نے کچھ محافظوں کو دونوں کے گھوڑے اصطبل کی طرف
لے جانے کا حکم دیا۔ اتنی دیر تک آگے لپکتے ہوئے حبیب بن عثمان نے اپنے گھوڑے
سے اپنی وہ خرجین اتار لی جس میں اس کی ضروری اشیاء تھیں۔ اوزال کے گھوڑے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ جو خرجین تھی' اس میں اوزال کا سامان تھا' وہ بھی حبیب بن عثمان نے ا
لی۔ اتنی دیر تک محافظ آگے بڑھے اور دونوں گھوڑوں کو قصر کے اصطبل کی طرف ر
گئے تھے۔ مالک بن حارث دونوں کو لے کر قصر کے اندرونی حصے کی طرف بڑھا تھا۔

آن کی آن قصر کے اندرونی حصے میں حبیب بن عثمان اور اوزال کے آنے کی خ
پھیل گئی۔ مالک بن حارث جب ان دونوں کو لے کر قصر کے ایک کمرے میں داخ
ہوا تو وہاں پہلے سے نبطیوں کا بادشاہ حارث' اس کی دونوں بیویاں خلدو اور شقیلہ
زیبال بن حارث اور بیٹی حویلہ بیٹھے ہوئے تھے۔

حبیب بن عثمان اور اوزال کو دیکھتے ہی سب اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے
سب سے پہلے حارث نے آگے بڑھ کر حبیب بن عثمان کو گلے لگایا اور اسے کامیا
کے ساتھ واپس آجانے پر مبارکباد دی۔ حارث کے بعد اس کا بیٹا زیبال آگے بڑھا اور
پرجوش انداز میں حبیب بن عثمان سے ملا۔ اس موقع پر سرگوشی کے انداز میں حبیب
بن عثمان نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"خانم اب تم محفوظ جگہ پر ہو' اپنے چہرے سے نقاب ہٹا سکتی ہو۔" جونہی اوزال
نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا' اس کی خوبصورتی' اس کے حسن اور اس کی کشش
سے ایسے لگا جیسے قصر کے اس کمرے میں چکاچوند ہو گیا ہو۔ عین اس موقع پر حبیب
بن عثمان نے حارث کو مخاطب کیا۔

"اے نبطیوں کے عظیم تاج ور! یہی وہ اوزال ہے جسے آپ نے اپنی بیٹی
آپ کی بیٹی عریب نے اپنی بہن بنا رکھا تھا۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اسے حفاظ
کے ساتھ آپ تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو کے بعد حارث اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ باقی لو
بھی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ تاہم حبیب بن عثمان اور اوزال دونوں کھڑے
رہے۔ پھر حبیب بن عثمان کو حارث نے مخاطب کیا۔ "تم دونوں پہلے بیٹھو' پھر میں
گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔"

دائیں جانب جو خالی نشستیں تھیں' ان میں سے ایک پر حبیب بن عثمان بیٹھ

اوزال بھی اس کے پیچھے پیچھے گئی اور اس کے ساتھ والی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔ پھر اس کمرے میں حارث کی آواز گونجی تھی۔

"حبیب بن عثمان میں تمہیں تہہ دل سے اوزال کو بحفاظت یروشلم سے رقیم شہر لانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں تیری جوانمردی' تیری شجاعت' تیری وفاداری' تیرے خلوص کو صدہا بار سلام پیش کرتا ہوں۔ میں نے تیرے متعلق جو فیصلے کئے ہیں' ان سے بھی تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ آج سے تم میرے لشکریوں کے سالار ہو۔ میرے اور میرے ولی عہد بیٹے مالک کے بعد پوری سلطنت اور لشکر میں تمہاری حیثیت سب سے اعلیٰ اور ارفع ہوگی۔ میں تمہیں اپنی سلطنت کا محتسب اعلیٰ بھی مقرر کرتا ہوں۔ تم جرائم کے خاتمے کے لیے مجرموں کو سزا دینے کے بھی مجاز ہوگے۔ سلطنت کے مختلف شہروں میں جو ناظم اور کوتوال ہیں' ان پر بھی تم گرفت کر سکتے ہو اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ برابا جوان علاقوں کا مانا ہوا ڈاکو' رہزن اور بٹ مار ہے۔ اس نے اپنے لشکر تیار کر رکھے ہیں اور دمشق کے بادشاہ حداد بن حدار کی بھی اسے پشت پناہی حاصل ہے۔ میں برابا سے نمٹنے کی ذمہ داری بھی تمہیں سونپتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ برابا اور اس کے لشکریوں سے تم خوب نمٹو گے۔"

جب تک حارث بولتا رہا' حبیب بن عثمان دھیرے دھیرے مسکراتا رہا جبکہ اوزال چور نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے خوش ہوتی رہی۔ جب حارث خاموش ہوا' تب حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"اے عظیم اور محترم فرماں روا! جو اہم ذمہ داریاں آپ مجھے سونپ رہے ہیں' میرے خداوند قدوس نے چاہا تو میں انہیں احسن طریقے سے پورا کروں گا۔ اگر کوئی ایسا موقع آیا کہ میں ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکا تو میں خود ہی اس عہدہ سے سبکدوش ہو جاؤں گا جس پر میرا تقرر کر رہے ہیں۔"

حبیب بن عثمان کے اس جواب پر حارث بے حد خوش ہوا' کچھ دیر تک وہ سوچتا رہا۔ اس کے بعد دوبارہ قصر کے اس کمرے میں اس کی آواز گونج گئی تھی۔

"اب مسئلہ تمہاری اور اوزال کی رہائش کا ہے۔ تم جانتے ہو' تمہارے ماموں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

زاد سعید کو میں پہلے ہی لشکر میں شامل کر چکا ہوں اور اس نے مستقر میں رہائش ہی اختیار کرلی ہے۔ ہمارے قصر میں تم نے دیکھا' دائیں حصے میں کچھ انتہا درجہ خوبصورت دوہری منزل کے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ ان کمروں میں سے ایک میں اوزال کی رہائش ہوگی۔" یہاں تک کہنے کے بعد حارث رکا' کچھ سوچا' پھر اس نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال میری بیٹی! اگر تمہارے قریب ہی ان کمروں میں سے ایک کمرہ حبیب بن عثمان کو دے دیا جائے تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟"

اوزال نے منہ سے کچھ نہ کہا' تاہم اس نے مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلا دی تھی۔ اس پر حارث پھر بول پڑا۔

"اوزال میری بیٹی! اگر یہاں رقیم شہر میں بھی حبیب بن عثمان کو تمہارا محافظ مقرر کروں تو تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" اس بار اوزال حارث کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"نبطیوں کے عظیم فرمانروا! یہ میری خوش قسمتی ہوگی اگر حبیب بن عثمان یہاں بھی میرا محافظ مقرر کریں۔" اس کے بعد مزے لے لے کر اوزال نے راستے میں پیش آنے والے سارے واقعات حارث سے کہہ دیئے تھے۔

قصر میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد حارث نے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سن میرے فرزند! قصر کے احاطے میں جو کمرہ اوزال کو دیا جا رہا ہے' اس کے آگے ایک کمرہ چھوڑ کر دوسرے کمرے میں تمہاری رہائش ہوگی۔ ابن عثمان' اوزال کی تلاش میں ہیرودیس رقیم شہر میں بھی اپنے آدمی بھیج سکتا ہے۔ وہ ایسے آدمی بھیجے گا جو شکل سے اوزال کو جانتے اور پہچانتے ہوں۔ اگر کسی نے اوزال کو یہاں دیکھ لیا تو رکھنا' وہ اسے اٹھا لے جانے کی کوشش کرے گا' لہٰذا رقیم شہر کے اندر بھی اوزال کی حفاظت میں تمہارے ذمہ لگاتا ہوں اور پھر تمہاری حفاظت کو اوزال بخوشی قبول کر چکی ہے۔"

حارث ایک لمحہ پھر رکا' کچھ سوچا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے مالک کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"مالک میرے بچے! قصر کے اندر جو سب سے محنتی اور پرخلوص اور ادھیڑ عمر کی خادمہ ہے' اسے اوزال کی خدمت پر مامور کرو اور ایک انتہائی محنتی' مخلص اور ایماندار خادم حبیب بن عثمان کی خدمت میں مامور کرو۔"

حارث کی اس گفتگو پر اس کا بیٹا مالک کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"مجھے کسی خادم یا خدمت گار کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس لحاظ سے بھی آپ کا شکرگزار اور ممنون ہوں کہ قصر کے اندر مجھے ایک کمرہ مہیا کیا جا رہا ہے۔ میرے لیے بس وہ کمرہ ہی کافی ہے۔ میں اس بات پر بھی آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ اوزال کے لیے ایک خدمت کرنے والی عورت کا تقرر کر رہے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں کہ میں اپنے کام خود کرنے کا عادی ہوں' لہٰذا مجھے کسی خادم کی ضرورت نہیں ہے۔"

حارث تھوڑی دیر تک بڑے توصیفی انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد قصر میں پھر اس کی آواز سنائی دی۔ اس نے اپنے بیٹے مالک کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا تھا۔

"مالک میرے بچے جو عورت اوزال کی خدمت پر مامور کی جائے گی۔ وہی اوزال کے لیے کھانے کا اہتمام کیا کرے گی۔ کھانا اس کے شاہی مطبخ سے جایا کرے گا' وہی عورت حبیب بن عثمان کے لیے بھی شاہی مطبخ سے کھانا لے کر جایا کرے گی۔ مجھے امید ہے کہ تم اور تمہارا چھوٹا بھائی زیبال' اوزال کی عزت اس کا احترام ایک بہن کی حیثیت سے کرو گے اور حبیب بن عثمان کی عزت اور اس کی عظمت کو ایک بھائی کی حیثیت سے قبول کرو گے۔ ان دونوں کی طرف سے مجھے تم دونوں سے کسی قسم کی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔"

جواب میں مالک اور زیبال دونوں نے اپنے سر تسلیم کے طور پر خم کر دیئے تھے۔ اس کے بعد حارث نے ایک بار پھر اپنے بیٹے اور ولی عہد مالک کو مخاطب کیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

"میرے بیٹے تم ابھی حبیب بن عثمان اور اوزال کو لے کر جاؤ اور انہیں ان کے کمرے دکھاؤ۔ جس خاتون کو اوزال کی خدمت پر مامور کرو' اسے آگاہ کرنا کہ اوزال کی طرف سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیے۔ اگر اس کی خدمت میں کوئی کمی رہی تو پھر اس عورت کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔" مالک اپنے باپ کو مخاطب کرکے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی حبیب بن عثمان بول پڑا۔ "کیا ایسا ممکن نہیں کہ قصر کے اس کمرے کے بجائے میں مستقر میں اپنے بھائی سعید کے پاس قیام کروں۔ آپ مجھے اپنے لشکر میں سالار کی حیثیت سے مقرر کر چکے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں لشکر کے اندر ہی ہوں' اسی میں میری بہتری اور بھلائی ہے۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ کو اوزال نے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا' تاہم حارث تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سوچتا رہا۔ اس کے بعد قصر میں اس کی آواز گونج گئی۔

"ابن عثمان میرے پاس الفاظ نہیں' جنہیں استعمال کرتے ہوئے میں تمہیں بتا سکوں کہ میری نگاہوں میں تمہاری کیا عزت' تمہارا کیا وقار ہے۔ یہ میری خواہش ہے کہ تم قصر کے اندر قیام کرو۔ اس طرح میں تمہیں دیکھتا رہوں گا۔ تم میری نگاہوں میں رہو گے۔ تاہم تمہاری خواہش کا احترام کرتے ہوئے مستقر میں بھی تمہارے لیے کمرہ مختص کر دیا جائے گا جہاں تم ضرورت کے وقت قیام کر سکو گے۔ میرے خیال میں اب تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن یہ میری خواہش ہوگی کہ تم اکثر و بیشتر قصر کے اندر ہی قیام کرو' تاہم جب تم چاہو' مستقر میں بھی قیام کر سکتے ہو۔" پھر حارث نے مالک کی طرف دیکھا۔

"مالک میرے بیٹے قصر میں حبیب بن عثمان اور اوزال کو ان کے کمرے دکھانے کے بعد حبیب بن عثمان کو مستقر کی طرف لے جانا جہاں اس کے بھائی سعید کی قیام گاہ ہے۔ اس کے قریب ہی ایک کمرہ اس کے لیے مختص کر دینا۔ اس کمرے میں جب اور جس وقت چاہے' یہ قیام کر سکتا ہے۔"

حارث جب خاموش ہوا تو اس کے بیٹے مالک نے اسے مخاطب کیا۔

"اے پدر محترم! ہمارے قصر میں اس وقت ڈھلتی ہوئی عمر کی عورتوں میں زوفہ ایک ایسی عورت ہے جو انتہائی مخلص' محنتی اور خدمت گزار ہے۔ میں چاہتا ہوں اسے ہی اوزال کی خدمت پر مامور کروں اور وہی حبیب بن عثمان کے لیے اس کی خوراک کا اہتمام کیا کرے۔" اپنے بیٹے مالک کے اس مشورے کو حارث نے سراہا تھا۔ اس لیے کہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تھوڑی دیر تک وہ گردن ہلاتا رہا' پھر بول اٹھا' کسی کو بھیجو کہ وہ زوفہ کو میرے پاس بلا کر لائے۔ اس سے میں گفتگو کرنا پسند کروں گا۔" مالک اپنی جگہ سے ہٹنے ہی لگا تھا کہ حبیب بن عثمان' حارث کو مخاطب کرکے بول اٹھا۔

"اس موقع پر جبکہ آپ ہمیں عنایات سے نواز رہے ہیں' میری آپ سے ایک گزارش ہے۔ میری' میرے بھائیوں کی وجہ سے آپ نے رقیم شہر کے کوتوال ذوجدان کو زندان میں ڈالا تھا....."

یہاں تک کہتے ہوئے حبیب بن عثمان کو رک جانا پڑا' اس لیے کہ حارث بول پڑا۔ "ذوجان ابھی تک زندان ہی میں ہے' اس کی سزا پوری نہیں ہوئی؟"

جواب میں حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک خاموش رہا' پھر حارث کو مخاطب کیا۔

"دراصل میں چاہتا ہوں ذوجدان کو معاف کر دیا جائے۔ وہ جو سزا بھگت چکا ہے' میرے خیال میں اس کے لیے اسی قدر کافی ہے۔ یہ میری خواہش ہے۔"

حارث کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر اپنے بیٹے مالک سے کہنے لگا۔ "جس کسی کو زوفہ کو بلانے کے لیے کہو' اسے یہ بھی حکم دو کہ بھاگتا ہوا زندان کی طرف جائے اور داروغہ کو حکم دے کہ ذوجدان کو رہا کرے اور ذوجدان سیدھا یہاں قصر میں میرے پاس آئے۔"

اس پر مالک بن حارث کمرے سے باہر نکلا اور باہر چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لوٹا اور جس نشست سے اٹھ کر گیا تھا' اس پر آکر بیٹھ گیا تھا۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ڈھلی ہوئی عمر کی ایک عورت قصر میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ حارث کا چوبدار تھا۔ عورت نے کمرے کے وسط میں آکر حارث کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

تعظیم دی۔ حارث نے بڑی نرمی سے ایک خالی نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا تھا۔ وہ عورت چپ چاپ بیٹھ گئی' پھر حارث نے اسے مخاطب کیا۔

"زوفہ اس وقت میرے اہل خانہ کے علاوہ تم دو نئے مہمان اس کمرے میں دیکھ رہی ہو۔ لڑکی کا نام اوزال ہے' اس کی حیثیت قصر میں میری بیٹی عریب اور حویلہ جیسی ہوگی۔ جو نوجوان ہے' اس کا نام حبیب بن عثمان ہے۔ یہ میرے بیٹے جیسا ہے اور لشکر میں اسے سالار منتخب کر چکا ہوں۔ اپنے بیٹے مالک کے کہنے پر میں تمہیں اپنی بیٹی اوزال کی خدمت پر مامور کرتا ہوں۔ اوزال اور حبیب بن عثمان کیلئے قصر کے اندر دو کمرے مختص کیے جائیں گے' ان دونوں کے کمروں کے درمیان جو خالی کمرہ ہوگا' اس میں تمہاری رہائش ہوگی۔ اوزال کی تم خدمت کیا کرو گی' حبیب بن عثمان کے کھانے کا بھی تم ہی اہتمام کیا کرو گی۔"

اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے زوفہ نے جب سر کو خم کر دیا تب حبیب بن عثمان کو حارث نے مخاطب کیا۔

"حبیب بن عثمان تمہاری کارگزاری کو دیکھتے ہوئے میں نہ صرف یہ کہ تمہیں اپنے لشکر میں سالار مقرر کرتا ہوں بلکہ تم میری سلطنت کے محتسب اعلیٰ بھی ہو گے۔ جہاں بھی کسی سے زیادتی ہوگی' جب کبھی بھی کوئی فریادی کسی کے خلاف نالش لے کر آئے گا' تم ظلم کرنے والوں کے خلاف لوگوں کے لیے انصاف مہیا کرو گے۔ اب تم مالک کے ساتھ جاؤ اور اپنی رہائش گاہ دیکھو۔"

اس کے ساتھ ہی مالک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ سب کمرے سے نکلنا ہی چاہتے تھے کہ عین اسی لمحہ قصر کے اس کمرے میں رقیم شہر کا کوتوال ذوجدان داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی ہاتھ کے اشارے سے حارث نے اپنے بیٹے مالک بن حارث' حبیب بن عثمان' اوزال اور زوفہ کو رک جانے کا اشارہ کیا۔ وہ سب اپنی نشستوں پر سے اٹھ چکے تھے' اشارہ پاتے ہی دوبارہ اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اتنی دیر تک ذوجدان آگے بڑھ کر حارث کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ حارث تھوڑی دیر تک دھیمی دھیمی مسکراہٹ میں ذوجدان کی طرف دیکھتا رہا۔ ذوجدان کی گردن جھکی ہوئی تھی' چہرے پر دور دور

تک شرمندگی کے آثار تھے۔ پھر حارث نے اسے مخاطب کیا۔

"ذوجدان تمہاری سزا میں ابھی کچھ دن باقی تھے لیکن تمہیں جو پہلے رہا کیا گیا ہے' یہ حبیب بن عثمان کی گزارش پر کیا گیا ہے۔ اس نے میرے قصر میں آکر کہا کہ ذوجدان کو رہا کر دیا جائے' لہٰذا تمہیں رہا کیا جاتا ہے۔ آئندہ اگر کسی شخص کے خلاف بھی مجھے ایسی شکایت ملی جو حبیب بن عثمان کے خلاف ملی ہے تو یاد رکھنا تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

ذوجدان یہ بھی سن لو۔ حبیب بن عثمان کو نہ صرف یہ کہ میں نے اپنے لشکریوں میں سالار مقرر کیا ہے بلکہ اب یہ میری سلطنت کا محتسب اعلیٰ بھی ہے۔ تمام شہروں کے کوتوال اور ناظم اس کے ماتحت ہوں گے۔ جہاں کسی کے خلاف بھی نالش ہوگی' کہیں بھی ظلم ہوگا' حبیب بن عثمان وہاں جا کر موقع پر انصاف کیا کرے گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

ذوجدان باہر نکل گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مالک بن حارث' حبیب بن عثمان' اوزال اور زوفہ کو لے کر اس کمرے سے نکلا۔ محل کی اس سمت گیا جہاں رہائش کے لیے اوزال اور حبیب بن عثمان کو کمرے مہیا کیے جانے تھے۔ ان کمروں کے پاس جا کر مالک رک گیا۔ پھر دائیں جانب جو ایک کافی بڑا اور خوبصورت کمرہ تھا' اس کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"اوزال میری بہن! یہ کمرہ تمہارے تصرف میں ہوگا۔ اندر جا کر کمرہ دیکھو لو۔"

اوزال اپنی جگہ پر کھڑی رہی' تھوڑی دیر تک گھورنے کے انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا' پھر اسے مخاطب کیا۔

"ابن عثمان آپ بھی میرے ساتھ آئیں۔" حبیب جواب میں کچھ نہ بولا۔ چپ چاپ آگے بڑھا' اس کے ساتھ اوزال اس کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے کا اس نے جائزہ لیا۔ کمرہ انتہائی خوبصورت' صاف ستھرا تھا۔ ایسے ہی جیسے محل کے دوسرے کمرے تھے۔ پھر دونوں باہر نکل آئے۔ اس کے بعد درمیانی کمرہ دیکھا گیا جو زوفہ کے تصرف میں رہنا تھا۔ مالک اور زوفہ دونوں بھی ان کے ساتھ تھے۔ آخر میں حبیب بن

www.pdfbooksfree.pk

عثمان نے اپنا کمرہ دیکھا۔ اوزال بھی اس کے ساتھ تھی' پھر جب باہر آئے تو مالک نے زوفہ کو مخاطب کیا۔

"زوفہ حبیب بن عثمان کو لشکر گاہ میں بھی ایک کمرہ مہیا کیا گیا ہے۔ یہ کبھی یہاں کبھی وہاں رہا کرے گا۔ تم مستقل طور پر اوزال کے ساتھ رہو گی۔ اوزال کے سلسلے میں ہمیں کسی قسم کی شکایت نہیں ملنی چاہیے۔ میں اس وقت حبیب بن عثمان کو لے کر لشکر گاہ کی طرف جا رہا ہوں۔ تم چند اور خادموں اور لونڈیوں کو اپنے ساتھ لگاؤ۔ تینوں کمروں کی خوب صفائی کرواؤ اور انہیں ضرورت کی ہر چیز سے آراستہ کر دو۔ میں حبیب بن عثمان کو وہاں کا کمرہ دکھا کر واپس آتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان اور مالک وہاں سے ہٹنا ہی چاہتے تھے کہ اوزال بڑی بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے حبیب بن عثمان کے قریب گئی' پھر اسے دھیمے سے لہجے میں مخاطب کیا۔

"ابن عثمان! میں تمہاری انتہا درجہ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے یروشلم سے نکالا اور یہاں ایک محفوظ جگہ لانے میں کامیاب ہوئے۔ میرے عظیم محترم اور نبطیوں کے معزز تاج ور اور مالک کے باپ حارث نے سب کی موجودگی میں واضح طور پر یہ حکم دیا ہے کہ آپ قصر کے اس کمرے میں قیام کریں گے اور آپ میرے محافظ اور پاسبان بھی بن کر رہیں گے۔ اس موقع پر میری آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنا زیادہ وقت قصر کے اس کمرے میں گزاریں گے' اس لیے اگر آپ لشکر گاہ میں رہتے ہیں تو پھر حفاظت اور پاسبانی کے فرائض تو انجام نہیں دے سکیں گے۔ آپ جانتے ہیں یروشلم کے بادشاہ ہیرودیس کو میری ضرورت ہے۔ وہ ہر حال میں مجھے حاصل کر کے دمشق کے بادشاہ حداد بن حدار کی طرف بھیجنا چاہتا ہے تاکہ اس سے خوشنودی حاصل کرے۔ اگر ہیرودیس نے اپنے آدمی یہاں رقیم میں بھی بھیجے تو ضرور مجھ پر نگاہ رکھیں گے۔ مجھے ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوئے تو ابن عثمان یاد رکھنا' وہ نہ صرف مجھے یہاں سے اٹھا کر لے جائیں گے بلکہ مجھے نقصان بھی پہنچائیں گے اور اگر میں نے کسی موقع پر ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو وہ مجھے موت کے گھاٹ بھی اتار کر سکتے ہیں۔"

اوزال کی اس گفتگو سے حبیب بن عثمان گہری سوچوں میں گم ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس کی گردن جھکی رہی' کچھ سوچتا رہا۔ اس کے بعد اوزال کو اس نے مخاطب کیا۔

"اوزال میں تمہاری دل شکنی نہیں کروں گا۔ میں تمہاری خواہش کے مطابق زیادہ وقت قصر کے اسی کمرے میں گزاروں گا۔ پر میری تم سے ایک گزارش بھی ہے۔ جب کبھی بھی تم قصر سے باہر نکلو' اپنا چہرہ ڈھانپ کر رکھنا تاکہ کوئی تمہیں پہچان ہی نہ سکے۔ اگر تم ایسا کرتی ہو تو یاد رکھنا نہ تمہیں کوئی پہچانے گا' نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائے گا۔" جواب میں اوزال نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ اس کے بعد مالک' حبیب بن عثمان کو لے کر قصر سے نکلا۔ جب وہ لشکر گاہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے جو شخص بھاگ کے حبیب بن عثمان کو ملا' وہ اس کا ماموں زاد بھائی سعید تھا۔ دونوں تھوڑی دیر تک بغلگیر ہوتے رہے' پھر سعید نے اپنا منہ حبیب بن عثمان کے کان کے قریب کیا اور کہنے لگا۔ "میرے عزیز و محترم بھائی! جس مہم پر تم گئے تھے' اس کا کیا ہوا؟"

"وہ مہم کامیاب رہی۔ جس لڑکی کو میں نے لانا تھا' اسے لا کر میں نے قصر میں پہنچا دیا ہے۔" حبیب بن عثمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آتی دفعہ میں گھر سے بھی ہو کر آیا ہوں۔ میری ماں' خالہ' ممانی' ماموں' علی بھائی اور عبیرہ ٹھیک اور خیریت سے ہیں۔ دراصل مجھے اس لڑکی کا پاسبان اور محافظ بھی مقرر کیا گیا ہے جس میں یروشلم سے لے کر آیا ہوں۔ اس کی حفاظت کے لیے مجھے قصر میں ایک کمرہ مہیا کیا گیا ہے۔ ایک کمرہ یہاں لشکر گاہ میں بھی دیا جائے گا۔ اس لیے کہ میں لشکر میں سالار مقرر کیا گیا ہوں۔ میں اپنا زیادہ وقت قصر کے کمرے میں گزاروں گا لیکن یہاں بھی کبھی کبھی تمہارے پاس آیا کروں گا۔"

اس پر سعید خوش ہو گیا تھا۔ پھر مالک' سعید اور حبیب کو لے کر ایک طرف چل دیا تھا تاکہ حبیب کو لشکر گاہ میں اس کا کمرہ دکھائے۔

ہیرودیس نے اوزال کو تلاش کرنے کے لیے چند روز یروشلم شہر میں قیام
جب وہ اس کے ملنے سے مایوس ہو گیا' تب اس نے عریب کے کہنے پر یروشلم
شرق اردن کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس کی بھتیجی ہیرودیہ جسے وہ دل
گہرائیوں سے پسند کرتا تھا اور جس سے وہ شادی کرنے کا خواہشمند تھا' اس نے
کوشش کی کہ ہیرودیس کو چند یوم مزید یروشلم میں روکوں تاکہ اوزال مل جائے
اس کا خاتمہ ہونے یا اسے دمشق کی طرف بھیجنے کے بعد ہی شرق اردن کا رخ کیا جا
لیکن عریب بھی برابر ہیرودیس کو انگیخت کر رہی تھی' لہٰذا عریب کے کہنے پر ہیرو
یروشلم سے شرق اردن کی طرف چلا گیا تھا۔ یہ فیصلہ ہونے کے بعد ہیرودیہ اور ا
ماں کو مجبوراً شرق اردن کا رخ کرنا پڑا۔

وقت کی ستم ظریفی کہ شرق اردن پہنچ کر ہیرودیس کی سالگرہ کا جشن قریب
جس روز ہیرودیس کی پیدائش کا جشن منایا جاتا تھا' اس روز ہیرودیہ نے اپنے آپ
خوب بنایا سنوارا اور قصر کا رخ کیا۔ قصر میں اس وقت خوب رونق ہو رہی تھی
ہیرودیس کی پیدائش کا دن منانے کے لیے ہیرودیہ کا رقص بھی رکھا گیا تھا۔ جس
کمرے میں سارے لوگ جمع تھے' وہاں پہلے ہی ہیرودیس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے
طرف اس کی بیوی عریب تھی۔ دوسری جانب اس کا بیٹا اگرپا تھا جو اس کی پہلی او
جانے والی بیوی میں سے تھا جو جوان ہو چکا تھا اور ہیرودیس کا ولی عہد بھی تھا۔

ہیرودیہ اپنی ماں کے ساتھ اس کمرے میں آبشاروں کے ترنم اور پھولوں کی
کی طرح داخل ہوئی۔ اس موقع پر خوشی میں اس کے آلوچہ ہونٹوں پر ایک عجیب
جھلملاہٹ تھی۔ اس کی دراز پلکوں والی گہری آنکھوں میں ان کہے پیغام تھے۔ اپنی

کے ساتھ وہ ہیرودیس کے قریب گئی' اسے سلام کیا۔ ہیرودیس اس کی سج دھج' اس کی خوبصورتی سے بے حد متاثر ہوا۔

جب مدعو کیے گئے سب لوگ جمع ہو گئے' تب ہیرودیس کے کہنے پر ہیرودیہ نے رقص شروع کیا۔ اس کے ہاتھ میں لمبے ڈنٹھل والے پیلے پھول تھے۔ اس نے جب رقص شروع کیا تو ایسے لگا جیسے قوس و قزاح کی رنگین لہر روشنیوں کے سیلاب میں اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ ناچ اٹھی ہو۔ لمبے ڈنٹھل والے پھول جو اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھے تھے' انہیں بھی وہ رقص ہی کے انداز میں گھماتی چلی جا رہی تھی اور اس کے کانوں میں جو نیلے نگینے تھے' وہ بھی اس کے ساتھ محو رقص تھے۔ رقص کے دوران حسین اور خوبصورت ہیرودیہ کے لباس کی سرسراہٹ ایسا سماں پیش کر رہی تھی جیسے تاروں بھری نیلی رات میں رقص کے اتار چڑھاؤ آپ سے آپ پراسرار اشاریت کرنے لگے ہوں۔ کافی دیر تک ہیرودیہ کا رقص جاری رہا۔ ہیرودیہ کے رقص' اس کی خوبصورتی اور اس کی سج دھج نے ہیرودیس کو ہلا کے رکھ دیا تھا۔ وہ پہلے ہی اس کی محبت کی آگ میں جل رہا تھا' ہیرودیہ کے رقص نے اس کی چاہت کو اور زخم خوردہ بنا کر رکھ دیا تھا۔

جب رقص ختم ہوا تو ہاتھ کے اشارے سے ہیرودیس نے اپنی رقاصہ بھتیجی ہیرودیہ کو اپنے پاس بلایا۔ ہیرودیہ چہکتی مہکتی عجیب دل موہ لینے والی چال چلتی ہیرودیس کے پاس گئی۔ اس کے رقص' اس کی خوبصورتی' اس کے حسن سے ہیرودیس ایسا متاثر ہوا کہ جونہی ہیرودیہ اس کے قریب گئی' اس نے فوراً اسے مخاطب کر کے کہا۔

"مانگو' کیا مانگتی ہو؟ آج کے دن جو بھی مانگو گی' میں ہر صورت پورا کر کے رہوں گا۔ میری تمہاری شادی تو پہلے ہی طے ہے' اس جشن کے بعد میری تمہاری شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ جو بھی تم مانگو گی' پورا کیا جائے گا۔"

ہیرودیس کے ان الفاظ پر ہیرودیہ بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ کچھ دیر اس نے سوچا' پھر ہیرودیس کو اس نے مخاطب کیا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں اپنی ماں سے مشورہ کر لوں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

جواب میں ہیرودیس نے مسکراتے ہوئے جب اثبات میں گردن ہلا دی' تب ہیرودیہ وہاں سے ہٹی۔ قریب ہی بیٹھی اپنی ماں کے پاس گئی اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"اے میری ماں' میری اور ہیرودیس کی شادی تو اب طے ہے۔ اس جشن کے بعد شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔ پھر ہیرودیس نے کہا ہے کہ میں آج جو بھی اس سے مانگوں گی' وہ اسے پورا کرے گا۔ بتا میری ماں' اس موقع پر کیا مانگوں؟"

ہیرودیہ کی ماں کچھ دیر تک سوچتی رہی' پھر اس کے پہلو میں جو نشست خالی پڑی ہوئی تھی' اس پر ہاتھ مارتے ہوئے اس نے اپنی بیٹی ہیرودیہ کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ ہیرودیہ اپنا ریشمی لباس سمیٹتی ہوئی وہاں بیٹھ گئی۔ پھر ہیرودیہ کی ماں نے اسے مخاطب کیا۔

"سن بچی! میں بے حد خوش ہوں۔ اس جشن کے بعد تیری اور ہیرودیس کی شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔ یہ تیری بھی خواہش تھی' میری بھی یہی آرزو تھی۔ پر سن جب تک یحییٰ علیہ السلام زندان میں یا زندان سے باہر زندہ ہیں' اس وقت تک یہ شادی پروان چڑھ سکتی ہے' نہ کامیاب ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ یحییٰ علیہ السلام نے اس شادی کے خلاف فتویٰ دے رکھا ہے۔ ان کی آواز' ان کی پکار کو لوگ سنتے بھی ہیں۔ تمہاری شادی کے بعد اگر انہوں نے پھر اس شادی کے خلاف آواز اٹھائی تو یاد رکھ بے شمار لوگ اس شادی کے خلاف واویلا کریں گے۔ اس طرح ہیرودیس کے دشمنوں میں اضافہ ہوگا۔"

"اگر تو اپنی شادی کو کامیاب بنانا چاہتی ہے اور اپنے مستقبل کو روشن دیکھنا چاہتی ہے تو اس موقع پر ہیرودیس سے کہہ' میں تم سے کچھ نہیں مانگتی' مجھے یحییٰ علیہ السلام کا سر دے دیا جائے۔"

اپنی ماں کے ان الفاظ پر ہیرودیہ چونک سی پڑی' پھر اسے مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"میری ماں کیا میری اس خواہش' میری اس مانگ پر ہیرودیس عمل کر گزرے اور یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر مجھے پیش کر دے گا؟"

ہیرودیہ کی ماں کچھ دیر گردن جھکا کر سوچتی رہی۔ مسکراتی ہوئی ایک نگاہ اس

اپنی بیٹی پر ڈالی' پھر اسے مخاطب کیا۔ "میرا جی کہتا ہے کہ آج تم جو کچھ ہیرودیس سے مانگو گی' وہ اسے پورا کرکے رہے گا۔ آج تمہاری سج دھج' تمہاری خوبصورتی اپنے عروج پر ہے۔ ہیرودیس پہلے ہی تمہیں چاہتا ہے' تم سے محبت کرتا ہے۔ یاد رکھنا آج کا موقع تم نے ضائع کر دیا تو یوں جانو تمہارا مستقبل اندھیرے کی طرح تاریک ہو جائے گا۔ اگر اپنی زندگی سنوارنا چاہتی ہو تو اپنی جگہ سے اٹھو۔ ہیرودیس سے جا کر کہو' میں تم سے کچھ نہیں مانگتی' بس مجھے یحییٰ علیہ السلام کا سر چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ تمہاری اس مانگ کو پورا کرتے ہوئے وہ یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر تمہارے سامنے پیش کر دے گا۔"

ہیرودیہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کچھ ہچکچا رہی تھی۔ اس موقع پر اس کی ماں نے اسے پھر مخاطب کیا۔

"شرماؤ گی' ہچکچاؤ گی تو یاد رکھنا اپنا آپ تباہ کر لو گی۔ میں تمہیں مشورہ دیتی ہوں کہ ابھی اسی وقت اٹھو۔ ہیرودیس کے پاس جاؤ اور جو کچھ میں نے کہا ہے' اس سے کہہ گزرو۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ وہ تمہاری ہر خواہش کو پورا کرے گا۔"

ہیرودیہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ نپے تلے قدموں سے وہ آگے بڑھی۔ ہیرودیس کے پاس آئی' کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ہیرودیس نے اسے پہلے ہی مخاطب کیا۔

"اگر تم نے اپنی ماں سے مشورہ کر لیا ہے تو مانگو' کیا مانگتی ہو؟" ایک گہری مسکراتی ہوئی نگاہ ہیرودیہ نے ہیرودیس پر ڈالی۔ پھر اپنا منہ ہیرودیس کے قریب لے جاتے ہوئے کہہ اٹھی۔ "میں آپ سے کچھ نہیں مانگتی' بس مجھے یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کے پیش کر دیا جائے۔"

ان الفاظ پر ہیرودیس چونک سا پڑا تھا۔ کچھ دیر تک وہ گہری سوچوں میں ڈوبا رہا لیکن یہ خواہش چونکہ اس کی محبوبہ کی تھی' لہٰذا تھوڑی ہی دیر بعد اس نے اپنے کچھ آدمی زندان کی طرف بھجوائے اور انہیں حکم دیا کہ یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر اس کے پاس لایا جائے۔ پس وہ لوگ گئے' زندان میں اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹا' اسے ایک طشت میں رکھا اور اس جگہ لائے جس جگہ جشن ہو رہا تھا۔ سر ہیرودیس کو

www.pdfbooksfree.pk

پیش کیا گیا۔ ہیرودیس نے وہ سر ہیرودیہ کو پیش کر دیا۔ اس طرح ہیرودیس نے ہیرودیہ کی خواہش پر اللہ کے نبی کا سر کاٹ دیا۔ پھر جشن کے بعد ہیرودیس نے ہیرودیہ کو اپنے حرم میں داخل کر لیا تھا۔

○

اس شادی کے صرف ایک ہفتہ بعد جبکہ ہیرودیہ اور اس کی ماں ایک کمرے میں اکیلی بیٹھی باہم گفتگو کر رہی تھیں کہ اس کمرے میں ہیرودیس داخل ہوا۔ ہیرودیہ اور اس کی ماں ہیرودیس کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ہیرودیس کی گردن جھکی ہوئی تھی' پریشان تھا۔ ایسا لگتا تھا' انجانے تفکرات نے اسے گھیر لیا ہو۔ آگے بڑھتے ہوئے وہ ہیرودیہ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ دونوں ماں بیٹی کچھ دیر تک اسے فکرمند انداز میں دیکھتی رہیں۔ پھر ہیرودیہ نے پوچھا لیا۔

"کیا بات ہے۔ آپ سوچوں میں ڈوبے ہوئے ہیں' کیا کوئی پریشانی لاحق ہو گئی ہے؟"

اس پر ہیرودیس نے ایک مغموم سی نگاہ باری باری ہیرودیہ اور اس کی ماں پر ڈالی۔ پھر وہ ہیرودیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لگتا ہے میرے خلاف ایک طوفان اٹھنے والا ہے۔ عریب تم سے شادی کے بعد مسلسل مجھ سے جھگڑ رہی ہے۔ جھگڑے کی دو جوہات ہیں۔ ایک یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹنے کی اور دوسری تم سے شادی کرنے کی۔ دونوں باتوں پر اسے سخت اختلافات ہیں۔ پورا ہفتہ اس کا میرا لڑائی جھگڑے میں گزرا ہے۔ لگتا ہے وہ کسی بھی صورت تمہیں میری بیوی کی حیثیت سے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے اور پھر یحییٰ علیہ السلام کے سر کاٹنے کو اس نے بڑی اہمیت دی ہے۔ اس پر مسلسل میرے ساتھ جھگڑے کیے جا رہی ہے۔ اب تم دونوں بتاؤ' اس مسئلے کو میں کیسے حل کروں؟"

دونوں ماں بیٹی کچھ سوچتی رہیں' پھر ہیرودیہ نے ہیرودیس کو مخاطب کیا۔

"عریب کے ساتھ جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اسے اس بات کی تکلیف ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹا گیا ہے۔ اگر اسے اس بات سے اذیت ہے کہ میں نے آپ سے شادی کر لی ہے تو عریب کو طلاق دے کر فارغ کر دیجئے۔ وہ اپنے باپ کے پاس چلی جائے' اس طرح جھگڑے اپنے آپ ختم ہو جائیں گے۔"

ہیرودیہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بیچ میں ہیرودیس نے بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی اور کہنے لگا۔ "طلاق دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اگر میں عریب کو طلاق دے کر فارغ کر دیتا ہوں اور وہ اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہے تو یاد رکھنا' اس کا باپ غضبناک ہوگا اور اس غضبناکی میں وہ مجھ پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے اور اس نے اگر ہم پر حملہ کر دیا تو یاد رکھنا ہمیں نقصان اٹھانا پڑے گا۔"

"حملہ کرتا ہے تو کرتا پھرے۔" ہیرودیہ نے چھاتی تانتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "اس کے حملہ آور ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ وہ واحد اور اکیلی قوت ہے' ہمارے ساتھ رومنوں کی قوت ہے۔ شام کا بادشاہ حداد بن حدار آپ کے ساتھ ہے۔ اگر بنطی ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں تو وہ ہماری مدد کو پہنچے گا۔ مصر کا رومن حکمران گالس اور اس کا سپہ سالار اسٹرابو' دونوں آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ کے ساتھ ان کے بہترین تعلقات ہیں اور سب سے بڑھ کر بیت المقدس میں پیلاطس نام کا رومنوں کا جو گورنر ہے' اس کے پاس بھی رومنوں کا ایک خاصا بڑا لشکر ہے۔ وہ بھی اس سلسلے میں آپ کی مدد کرے گا۔ اس کے علاوہ بھی شرق اردن کے اوپر اور انطاکیہ کے آس پاس رومن قوتیں ہیں۔ یہ ساری آپ کی مدد پر آمادہ ہو جائیں گی۔ ساری قوتوں کے مقابلے میں نبطیوں کے بادشاہ حارث کی کیا حیثیت رہ جائے گی۔ میرے خیال میں اگر آپ عریب کو طلاق دے کر فارغ کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہے تو سارا جھگڑا ہی ختم ہو جائے گا۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ بنطی ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات نہیں کریں گے۔" ہیرودیہ جب خاموش ہوئی تو ہیرودیس نے کہنا شروع کیا۔

"ہیرودیہ تمہیں زندگی کا تجربہ نہیں۔ بنطیوں کو میں تم سے بہتر جانتا ہوں۔ یاد رکھنا عریب جونہی طلاق لے کر اپنے مرکزی شہر رقیم پہنچی' اس کا باپ بھڑک اٹھے گا اور اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔"

یہاں تک کہتے ہوئے ہیرودیس کو رک جانا پڑا' اس لیے کہ ہیرودیہ کی ماں اسے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

مخاطب کرتے ہوئے بول پڑی تھی۔

"ہیرودیس میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو عریب سے تمہاری جان چھوٹ جائے گی۔ بنطیوں کا بادشاہ حارث بھی ہم پر حملہ نہیں ہوگا۔"

ہیرودیس نے چونکنے کے انداز میں ہیرودیہ کی ماں کی طرف دیکھا۔ "محترم خاتون کہو تمہارے ذہن میں کیا ترکیب آئی ہے؟" اس پر ہیرودیہ کی ماں بول پڑی۔

"ہیرودیس ایسا کرو عریب کو طلاق دے دو اور اسے مسلح دستوں کے ساتھ اس کے باپ حارث کی طرف روانہ کر دو۔ جو مسلح جوان اس کے ساتھ کرو' انہیں حکم دو کہ جنوب کی طرف سے سفر کریں اور دشت سینا میں ہو کر گزریں۔ جب وہ دشت سینا میں سفر کر رہے ہوں تو اچانک وہ مسلح جوان عریب کو موت کے گھاٹ اتار دیں اور مشہور کر دیں کہ دشت سینا میں کچھ مسلح لوگ ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کے کچھ ساتھیوں اور عریب کو انہوں نے قتل کر دیا۔ ان کے کچھ ساتھی اپنے آقا کو دفن کرکے اپنے کپڑے پھاڑ کر سیدھے بنطیوں کے شہر رقیم کی طرف جائیں' وہاں حارث کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس سے کہیں کہ عریب نے آپ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ بس ہیرودیس نے اپنے مسلح دستوں کے ساتھ وہاں سے رقیم کی طرف روانہ کیا لیکن بدقسمتی کہ راستے میں کچھ لوگ ہم پر حملہ آور ہوئے ہمارے کئی ساتھیوں اور عریب کو انہوں نے قتل کر دیا۔ ہم بڑی مشکل سے جانیں بچا کر آپ کو اطلاع کرنے آئے ہیں۔

میرا دل کہتا ہے اگر ہم ایسا کر گزریں تو حارث اور اس کے لواحقین افسوس کرکے خاموش ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ کوئی انہیں خبر دینے والا نہ ہوگا کہ عریب کو طلاق ہوئی ہے اور آپ نے ہی اس کے قتل کا اہتمام کیا ہے۔ اس طرح میرا خیال ہے معاملہ دب کر رہ جائے گا۔"

ہیرودیہ نے اپنی ماں کو اس موقع پر توصیفی انداز میں دیکھا۔ ہیرودیس کی آنکھوں میں بھی چمک پیدا ہوئی' پھر ہیرودیہ کی ماں کو اس نے مخاطب کیا۔

"محترم خاتون تو نے میری ساری مشکلات حل کر دیں۔ تمہاری تجویز بہترین ہے۔ اس پر ایک ہفتے تک عمل کیا جائے گا۔ میں فی الفور عمل نہیں کرنا چاہتا۔ اس طرح عریب کو مجھ پر شک ہو جائے گا۔ بس میں اسے یہ مشورہ دیتا رہوں گا کہ یہاں وہ حالات کی تلخی کی وجہ سے پریشانی کا سامنا کر رہی ہے' لہٰذا کچھ دن اپنے باپ کے پاس گزار آئے۔ جب وہ جانے کے لیے تیار ہوگی تو میں اس کے ساتھ کچھ مسلح جوان کر دوں گا۔ اس کو طلاق دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ مسلح جوان اسے دشت سینا میں ختم کر دیں گے اور اس کے مرنے کی اطلاع حارث کے پاس لے جائیں گے۔"

اس پر ہیرودیہ فوراً بول پڑی۔ "نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر حالات اور واقعات ایسا رخ اختیار کر لیں کہ عریب کسی نہ کسی طرح بچ جائے تو پھر وہ جا کر اپنے باپ سے شکایت کرے گی تو یاد رکھئے گا' حالات اس سے بھی بدتر ہوں گے' لہٰذا میرا ارادہ ہے' اسے طلاق دے کر فارغ کرنا چاہیے۔" ہیرودیس نے ہیرودیہ کی اس بات کو بھی تسلیم کر لیا اور وعدہ کیا کہ وہ عریب کو طلاق دے کر رقیم شہر کی طرف بھجوا دے گا اور راستے میں اپنے مسلح جوانوں کے ذریعے اس کا خاتمہ کروا دے گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مطمئن ہو کر ہیرودیہ اور اس کی ماں کے کمرے سے نکل گیا تھا۔

○

حارث کی بیٹی اور ہیرودیس کی بیوی عریب قصر کے اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک خادمہ جو قصر کے اندر فراشی کا کام کرتی تھی' آگے پیچھے دیکھتی ہوئے بڑے رازدارانہ انداز میں عریب کے کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا۔ عریب اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی ان حرکات سے کسی قدر پریشان ہو رہی تھی۔ اسے مخاطب کرکے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ خادمہ قریب آئی اور بڑے رازدارانہ سے انداز میں عریب کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"مالکن میں آپ کے لیے ایک انتہائی بری خبر لے کر آئی ہوں۔ یہ تو سب جان چکے ہیں کہ ہیرودیس نے اپنی بھتیجی ہیرودیہ کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ اب وہ سب مل کر آپ کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ اس سازش میں ہیرودیہ' اس کی ماں اور آپ کا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

شوہر ہیرودیس شامل ہیں۔ ایک ہفتے تک وہ آپ کے خلاف حرکت میں آئیں گے پہلے آپ کو طلاق دیں گے' پھر یہاں سے آپ کو آپ کے شہر رقیم کی طرف بھجوائیں گے۔ کچھ مسلح جوان آپ کے ساتھ ہوں گے۔ وہ مسلح جوان راستے ہی میں آپ کا خاتمہ کر دیں گے تاکہ آپ کے باپ کو یہ خبر نہ ہو کہ آپ کو طلاق دے کر فارغ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح انہیں خدشہ ہے کہ آپ کا باپ حملہ آور ہوگا اور ہیرودیس کی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ ہیرودیہ' اس کی ماں اور ہیرودیس آپ کے باپ سے بہانہ کریں گے کہ آپ اپنے باپ سے ملنے کے لیے رقیم کی طرف روانہ ہوئیں' راستے میں کچھ بٹ ماروں نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کا خاتمہ کر دیا۔ اب آپ اپنے بچاؤ کی جو تدبیر کرنا چاہتی ہیں' کر لیں۔"

اس فراشہ کی گفتگو سے عریب کسی قدر پریشان ہو گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ سوچتی رہی' پھر اس نے اس خادمہ کو مخاطب کیا۔

"تمہیں ان سب باتوں کا کیسے علم ہوا۔" وہ خادمہ پھر اپنا منہ عریب کے قریب لے گئی اور رازدارانہ سے انداز میں کہنے لگی۔ "مالکن جس وقت قصر کے اس کمرے میں گفتگو ہو رہی تھی' جس میں ہیرودیہ کی ماں رہتی ہے تو میں اس وقت اس کمرے کے بیرونی حصے کی صفائی کر رہی تھی۔ ہیرودیس میرے دیکھتے دیکھتے کمرے میں داخل ہوا۔ جب انہوں نے گفتگو کا آغاز کیا تو ان کی گفتگو کے کچھ الفاظ میرے کان میں پڑے۔ میں چوکنی ہو گئی۔ میں نے کام چھوڑ دیا اور دروازے کے قریب ہی کھڑی ہو کر ساری گفتگو سنتی رہی۔ جب میں نے اندازہ لگایا کہ ہیرودیس باہر نکلنے لگا ہے تو میں فوراً پیچھے ہٹ گئی اور اپنے کام میں لگ گئی۔ میں اب جاتی ہوں' میں نے آپ سے جو کچھ کہنا تھا' کہہ دیا۔ اب آپ اپنی جان بچانے کی فکر کریں۔"

عریب اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور خادمہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ "ہاں اب تم جاؤ' پر جانے کے بعد میرا ایک کام کرنا۔ حصرون کو فوراً ہمارے پاس بھیج دینا۔" اس کے بعد وہ خادمہ باہر نکل گئی۔ عریب بڑی بے چینی اور فکرمندی میں اس کمرے میں ٹہلنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب دروازے پر ہلکا سا کھٹکا ہوا تو عریب نے پوچھا۔ "کون ہے؟" باہر سے حصرون نے اپنے آنے کی اطلاع دی۔ عریب نے فوراً اسے اندر آنے کو کہا۔ حصرون کمرے میں داخل ہوا' ہاتھ کے اشارے سے عریب نے اسے دروازہ بند کرنے کے لیے کہا۔ حصرون نے دروازہ بند کر دیا اور آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گیا۔

عریب نے جلدی جلدی جو واقعات پیش آ رہے تھے' ان سے حصرون کو آگاہ کر دیا۔ ساری تفصیل سن کر حصرون بھی کسی قدر پریشان ہو گیا۔ پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور عریب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مالک آپ مطمئن رہیں' میں جا رہا ہوں۔ میں کیا کرنے والا ہوں' اس کا عنقریب آپ کو پتہ چل جائے گا۔ جس وقت ہیرودیس آپ کو طلاق دے کر آپ کو رقیم کی طرف روانہ کرنا چاہے تو آپ کسی ردعمل کا اظہار کیے بغیر روانہ ہو جانا۔ راستے میں آپ کی حفاظت کرنا ہمارا کام ہے۔" اس کے ساتھ ہی حصرون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عریب نے اسے فوراً مخاطب کیا۔

"پہلے یہ بتاؤ' تم کرو گے کیا؟"

حصرون نے کچھ سوچا' پھر کہنے لگا۔ "میں آج ہی رقیم کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ یہاں ہمارے جو مخلص لوگ ہیں' وہ حالات پر نگاہ رکھیں گے اور مجھے پورے حالات سے مطلع رکھیں گے۔ میں دیر نہیں کروں گا' بہت جلد لوٹوں گا اور آپ کی حفاظت کا انتظام کروں گا۔ میں شاید شرق اردن واپس نہ آؤں۔ راستے ہی میں آپ کی حفاظت کا انتظام کر لوں گا۔ آپ مجھ سے کوئی اور سوال نہ کیجئے گا۔ مجھے جانے دیں' وقت ضائع نہیں ہونا چاہیے۔" عریب نے حصرون کی ہاں میں ہاں ملائی اور حصرون وہاں سے نکل گیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

حارث کا بڑا بیٹا اور سلطنت کا ولی عہد مالک اور اس کی چھوٹی بہن حویلہ تھے۔ بڑے حصے سے نکل کر اس حصے کی طرف گئے تھے جس حصے میں اوزال اور حبیب بن عثمان کے کمرے تھے۔ جب وہ اس حصے کے قریب گئے تو اس وقت خادمہ زوفہ اوزال کی خدمت پر مامور کیا گیا تھا' کمروں کے بیرونی حصے کی صفائی کر رہی تھی۔ مالک اور حویلہ کو اپنی طرف آتے دیکھتے ہوئے اس نے صفائی کا کام ترک کر دیا اور ایک جگہ کھڑی ہو گئی۔ قریب آکر مالک نے اسے مخاطب کیا۔

"زوفہ! اوزال کہاں ہے؟" اس پر زوفہ نے اوزال کے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اوزال اس وقت اپنے کمرے ہی میں ہے۔" اس پر مالک اور حویلہ دونوں آگے بڑھے۔ مالک نے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے اوزال کی آواز آئی۔ "کون ہے؟" مالک نے اسے مخاطب کیا۔ "اوزال میری بہن! ذرا باہر آؤ۔"

اوزال نے مالک کی آواز پہچان لی تھی۔ جلدی سے وہ کمرے سے باہر آئی۔ مالک اور حویلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "آپ اجنبیوں کی طرح باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہیں۔ اندر آئیں' پھر کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں۔" مالک اور حویلہ دونوں بہن بھائی اندر داخل ہوئے۔ سب نشستوں پر بیٹھ گئے' پھر مالک نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال میری بہن ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔ کل ہم نے ایک لائحہ عمل بنایا ہے کہ تمہیں ہم شہر کا ایک حصہ دکھائیں گے۔ اس طرح ہم وقفے وقفے سے نکلتے رہیں گے اور پورے شہر کی تمہیں سیر کرائیں گے۔ آج سب سے پہلے ہم شہر کے سب بڑے معبد کی طرف جائیں گے۔ معبد میں تمہیں گھمانے کے بعد شہر کے کچھ اور حصے دیکھیں گے' پھر واپس آجائیں گے۔"

اوزال نے کچھ سوچا' پھر مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"لیکن اس وقت حبیب بن عثمان تو یہاں نہیں ہے۔ آپ تو جانتے ہیں' وہ میرا پاسبان' میرا محافظ ہے۔ اس کا میرے ساتھ جانا ضروری ہے۔"

مالک نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔ "میں جانتا ہوں میری بہن۔ وہ تمہارا محافظ ہے' وہی تمہاری حفاظت کر سکتا ہے۔ اس لیے میں نے اسے اور اس کے بھائی سعید دونوں کو بلایا ہے۔ ہمارا ایک آدمی لشکر گاہ کی طرف گیا ہے۔ تھوڑی دیر تک دونوں بھائی آجائیں گے۔ پھر ہم یہاں سے نکل کر پہلے معبد کی طرف جائیں گے۔ اس کے بعد شہر کا جو حصہ دیکھنا ہوگا' وہ حبیب بن عثمان سے مشورہ کرنے کے بعد دیکھیں گے۔ اب تم تیار ہو جاؤ' پھر چلتے ہیں۔" مالک کو رک جانا پڑا' اس لیے کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اس پر مالک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اوزال کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "میرا دل کہتا ہے حبیب اور سعید دونوں بھائی آگئے ہیں۔" حویلہ اور اوزال بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ مالک نے جب دروازہ کھولا تو دروازے پر واقعی حبیب اور سعید کھڑے تھے۔ مالک کے کہنے پر دونوں اندر آئے۔ اندر آتے ہی حبیب نے مالک کو مخاطب کیا۔

"مالک میرے بھائی تم نے مجھے اور سعید کو طلب کیا ہے' کیا کوئی اہم بات ہے؟" اس پر مالک نے اوزال کو مخاطب کیا۔ "اوزال تم جلدی جلدی تیار ہو جاؤ' حویلہ یہیں بیٹھتی ہے۔ ہم تینوں باہر کھڑے ہوتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی حبیب اور سعید کے بازو پکڑ کر مالک باہر لے آیا۔ کمرے سے باہر آکر حبیب کی طرف دیکھتے ہوئے مالک کہنے لگا۔ "آج ہم نے اوزال کو باہر لے کر جانا ہے۔ میرا اور حویلہ کا یہ ارادہ تھا کہ اوزال کو رقیم شہر دکھائیں۔ یہاں سے پہلے ہم معبد کی طرف جائیں گے' اس کے بعد صلاح مشورہ کرنے کے بعد شہر کا کوئی دوسرا حصہ دکھائیں گے۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر مالک کی طرف

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"مالک اگر یہ بات تھی تو تم دونوں بہن بھائی اسے ساتھ لے جاتے' اس پر مجھے یا سعید کو بلانے کی ضرورت ہی نہیں تھی' نہ اس سلسلے میں ہمارا کوئی کام ہے۔"

مالک نے زوردار قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔ بس تم بھی بھولے کے بھولے ہی رہو گے۔ تم جانتے ہو اوزال تمہیں اپنا محافظ' مہربان' مربی اور محسن خیال کرتی ہے۔ تمہارے بغیر تو وہ اس محل سے ہرگز نہیں نکلے گی۔ جب میں نے یہاں آکر اس کے سامنے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ ہم اپنا شہر دکھانا چاہتے ہیں تو اس نے جو سب سے پہلی بات کی' وہ یہی تھی کہ حبیب بن عثمان یہاں نہیں' میں اس کے بغیر کہاں جاؤں گی۔ تب میں نے اس کو تسلی دی کہ میں نے حبیب اور سعید دونوں کو بلایا ہے' لہٰذا اس کی بات یہ ہے کہ وہ تمہارے بغیر نہیں جائے گی۔' اس لیے تمہارا اس کے ساتھ ہونا نہایت ضروری ہے۔ سعید کو اس لیے بلایا گیا ہے تاکہ یہ خیال نہ کرے کہ ہم اس کو اہمیت نہیں دیتے۔ جس طرح تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں بھائی کی سی ہے' اسی طرح سعید بھی میرا بھائی ہے' لہٰذا سب یہاں سے نکلتے ہیں۔ پہلے بڑے معبد کی طرف جائیں گے' پھر کسی اور سمت کا رخ کریں گے۔"

حبیب بن عثمان کچھ کہنا چاہتا تھا' پھر خاموش رہا' اس لیے کہ عین اس موقع پر اوزال اور حویلہ دونوں تیار ہو کر کمرے سے نکلی تھیں۔ اوزال نے بڑا خوبصورت لباس پہن رکھا تھا۔ بھاری نقاب سے اس نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔ ایک گہری نظر اس موقع پر حبیب بن عثمان نے اوزال پر ڈالی۔ اس کے بعد وہ دوسری سمت دیکھنے لگا تھا۔ دونوں جب باہر نکلیں تو سب اصطبل کی طرف چل دیئے۔ حبیب اور سعید کے گھوڑے تو پہلے ہی تیار تھے۔ مالک' حویلہ اور اوزال کے گھوڑوں کو بھی اصطبل کے سائیس تیار کر چکے تھے۔ جس وقت وہ اصطبل کی طرف گئے' سائیس گھوڑوں کو لے کر محل کے صدر دروازے کی طرف لے گئے۔ وہاں پر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور بڑے معبد کی طرف چل دیئے۔ ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے گئے تھے کہ سامنے کی طرف سے بنطیوں کی سلطنت کا سب سے بڑا وزیر سیلاس آتا دکھائی دیا۔ اس کے

دائیں بائیں دو جوان تھے۔ وہ بھی گھوڑوں پر سوار تھے۔ سیلاس نے جب اپنے سامنے مالک' حبیب بن عثمان' سعید' اوزال اور حویلہ کو آتے دیکھا تو اس نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ اس کے ساتھ جو دو جوان تھے' انہوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک لیا تھا۔ حبیب بن عثمان جب سیلاس کے قریب گیا تو سیلاس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"حبیب بن عثمان! میرے محترم فرزند! معاف کرنا میں تمہیں بیٹا کہہ کر پکار رہا ہوں۔ اس لیے کہ تمہاری عادات' تمہارے اطوار ایسے ہیں کہ تمہیں بیٹا کہنے کو دل کرتا ہے اور ایسا کرنے پر دل خوش بھی ہوتا ہے۔ بیٹے میرے ساتھ جو دو جوان ہیں' ان کا میں پہلے تم سے تعارف نہیں کروایا' نہ تم سے ملاقات کا کوئی موقع آیا۔ میری کل متاع میرے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ میری بیوی مر چکی ہے۔ یہ جو دو بیٹے ہیں' دائیں طرف بڑا ہے۔ اس کا نام تیمان ہے۔ بائیں طرف والا چھوٹا ہے' اس کا نام یوناہ ہے۔ پھر اس نے اپنے دونوں بیٹوں کا تعارف حبیب بن عثمان اور اوزال سے کروایا۔ اس پر تیمان اور یوناہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے اور حبیب بن عثمان کی طرف بڑھے۔ ان کے ایسا کرنے پر حبیب بن عثمان بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ حبیب بن عثمان نے ہاتھ آگے بڑھا کر دونوں سے مصافحہ کرنا چاہا تو سب سے پہلے تیمان آگے بڑھا۔ مصافحہ کرنے کے بجائے وہ حبیب بن عثمان سے بغلگیر ہو گیا تھا۔ پھر یوناہ بغلگیر ہو کر ملا۔ اس کے بعد تیمان نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"عزیز بھائی! ہمارے باپ آپ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ آپ سے صرف مصافحہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ہم دونوں بھائی بڑی عقیدت سے آپ سے گلے ملے۔" تیمان جب خاموش ہوا تو سیلاس نے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آج آپ لوگ کدھر جا رہے ہیں؟" اس پر مالک بول پڑا۔

"آج ہم اوزال کو لے کر نکلے ہیں تاکہ اسے شہر کا کچھ حصہ دکھائیں۔ پہلے ہم

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

بڑے معبد کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ کے بعد فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کدھر
ہے۔" اس پر تیمان نے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"ہم دونوں بھائی تو آپ کی طرف آئے تھے۔ آج ہمارے آنے کا مقصد
حبیب بن عثمان سے متعارف ہونا تھا۔" اس پر حبیب بن عثمان فوراً بول پڑا۔
جوان سے ملو' یہ میرا بھائی سعید ہے۔" اس پر تیمان اور یوناہ ایک بار پھر آگے
اور جس طرح حبیب بن عثمان سے گلے ملے تھے' ویسے ہی سعید سے گلے ملے۔
بن عثمان کے بعد تیمان نے مالک کو مخاطب کیا۔

"ہم آپ کی طرف جا رہے تھے۔ آپ بڑے معبد کی طرف جا رہے ہیں تو
لوٹ جاتے ہیں۔" مالک فوراً بول اٹھا۔

"نہیں' آپ دونوں بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ اس طرح رونق رہے گی۔
تک محترم سیلاس کا تعلق ہے' یہ قصر کی طرف چلے جاتے ہیں۔" سیلاس نے اس
اتفاق کیا۔ وہ آگے قصر کی طرف بڑھ گیا جبکہ تیمان اور یوناہ دونوں ان کے ساتھ
تھے۔

رقیم شہر کے بازار سے گزرتے ہوئے اچانک ایک جگہ حبیب بن عثمان
کر رک گیا۔ ایک ایسے شخص کی طرف دیکھنے لگا جو ایک دکان سے سودا سلف خرید
میں مصروف تھا۔ اس کا سیاہ رنگ کا گھوڑا اس کے پاس کھڑا تھا۔ اس شخص کی
پر الطار نما زخم کا داغ تھا۔ کندھے پر انگوچھا رکھا ہوا تھا۔ بار بار انگوچھے والے
کو ہلاتے ہوئے کھانستا بھی تھا۔

اس شخص کو دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان کی سلگتی آنکھیں بیابانوں کے
جیسی صورت اختیار کر گئی تھیں اور ان کے اندر آتش زنی اور خونریزی اٹھ
ہوئی تھی۔ لگتا تھا اس کی نگاہوں کے تجسس میں کروٹیں لیتے ہوئے طوفان بڑ
ہوں۔ اس کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں سرخ ہو گیا تھا اور یوں لگنے لگا تھا جیسے
ویرانوں کے اندر جہاں سوزی اور تباہ کاریاں اپنا رنگ دکھانے لگی ہوں' اس
تلوار کے دستے پر کچھ اس طرح چلا گیا تھا جیسے اس کے حاشیہ خیال میں

بیابانوں کی سی شکست و ریخت کی آندھیاں چل نکلی ہوں۔ اس نے اپنے گھوڑے
کو روک لیا اور اس شخص کو غور سے دیکھنے لگا تھا۔

اس کی اس کیفیت کو سعید نے بھی بھانپ لیا تھا۔ وہ بھی اپنے گھوڑے کو روک
چکا تھا۔ ابھی تک مالک' اوزال' حویلہ' تیمان اور یوناہ میں سے کسی نے بھی ان کی
طرف نہ دیکھا تھا۔ سعید جب قریب آیا تو حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"سعید میرے بھائی اس سامنے والے شخص کی طرف غور سے دیکھو۔ اس کی
پیشانی پر الطار نما زخم کا داغ ہے۔ کندھے پر اس نے انگوچھا رکھا ہے جسے کندھا اچکا
اچکا کر بار بار ہلاتا ہے اور ساتھ ہی کھانستا ہے۔ یہی وہ نشانیاں تھیں جو میری بہن
عیرہ نے میرے باپ کے قاتل کی بتائیں تھیں۔ سعید میرے بھائی تو آگے جا مالک کا
ساتھ دے' میں اس شخص کا پیچھا کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہاں جاتا ہے۔"

اتنی دیر تک وہ شخص سودا سلف خریدنے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔
مالک نے بھی اپنے پیچھے حبیب بن عثمان اور سعید کو رکے ہوئے دیکھ لیا تھا' لہٰذا وہ بھی
اپنے ساتھیوں کے ساتھ رک گیا۔ وہ شخص اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے چل
پڑا۔ حبیب بن عثمان نے سعید کو مخاطب کیا۔

"سعید میرے بھائی تم سارے حالات بڑی رازداری کے ساتھ مالک سے کہو'
اوزال' حویلہ کو خبر نہیں ہونی چاہیے۔ اس پر وہ پریشان ہو جائیں گی۔ تم ان کے ساتھ
رہو اور ان کے ساتھ معبد کی طرف جاؤ۔ میں اس شخص کا پیچھا کرتا ہوں۔ یاد رکھنا
اگر آج یہ شخص ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو پھر میرے باپ کے قاتلوں کا پتا
چلنا مشکل ہو جائے گا' لہٰذا میں اس شخص کا پیچھا کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں' وہ کہاں جاتا
ہے۔ ہو سکتا ہے اس جگہ میں اس کے دوسرے ساتھی بھی ہوں۔ اس طرح ہم سب
سے نبٹ لیں گے۔"

اس شخص نے ابھی تک اپنے گھوڑے کو ہانکا نہیں تھا۔ سعید فوراً حبیب کے
کہنے پر آگے بڑھ گیا اور بڑی رازداری کے ساتھ سارے حالات جا کر مالک سے کہہ
دیئے تھے۔ مالک پریشان ہو گیا تھا۔ تاہم سعید کے کہنے پر وہ آگے بڑھنے لگا۔ آگے

www.pdfbooksfree.pk

بڑھنے کی اس کی رفتار بڑی سست تھی۔ دراصل مالک چاہتا تھا کہ جس شخص کا تعاقب حبیب بن عثمان کرنا چاہتا ہے' وہ ان سے آگے آئے تاکہ وہ بھی حبیب بن عثمان کے ساتھ اس کے تعاقب میں لگ جائے۔

وہ شخص اپنے سیاہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اسے ایڑھ لگائی اور اسی سمت دوڑا تھا جس سمت مالک جا رہا تھا۔ حبیب بن عثمان بھی اس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

جب وہ شخص مالک' اوزال' حویلہ اور سعید سے آگے نکل گیا' حبیب اس کے پیچھے تھا۔ تب مالک نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتے ہوئے گھوڑے کی رفتار تیز کر دی۔ سعید' اوزال اور حویلہ بھی ایسا کر چکے تھے۔

جب سیاہ گھوڑے والا وہ شخص بازار میں آگے جا کر دائیں جانب مڑ گیا تو مالک نے سعید کو مخاطب کیا۔

"حیرت کی بات ہے جس شخص کا تعاقب حبیب بن عثمان کر رہا ہے' وہ اسی طرف گیا ہے جس طرف ہمیں جانا ہے۔ ادھر ہی بڑا معبد ہے۔" ساتھ ہی اس نے اپنے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دی تھی۔ تھوڑا اور آگے جا کر مالک دنگ رہ گیا' اس لیے کہ جس شخص کا حبیب بن عثمان نے تعاقب کیا تھا' وہ معبد کے اندر ہی داخل ہوا تھا۔ حبیب بن عثمان ذرا رک گیا۔ جب مالک اور سعید اس کے قریب گئے تو حبیب بن عثمان نے مالک سے سرگوشی کی۔ "مالک! میرے بھائی جس شخص کا میں تعاقب کر کے آیا ہوں' وہ معبد ہی میں آگیا ہے۔ شاید یہ بڑے پجاری یا اس کے اہل خانہ کا کوئی والا ہو۔ تم اوزال' حویلہ اور سب کو لے کر معبد کے اندرونی حصے کی طرف چلے جاؤ۔ میں اکیلے اس سے بات کرتا ہوں۔ تم میری طرف نہ آنا۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو معبد کے ایک طرف ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور دیکھتے جاؤ' میں کیا کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان آگے بڑھ گیا۔ اس کا کتا اس کے پیچھے تھا۔ جس شخص کا وہ تعاقب کرتے ہوئے آیا تھا' وہ معبد کے سامنے جو بڑے پجاری کی رہائش گاہ تھی' وہاں اس نے اپنے گھوڑے کو روکا۔ حبیب بن عثمان نے بھی اس کے پاس اپنے گھوڑے کو روکا۔ کتے کو اس نے مخصوص اشارہ کیا' کتا گھوڑے کے

پیچھے گیا تھا۔ مالک سب کو لے کر معبد کی طرف گیا اور وہ سب ایک ایسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو گئے جہاں سے وہ حبیب بن عثمان کو واضح طور پر دیکھ سکتے تھے۔

اس شخص نے اپنے گھوڑے کو عین اس احاطے میں روکا جس کے سامنے معبد کے بڑے پجاری ایرخ کی رہائش گاہ تھی۔ جس وقت وہ اپنے گھوڑے سے اترا تو اچانک السار اور اس کی چھوٹی بہن رعما ایک دم نکلیں اور اس شخص کے پاس آن کھڑی ہوئیں۔ وہاں السار نے جب حبیب بن عثمان کو کھڑے دیکھا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر حبیب بن عثمان کو اس نے مخاطب کیا۔

"ابن عثمان آج تم بڑے وقت پر آئے ہو۔ میں نے کبھی تم سے کہا تھا کہ میں اس معبد میں تمہارا اس شخص سے تعارف کراؤں گی جس سے میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔" پھر السار نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا جس کے تعاقب میں حبیب بن عثمان آیا تھا اور حبیب کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ "اس سے ملو' اسی سے میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔ اس کا نام یارم ہے۔"

حبیب بن عثمان نے السار کی ان ساری باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس دوران اس کی چھوٹی بہن اس کے قریب آئی اور بڑی اپنائیت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"حبیب میرے بھائی! اس بار کیا اکیلے آئے ہیں؟ سعید آپ کے ساتھ نہیں ہے؟" حبیب بن عثمان نے رعما کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہنے لگا۔ "رعما میری بہن تو فکرمند نہ ہو۔ سعید بہت جلد تم سے ملنے کے لیے آئے گا۔" پھر حبیب بن عثمان چند قدم اس شخص کی طرف بڑھا جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں آیا تھا اور جس کا نام السار نے یارم بتایا تھا۔ پھر حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا رقیم شہر کے نواح میں بنو قیدار کے ایک شخص عثمان بن عبادہ کو تم نے قتل کیا تھا؟"

حبیب بن عثمان کے اس سوال پر یارم چونکا تھا۔ پھر دوسری طرف منہ کر کے کہنے لگا۔ "تم کوئی میرے محتسب نہیں لگے ہوئے کہ میں تمہارے سامنے جوابدہ ہوں۔ جاؤ

www.pdfbooksfree.pk

جدھر سے آئے ہو' چلے جاؤ۔ میرے ساتھ اس موضوع پر گفتگو نہ کرنا۔"

یارم جب وہاں سے ہٹنے لگا تو حبیب بن عثمان آگے بڑھا اور اس کا بازو طرف کھینچتے ہوئے کہنے لگا۔ "تمہیں میرے سوال کا جواب دینا ہوگا۔"

یارم غصے میں آگ بگولہ ہو گیا تھا۔ اپنے دائیں ہاتھ کا زوردار مکا اس نے حبیب بن عثمان کی گردن کے نچلے حصے پر مارا کہ حبیب بن عثمان انتہائی بے بسی میں لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔

اس موقع پر یارم نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "میرے خیال میں میرے مکے نے تمہیں بتا دیا ہوگا کہ قاتل کون ہے۔ میں نے عثمان بن عبادہ کو قتل کیا بھی ہے تو تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے جاؤ میں نے اسے قتل کیا ہے اور اس کی بیوی کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر کر اندھا ہے۔ تم جو کچھ میرا بگاڑنا چاہتے ہو' بگاڑ لو۔"

حبیب بن عثمان جب انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گرا تو کتا بری طرح غراتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔ وہ یارم پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا' مگر ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے کتے کو حبیب بن عثمان نے روک دیا تھا۔ کتا بے چارہ دم ہلاتے ہوئے عجیب کیفیت کا اظہار کرنے لگا تھا۔ ذرا فاصلے پر معبد کی ایک اوٹ میں کھڑے مالک' سعید اوزال اور حویلہ بھی پریشان ہو گئے تھے۔ اس موقع پر مالک نے سعید کو مخاطب کیا۔

"اس شخص نے حبیب بن عثمان پر ہاتھ اٹھا کر اچھا نہیں کیا۔ میرے خیال میں ہمیں آگے بڑھ کر اس سلسلے میں حبیب کی مدد کرنی چاہیے۔" لیکن سعید نے مالک کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہیں روکتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابھی تو معاملہ شروع ہوا ہے۔ اگر حبیب بن عثمان اس کے سامنے بے بس ہو جاتا تو اپنے کتے کو مت روکتا۔ تم نے دیکھا نہیں' جب کتا غضبناک ہو کر آگے بڑھا تھا تو ہاتھ کے اشارے سے اس نے کتے کو روک دیا تھا۔ اگر وہ بے بس ہوتا تو وہ کتے کو ہرگز نہ روکتا اور اب تک کتا اس شخص کو چیر پھاڑ چکا ہوتا۔"

سعید کو رک جانا پڑا۔ اس لیے کہ حبیب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ یارم

اپنی جگہ پر کھڑے طنزیہ سے انداز میں مسکرا رہا تھا۔ ایک طرف سہمی ہرنی کی طرح السار اور اس کی چھوٹی بہن رعما کھڑی تھیں۔ عین اس موقع پر گھر کے اندر سے ایرخ نکلا۔ وہ کچھ دخل اندازی کرنا ہی چاہتا تھا کہ حبیب بن عثمان آگے بڑھا اور یارم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یارم مجھے ایک مکا مار کر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم مجھے اپنے سامنے زیر کر لو گے۔ شیطان زادے بنو قیدار کے جس شخص عثمان بن عبادہ کو تم نے قتل کیا' وہ میرا باپ تھا اور جس عورت کی آنکھوں میں تم نے سلائیں پھیر کر اندھا کیا' وہ میری ماں ہے جس کا نام یوباب ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میرے باپ کو قتل کرنے اور میری ماں کو بینائی سے محروم کرنے کے بعد تم میرے ہاتھوں بچ جاؤ گے' ہرگز نہیں۔"

یارم نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور اس کے چہرے پر طنزیہ سے آثار نمودار ہوئے۔ پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔ "لگتا ہے میرے اس مکے نے تیری کجی درست نہیں کی۔ مجھے کوئی عام انسان مت سمجھنا۔ میں تیرے سامنے تانبے سا سخت' طوفانوں کے سایوں سا ہولناک اور جوالا مکھی کے دہانے سا جان لیوا ثابت ہوں گا۔ ابھی تو تمہیں صرف میرا ایک مکا ہی لگا ہے اور تم انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گئے ہو۔ جب میری خون آشام تلوار تیرے خلاف حرکت میں آئے گی تو یاد رکھنا تیرے اونگھتے ضمیر کے لیے وہ آخری جھٹکا ثابت ہوگی۔ کیوں میرے سامنے بے حسی کے اس ماحول میں اپنی فضا کی سانس کو بوجھل کرتے ہو۔ اگر میرے ساتھ زیادہ الجھو گے تو یہاں اس ماحول میں میری مار سے اپنے لیے بدترین نوشتہ پڑھو گے۔ یاد رکھو میں یارم طوفان سے لڑنے' بجلیوں سے کھیلنے' وحشت اور بربریت کی ستم آرائیاں مرتب کرنے اور فنا کی تحریر لکھنے کے لیے پیدا ہوا ہوں۔ اگر تیری خستگی اور بیچارگی اور تیری جبلت کھینچ کر تجھے میرے ہاتھوں قتل کرنے کے لیے نہیں لے آئی تو جا ابھی وقت ہے' چلا جا۔ میرے اس معاف کرنے کو اپنے لیے حیات بخش سمجھ کر اپنی جان بچا اور میری نگاہوں سے اوجھل ہو جا ورنہ یاد رکھنا میری تلوار کی نوک تیری ساری سلامتی کو لہولہان کر دے گی۔"

www.pdfbooksfree.pk

یارم کے ان الفاظ پر حبیب بن عثمان کی حالت بے یقینی کے دھندلکے کو
کرتے بحر ہیبت ناک' منزلوں کو مبہم کر دینے والے اندھے جھکڑوں جیسی ہو چکی تھی
ایک کھا جانے والی نگاہ اس نے یارم پر ڈالی' پھر اسے مخاطب کیا۔

"انسانیت کا منہ نوچنے والے پاگل کتے! میں تیرے سامنے کوئی بچہ نہیں' میں
تیرے سامنے زندگی اور موت سے آشنا تقدیر کے ترکش کا زہریلا تیر ثابت ہوں
سن خود غرض حریص قسمت آزما اونگھتے انسان! جب میں تیرے ہنگامہ موت کو
موت' تیری خودشناسی اور نگاہ حراری کی انوکھی کرب خیزی' تیری ساری عیاری
فنکاری و تیری جواں ہمتی تیرے سامان شوق تیری طغیانی اور ذوق کو خستہ اور
کروں گا' لگتا ہے تب ہی اپنی دل آشوبی میں ڈوب کر تو اپنی اونگھ سے نکلے گا۔
بیداری کا احساس ہوگا لیکن اس وقت تیرے دامن میں کچھ نہ رہے گا۔ اس لیے
میں تیری ساری گرم خیزی' تیری ہر آرائش اور تزئین کو تیرے ہی خون میں ڈبو
ہوں گا۔"

حبیب بن عثمان کی ساری گفتگو یارم کو بڑی ناگوار اور ناپسندیدہ لگی تھی۔ حبیب
بن عثمان جب خاموش ہوا تو اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا' چاہتا تھا' پہلے جیسا ایک
مکا حبیب بن عثمان کو مارے' پر حبیب بن عثمان نے اس کا بلند ہاتھ فضا ہی میں
لیا۔ پھر لگاتار دو گھونسے ایسے زوردار یارم کو مارے کہ یارم بل کھاتا ہوا زمین پر گر
تھا۔

یہاں حبیب بن عثمان نے اسے چھوڑا نہیں' آگے بڑھا مکوں' پاؤں کی ٹھوکروں
کی اس نے بارش کر دی تھی۔ لگاتار ہتھوڑے کی طرح ضربیں لگنے سے یارم بلبلا
تھا۔ کبھی زمین پر پلٹیاں کھاتا' کبھی ٹانگیں لہراتا ہوا ادھر ادھر ہوتا لیکن حبیب
عثمان اسے چھوڑ نہیں رہا تھا' لگاتار اس پر ضربیں لگا رہا تھا۔ مار مار کر اسے ادھ
کر دیا تھا۔

اس کی یہ حالت کرنے کے بعد حبیب بن عثمان جب پیچھے ہٹا تو یارم اپنی جگہ
اٹھ کھڑا ہوا۔ اچانک اس نے اپنی پیٹھ پر بندھی ہوئی ڈھال سنبھالی' تلوار کو بے

یا اور اسے اپنے سامنے لہراتے ہوئے اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"اب میری طرف بڑھ اور میرا مقابلہ کر۔ پھر دیکھ میں تیرے مکر کے جال' تیری
ساری بربریت کے فریب کو کس طرح کاٹتا ہوں۔ کیسے تیرے افکار اور حوادث کو شور
انگیزی میں تبدیل کرتا ہوں۔ سن دشمن بدنہاد اپنے عمل کی پوری صلابت' اپنی شجاعت
کی مکمل دلاویزی استعمال کرتے ہوئے اپنے کھولتے بھڑکتے جذبوں کے ساتھ اپنی دفاعی
صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا۔ اس کے باوجود یاد رکھنا' میں تیرے خیالوں کے ہیولوں' تیرے
وہموں کے آسیب میں صحرا صحرا پھیلتی آگ' دریا دریا بکھرتی قہرمانیت بھر دوں گا۔ تو
نے میرے ساتھ ٹکرا کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ اگر گزشتہ مقابلے میں تو غالب
رہا ہے تو تیغ زنی میں میں ہر صورت میں تجھے نیچا دکھا کر رہوں گا۔"

یارم کے ان الفاظ پر حبیب کا چہرہ شفق آلود شام آنکھیں لالی بکھیرتے سورج کی
مانند ہو گئیں تھیں۔ پھر اس نے اسے مخاطب کیا۔

"سن بندہ بدبخت! سن ابلیس حرص و ہوس تو جو مجھے گھوڑوں کی ٹاپوں' شیر کی
دھاڑ اور عقابوں کی پھڑپھڑاہٹ جیسی دھمکی سے ڈرانا چاہتا ہے' اس سے میں خوفزدہ
ہونے والا نہیں ہوں۔ تیرے جیسے بدبخت باؤلے کتے اور بے ضرر بھیڑیئے میں نے
بہت دیکھ رکھے ہیں۔ اپنی تلوار کو لہراتا ہوا آگے بڑھ' میرے ساتھ مقابلہ کر۔ پھر دیکھ
میں تیرے طائر فکر کو کیسے زنجیر کرتا ہوں۔ تیری جان کو' تیرے نطق' تیرے اظہار کو
کیسے بندش کا اسیر کرتا ہوں۔ آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکرا' مجھ پر اپنی تلوار برسا اور پھر
دیکھ میں حبیب بن عثمان تیری ستاروں کے خوشوں جیسی جوانمردی بہاروں کے توشوں
سے تیری شجاعت کو کیسے بگارتے بکھرتے تخریب کے عمل کا شکار کرتا ہوں۔"

یارم نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا' بپھرتے ہوئے ریچھ کی طرح منہ سے جھاگ
چھوڑتا ہوا آگے بڑھا اور حبیب بن عثمان پر اس نے وار کر دیا تھا۔ حبیب بن عثمان
نے بڑی آسانی کے ساتھ اس کی تلوار کے وار کو اپنی ڈھال پر لیا اور جوابی کارروائی
کر دی تھی۔ تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر خوفناک وار کرتے ہوئے تلواریں
برسانے لگے۔ ایک موقع پر اچانک حبیب بن عثمان نے یارم کے وار کو اپنی تلوار پر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

لیا' ساتھ ہی اس نے یارم پر اپنی ڈھال برسانا چاہی' پر یارم بھی بڑا چالاک اور ہو
تھا۔ حبیب بن عثمان کی ڈھال کو اس نے فوراً اپنی ڈھال پر لیا۔ ابھی دونوں ڈھالیں
ٹکرائی ہی تھیں کہ پلک جھپکتے میں حبیب بن عثمان نے اپنی تلوار علیحدہ کی اور تلوار کا
دستہ پوری قوت سے یارم کے منہ پر دے مارا تھا۔ یارم کے منہ سے خون بہہ نکلا تو
اور درد کی شدت سے آہ زاری کرنے لگا تھا۔ تھوڑا سا وہ جھک بھی گیا تھا۔

حبیب بن عثمان نے اس موقع کو غنیمت جانا' آگے بڑھا' تلوار بلند کی اور تلوار کا
دستہ پھر پوری قوت سے ایک بار گردن پر اور ایک بار یارم کی پیٹھ پر برسایا۔ یارم
زمین پر گر گیا تھا۔ حبیب بن عثمان پھر آگے بڑھا' اپنے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر اس
نے اس کے دائیں ہاتھ پر ماری جس کے نتیجے میں اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر
دور جا گری۔ دوسری ٹھوکر بائیں ہاتھ پر ماری جس کے باعث یارم کی ڈھال بھی اس
کے ہاتھ سے چھوٹ کر کئی فٹ دور جا گری تھی۔ پھر حبیب بن عثمان نیچے جھکا' گریبان
سے پکڑ کر اس نے یارم کو اٹھایا۔ اس کے منہ پر لگاتار دائیں بائیں جانب کئی طمانچے
مارے' پھر اسے مخاطب کیا۔

"پہلے تیرے بولنے کے انداز میں ایک ولولہ انگیزی اور وحشت بھری شدت
تھی۔ اب تو شام ہجراں' خوابوں کے اسیر باسیوں کی طرح چپ کیوں ہے؟ پہلے تیری
گفتگو میں آگ و خون کے پیغام اور طوفانی تخریب تھی۔ اب تو سرد کمرے میں لکڑیوں
کی مرتی آگ سا کیوں ہو گیا ہے؟ تازہ ولولوں جیسا تیرا عناد بھرا لہجہ' تیرا وہ تقدیر کے
راستوں کو پامال کرتا انداز کہاں گیا؟" پھر حبیب بن عثمان نے یارم کو چھوڑ دیا۔ کچھ
دیر تک اسے گھورنے کے انداز میں دیکھتا رہا۔ اس کے بعد دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

"وہ تیری تلوار اور ڈھال پڑی ہوئی ہے۔ اٹھا ایک بار پھر اپنے مقدر کا نگہبان
بن کر اپنے غیر فانی جذبوں کو جمع کر اور میرا مقابلہ کر تاکہ تیرے دل میں کوئی شک
کوئی شبہ نہ رہ جائے کہ میں نے کوئی دھوکہ فریب دے کر تجھے تیغ زنی میں مات دی
ہے۔"

یارم جب اپنی جگہ پر سر جھکائے کھڑا رہا' اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ تب حبیب
بن عثمان نے ایک بار پھر اسے مخاطب کیا۔ "یارم! زنخوں اور خواجہ سراؤں کی طرح
کیوں بے حس و حرکت کھڑے ہو؟ کیوں ان جیسا بزدلی کا اظہار کرتے ہو؟ اپنی تلوار
سنبھالو اور میرا مقابلہ کرو۔"

یارم پھر بھی اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ اس کے اس انداز سے شاید حبیب بن عثمان
مزید برہم ہو گیا تھا۔ اپنا دایاں پاؤں اٹھایا اور ایک ایسی زوردار لات یارم کے پیٹ پر
ماری کہ یارم فضا میں لڑھکتا ہوا السار اور رعما کے قریب جا گرا تھا۔ اس موقع پر
حبیب نے اپنے سامنے اداس اور افسردہ کھڑی السار کو مخاطب کیا۔

"ایرخ کی بیٹی! میں جانتا ہوں تو اس شخص سے شادی کرنے والی تھی۔ میں جو
اس سے سلوک کر رہا ہوں' یہ یقیناً تیرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ پر اس سے ایسا
سلوک کرنا میری مجبوری ہے۔ برا مت ماننا' تو نے اپنی زندگی کے ساتھی کے طور پر
ایک غلط شخص کا انتخاب کیا ہے۔ یہ میرے باپ کا قاتل ہی نہیں' اس نے سلائیاں
پھیر کر میری ماں کو بھی اندھا کیا' لہٰذا میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔ میں تم سے
معذرت کرتا ہوں۔ اس کے بجائے تم اپنی زندگی کے رفیق کے طور پر اس سے کسی
بہتر شخص کا انتخاب کر لینا۔"

پھر حبیب بن عثمان' یارم کے قریب بیٹھ گیا اور اسے سخت لہجے میں مخاطب کر کے
کہنے لگا۔

"بتا تیرے علاوہ میرے باپ کے قتل میں اور کون شریک تھا؟" یارم خاموش رہا'
منہ سے کچھ نہ بولا۔ حبیب بن عثمان نے دو بار پھر اپنا سوال دہرایا تو یارم نے پھر بھی
خاموشی اختیار کیے رکھی۔ تب حبیب بن عثمان اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے لباس سے اس نے
بھاری پھل کا خنجر نکالا جس کی چمک السار' رعما اور ایرخ ہی کو نہیں' یارم کی نگاہوں
کو بھی خیرہ کر گئی تھی۔ پھر حبیب بن عثمان نے یارم کو مخاطب کیا۔

"یارم جو گناہ تو نے کیا ہے' وہ قابل معافی نہیں۔ میں ہر صورت میں تم سے
اگلوا کر چھوڑوں گا کہ تو نے کس کے کہنے پر یہ کام کیا۔ تیرے ساتھ اور کون شریک
جرم تھا؟ دیکھ میں صرف چند ساعتیں تمہیں دیتا ہوں' پھر بائیں جانب سے تیری

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

باچھیں کاٹوں گا تاکہ تجھے بولنے میں آسانی رہے۔ اگر پھر بھی تو نہ بولا تو یاد رکھنا تیری پیشانی پر اپنے خنجر سے ایسے خط' ایسے لکیریں کھینچوں گا کہ تو چیخیں مارے گا اور سچ کچھ بتانے پر مجبور ہو جائے گا۔ قبل اس کے کہ میں اپنے اس گھناؤنے فعل کی ابتدا کروں' میں آخری بار تم سے پوچھتا ہوں۔ بتا میرے باپ کو تو نے کس کے کہنے پر قتل کیا اور کس کے کہنے پر میری ماں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر کر اسے بینائی سے محروم کر دیا؟"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے یارم سہم گیا تھا۔ چہرے پر خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ آنکھوں میں دور دور تک ڈرا دینے والے سرابوں کے جھکڑ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر بڑی مشکل سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر حبیب بن عثمان کو اس نے مخاطب کیا۔

"میں نہیں جانتا کہ میرے ہاتھوں مرنے والا تیرا باپ تھا اور اندھی ہونے والی تیری ماں۔ بہرحال میں اپنے جرم کا اقرار کرتا ہوں۔ یہ کام ہم نے برابا کے دو ساتھیوں کے کہنے پر کیے تھے۔ ان دونوں کے نام ذابو اور سمولا ہیں۔" حبیب بن عثمان کچھ دیر سوچتا رہا' پھر اس نے یارم کو مخاطب کیا۔ "یہ ذابو اور سمولا کہاں رہتے ہیں اور ان کا مشہور ڈاکو برابا سے کیا تعلق ہے؟" یارم نے پھر کہنا شروع کیا۔

"ذابو اور سمولا دونوں برابا کے دست راست ہیں۔ جہاں تک ان کے مسکن کا تعلق ہے تو وہ اپنے ان گنت مسلح ساتھیوں کے ساتھ جبل حوران میں رہتے ہیں۔" یارم کے خاموش ہونے پر حبیب بن عثمان نے پھر اسے مخاطب کیا۔ "ان کے مسکن کی ذرا تفصیل بتاؤ۔" یارم دوبارہ بول پڑا۔

"ان کے مسکن کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جس کوہستانی سلسلے میں یہ رہتے ہیں' یہ کوہستانی سلسلہ آتش فشانی ہے۔ اس میں بڑی بڑی چٹانیں ہیں اور زمین بڑی زرخیز ہے۔ لاوے کی سطح کا سلسلہ ایک مقام تکوں تک چلا گیا ہے جو دمشق کے جنوب میں واقع ہے۔ وہاں سے لاوے نے کم و بیش ساٹھ میل لمبے اور اتنے ہی چوڑے رقبے کو گھیر رکھا ہے۔ شام میں یہ اس نوعت کا سب سے بڑا خطہ ہے۔ اس خطے کے شمال مشرق میں الجا ہے جسے سیاہ پتھروں کا حصار سمجھنا چاہیے۔ اس کی حیثیت ایک پناہ گاہ جیسی ہے اور یہیں برابا کے دونوں دست راست ذابو اور سمولا اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔"

"میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ان علاقوں میں جہاں بڑی سخت چٹانیں ہیں' ان گنت سرکش قبیلے جو جرائم پیشہ ہیں' پناہ لیے ہوئے ہیں۔ اس کے جنوب مغرب میں وہ پہاڑی خطہ ہے جسے جبل حوران کہا جاتا ہے۔ (جبل حوران کو جبل دروز بھی کہتے ہیں۔ یہاں دروزیوں کا قبضہ بہت بعد میں ہوا۔ یہ اٹھارہویں صدی کی بات ہے۔ جب لبنان میں مختلف فریقوں کے درمیان فسادات ہوئے تھے۔ جبل حوران کی یہ مشرقی فصیل چار ہزار فٹ ہے۔ پانچ ہزار فٹ تک بلند ہے اور حوران اور بادیہ شام کے درمیان حائل ہے۔ آتش فشانی خطہ مغربی جانب چلا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جولان بھی اس میں شامل ہو گیا ہے۔ حوران میں کوئی درخت نہیں' صرف چند چشمے ہیں۔ تاہم یہاں گیہوں بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور چراگاہیں بھی بہت اچھی ہیں۔ زمین کو دیکھا جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ لاوے کے جو اجزاء اس میں تحلیل ہوئے ہیں' ان میں سرخ رنگ کی مٹی مل گئی ہے۔ یہ نمی کو دیر تک اپنے اندر محفوظ رکھتی ہے اور فصلوں کے لیے اس میں بڑی عمدہ غذا ہے۔ اس سے نیچے کی سطح چونے کے پتھر کی ہے۔ یہاں کے آثار قدیمہ میں ودلمن بھی ہیں جنہیں ابتدائی دور کے انسان کا کام سمجھنا چاہیے۔ علاوہ بریں یہاں رومی اور بزنطینی دور کی سڑکوں' آبی گزرگاہوں' محلوں' عمارتوں اور دیگر استحکامات کے بھی بچے کھچے نشان ملتے ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں یہاں بہت رونق اور چہل پہل تھی اور حوران رومی یا بزنطینی سلطنت کا ایک اناج گھر تھا۔ یہ آج بھی فلسطین اور لبنان کے لیے اسی طرح گیہوں بہم پہنچاتا ہے۔ جس طرح عبرانیوں اور فونیقیوں کے زمانے میں پہنچایا کرتا تھا۔ حوران کے آتش فشانی حصے میں جنوب مشرق کی طرف پھیلتے پھیلتے صحرائے حماد میں سے گزرتے ہوئے حجاز کی ان پتھریلی سرزمینوں تک پہنچ چکے ہیں جو حرات کے نام سے معروف ہے۔ خاص شرق اردن میں شرقی سلسلہ کوہ کی کھریا مٹی کی بالائی تہ چلی گئی ہے۔ ان کی بلندی شمال میں اجلون پر 4137 فٹ پر اور اس کے ہمسائے جبل حلباد

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

پر تین سو انتالیس فٹ پر پہنچ گئی ہے۔ جنوب میں الکرک کے قریب بلندی تین ہزار چار سو پچھتر فٹ تک ہے۔ بترا کی طرف آئیں تو یہ ریتلے پتھروں اور ٹیلوں کی بلندی چار ہزار چار سو تیس فٹ رہ جاتی ہے۔)

یہ تفصیل سن کر حبیب بن عثمان خوش ہو گیا تھا' پھر اسے دوبارہ مخاطب کیا۔

"اب یہ کہو' ان سب کا سرکردہ برابا کہاں رہتا ہے؟" یارم کچھ دیر سوچتا رہا' پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"جہاں تک برابا کا تعلق ہے' وہ جبل حرمون کے ایک دریا بردی کے کنارے رہتا ہے۔ توریت میں اس دریا کو ابانا کے نام سے لکھا گیا ہے۔ اس دریا کے دو حصے ہیں۔ ایک شمالی حصہ جس کے مغربی بازو پر شاید ہی کوئی بستی ہو۔ دوسرا جنوبی حصہ جس میں جبل حرمون ہے۔ حرمون بہ اعتبار جلال و عظمت شام کی بہترین چوٹی ہے۔ نیز یہ بلند ترین کوہستانی سلسلوں میں شامل ہوتا ہے۔ (جبل حرمون کی بلندی نو ہزار تین سو تریاسی فٹ ہے۔ اس کی مغربی ڈھلانوں پر بہت سے گاؤں آباد ہیں۔ مشرقی لبنان کی آبادی غربی لبان کے مقابلے میں زیادہ بکھری ہوئی ہے اور کم ترقی یافتہ ہے۔ دوسرے اسباب کے علاوہ اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ مشرقی لبنان میں بارشیں بھی کم ہوتی ہیں اور سبزہ بھی کم ہوتا ہے۔ اس میں لوگ عموماً مشرقی شام سے آتے ہیں۔ موجودہ جمہوریہ لبنان کی سرحد کوہ حرمون پر سے گزرتی ہوئی زبدانی کے پاس سے خم کھاتی ہے۔ پھر یہ لبنان مشرقی کے شمالی حصے کی چوٹی کے ساتھ ساتھ جاتی ہے۔ بیروت و دمشق کے درمیان جو آج کل ریلوے لائن ہے' وہ زبدانی اور بردہ کی وادیوں کے ساتھ ساتھ جاتی ہے۔ دریائے بردی' زبدانی گاؤں کی زرخیز مرتفع آبادی سے گزر کر مشرقی جانب بہنا شروع کرتا ہے اور اس کی وجہ سے شام کی زمین کا خاصا بڑا حصہ سیراب ہوتا ہے۔ اگر دریائے بردی جاری نہ ہوتا تو یہ زمین بے آب صحرا بنی رہتی۔ اس کی وجہ سے دمشق وجود پذیر ہوا۔ جو صحرا میں حضارت کی چوکی ہے' دریائے بردی ہی دمشق کے ان باغات کو سیراب کرتا ہے جو الغوطہ کے نام سے مشہور ہیں۔ باغات کی خوشبوؤں کے باعث عربی میں دمشق کو نیحا کہا جانے لگا۔ پھر آگے چل کر

کئی پانچ شاخیں ہو جاتی ہیں یا سمجھ لیجئے کہ پانچ دھارے بن جاتے ہیں جن سے قدیم مرکزی حکومت کے شوارع مستفید ہوتے ہیں۔ پانی کا جو نظام اب دمشق میں رائج ہے' وہ اسی دریا کے حوالے سے خلافت بنو امیہ کے ابتدائی دور میں مرتب ہوا تھا۔)

یارم کی ساری گفتگو سے حبیب بن عثمان کسی قدر مطمئن ہو گا تھا۔ اس کے چہرے پر کچھ دیر تک مسکراہٹ کھیلتی رہی' پھر اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے گھوڑے کے قریب آیا اور گھوڑے کی خرجین کے اندر سے ایک رسی نکالی' دوبارہ واپس آیا۔ یارم کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر باندھے' پھر اسے اٹھایا۔ ساتھ ہی قریب کھڑے ایرخ کو مخاطب کیا۔

"بزرگ ایرخ مجھے افسوس ہے کہ میں اس جوان کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں جس کو آپ کی بیٹی السار پسند کرتی ہے اور اس سے شادی کرنے کی خواہش مند ہے۔ میں کبھی بھی اسے اپنے ساتھ نہ لے جاتا۔ اگر اس نے میرے باپ کو قتل اور میری ماں کو اندھا نہ کیا ہوتا۔ بزرگ ایرخ مجھے افسوس ہے' مجھے ایسا کرنا پڑ رہا ہے۔ میں اس قاتل' اس گنہگار کو السار کی خاطر چھوڑ نہیں سکتا۔ مجھے امید ہے آپ بھی اس مجھے قاتل اور گنہگار کی طرفداری نہیں کریں گے۔"

حبیب بن عثمان رکا' اس نے اپنا رخ السار کی طرف کیا۔ پھر اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"اس میں کوئی شک نہیں تم اس یارم کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے والی تھیں۔ اسے پسند کرتی ہو' اس سے محبت کرتی ہو لیکن میں اپنے فرض کو تمہاری محبت پر قربان نہیں کر سکتا۔ تمہاری خاطر میں اس قاتل کو معاف نہیں کر سکتا۔ میں اس کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو یہیں اس کی گردن کاٹ دیتا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ اسے میں اپنے بادشاہ حارث کے پاس پیش کروں گا۔ وہ اسے کوئی سزا دے گا' مجھے قابل قبول ہوگی۔ مجھے امید ہے تم میری اس حرکت کو ناپسند نہیں کرو گی۔

السار تم جوان ہو' خوبصورت ہو۔ تمہاری عمر بھی کوئی اتنی بڑی نہیں ہوگی۔ رقیم

www.pdfbooksfree.pk

اتنا بڑا شہر ہے' تمہیں زندگی کا ساتھی بنانے کے لیے بے شمار نوجوان مل سکتے ہیں
لیے کہ تم خوبصورت اور پرکشش ہو۔ ایسی لڑکیوں کے لیے رشتوں کی کمی
ہے۔"

حبیب بن عثمان کو رک جانا پڑا' اس لیے کہ ایرخ بول پڑا۔

"ابن عثمان تمہیں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیٹے تم ایک عرصے
ہمارے معبد میں آرہے ہو۔ تمہارے کردار' تمہارے اخلاق' تمہاری جوانمر
تمہاری شجاعت سے تو میں پہلے ہی متاثر تھا۔ مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوا ہے
اس یارم نے تمہارے باپ کو قتل کیا' تمہاری ماں کو اندھا کر دیا۔ ابھی تو اس
شادی السار سے نہیں ہوئی۔ قسم بنطیوں کے سب سے بڑے دیوتا ذوالشعریٰ کی
کی شادی السار سے ہو چکی ہوتی اور یہ السار کا شوہر ہوتا اور مجھے پتہ چلتا کہ
تمہارے باپ کا قاتل' تمہاری ماں کو اندھا کرنے والا ہے' تب بھی میں تم سے
کرتا' اس جیسے گنہگار کو سزا ضرور ملنی چاہیے۔ ابن عثمان تم اسے ساتھ لے جا
ہو۔ ہمیں کوئی گلہ' کوئی شکوہ نہ ہوگا۔"

ایرخ جب خاموش ہوا تو السار جو کافی دیر سے خاموش کھڑی تھی' بول پڑی۔

"ابن عثمان میں نہیں جانتی تھی کہ یارم اس قدر گنہگار اور قاتل انسان
میں اس سے جو اپنا رشتہ اور تعلق قائم کرنے والی تھی' واپس لیتی ہوں اور تم سے
کرتی ہوں کہ اسے ایسی کڑی سزا دو کہ یہ یا اس جیسے دوسرے لوگ آئندہ اس
حرکت اور برا فعل نہ کریں۔

"قسم ذوالشعریٰ کی' اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یارم ایسا بدکردار اور قاتل
انسان ہے اور یہ کہ چھٹے ہوئے بدمعاش اور ڈاکو برابم کا آدمی ہے تو میں کبھی
معبد میں گھسنے ہی نہ دیتی۔ اس سے اپنے سارے تعلقات منقطع کرتی ہوں۔
ابن عثمان تم سے گزارش بھی کرتی ہوں کہ اسے اپنے ساتھ لے کر جاؤ اور اس
کے گناہوں اور اعمال کی قرار واقعی سزا دو۔

"ابن عثمان میں اس بات پر بھی بے حد شرمندہ اور خجل ہوں کہ اس

ظر میں نے ایک موقع پر تمہاری دل شکنی کی۔"

یہاں السار کو رک جانا پڑا' اس لیے کہ حبیب بن عثمان بیچ میں بول پڑا اور اسے
مخاطب کیا۔

"السار اس موضوع کے متعلق اب کوئی گفتگو نہ کرنا۔ وہ ایک باب تھا جو بند ہو
چکا۔ وہ ایک موضوع تھا جس کا خاتمہ ہو چکا۔ وہ ایک حادثہ تھا جو تیرے اور میرے
اوپر سے گزر گیا' اب وہ ماضی کا ایک لمحہ بن چکا ہے اور ہم دونوں کو اسے بھلا دینا
چاہیے۔" السار' حبیب بن عثمان کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ اسے
خاموش ہو جانا پڑا' اس لیے کہ معبد کی طرف سے مالک' سعید' اوزال' حویلہ' تیمان اور
یوناہ آگئے تھے۔ قریب آتے ہی سعید نے رعما کا احوال پوچھا۔ رعما اسے دیکھتے ہی بے
حد خوش ہو گئی تھی۔ اس کے سوال کا جواب دیا۔ پھر ایک طرف ہٹتے ہوئے سعید کے
پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی۔ اس موقع پر اوزال کو نہ جانے کیا سوجھی' تھوڑا سا آگے
بڑھی۔ یارم کا وہ انگوچھا جو وہ کندھے پر رکھتا تھا' وہ ایک طرف گرا ہوا تھا۔ اوزال
نے اس انگوچھے کو اٹھایا' بڑی ہمدردی' بڑی دردمندی میں وہ حبیب بن عثمان کی طرف
دیکھتے ہوئے اس کی پشت کی طرف گئی اور اس کے کپڑے جھاڑنے لگی۔ اس موقع پر
حبیب بن عثمان نے عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھا' پر اوزال نے کوئی پرواہ
نہیں کی۔ اس کے کپڑے جھاڑتی ہوئی کہنے لگی۔ "آپ جب پہلی بار زمین پر گرے تو
ہم سب فکرمند ہو گئے تھے۔ آپ کے کپڑے گرد آلود ہو گئے تھے۔ میں نے جھاڑ
دیئے ہیں۔" پھر اوزال حبیب بن عثمان کے پہلو ہی میں کھڑی رہی۔ اس موقع پر مالک
بول پڑا۔

"حبیب میرے بھائی جو معاملہ تم نے اس یارم کے ساتھ کیا' وہ میں دیکھ بھی چکا
ہوں اور تم دونوں کی گفتگو بھی سن چکا ہوں۔ یارم کو اپنے ساتھ لے چلو' اس کا
معاملہ میں اپنے باپ کے سامنے پیش کروں گا۔ وہ جو اس کا فیصلہ کرے' میرے خیال
میں وہ تمہیں بھی منظور ہوگا' اسے میں بھی قبول کرلوں گا۔" حبیب بن عثمان نے مالک
کے اس فیصلے سے اتفاق کیا۔ پھر وہ سب یارم کو اپنے ساتھ لے کر قصر کا رخ کر رہے
تھے۔

○

www.pdfbooksfree.pk

جس وقت مالک' حبیب بن عثمان' سعید' اوزال اور حویلہ قصر سے نکل کر
معبد کی طرف گئے تو ان کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد حارث کا چھوٹا بیٹا اور
کا سوتیلا بھائی زیبال قصر کے ان کمروں کی طرف آیا جہاں اوزال کی رہائش گاہ
وہاں زوفہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کمرے کے دروازے پر زیبال
آکر رکا تو زوفہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ زیبال اس کمرے میں داخل ہوا اور
کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"تم اس قصر کی ایک محترم اور بڑی معزز خادمہ ہو۔ میں تمہارے ساتھ
معاملہ طے کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے اس سلسلے میں تم میری مدد کرو گی۔" ساتھ
کمرے کی ایک خالی نشست پر زیبال بیٹھ گیا۔ زوفہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اور
سے انداز میں زیبال کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹے میں سمجھی نہیں' تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" زیبال نے گلہ صاف کیا' پھر
کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم برا نہ ماننا۔ یوں جانو میں ایک مصیبت' ایک اذیت میں پھنس گیا ہوں
روز تمہاری مالکن اوزال یہاں آئی تھی' اسی روز سے میں اسے پسند کرنے لگا
اب اس سے میری محبت' میری پسند اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے۔ میں اسے اپنا
ہوں۔ اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت
ہے۔"

زوفہ نے اس موقع پر تیز نگاہوں سے زیبال کی طرف دیکھا' پھر اس کی
سنائی دی۔

"زیبال میں نہیں جانتی' تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ اگر ایسا معاملہ ہے تو اس سلسلے

میں تمہاری اپنی ماں' اپنے باپ یا اپنے بڑے بھائی مالک سے بات کرو۔ وہ اس سلسلے میں تمہاری بہترین مدد کر سکتے ہیں۔ میں ایک خادمہ ہوں' اس سلسلے میں میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

زیبال نے ایک قہقہہ لگایا' پھر اس نے زوفہ کو مخاطب کیا۔

"یہ کام نہ میرا باپ کر سکتا ہے' نہ ماں اور نہ ہی بھائی۔ یہ کام تمہارے علاوہ کوئی انجام دے ہی نہیں سکتا۔ اوزال اس وقت سب لوگوں کے ساتھ معبد کی طرف گئی ہوئی ہے۔ میں اس کی غیر موجودگی ہی میں تمہارے ساتھ معاملہ طے کرنا چاہتا ہوں۔ جب وہ لوٹے تو اس کے کان میں یہ بات ڈالنا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کا خواہشمند ہوں۔ بس فی الحال اس سے یہی جملہ کہنا' پھر جو وہ جواب دے' اس سے مجھے آگاہ کرنا۔ بس تمہاری مہربانی ہوگی۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر ہو سکے' اگر ممکن ہو تو تم کوشش کرنا کہ اوزال کو میری طرف مائل کر سکو۔ زوفہ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئیں' اگر تم نے اوزال کو میری طرف مائل کر دیا' اسے میری زندگی کا ساتھی بنانے میں مدد کی تو یاد رکھنا' میں تمہیں ایسا نوازوں گا کہ زندگی بھر کی ساری مشقتوں سے بے نیاز ہو جاؤ گی۔"

اس کے ساتھ ہی زیبال اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دروازے کی طرف بڑھا' پھر اچانک رک گیا' مڑا اور زوفہ کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"جس وقت اوزال لوٹتی ہے اور اپنے کمرے میں داخل ہوتی ہے تو میں اس کی نگاہ بچا کر کمرے میں آجاؤں گا۔ تم اس کے کمرے میں جا کر میرا سوال دہرانا۔ جو وہ جواب دے' اپنے کمرے میں آکر مجھے آگاہ کرنا۔ میں تمہاری اس کوشش کا بڑا ممنون ہوگا۔" اس کے ساتھ ہی زیبال وہاں سے چلا گیا تھا۔

○

تھوڑی ہی دیر بعد سعید' حبیب بن عثمان' مالک' حویلہ اور اوزال قصر میں داخل ہوئے۔ حویلہ سیدھی اپنے کمرے کی طرف گئی' باقی لوگ قصر کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔ جس وقت اوزال اپنے کمرے کی طرف گئی تو اچانک قصر کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

اندرونی حصے سے زیبال نکلا اور ایک طرف سے ہوتا ہوا زوفہ کے کمرے میں چلا
اسے اپنے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر زوفہ اپنے کمرے سے نکلی اور اوزال
کمرے میں داخل ہوئی۔

اوزال اس وقت ایک نشست پر بیٹھی تھی۔ ایک ٹانگ اس نے دوسری ٹانگ
رکھی ہوئی تھی اور اوپر والی ٹانگ ہلاتے ہوئے وہ کچھ سوچ رہی تھی کہ زوفہ کو
آتے دیکھ کر وہ چونکی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے استقبال کیا اور اپنے قریب
بیٹھنے کے لیے کہا۔ زوفہ جب بیٹھ گئی تو اوزال تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس
طرف دیکھتی رہی' پھر بول پڑی۔

"تمہارا چہرہ بتاتا ہے کہ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو۔ بار بار لب کھولنے
کوشش کرتی ہو' پر کہہ نہیں پاتی۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو' ڈرو نہیں' ہچکچاؤ نہیں۔ میں
سے کچھ کہوں گی تو نہیں۔" اس پر زوفہ کی حوصلہ افزائی ہوئی' اس نے اوزال
مخاطب کیا۔

"اوزال میری بیٹی اگر میں تم سے یہ کہوں کہ نبطیوں کے بادشاہ حارث کا
بیٹا زیبال تمہیں پسند کرتا ہے اور تمہیں اپنانے کا خواہش مند ہے تو تم برا تو نہیں
گی؟"

یہ سوال اوزال کے لیے اچانک بھی تھا' بے موقع اور نامناسب بھی تھا۔ کچھ
تک وہ عجیب سی کشمکش میں رہی' سوچتی رہی۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی دلفریب
زہد شکن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر زوفہ کی طرف اس نے دیکھا۔

"زوفہ جو کچھ تم نے کہا ہے' میرا دل کہتا ہے زبان تمہاری ہے' پر الفاظ کس
کے ہیں۔ کیا یہ بات تم سے زیبال نے کہلوائی ہے؟" زوفہ منہ سے کچھ نہ بولی
میں اس نے سر ہلا دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی' اس کے بعد اس خاموشی کو اوزال
نے توڑا۔

"سن زوفہ! میں اس شہر میں اجنبی ہی نہیں بے گھر بھی ہوں۔ جو سوال تم
ہے' میرے لیے نیا ہی نہیں' عجیب و غریب بھی ہے۔"

یہاں تک کہتے کہتے اوزال جب خاموش ہو گئی تو بیچ میں زوفہ بول پڑی۔

"پھر میں اس سوال کا زیبال کو کیا جواب دوں؟ وہ اس وقت میرے کمرے میں
بیٹھا ہوا ہے اور تمہارے جواب کا منتظر ہے۔"

اس انکشاف پر اوزال مزید چونکی۔ تیز نگاہوں سے زوفہ کی طرف دیکھا۔ اس
کے بعد کوئی فیصلہ کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"جا کر زیبال سے کہو کہ میں مجبور' بے بس ہوں۔ اس سے شادی نہیں کر سکتی۔
اس سے شادی نہ کرنا یوں جانو میری مجبوری ہے۔ اسے یہ بھی کہنا نہ میں اس سے
نفرت کرتی ہوں نہ اس سے محبت نہ ہی اس کے متعلق میرے کوئی جذبات ہیں۔ بس
اب تم جاؤ۔"

زوفہ سر جھکائے چپ چاپ باہر نکل گئی۔ ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئی۔
اسے دیکھتے ہی زیبال چونک کر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کیا۔

"زوفہ تم کیا جواب لے کر آئی ہو!" زوفہ نے جھٹ سے زیبال سے کہہ دیا۔

"اوزال نے تمہارے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ زیبال
سے شادی نہ کرنا میری مجبوری ہے۔"

اس جواب پر زیبال مایوس ہو گیا تھا۔ اس نے زوفہ کو پھر مخاطب کیا۔ "زوفہ
واپس اوزال کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو' اسے کیا مجبوری ہے۔ کیا وہ کسی اور کو
پسند کرتی ہے؟"

اس پر زوفہ مڑی' پھر اوزال کے پاس آئی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"زیبال پوچھتا ہے کہ اوزال کی مجھ سے شادی نہ کرنے کی کیا مجبوری ہے؟ کیا وہ کسی
اور کو پسند کرتی ہے؟"

اوزال کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا' پھر وہ کہنے لگی۔

"ہاں زوفہ! یہ ٹھیک ہے میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں اور اسے ہی اپنی زندگی کا
ساتھی بنانے کا تہیہ کیے ہوئے ہوں' اب تم جاؤ۔"

زوفہ باہر نکل گئی۔ زیبال اس کے کمرے کے دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔
قبل اس کے زیبال کچھ کہتا' زوفہ نے اسے مخاطب کیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"اوزال کا جواب یہ ہے کہ وہ واقعی کسی کو پسند کرتی ہے۔"

زیبال کے چہرے پر دور دور تک مایوسیاں بکھر گئیں۔ اس نے پھر زوفہ کو مخاطب کیا۔ ایک بار پھر واپس جاؤ اور اوزال سے پوچھو کہ جس شخص کو تم پسند کرتی ہو اسے تم نے یہاں قصر میں آکر پسند کیا ہے کہ یہاں آنے سے پہلے تم کسی کو پسند کر چکی ہو؟"

زوفہ پھر مڑی' اوزال کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھتے ہوئے اوزال مسکرا دی تھی اور کہنے لگی۔ "لگتا ہے تم کوئی اور سوال لے آئی ہو؟ بہرحال پوچھو۔"

زوفہ کہنے لگی۔ "زیبال پوچھتا ہے جس شخص کو تم پسند کرتی ہو' اسے تم نے یہاں آنے کے بعد پسند کیا ہے یا یہاں آمد سے پہلے ہی تم کسی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا تہیہ کر چکی ہو؟"

اوزال نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔ "جاؤ واپس زیبال کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ رقیم شہر میں آمد سے پہلے ہی میں کسی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا تہیہ کر چکی تھی' اب تم جاؤ۔"

زوفہ پھر باہر نکلی۔ زیبال وہیں دروازے پر ہی کھڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے زوفہ کہنے لگی۔ "اوزال نے تمہارے سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ جس کسی کو بھی وہ اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہے' اسے اس نے یہاں آمد سے پہلے ہی پسند کر رکھا ہے۔ اب بول میں کیا کروں؟"

زیبال اپنا منہ زوفہ کے کان کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔ "تمہاری مہربانی اپنی ہر نشست میں اس سے بات چیت کرتے ہوئے میری طرف مائل کرنے کی کوشش کرتی رہو۔ میں تمہیں مالا مال کر دوں گا۔ میں ہر صورت میں اوزال کو اپنانے کا تہیہ کر چکا ہوں۔ اگر اس نے لگاتار مجھے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے سے انکار کیا تو میں اسے اپنا شریک حیات بنانے کے لیے دوسرے اور زیر کر دینے والے حربے بھی استعمال کر سکتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی زیبال قصر کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

مالک' حبیب اور سعید نے یارم کو حارث کے سامنے پیش کیا' حویلہ بھی ان کے

ساتھ تھی۔ حبیب کے بجائے مالک نے سارے حالات اپنے باپ سے کہہ دیئے تھے۔ جب مالک سارے حالات کہہ رہا تھا تو لمحہ بہ لمحہ حارث کا غصہ تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ جب سارا معاملہ مالک کہہ چکا تو حارث کے غصے کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس کا چہرہ تپ کر لاوے کی مانند ہو گیا تھا۔ کچھ دیر سوچتا رہا' پھر فیصلہ دیتے ہوئے اس نے اپنے بیٹے کو مخاطب کیا۔

"اس شخص کو جو حبیب بن عثمان کے باپ کا قاتل اور اس کی ماں کو اندھا کرنے کا ذمہ دار ہے' وقت ضائع کیے بغیر قصر سے باہر لے جاؤ اور اس کی گردن کٹوا دو۔"

یہ فیصلہ سن کر مالک نے داروغہ کو اندر بلوایا' اسے مسلح جوانوں کو بلانے کے لیے کہا۔ تھوڑی دیر بعد مسلح جوان آئے' یارم کو پکڑ کر باہر لے گئے تھے اور اس کی گردن کاٹ دی تھی۔ یارم کے انجام کے بعد حبیب جس وقت باہر نکلنا چاہتا تھا تو حارث نے اسے مخاطب کیا۔

"حبیب تم اور تمہارا بھائی سعید دونوں یہاں رکو۔ تمہارے معبد کی طرف جانے کے بعد بہت بڑا حادثہ نمودار ہوا ہے۔ یوں جانو مجھے ایک بار پھر بیٹے تجھے ایک انتہائی اہم مہم پر روانہ کرنا پڑ رہا ہے۔

تمہارے جانے کے بعد میری بیٹی عریب کی طرف سے حصرون آیا ہے۔" پھر حارث کے کہنے پر داروغہ حصرون کو بلا لایا۔ حصرون' مالک' سعید اور حبیب سے ملا۔ پھر حصرون نے حارث کے کہنے پر حبیب بن عثمان' سعید اور مالک سے وہ سارے حالات کہہ ڈالے تھے جو عریب کو پیش آئے تھے۔

حصرون جب سارے واقعات کہہ چکا' تب حارث نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"اب بولو بیٹے۔ تم کیا کہتے ہو؟ ہیرودیس میری بیٹی کو قتل کرنے کے درپے ہے۔ میں اسے ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ میں اس پر فی الفور حملہ بھی کر سکتا ہوں لیکن یہ جلد بازی ہوگی۔ اس دوران وہ میری بیٹی کو فوراً ہلاک بھی کر سکتا ہے۔ وہ اسے اپنے شہر سے روانہ کرنے کے بعد اپنے مسلح جوانوں کے ذریعے دشت سینا میں ہلاک کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔ بیٹے میں ہر صورت میں اپنی بیٹی عریب کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ وہ ایک ایسی بیٹی ہے جو میرے دل کی راحت' میری آنکھوں کا چین ہے۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟"

حبیب نے کچھ سوچا اور کہنے لگا۔ "نبطیوں کے عظیم تاجدار آپ جیسا چاہ رہے ہیں' ویسا ہی ہوگا۔ میں آج ہی کچھ مسلح جوانوں کو لے کر اپنے شہر سے نکلوں گا۔ حصرون میرے ساتھ ہوگا۔ میرے خداوند نے چاہا تو میں ہر حالت میں عریب کو زندہ سلامت آپ کے پاس لے کر آؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح میں نے اوزال کی مہم کو کامیابی کے ساتھ سر کیا ہے' ایسے ہی میں اپنی بہن عریب کو بھی سلامتی کے ساتھ رقیم شہر لانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میرے خیال میں اب مجھے اجازت دیں۔ میں مالک اور سعید تینوں لشکرگاہ کی طرف جاتے ہیں۔ وہاں سے میں چند دستوں کو لے کر اپنی مہم پر روانہ ہو جاؤں گا۔" حارث نے اس سے اتفاق کیا' پھر حبیب' مالک اور سعید وہاں سے نکل گئے تھے' حصرون بھی ان کے ساتھ تھا۔

○

قصر کے احاطے میں آنے کے بعد حبیب بن عثمان رک گیا۔ پھر مالک سے کہنے لگا۔ "آپ لوگ رکیں' میں ذرا اپنے کمرے سے ہو آؤں۔ وہاں میرا کچھ سامان ہے' میں وہ لے لوں۔" اس پر مالک کہنے لگا۔ "چلو ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔" پھر سارے حبیب بن عثمان کے کمرے کی طرف بڑھے۔ اتنے میں رعما قصر کے احاطے میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھتے ہوئے حبیب رک گیا۔ جب وہ قریب آئی تو حبیب نے اسے مخاطب کیا۔ "رعما خیریت تو ہے۔" رعما مسکراتے ہوئے بول پڑی۔

"میرے بھائی سب خیریت ہے۔ دراصل میں اوزال سے ملنا چاہتی تھی۔ میں نے اس کی بڑی تعریف سنی۔ میرا اس سے ملنے کو جی چاہتا تھا' لہٰذا قصر میں چلی آئی۔ کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ وہ قصر کے کس کمرے میں رہتی ہے؟"

حبیب بن عثمان جواب میں مسکراتے ہوئے کچھ دیر تک اس کے کمرے کی طرف دیکھتا رہا' پھر کہنے لگا۔ "چلو ہمارے ساتھ آؤ' ہم بھی اوزال ہی کے کمرے کی طرف جا رہے ہیں۔" سب قصر کے احاطے کے مغربی جانب بڑھنے لگے تھے۔

اوزال نے بھی شاید اپنے کمرے کے اندر سے سب کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا' لہٰذا وہ بھی اپنے کمرے سے باہر آن کھڑی ہوئی تھی۔ رعما نے دور ہی سے اسے دیکھ لیا تھا' لہٰذا وہ سب سے الگ ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے آگے بڑھی اور اوزال کے قریب گئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری بہن شاید تم نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔" اوزال نے بڑی نرمی میں جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میں نے تمہیں معبد میں دیکھا تھا۔ جس طرح تم سعید بھائی سے ملی' اس سے گفتگو کی' میں نے اس سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ تم سعید بھائی کو پسند کرتی ہو۔" رعما مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ "اوزال تو بڑی تیز نگاہ اور دوراندیش لڑکی ہے۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں واقعی سعید کو پسند کرتی ہوں۔ میں نے قصر کے لوگوں سے تمہاری بڑی تعریف سنی' بس تم سے ملنے کو جی چاہتا تھا۔" اوزال جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اتنی دیر میں سب قریب آگئے۔ حبیب اپنے کمرے میں چلا گیا' اپنا کچھ ضروری سامان اس نے سمیٹا' پھر رعما کو مخاطب کرکے وہ کہنے لگا۔

"رعما تم اوزال کے پاس بیٹھو' ہمیں ایک مہم درکار ہے۔ ہم جاتے ہیں۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر اوزال چونکی۔ چند قدم آگے بڑھی' پھر اس کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"ابن عثمان آپ برا نہ مانیئے گا' آپ میرے محافظ ہیں۔ مجھ سے پوچھے بغیر' مجھ سے مشورہ کیے بغیر آپ کیسے کسی مہم پر جا سکتے ہیں؟"

اس موقع پر مالک بن حارث نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ سعید بھی ہنس رہا تھا۔ حبیب بن عثمان کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر مالک کی آواز سنائی دی۔

"ابن عثمان میری بہن اوزال ٹھیک کہتی ہے۔ جب بھی تم کسی مہم پر جاؤ' اس مہم کی اطلاع دینا اوزال کو ضروری اور لازم ہے۔ اب اس وقت تم زحمت نہ کرو' میں خود ہی اس مہم کی تفصیل اوزال سے کہتا ہوں۔" ساتھ ہی مالک نے جس مہم پر حبیب بن عثمان نے روانہ ہونا تھا' اس کی تھوڑی سی تفصیل بتا دی تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

یہ تفصیل سن کر اوزال فکرمند اور پریشان ہو گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ سوچتی رہی، پھر حبیب بن عثمان کو اس نے مخاطب کیا۔

"ابن عثمان جس مہم پر آپ روانہ ہو رہے ہیں، اگر اس مہم میں میں بھی آپ کا ساتھ دوں تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟"

حبیب بن عثمان نے چونکنے کے انداز میں اوزال کی طرف دیکھا۔ پھر اسے مخاطب کیا۔ "اوزال یہ ایک ایسی مہم ہے جس میں میں تجھے اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ اس لیے کہ مجھے پہلے ہی کسی کا دفاع کرنا ہے، میں تمہیں کہاں سنبھالتا پھروں گا اور پھر تم کیوں اس مہم میں شامل ہونا چاہتی ہو؟ یہ ایک خطرناک مہم بھی ہے۔" حبیب بن عثمان جب خاموش ہوا تو اوزال نے اس دفعہ مالک کی طرف دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"مالک میرے بھائی اگر آپ، سعید بھائی اور رعما برا نہ مانیں تو میں اس موضوع پر حبیب بن عثمان سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

مالک مسکرا دیا اور کہنے لگا۔ "اوزال میری بہن، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اس سلسلے میں تم حبیب بن عثمان سے علیحدگی میں گفتگو کر سکتی ہو۔" اوزال نے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا۔ "ابن عثمان آپ ذرا میرے کمرے میں میرے ساتھ آیئے۔" ساتھ ہی اوزال اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ حبیب چپ چاپ اس کے پیچھے ہو لیا تھا۔

اپنے کمرے کے وسط میں آکر اوزال رک گئی، مڑی۔ اتنی دیر تک حبیب بھی اس کے پاس آکر رک گیا تھا۔ پھر حبیب بن عثمان کو اوزال نے مخاطب کیا۔

"ابن عثمان میں ہر صورت آپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔ اس لیے کہ یہاں میری جان ہی نہیں، میری عصمت اور حرمت کو بھی خطرہ ہے۔ یہاں اس قصر میں بھی کوئی مایوسی کے سیم اور تھور پیلے موسموں کی تخریب اور صدیوں کے کالے قہر کی صورت میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اگر آپ نے مجھے اپنے ساتھ لے جانا پسند نہ کیا اور مجھے اکیلا چھوڑ گئے تو یاد رکھئے گا، آپ کی غیر موجودگی میں میرے جیون کا ہر لمحہ شور کی ہر ساعت اس قصر کے اندر تشنگی کی دھوپ اور اعضاء شکنی کا شکار ہو جائے گی۔"

حبیب بن عثمان کچھ پریشان ہو گیا اور پھر اوزال کی طرف دیکھا۔

"اوزال یہاں کون تیرے پیچھے پڑ گیا ہے؟" اوزال کی گردن تھوڑی دیر کے لیے جھک گئی، پھر کہنے لگی۔ "میں آپ سے سچ کہہ رہی ہوں، دراز دست اور زور آور شخص میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ مجھے اپنانا چاہتا ہے۔ مجھے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا ہے لیکن میں ایسا نہیں چاہتی۔ اس لیے میں یہاں آنے سے پہلے ہی کسی کو پسند کر چکی ہوں۔ میں اس کی مقدس امانت ہوں اور اس کی محبت اور چاہت کا حرف مرقوم ہوں۔ جسے میں پسند کر چکی ہوں، وہ میرے لیے سنگین رات میں قہقہوں کی جلترنگ، ظلمتوں کے نزول میں انگبین سحر اور دشت کے خارواروں میں لعل بدخشاں کی مانند ہے۔"

اوزال کو رک جانا پڑا، اس لیے کہ حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"وہ کون ہے یا تم یوں سمجھو کہ وہ کون خوش قسمت ہے جسے تم پسند کرتی ہو؟"

اوزال مسکراتے ہوئے پھر بول پڑی۔

"جسے میں پسند کرتی ہوں، جسے میں چاہتی ہوں، وہ ایسا نوجوان ہے جو سینے میں تیر کھا کر مسکرانے والا ہے۔ وہ سرخ شعلوں کے کروٹیں لیتے طوفانوں جیسا بہادر، سینوں میں تلاطم برپا کر دینے والے ولولوں سا دلیر اور آتش و آہن کے سیلاب جیسا بے روک ہے۔"

اوزال جب خاموش ہوئی تو حبیب بن عثمان پھر بول پڑا۔

"وہ کون ہے۔ اگر وہ اتنا ہی بہادر اور دلیر ہے تو پھر تمہیں اپنی جان، اپنی حرمت کی خاطر اس مہم میں شامل ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ اسے یہاں تیری حفاظت کا سامان کرنا چاہیے۔"

اوزال نے جواب میں کچھ ایسے انداز میں آہ بھری جیسے اس کے سینے کے ویران گوشوں سے کوئی ٹھیس اٹھی ہو۔ "ابن عثمان جسے میں پسند کرتی ہوں، اس میں شک نہیں کہ وہ میری زندگی کی تاریک رات کی سحر، میرے دل کی دھڑکنوں کی سرگوشی اور میرے صاف زندگی میں ساز نوید کی طرح ہے۔ پر میری بدقسمتی کہ وہ اس وقت یہاں نہیں ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتا تو میں تمہیں کبھی بھی زحمت نہ دیتی۔ تمہارے ساتھ

www.pdfbooksfree.pk

جانے پر بضد نہ ہوتی۔ اس لیے میری آپ سے التجا اور گزارش ہے کہ اس مہم پر مجھے اپنے ساتھ لے کر چلیے۔"

حبیب بن عثمان پھر بول پڑا۔ "اوزال میں کیسے تمہیں اس مہم پر اپنے ساتھ رکھوں؟ مجھے نہ جانے کتنے لوگوں سے ٹکرانا ہوگا۔ اس جنگ کے دوران میں تمہاری حفاظت کیسے کروں گا؟"

اوزال تھوڑی دیر تک مسکرائی' پھر تیز نگاہوں سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "میں اس مہم کے انجام تک آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ میں یہاں سے آپ کے ساتھ روانہ ہوں گی۔ آپ مجھے اپنے نخلستان میں اپنے گھر چھوڑ جایئے گا اور جب آپ اپنی مہم سے فارغ ہوں گے' تب مجھے گھر سے ساتھ یہاں لیتے آیئے گا۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

حبیب بن عثمان' اوزال کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ دروازے پر رعما نمودار ہوئی' پھر وہ اوزال کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"اوزال اگر آپ حبیب بھائی کے ساتھ کسی نتیجے پر پہنچ چکی ہوں تو میں اندر آجاؤں؟" اوزال نے مسکراتے ہوئے جب رعما کو اندر آنے کی اجازت دی تو وہ آگے بڑھی اور حبیب بن عثمان اور اوزال کے پاس آن کھڑی ہوئی۔ پھر اوزال کو مخاطب کیا۔

"کیا حبیب بھائی تمہیں اپنے ساتھ لے جانے پر تیار ہیں؟" اس پر اوزال کہنے لگی۔ "میں نے ان سے التماس کی ہے کہ مجھے یہاں سے اپنے ساتھ لیتے جائیں اور جاتے ہوئے مجھے اپنے نخلستان میں چھوڑ جائیں۔ اب دیکھیں' یہ کیا جواب دیتے ہیں؟" حبیب بن عثمان کے بولنے سے پہلے رعما بول پڑی۔

"حبیب بھائی میری بھی آپ سے گزارش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ آپ کے نخلستان تک جاؤں گی۔ جس طرح اوزال آپ کے ہاں رہے گی' ویسے ہی میں بھی آپ کی واپسی تک وہاں رہنا پسند کروں گی۔ امید ہے آپ محسوس نہیں کریں گے۔ اس سلسلے میں میں آپ کے اندر آنے کے بعد سعید سے گفتگو کر چکی ہوں اور اس نے مجھے آپ کے ساتھ نخلستان جانے کی اجازت دے دی ہے۔ میں نے مالک کو

یہ واضح کر دیا ہے کہ میں اور سعید ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔"

حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا' پھر رعما کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"رعما پہلے گھر جاؤ۔ اپنے باپ سے اجازت لے کر آؤ کہ تم ہمارے نخلستان تک جاؤ۔ اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو اپنا ضروری سامان لے کر یہاں آجاؤ۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے پر تیار ہوں۔ اوزال بھی میرے ساتھ جائے گی۔"

حبیب بن عثمان کا یہ جواب سن کر جہاں اوزال کے چہرے پر دور دور تک خوشیاں اور مسرت ناچ اٹھی تھی' وہاں رعما بھی خوش تھی۔ پھر رعما بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔

رعما کے جانے کے بعد آواز دے کر حبیب بن عثمان نے مالک اور سعید کو بھی وہاں بلا لیا۔ سب وہاں نشستوں پر بیٹھ گئے۔ پھر حبیب بن عثمان نے مالک کو مخاطب کیا۔

"مالک میرے بھائی اوزال میرے ساتھ میرے نخلستان جانے کے لیے بضد ہے اور میں نے اس کی ضد کی خاطر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور جاتے ہوئے اپنے نخلستان چھوڑ جاؤں گا۔ رقیم شہر کی طرف آتے ہوئے یہ پہلے ہی ہمارے نخلستان میں قیام کر چکی ہے۔ میری ماں' میری خالہ' میری ممانی' میرے ماموں' میرے ماموں زاد بھائی اور میرے چچا سے بھی یہ متعارف ہو چکی ہے' لہٰذا اسے وہاں رہتے ہوئے کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ رعما بھی اس کے ساتھ میرے نخلستان جانے کے لیے آمادہ ہے۔ میں نے اسے اپنے گھر بھیجا ہے کہ وہ باپ سے پوچھ کر آئے۔ ساتھ ہی اپنا ضروری سامان بھی لیتی آئے۔ اس کے آنے تک یہیں بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے مالک اور سعید دونوں خوش ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد رعما اپنا ضروری سامان لے کر لوٹی اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔ "حبیب میرے بھائی' میرے باپ نے مجھے آپ کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی ہے۔" پھر سب اس کمرے سے نکلے۔ وہاں سے مستقر کی طرف گئے۔ مالک اور سعید مستقر ہی میں رہے جبکہ حبیب بن عثمان چند مسلح دستوں کو لے کر اوزال اور رعما کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔ اپنی مہم کی طرف بڑھتے ہوئے اوزال اور رعما کو اس نے اپنے نخلستان میں چھوڑا' پھر وہ بڑی برق رفتاری سے اپنی مہم کی طرف

www.pdfbooksfree.pk

بڑھا تھا۔

○

شرق اردن کے بادشاہ ہیرودیس کی نئی نویلی بیوی ہیرودیہ بھاگتی ہوئی قصر کے ایسے کمرے میں داخل ہوئی جہاں پہلے سے اس کی ماں بیٹھی ہوئی تھی۔ ہیرودیہ کو اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھ کر اس کی ماں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ تاہم جب اس نے دیکھا کہ ہیرودیہ کے چہرے پر دور دور تک خوشیاں اور آنکھوں میں نئی انوکھی چمک ہے' تب وہ مطمئن ہو کر دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔ اتنی دیر تک ہیرودیہ اس کے قریب آئی اور اپنی ماں کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے بے پناہ خوشیوں کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"ماں آج کا دن میرے لیے بھرپور خوشیوں' مسرتوں اور جشن کا دن ہے۔"

ہیرودیہ جب اپنی ماں سے علیحدہ ہوئی تو اس نے تیز اور سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"پہلے تفصیل بتاؤ' اس کے بعد میں اپنے رد عمل کا اظہار کروں گی۔"

ہیرودیہ تھوڑی دیر تک مسکراتے ہوئے اپنی ماں کی طرف دیکھتی رہی' پھر کہنے لگی۔ "ماں جس گھڑی کا مجھے انتظار تھا' وہ رونما ہو گئی ہے۔ ہیرودیس نے اپنی بیوی عریب کو طلاق دے کر کچھ محافظ دستوں کے ساتھ یہاں سے روانہ کر دیا ہے اور محافظ دستے عریب کے ساتھ روانہ کیے گئے ہیں' انہیں اور ان کے سالار کو تاکید کر دی گئی ہے کہ عریب کو صحرائے سینا میں لے جا کر قتل کر دینا ہے۔ اس کے بعد تیز رفتار قاصد رقیم کی طرف بھجوانے اور نبطیوں کے بادشاہ کو اطلاع کرنی ہے کہ اس کی بیٹی اس سے ملنے کے لیے روانہ ہوئی کہ راستے میں کچھ بٹ مار اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ اس طرح میرے راستے کی ساری رکاوٹیں دور ہو جائیں گی اور میں ہیرودیس کی واحد بیوی کی حیثیت سے اس کی مملکت پر حکمرانی کروں گی۔"

ہیرودیہ کے اس انکشاف پر اس کی ماں نے بے پناہ خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ پھر اس نے ہیرودیہ کو مخاطب کیا۔

"یہ تو کہو' تمہارا شوہر ہیرودیس اس وقت کہاں ہے؟" ہیرودیہ چہکتے ہوئے کہنے لگی۔ "بس وہ میرے پیچھے پیچھے آ ہی رہے ہیں۔" پھر دونوں ماں بیٹی بڑی بے چینی سے ہیرودیس کی آمد کا انتظار کرنے لگی تھیں۔

○

ہیرودیس نے بظاہر ہیرودیہ سے شادی کر کے اور عریب کو طلاق دے کر یہ خیال کیا تھا کہ وہ اپنی گم گشتہ جنت کو پا لے گا لیکن قدرت کے فیصلے کبھی کبھی مامن حیات کو بھی شرربار کر دیتے ہیں۔ ہیرودیس نے خود فریب زیست سے مانوس ہونے کی کوشش کی تھی' پر نہیں جانتا تھا عدل کے سورج تلے اکثر و بیشتر قدرت کے فیصلوں کے آگے دیار خواب کی گلیاں بھی اندیشوں کے بے اماں طوفانوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس نے ایک طرح سے اپنی چمکیلی آرزوؤں کے خوش رو طیور کی تلاش کی کوشش کی تھی۔ پر نہ جانا تھا کہ طوفانوں کا رخ خود اس کے خلاف ہی مڑ جائے گا۔ بہرحال اپنی نئی نویلی بیوی ہیرودیہ کے کہنے پر ہیرودیس نے اپنی پہلی بیوی اور نبطیوں کے بادشاہ حارث کی بیٹی عریب کو طلاق دے کر رقیم کی طرف روانہ کر دیا۔

○

ہیرودیہ اور اس کی ماں کو زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا' اس لیے کہ تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے میں جس میں وہ دونوں ماں بیٹی بیٹھی ہوئی تھیں' ہیرودیس داخل ہوا۔ ہیرودیہ اور اس کی ماں نے اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے ہوئے اور اپنے چہروں پر گہری مسکراہٹ لاتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ ہیرودیس آگے بڑھ کر اپنی نئی نویلی بیوی ہیرودیہ کے پاس بیٹھ گیا۔ گفتگو کا آغاز ہیرودیہ کی ماں نے کیا تھا۔ اس نے ہیرودیس کو مخاطب کیا تھا۔

"ہیرودیس تم نے نبطیوں کے بادشاہ حارث کی بیٹی عریب کو طلاق دے کر اسے فارغ کر دیا ہے۔ تمہارے اس فیصلے پر میری بیٹی ہیرودیہ بہت خوش ہے۔ اس کی خوشی کے باعث میں بھی آج پر مسرت اور مطمئن ہوں۔ میری خدا سے دعا ہے کہ تم دونوں خوشگوار زندگی بسر کرتے رہو۔ عریب نے تمہارے ساتھ یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے معاملے میں تکرار اور جھگڑا کر کے اچھا نہیں کیا اور اس کا یہ سلوک اس کی طلاق کا باعث بن گیا۔"

ہیرودیہ کی ماں جب خاموش ہوئی تو ہیرودیہ بول پڑی۔

"سن ماں! پانی کو ہمیشہ پیاس بلاتی ہے اور نوحہ کرتا وقت زیست کی راہوں پر بڑے پیڑوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ لگتا ہے عریب کو بھی فنا کی تحریریں اپنی

www.pdfbooksfree.pk

طرف بلا رہی ہیں اور مجھے امید ہے کہ دشت سینا میں اس کی روح امید کے دھاگوں اور کمزور گھاس کے تنکوں کی طرح موت کے جال میں الجھ کر رہ جائے گی۔

ہیرودیہ خاموش ہوگئی' تھوڑی دیر تک قصر کے اس کمرے میں خاموشی رہی۔ ہیرودیہ کی ماں نے ہی ہیرودیس کو مخاطب کیا۔

"ہیرودیس اب جبکہ تمہارے اور ہیرودیہ کے سامنے رکاوٹ بننے والی کوئی پاؤں میں چبھنے والا کوئی کانٹا نہیں رہا تو میں تم سے کہوں گی کہ اسی خوشی کے سلسلے ایک جشن منانا چاہیے جس میں خوشی کا اظہار کیا جانا چاہیے۔"

ہیرودیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور ہیرودیہ کی ماں سے کہنے لگا۔ "میں آپ اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ ایک ہفتے تک میری اور ہیرودیہ کی شادی کی خوشی سلسلے میں بہترین جشن برپا کیا جائے گا۔ میں اب چلتا ہوں' ریاست کا کچھ کام نمٹانا اس کے بعد تم دونوں کے پاس لوٹ کر آتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی ہیرودیس کمرے سے نکل گیا تھا۔

○

عریب بڑی اداسی کی حالت میں مسلح جوانوں کے ساتھ بحر لوط کے کنارے چٹانوں کے اندر سفر کر رہی تھی۔ وہ اداس اور پریشان تھی۔ وہ جانتی تھی آگے جا کر دشت سینا میں اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اسے کسی کا انتظار تھا جو مدد کو پہنچے۔ اسے کسی کی ضرورت تھی جو اسے موت کے اندھے کنوئیں سے سفر کرتے ہوئے اس کے لبوں پر اظہار کے احساس کی تشنگی تھی۔ ہر قدم خوف وحشت سے لرزاں تھا۔ ہر سانس لرزشوں میں سموئی ہوئی تھی۔ خوفناک لہروں سماعت آوازیں اس کے جگر کو ریزہ ریزہ اور نظر کو بے بصیرت کیے دے رہی تھیں۔ ذہن بے جا دلیلوں میں الجھا ہوا تھا۔ دل کی بے ربط دھڑکنیں آنے والے خطرات تصور میں ڈوبی جا رہی تھی۔ اس کی پیشانی شکن شکن چہرے پر شمشان کی اور سینے میں آتش فشاں تھے۔ بدترین وقت کی نادیدہ خشمناکیاں اسے زندگی کی سرحد کی طرف لے جاتے ہوئے خوفزدہ کر رہی تھیں۔ تفکرات نے اس کا چہرہ

چوب کی مانند سفید کر دیا تھا۔ آنے والے لمحے اس کے دامن کو فگار دل کو چاک کیے دے رہے تھے۔

بحر لوط کے کنارے کی چٹانوں کے اندر سفر کرتے ہوئے اچانک ایک تبدیلی نمودار ہوئی۔ بائیں جانب سے کچھ مسلح جوان نمودار ہوئے جو اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے تھے۔ ان میں سے کچھ عریب کے ساتھ سفر کرنے والے مسلح جوانوں کی راہ روک کر کھڑے ہوئے اور کچھ نے عریب کو گھیرے میں لے لیا اور پھر عریب کے گھوڑے کی باگیں پکڑ کر انہوں نے عریب کو ایک طرف کر دیا تھا۔

عریب بظاہر مطمئن تھی' تاہم اس نے راہ روکنے والوں کی طرف دیکھتے ہوئے تحکمانہ انداز میں پوچھ لیا۔ "تم لوگ کون ہو' کیوں ہماری راہ روکی ہے؟"

قبل اس کے کہ کوئی جواب دیتا' اچانک جس نقاب پوش نے عریب کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر ایک طرف کیا تھا' اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ عریب کے چہرے پر دور تک مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔ وہ حبیب بن عثمان تھا۔

تھوڑی دیر پہلے جہاں عریب کے چہرے پر ماتم گساری کی لہریں تھیں' جہاں ماحول نامساعد اور حالات ناموافق اسے روٹھی امیدوں' ان کہے خوابوں' ان بجھی آگ کی طرف دھکیل رہے تھے' وہاں حبیب بن عثمان کو دیکھتے ہوئے اب وہ سپنوں کے نگر' تمناؤں کے شہر جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ بلیغ اور دلکش' لطیف اور گوناگوں روشن نغمگی اور اطمینان اس کے چہرے' اس کی آنکھوں میں رقص کرنے لگے

اس موقع پر عریب' حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس دوران حبیب بن عثمان کے سارے ساتھیوں نے اپنے چہروں سے نقاب ہٹا دیئے۔ پھر حبیب بن عثمان نے ان مسلح جوانوں کو مخاطب کیا جو عریب کو اپنے لے کر آئے تھے۔

"تم لوگ امن کے ساتھ لوٹ جانا چاہتے ہو یا ہمارا مقابلہ کرکے اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلنا چاہتے ہو؟"

جو مسلح جوان عریب کے ساتھ آئے تھے' ان میں سے ایک جو شاید ان کا سالار

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

تھا' بڑی قہرانی میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم کس بھول' کس دھوکے فریب میں پڑ گئے ہو۔ ذرا اپنے ساتھیوں اور
مسلح جوانوں کا موازنہ کرو۔ تم تعداد میں ہم سے آدھے بھی نہیں ہو۔ میں
اپنے ساتھیوں کو تم سے ٹکرانے کا حکم دے دیا تو یاد رکھنا لمحوں کے اندر میرے
تم سب کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھ دیں گے۔ تم نے جو سابق ملکہ عریب کو
ایک طرف کر دیا ہے تو اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم عریب کے ساتھی ہو
کے محافظ ہو' اس کی جان بچانا چاہتے ہو لیکن ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ اس
کہ ہمارے بادشاہ ہیرودیس نے ہمیں اعلانیہ اور صاف طور پر حکم دے رکھا
عریب کو دشت سینا میں لے جا کے قتل کرنا ہے اور یہ کام ہم ہر صورت
گزریں گے۔ اس لیے کہ واپس جا کر ہم نے ہیرودیس کو اپنی کارگزاری کی
اطلاع کرنی ہے۔"

ان مسلح جوانوں کا سالار خاموش ہوا تو حبیب بن عثمان نے ایک بھیانک
لگایا' پھر اسے مخاطب کیا۔

"جاہل انسان! ہم لوگ تعداد کی کمی بیشی کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے
سے ٹکراتے ہیں۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم تم سے تعداد میں کم ہیں تو
بحر لوط ہے جس کے کنارے پر تم لوگ کھڑے ہو اور یہ وہ سرزمین ہے جہاں
بیشتر معجزات کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ آج تمہارے اور ہمارے ٹکراؤ کے درمیان
معجزات ہی نمودار ہوں گے۔ اگر تم ہم سے ٹکراؤ گے تو یاد رکھنا پاش پاش ہو
جاؤ گے اور سب ہی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔"

سالار کچھ دیر سوچتا رہا' پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا
اپنی تلواریں بے نیام کر لو اور ڈھالیں سنبھال لو۔ یہ ہم سے ٹکرائے بغیر نہیں
گے۔" سالار حملہ آور ہونے کا حکم ہی دینے لگا تھا کہ اچانک ہی پیچھے سے
کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"خبردار حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ ہماری طرف دیکھو' ہمارے
میں بجھے ہوئے ہیں اور ہمارے نشانے بڑے بے خطا ہیں۔ اگر تم لوگوں نے

ہی ۔ے بڑھا کر ہمارے ساتھیوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی یا عریب کو نقصان
پہنچانا چاہا تو یاد رکھنا ہمارے تیر تم سب لوگوں کو چھلنی کرکے رکھ دیں گے اور یہ تیر
ایسے ہیں کہ جس جس جسم سے ٹکرائیں گے' اسے نیست و نابود کرتے چلے جائیں
گے۔"

عریب کے ساتھ جو مسلح جوان آئے تھے' انہوں نے بڑے خوفزدگی اور وحشت
میں تھوڑا سا پیچھے دیکھا تو ان گنت کمانیں چٹانوں کے اوپر دیکھی جا سکتی تھیں جن کے
چلو میں تیرے چڑھے ہوئے تھے۔ وہ کسی ردعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتے تھے کہ حبیب
بن عثمان نے انہیں مخاطب کیا۔

"اگر تم لوگ زندگی چاہتے ہو تو اپنے ہتھیار جہاں کھڑے ہو' وہیں پھینک دو اور
پورے دس قدم گن کر بائیں جانب کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تم لوگوں نے ایسا نہ کیا تو یاد
رکھنا میں اپنے ساتھیوں کو تیر چلانے کا حکم دے دوں گا اور میرے ساتھیوں میں سے
ایک تمہیں بتا چکا ہے کہ ان کے تیر زہر میں بجھے ہوئے ہیں اور ان کے نشانے بڑے
بے خطا ہیں۔ ناحق اپنے آپ کو موت کے منہ میں مت ڈالو۔ اپنے ہتھیار یہاں
پھینک دو اور دس قدم گن کر بائیں جانب پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔"

عریب کے ساتھ آنے والے وہ مسلح جوان تھوڑی دیر تک نگاہوں ہی نگاہوں میں
ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے' پھر شاید انہوں نے کوئی فیصلہ کیا' سب نے ڈھیر کی
صورت میں ایک جگہ اپنے ہتھیار پھینک دیئے' پھر دس قدم پیچھے بائیں جانب ہٹ کر
کھڑے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان کا اشارہ پار کر چند مسلح جوان آگے
بڑھے اور جو ہتھیار انہوں نے پھینکے تھے' وہ انہوں نے اٹھائے اور بحرلوط کے کنارے
ایک چٹان کے قریب لا جمع کیے تھے۔

جب ایسا ہو چکا تو حبیب بن عثمان نے ان سب کو مخاطب کیا۔

"ہیرودیس کے مسلح جوانو! واپس چلے جاؤ۔ ہیرودیس سے جا کر کہنا ہماری بہن
عریب کو طلاق دے کر اس نے خاردار جھاڑیوں اور طوفانوں کے خیابانوں کی آبیاری
کی ہے۔ عریب کو اپنے حرم سے نکال کر اور ہیرودیہ کو اس پر فوقیت دے کر اس نے
اپنے اور اپنی مملکت کے لیے آتش زنی اور خونریزی' نادیدہ اور ناشنیدہ گمنامی کی قہر

www.pdfbooksfree.pk

مانیوں کو پکارا ہے۔ وہ مصلحت اندیشی سے کام لیتا تو بنطیوں کے ساتھ اس
تعلقات برادرانہ رہتے لیکن اس نے جس بداندیشی کا مظاہرہ کیا ہے' اس کے نتیجے
عنقریب شورہ پست اور جنگجو نبطی صاعقہ آسمانی اور شہاب ثاقب کی سی تیزی
ساتھ اس کے سر پر موت بن کر کھیل جائیں گے۔ عنقریب ہمارے جنگجو اس پر
وارد ہوں گے کہ اس کی بھوکی نگاہوں کو زنگ آلود' اس کی شیطنت کے رنگ دق
آندھیوں کے غبار میں تبدیل کر دیں گے۔ اب تم جاؤ' واپس جا کر ہیرودیس سے
کہ عریب کے محافظ اور عظیم نبطی قوم کے فرزند راستے ہی میں تم لوگوں سے
گئے اور تمہیں واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ میں چاہتا تو تم سب کی گردنیں بھی کٹوا
تھا لیکن کیونکہ اس سلسلے میں تمہارا کوئی قصور نہیں' میں تم پر کوئی ظلم اور جبر
کرنا چاہتا' لہٰذا واپس چلے جاؤ۔ جو میں نے کہا ہے' وہ واپس جا کر اپنے بادشاہ ہیرو
سے کہنا۔"

حبیب بن عثمان جب خاموش ہوا تو عریب کے ساتھ آنے والے مسلح جوانوں
جو سالار تھا' اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"نبطی قوم کے عظیم و محترم فرزند! میں نہیں جانتا تم کون ہو' تاہم جس
عریب نے تمہاری طرف دیکھا ہے' اس سے لگتا ہے تم اس کے عزیز ہو۔ میں
سے گزارش ہے کہ ہمارے گھوڑے واپس کر دو تاکہ ہم وہ پیغام جو تم نے دیا
اپنے بادشاہ ہیرودیس کو جا کر پہنچا دیں۔"

حبیب بن عثمان نے انہیں اپنے گھوڑے لینے کی اجازت دے دی جس پر
الفور آگے بڑھے۔ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے چلے گئے تھے۔ حبیب
عثمان کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے بھی ان مسلح جوانوں کا سارا اسلحہ
تھا۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان کے قریب ہی کھڑے حصرون کے پاس عریب
اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"حصرون! تم یہیں سے رقیم جانے کے بجائے یروشلم کا رخ کرو۔ عاذور
اور اسے پورے حالات سنا کر میری سلامتی سے مطلع کرنا۔ آج نہیں تو کل
پاس اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کے شہید کیے جانے ہیرودیس کے مجھے طلاق

رقیم کی طرف روانہ کرنے کے حالات پہنچ جائیں گے۔ وہ چونکہ مجھے اپنی بیٹی کی طرح
چاہتا ہے' لہٰذا یہ حالات سن کر وہ پریشان ہوگا' لہٰذا تم جا کر اسے میری سلامتی سے
آگاہ کرو گے تو اسے' اس کی بیٹی اور بیٹے کو ایک طرح سے اطمینان ہو جائے گا۔"

حبیب بن عثمان نے بھی عریب کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ ساتھ ہی اس نے
حصرون کو تاکید کی کہ وہ ماذور' اس کے بیٹے اور بیٹی اور دیگر لواحقین کو سلام کہے۔
اس کے ساتھ ہی حصرون وہاں سے یروشلم کی طرف چلا گیا تھا جبکہ حبیب اور عریب
مسلح جوانوں کے ساتھ رقیم شہر کا رخ کر رہے تھے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

جس روز اوزال اور رعما دونوں حبیب بن عثمان کے نخلستان پہنچی تھیں، اگلے روز ان دونوں کو عبیرہ اور علی نے صبح ہی صبح اپنے باغات کی طرف لے جانے کا ارادہ کیا تو اوزال اور رعما مان گئیں۔ عبیرہ کے کہنے پر اوزال نے اپنی وہ دف ساتھ لے لی تھی جسے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ ساتھ ہی عبیرہ نے اسے بات پر بھی آمادہ کر لیا تھا کہ وہ باغات میں جا کر انہیں اپنی پسند کا کوئی اچھا سا گانا سنائے گی۔ اس طرح وہ نخلستان سے نکل کر باغات میں پہنچے۔ کچھ دیر تک وہ باغات میں کام کرتے رہے، پھر کھجوروں کے ایک جھنڈ تلے جس کے سامنے سبزہ ہی سبزہ تھا بیٹھ گئے۔ گھر سے وہ کھانے پینے کی اشیاء لائے تھے۔ پہلے وہ کھائیں، پھر عبیرہ اوزال کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اوزال میری بہن! یہ تو میں جانتی ہوں کہ تم بہت اچھا گاتی ہو اور ناچتی ہو۔ میں تمہیں ناچنے کے لیے نہیں کہوں گی۔ بس میں تم سے یہ التجا کرتی ہوں کہ زندگی کا بہترین نغمہ سناؤ جس سے تم متاثر ہو۔

اوزال اس پر شاید پہلے ہی آمادہ تھی، اس لیے کہ گھر سے روانہ ہوتے وقت عبیرہ نے اس سے گانے کے لیے کہا تھا۔ عبیرہ کے کہنے پر اوزال نے اپنی چھوٹی سنبھالی جس کے ساتھ کافی جھانجیں بندھی ہوئی تھیں۔ کچھ دیر تک وہ دف بجاتی دف کے ساتھ جو جھانجیں بندھی ہوئی تھیں، انہوں نے عجیب سا سماں باندھ دیا تھا۔ پھر دف بجانے کے ساتھ ساتھ اپنی پرسوز آواز میں اوزال نے گانا بھی شروع کیا۔

اللہ جانے کب وہ دن آئے گا
وہ مجھے خانم سے جانم بنائے گا

تقدیر کو مات فلک زیر کروں گی
جب وہ مجھے دل میں اپنے بسائے گا
وہ میرا وجدان و کوکب شب ہوگا
چاہت بن کر جب میرے در آئے گا
میں ستارہ بن کر جگمگاؤں گی
جب خوابوں کی میری وہ لے بن جائے گا
اس روز میرا تن لعل و گوہر ہوگا
میرے لبوں جب وہ خوشبو ہو جائے گا

جب تک اپنی پرسوز آواز میں اوزال گاتی رہی، چاروں طرف خاموشی رہی۔ عبیرہ، رعما، علی بے حد متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ اس لیے کہ اوزال کی آواز میں بڑا سوز تھا۔ لگتا تھا وہ گانا گاتے ہوئے اندر سے رو رہی ہو۔ پھر گانے کے آخر میں عبیرہ نے یہ بھی دیکھا کہ اوزال کی آنکھیں نمناک ہو گئی تھیں، تاہم جب اس نے گانا بند کر دیا اور دف پر بھی ہاتھ مارنا چھوڑ دیا تب عبیرہ نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال میری بہن! اگر تم برا نہ مانو تو میں تم سے کچھ کہوں۔" جواب میں اوزال نے اپنی آنکھیں سر پر بندھے رومال سے صاف کیں۔ پھر بکھرتی ڈوبتی آواز میں کہنے لگی۔ "تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو کہو۔ میں تمہاری کسی بھی بات کا برا نہیں مانوں گی۔" اس پر عبیرہ پھر بول پڑی۔

"اوزال جو نغمہ تم نے سنایا ہے، اس کے الفاظ کی رقت میں ایک مجروح کن حقیقت اور تمہارے نفس کے زیر و بم میں جہاں نصیبی واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ برا مت ماننا، کیا تم کسی کو پسند کرتی ہو؟ کسی سے محبت کرتی ہو؟" عبیرہ کے اس سوال پر اوزال کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر کہنے لگی۔

"عبیرہ میری بہن، تیرا اندازہ درست ہے۔" عبیرہ نے پھر پوچھ لیا۔ "وہ کون خوش قسمت ہے جسے تم چاہتی ہو؟ جس کی محبت، جس کی چاہت نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے۔" عبیرہ کے اس سوال پر اوزال نے کہنا شروع کیا۔

"میں فی الحال اس کا نام بتانا پسند نہیں کروں گی لیکن وہ ایک ایسا مجاہد ہے جو اپنی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

قوم کی آنکھ کا تارا' نور کا روشن دھارا ہے۔ وہ اپنے وطن کے لیے متاع بے
مضبوط برج اور جاڑے کی ٹھٹھرتی لمبی راتوں میں تحفظ کا بہترین مامن ہے۔"

اوزال یہاں تک کہنے کے بعد رکی' پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو وہ اس زمین' اس دھرتی پر میرے لیے
نجات دہندہ' روشنی کا مینار' بے اعتنائی اور مایوسی کے بھنور میں ایک نقیب' ایک رہنما
ہے۔ میرے لیے وہ آکاش کی نیلاہٹوں میں گم گشتہ خوشی' حسین سپنوں کی تعبیر اور
و محبت کا ایک پیکر ہے۔ وہ میری مصاف زیست کا رہبر' میری زندگی کے افق پر آخری
امید ہے۔ عبیرہ جسے میں پسند کرتی ہوں' وہ ایک نوجوان ہے جو اپنے بہادر باپ
بہترین خون ہے اور اس کے مقاصد' اس کی زندگی کی طرح ہی عظیم ہیں۔ سن عبیرہ
وقت کی آندھیوں کے غبار میں ستارے جب آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں تو ان
روشنی سرگوشی میں بھی مجھے صرف اس کا نام سنائی دیتا ہے۔ وہ دل کی دھڑکنوں
سرگوشی' محبت اور چاہت کا سلگتا ہوا راز' میری سانسوں کا سنگیت ہے۔ کاش کوئی
یہ بتا دے کہ وہ وہی ہے جسے میں آسمان کے ستاروں میں دیکھتی ہوں۔ کاش کوئی
پر یہ انکشاف کر دے کہ میں اس کی تکالیف کی حصہ دار ہوں۔ کاش کوئی اللہ کا
کوئی نیک دل' مہربان اس پر یہ واضح کر دے کہ میری لطیف اور خوشگوار دھڑکنوں
وہ میری زیست کے منجدھار کا ناخدا' گھٹی آوازوں' ذلت آمیز امیدوں' مغموم صدا
اور ہواؤں کے نوحوں میں وہ میرے لیے ایک دلکش اور حسین نقش سے بھی بالا
اعلیٰ ہے۔"

اوزال کے ان الفاظ پر عبیرہ کے چہرے پر بڑی دلکش اور خوشگوار مسکراہٹ
نمودار ہوئی۔ پھر اس نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال تمہارے یہ الفاظ سن کر میں اندازہ لگا چکی ہوں کہ تم کس کو پسند
ہو۔ کس سے محبت کرتی ہو۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے اس محبوب کا نام
تمہارے کان میں بھی کہہ سکتی ہوں۔"

عبیرہ کے ان الفاظ پر اوزال چونکی تھی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ قریب ہی
رعما بھی حرکت میں آئی اور اس نے عبیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا
کیا۔

"عبیرہ میری بہن! میں بھی بتا سکتی ہوں کہ اوزال کسے پسند کرتی ہے۔ کس سے
محبت کرتی ہے۔" عبیرہ نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا' پھر رعما کو کہنے لگی۔ "اچھا ذرا
میرے کان میں کہو کہ تمہارے ذہن میں کون سا نام آتا ہے لیکن بالکل رازداری کے
ساتھ تاکہ یہ الفاظ نہ علی کے کان میں پہنچیں' نہ اوزال کے کان میں۔" اس پر رعما
اپنا منہ عبیرہ کے کان کے قریب لے گئی اور کچھ سرگوشی کی جسے سن کر عبیرہ نے
ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر رعما کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہنے لگی۔ "رعما قسم
خدا واحد لاشریک کی جو نام تم نے کہا ہے' یہی نام تو میرے ذہن میں بھی ہے اور یہ
نام اوزال کے کان میں کہتی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں کہ اس کا کیا ردعمل ہوتا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی عبیرہ اپنا منہ اوزال کے کان کے قریب لے گئی اور اس کے
کان میں اس نے سرگوشی کی۔

"اوزال میری بہن اگر تو برا نہ مانے تو میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ تو میرے ہردلعزیز
پیارے بھائی حبیب بن عثمان سے محبت کرتی ہو۔ کہو میں نے غلط کہا؟"

لمحہ بھر کے لیے اوزال کے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر دھیمے سے
لہجے میں کہنے لگی۔ "عبیرہ میری بہن' تیرا اندازہ درست ہے۔"

عبیرہ ایک بار اپنا منہ اوزال کے کان کے قریب لے گئی اور کہنے لگی۔ "اگر یہ
بات ہے تو سن' میں تجھے خوشخبری دیتی ہوں کہ عنقریب میرے خداوند نے چاہا تو میرا
بھائی حبیب بن عثمان بھی تمہیں ایسے ہی چاہے گا جس طرح تم اس سے محبت کرتی
ہو۔ جونہی وہ اپنی مہم سے واپس آتا ہے' میں تیری بہن یعنی عبیرہ اس پر انکشاف
کروں گی کہ اوزال تجھ سے ایسی محبت کرتی ہے جس کو زوال اور فنا نہیں۔ میری بہن
کیا میں ایسا کر سکتی ہوں؟"

اوزال تھوڑی دیر مسکراتی رہی' پھر منہ سے تو کچھ نہ بولی' مسکراتے ہی مسکراتے
اس نے اپنی گردن اثبات میں ہلا دی تھی۔ جو اس بات کی نشاندہی تھی کہ عبیرہ جو
کچھ کہہ رہی ہے' وہ کر سکتی ہے۔

عبیرہ جب پیچھے ہٹی تو قریب بیٹھے علی نے پہلی بار بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"تم تینوں خوامخواہ میں ساری گفتگو رازداری میں کرنے کی زحمت اٹھا رہی ہو۔

میں غیب کا علم تو نہیں جانتا' یہ علم میرا خدا ہی جانتا ہے لیکن جو گفتگو تم لوگوں نے
ہے' میرا دل کہتا ہے میں اس سے واقف اور آگاہ ہوں۔" اس پر عبیرہ نے گھورتے
ہوئے علی کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگی۔ "آپ کا دل کیا کہتا ہے۔ ہم نے کیا گفتگو کی
ہے۔" علی نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"جو اندازہ میں نے لگایا ہے' اگر وہ غلط نہیں تو میرا دل کہتا ہے کہ جو گفتگو تم
نے کی ہے' وہ یہ ہے کہ اوزال میرے بھائی حبیب بن عثمان کو پسند کرتی ہے اور جہاں
تک میں مزید اندازہ لگا پایا ہوں کہ تم نے اسے یہ تسلی دی ہے کہ اس کی محبت کا
انکشاف تم بھائی پر کرو گی۔ کہو میں نے غلط کہا ہے؟"

اس پر اوزال اور رعما تو کھلکھلا کر ہنس دیں جبکہ عبیرہ نے ایک بھرپور قہقہہ
لگایا اور بڑے پیارے انداز میں علی کے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہنے لگی۔ "علی
واقعی تمہارا اندازہ درست ہے۔" اس پر اوزال نے بھی دخل انداز کی اور عبیرہ کو
مخاطب کیا۔ "علی کا اندازہ کیسے درست نہیں ہوگا' اس لیے کہ علی تمہارا منگیتر اور
تمہاری زندگی کا بننے والا ساتھی ہے۔" عبیرہ شرما گئی تھی اور تھوڑا سا پیچھے ہٹ گئی
تھی۔

علی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "میرے خیال میں ہم نے کافی آرام
کر لیا' اب اٹھیں۔ کچھ مزید پھل توڑتے ہیں۔ اس کے بعد گھر چلتے ہیں۔" اوزال'
رعما اور عبیرہ تینوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور علی کے ساتھ ہو لی تھیں۔

○

سورج دن بھر صحراؤں کے اندر اپنی داستانوں کے بکھرے اوراق سمیٹتا ہوا
غروب ہو رہا تھا۔ مغربی افق لعل بدخشاں کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ ڈوبتے سورج کے
وقت لگتا تھا جیسے ہر شے نے قرمزی رنگ کے لباس اوڑھ لئے ہوں۔ زندگی کے خون
کو رواں رکھنے کے لیے دن بھر صحراؤں کے اندر روزی رزق تلاش کرنے والے
پرندے نخلستانوں' آبادیوں اور شہروں کی طرف لوٹ رہے تھے اور اپنی چونچیں کھولے
حیات بخش آوازیں نکالتے ہوئے اپنے مسکنوں' اپنے گھونسلوں کی طرف پرواز کر رہے
تھے۔ کاروان شاہراہیں ویران ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

ایسے میں حبیب بن عثمان عریب کو لے کر اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ اپنے
نخلستان پہنچا تھا۔ گھر کے قریب جا کر اس نے مسلح جوانوں کو رکنے کے لیے کہا۔ خود وہ
عریب کو لے کر اپنی حویلی میں داخل ہوا' اس وقت تک گھروں میں مشعلیں اور
قندیلیں روشن ہو چکی تھیں۔ جونہی حبیب بن عثمان اور عریب اپنے گھوڑوں کی باگیں
تھامے حویلی کے صحن میں آئے۔ اندر سے ایک ساتھ عبیرہ' اوزال اور رعما شور کرتی
ہوئی نکلیں۔ ان کے پیچھے پیچھے علی بھی بھاگا ہوا آیا تھا۔ عریب نے اپنے گھوڑے کی
باگ چھوڑ دی۔ بھاگ کر آگے بڑھی سب سے پہلے اوزال کو اپنے ساتھ لپٹایا' اس کا
چہرہ اور اس کی پیشانی چومی۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے عبیرہ کی طرف اشارہ
کیا۔

"میری بہن' یہ میری ماموں زاد عبیرہ ہے۔ اس کے ساتھ رعما ہے۔" عریب
نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔

"حبیب میرے بھائی! تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ رعما کو میں پہلے
ہی جانتی ہوں۔ تیسری اب عبیرہ ہی رہتی ہے جس کے متعلق تم مجھے تفصیل کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

ساتھ راستے میں بتا چکے ہو۔" اس کے بعد عریب باری باری عبیرہ اور رعما سے
ملی۔ حبیب بن عثمان نے پھر علی کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ میرا ماموں زاد علی ہے۔"
نے آگے بڑھ کر عریب کو سلام کیا۔ اس کے بعد گھر کے سارے افراد حبیب بن عثمان
کا چچا' ماموں' خالہ' ممانی اور اس کی ماں بھی باہر نکل آئیں جسے حبیب بن عثمان
خالہ نے سہارا دے رکھا تھا جو حبیب کی چچی بھی تھی' اس لیے کہ حبیب کا چچا اس
خالو بھی تھا۔

اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے حبیب پریشان ہو گیا تھا۔ عریب بھی اداس اور افسردہ
گئی تھی۔ پھر اپنی ماں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حبیب کہنے لگا۔

"عریب میری بہن! یہ میری ماں ہیں۔ ان کے ساتھ میری خالہ عدیمہ ہیں۔" اس
کے بعد حبیب بن عثمان نے اپنی ممانی' ماموں' چچا اور دیگر لوگوں سے عریب کا تعارف
کروایا تھا۔ جب حبیب بن عثمان کی ماں قریب آئی تو حبیب آگے بڑھا اور اپنی ماں کو
لپٹا لیا۔ اس کی ماں یوباب اس موقع پر عجیب سے انداز میں حبیب بن عثمان کو اپنے
ساتھ لپٹا کر اس کا منہ' اس کی پیشانی چومنے لگی تھی۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان
نے اپنی ماں کو مخاطب کیا۔

"ماں میں معذرت کے ساتھ کہنے لگا ہوں کہ میں یہاں رکوں گا نہیں۔ میرے
ساتھ مسلح جوان ہیں۔ میں آپ کو بتا کر گیا تھا کہ میں عریب کو لینے جا رہا ہوں اور
عریب کو میں لے کر آیا ہوں اور اس کا رقیم شہر پہنچنا بے حد ضروری ہے۔" حبیب
بن عثمان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اتنی دیر تک عریب قریب آئی اور حبیب بن عثمان
کی ماں کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہنے لگی۔ "میں عریب ہوں۔"

یوباب نے عریب کو بھی پیار کیا۔ پھر اس نے اپنے بیٹے حبیب بن عثمان سے
شروع کیا۔

"بیٹے تم رات کیوں نہیں رہو گے؟ اگر تمہیں اس بات کا خدشہ ہے کہ
تمہارے ساتھ مسلح جوان ہیں' ہم ان کی تواضع نہیں کر سکیں گے تو یہ تیری بھول
ہے۔ ہم ان کے لیے تم جیسا چاہو گے' ویسا ہی انتظام کریں گے۔" حبیب کے بھائی
اس بار عریب بول پڑی۔

"اے مادر مہربان! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے ماں باپ' میری بہن' میرے
بھائی میرے لیے بڑے پریشان اور فکرمند ہوں گے' لہٰذا میرا فی الفور رقیم پہنچنا بے حد
ضروری ہے۔ آپ محسوس نہ کیجئے گا۔ خداوند نے چاہا تو میں پھر کسی وقت آؤں گی اور
آپ کے پاس ایک نہیں کئی راتیں رہوں گی۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اور اپنے
بیٹے حبیب کو اس وقت یہاں سے روانہ ہونے کی اجازت دیں گی۔"

یوباب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر وہ کہنے لگی۔

"عریب میری بیٹی! میں تم لوگوں کو زبردستی نہیں روکوں گی۔ اگر تم لوگوں کا رقیم
پہنچنا بہت اہم اور ضروری ہے تو تم کوچ کر جانا' میں نہ برا مانوں گی' نہ ہی تم لوگوں کی
دل شکنی کا باعث بنوں گی۔" پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد یوباب نے حبیب کو
مخاطب کیا۔

"میرے بیٹے جب تو عریب کو لینے گیا تھا تو تو نے مجھ پر واضح کیا تھا کہ تو اپنے
باپ کے قاتلوں کے کچھ کچھ قریب پہنچتا جا رہا ہے۔ میرے بیٹے میری تم سے التجا ہے
کہ اپنے باپ کے قاتلوں کو معاف مت کرنا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں' ان سے اپنا
انتقام ضرور لینا۔"

حبیب بن عثمان نے ایک بار پھر اپنی ماں کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہنے لگا۔

"ماں تو فکرمند نہ ہو۔ جورو استبداد اور ظلم و جاہلیت کے وہ پروردہ جہاں کہیں
بھی ہوں گے' اپنے حریت پسند ساتھیوں کے ساتھ موجوں کی شوریدہ آوازیں اور
پرعذاب شب کے لمحوں کی طرح ان کا تعاقب کروں گا۔ ان کے دامنوں کو زہرآلود
شدید ناامیدوں سے بھر دوں گا۔ اے میری ماں اگر انہوں نے ہماری جھولی میں غم و
تفاوت ڈالی ہے تو میں ان کے دامنوں کو ذلت اور رسوائی اور قضا و مرگ کے آتشی
حروف سے بھر دوں گا۔ اے میری ماں مطمئن رہنا قاتل جہاں کہیں بھی ہیں' وہ میرے
انتقام سے بچ نہ سکیں گے۔ عنقریب میں تمہیں خوشخبری دوں گا کہ میں ان قاتلوں کو
تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اور ایک ایک کر کے ان کا خاتمہ کرنے لگا ہوں۔"

اس موقع پر عبیرہ حبیب بن عثمان کی ماں یوباب کے پاس آئی اور اس کے کان
میں سرگوشی کے انداز میں کہنے لگی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

"خالہ جس موضوع پر میں نے آپ سے رات کو گفتگو کی تھی' اس موضوع میں بھائی سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ آپ برا تو نہیں مانیں گی؟"

یوباب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر ٹٹولتے ہوئے اس نے عبیرہ کا سر اپنے قریب کیا۔ پھر اس کے کان میں کہنے لگی۔ "کیا تم حبیب بن عثمان کو یہ بتاؤ گی کہ اوزال میرے بیٹے کو پسند کرتی ہے' اسے چاہتی ہے' اس سے محبت کرتی ہے۔"

عبیرہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "خالہ میں بھائی پر اس بات کا انکشاف کروں گی۔" اس پر کسی قدر ہلکے سے تبسم میں یوباب کہنے لگی۔ "میری بیٹی' تمہیں اس کی اجازت ہے۔ اس لیے کہ میں اس سلسلے میں خود بھی اوزال سے بات کر چکی ہوں۔ جو بات تو کہنا چاہتی ہے' اوزال بھی میرے سامنے اس کا اقرار کر چکی ہے۔"

اپنی ماں یوباب اور بہن عبیرہ کی اس گفتگو پر حبیب بن عثمان کسی قدر پریشان' فکرمندی اور خدشات محسوس کر رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ دونوں اوزال کے متعلق کس قسم کی گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔ وہ کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ عبیرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"حبیب میرے بھائی میرے ساتھ آؤ' میں ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ آپ یہاں سے رخصت ہونے کی جلدی مچا رہے ہیں' پھر یہ بات مجھے کہنے کا موقع نہیں ملے گا جبکہ وہ بات کہنا انتہائی ضروری ہے۔ اس میں دو لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

حبیب بن عثمان سوالیہ سے انداز میں' میں اپنی خالہ زاد بہن عبیرہ کی طرف دیکھنے لگا۔ اس موقع پر رعما اور علی مسکرا رہے تھے۔ تاہم قریب ہی کھڑی اوزال کسی قدر پریشان' کسی قدر الجھن اور تفکرات کا شکار تھی۔ پھر عبیرہ حبیب بن عثمان کو ہاتھ پکڑ کر سامنے والے کمرے میں لے گئی۔ کمرے کے وسط میں کھڑے کھڑے وہ حبیب کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"بھائی بات یہ ہے کہ آپ کے یہاں سے کوچ کرنے کے بعد ایک بہت بڑا انکشاف ہوا ہے اور وہ انکشاف یہ کہ اوزال آپ کو پسند کرتی ہے۔ آپ سے محبت کرتی ہے۔ آپ کو زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہے۔"

پھٹی پھٹی آنکھوں سے حبیب بن عثمان نے عبیرہ کی طرف دیکھا' پھر پوچھنے لگا۔

"عبیرہ تم مذاق کر رہی ہو یا جو کچھ تم کہہ رہی ہو' وہ حقیقت پر مبنی ہے۔؟"

عبیرہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔

"کیا اس قسم کا مذاق میں نے پہلے بھی اپنے بھائی سے کیا ہے؟ اور پھر آپ جانتے ہیں کہ اس موضوع پر آپ کی موجودگی میں خالہ بھی گفتگو کر رہی تھیں۔ میں جو کچھ آپ سے کہہ رہی ہوں' حقیقت ہے۔ اس سلسلے میں اوزال سے میری گفتگو علی اور رعما کی موجودگی میں ہوئی۔ اس نے ان دونوں کے سامنے آپ سے اپنی محبت کا اقرار کیا' پھر یہی اقرار وہ خالہ کے سامنے بھی کر چکی ہے۔ خالہ نے آپ کے سامنے بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ پھر بھی آپ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کی بہن آپ سے مذاق کر رہی ہوں۔"

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ حبیب بن عثمان بھی چپ رہتے ہوئے کچھ سوچتا رہا' پھر عبیرہ نے جلد ہی دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

"بھائی دیکھنا اوزال کا دل مت توڑنا۔ وہ آپ سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ دل سے آپ کو چاہتی ہے۔ آپ کے جانے کے بعد ہم اسے ایک بار باغ میں لے کر گئے' رعما بھی ہمارے ساتھ تھی۔ میری' علی' رعما کی موجودگی میں ہمارے کہنے پر اس نے ایک گیت سنایا۔ اس گیت میں بھی اس نے آپ سے اپنی محبت کا بے پناہ اظہار کیا۔ وہ گیت گاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی اتر آئی تھی۔ پھر رازدارانہ سے انداز میں' میں نے اس سے گفتگو کی۔ اس گفتگو کے دوران اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ بھائی وہ بڑی حساس اور نازک سی لڑکی ہے۔ اس کی محبت کا جواب محبت سے دینا۔

میرے بھائی میری اس ساری گفتگو کا میں جانتی ہوں' آپ یہ جواب دیں گے کہ آپ نے قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لیں گے' تب تک شادی نہیں کریں گے۔ ان سارے حالات کا علم اوزال کو بھی ہے' گو میں نے اس موضوع پر اس سے گفتگو تو نہیں کی' آپ خود اس سے بات کر سکتے ہیں۔ پر میرے بھائی اس کی چاہت اس کی محبت کا جواب محبت سے دینا' اس کا دل مت توڑنا

www.pdfbooksfree.pk

ورنہ مجھے بڑا دکھ اور افسوس ہوگا۔ اس لیے کہ مجھے اپنے بھائی حبیب کے لیے
کے ساتھی کے طور پر اس سے بہتر' خوبصورت اور اچھی لڑکی کہیں بھی نہیں ملے
"میرے بھائی یہ بھی سوچنا کہ وہ خالہ سے بے حد مانوس ہو چکی ہے۔ جتنے
یہاں رہی ہے' اس نے خالہ کی بہترین خدمت کی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ خالہ
کام میری ماں کرتی ہے لیکن اس دوران اس نے میری ماں کو خالہ کا کوئی کام
کرنے دیا۔ سارے کام وہ خود کرتی رہی ہے' باہر بھی لے جاتی رہی' اٹھاتی رہی
کا ہاتھ منہ دھلاتی رہی ہے' نہلاتی بھی رہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی خالہ کا ہر کام
اس نے بھاگ دوڑ کر اپنی خوشنودی اور خوشی سے کیا ہے۔ میرے بھائی یہ سب
آپ کی محبت' آپ کی الفت اور چاہت کی خاطر کر رہی ہے۔ میں پھر بہن کی حیثیت
سے آپ سے کہوں گی بلکہ آپ کو تاکید کروں گی کہ اوزال کی دل شکنی نہیں کرنا۔"

حبیب بن عثمان خاموشی سے اپنی بہن عبیرہ کی گفتگو سنتا رہا' مسکراتا رہا۔
وہ خاموش ہوئی تو وہ کہنے لگا۔

"عبیرہ میری بہن اس سلسلے میں تمہیں فکرمند اور پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں ہے۔ میں اس سلسلے میں خود اوزال سے بات کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ
دونوں مل کر کسی اچھے نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔" عبیرہ اپنی جگہ پر اچھل پڑی اور
کہنے لگی۔

"بھائی جو بھی گفتگو آپ اوزال سے کرنا چاہتے ہیں۔ یہیں ہماری موجودگی میں
کریں۔"

حبیب بن عثمان نے گھورنے کے انداز میں عبیرہ کی طرف دیکھا' پھر ڈانٹنے
انداز میں بول پڑا۔

"عبیرہ میری بہن تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہاں ماں' خالہ' ممانی' ماموں
گھر کے دیگر لوگوں کے سامنے اوزال کے ساتھ بات کرتا اچھا لگتا ہوں۔ یہ
نازک موضوع ہے۔ میں رقیم شہر جا کر تفصیل سے اوزال سے بات کروں گا
ہم دونوں کے درمیان گفتگو ہوگی' اس سے تمہیں اور ماں کو آگاہ کروں گا۔"

عبیرہ بھی اپنی جگہ پر اڑ گئی اور کہنے لگی۔

"نہیں بھائی! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ میری بات نہیں مانیں گے تو میں
خالہ سے آپ کی شکایت کروں گی اور دیکھنا....."

یہاں تک کہتے کہتے عبیرہ رک گئی اور پیچھے ہٹی۔ بھاگ کر اپنی خالہ اور حبیب
بن عثمان کی ماں یوباب کے پاس گئی۔ تھوڑی دیر تک بڑی رازدارانہ انداز میں اس
سے کھسر پھسر کرتی رہی۔ جب تک وہ کچھ کہتی رہی' یوباب مسکراتی رہی۔ عبیرہ کی ماں
اور حبیب کی خالہ چونکہ یوباب کو سہارا دیئے کھڑی تھی' وہ بھی عبیرہ کی گفتگو سن
رہی تھی اور مسکرا رہی تھی۔ جب عبیرہ نے اپنا منہ یوباب کے کان سے ہٹا لیا' تب
یوباب نے بلند آواز میں پکارا۔

"حبیب میرے بیٹے ذرا میرے پاس آؤ۔"

حبیب بھاگتا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے
لگا۔ "کہو ماں' کیا کہنا چاہتی ہو؟"

اپنا ہاتھ لہراتے ہوئے اور ٹٹولتے ہوئے یوباب نے اپنا دایاں ہاتھ حبیب کے
شانے پر رکھا اور بائیں ہاتھ سے اس کے سر کو جھکاتے ہوئے سر کو چوما' پھر کہنے لگی۔

"میرے بچے جس طرح تیری بہن عبیرہ کہتی ہے' ایسا ہی کر۔ اس لیے کہ جو
گفتگو تو اوزال سے کرنا چاہتا ہے' اس میں گھر کے سارے افراد کا اطمینان اور سکون
بھی پنہاں ہے۔" پھر یوباب نے عبیرہ کو پکارا' عبیرہ جب قریب گئی تو یوباب کہنے
لگی۔

"عبیرہ میری بیٹی اوزال کہاں ہے؟ اسے ذرا میرے قریب لاؤ۔"

ہاتھ کے اشارے سے عبیرہ نے اوزال کو قریب بلایا۔ اوزال جب قریب گئی تو
یوباب نے اسے اپنے ساتھ لپٹایا۔ اس کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر اوزال مسکراتی
رہی' پھر یوباب نے عبیرہ کو مخاطب کیا۔

"عبیرہ میری بیٹی اوزال کو سامنے والے کمرے میں لے جاؤ اور خود واپس
آجاؤ۔"

یوباب کے ان الفاظ پر عبیرہ مسکرا رہی تھی۔ پھر اوزال کا ہاتھ پکڑ کر وہ سامنے
والے کمرے کی طرف لے گئی اور اسے کمرے میں لگی ایک مسہری پر بٹھا دیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

جب وہ لوٹی تو یوباب نے اسے پھر پکارا' اس کی پکار پر عبیرہ قریب گئی اور کہنے لگی "خالہ میں لوٹ آئی ہوں۔"

یوباب ہنس دی اور کہنے لگی۔ "اگر لوٹ آئی ہو تو حبیب سے کہو' اس کمرے میں جائے اور جو موضوع زیر بحث ہے' اس کے متعلق اوزال کے ساتھ جا کر گفتگو کرے اور دونوں مل کر جو نتیجہ نکالتے ہیں' اس سے ہمیں آگاہ کرے۔" مجھے دوسرے کمروں کی طرف لے چلو۔

اس موقع پر حبیب بن عثمان عجیب سے شش و پنج میں مبتلا تھا۔ کبھی وہ اپنی ماں کی طرف دیکھتا' کبھی قریب ہی کھڑی عریب کی طرف سوالیہ سے انداز میں دیکھ لیتا۔ پھر عریب نے اسے مخاطب کیا۔

"حبیب میرے بھائی جو گفتگو اب تک ہوتی رہی ہے' میں بڑے غور سے اور پسندی سے سنتی رہی ہوں۔ اس لیے کہ سارا معاملہ میری مرضی میری منشا کے مطابق ہوتا رہا ہے۔ اب تمہیں ہچکچانے اور شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ماں نے کہا ہے' ویسا ہی کرو۔ اگر اوزال نے تم سے اپنی پسندیدگی' چاہت اور محبت کا اظہار کیا دیا ہے تو میں سمجھتی ہوں جہاں یہ تمہاری خوش قسمتی ہے' وہاں اوزال بھی ایک طرح سے خوش بخت ہے کہ جسے تم جیسا زندگی کا ساتھی مل رہا ہے۔ میرے بھائی جاؤ اور موضوع پر اوزال کے ساتھ تفصیل سے گفتگو کرو۔ پھر تم دونوں مل کر جو نتیجہ گے' ہم سب مل کر اس پر عمل کریں گے۔"

حبیب بن عثمان سر جھکائے چپ چاپ اس کمرے کی طرف چلا گیا تھا جس اندر اوزال بیٹھی ہوئی تھی جبکہ باقی لوگ حویلی کے دوسرے کمروں کی طرف چلے تھے۔

○

حبیب جب اس کمرے میں گیا تو اوزال اسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور اس نے جھکا لی تھی۔ حبیب آگے بڑھا اور اوزال کو اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چپ چاپ بیٹھ گئی۔ حبیب بن عثمان اس کے سامنے ایک نشست پر جا بیٹھا۔

کمرے میں کاٹ کھانے والی خاموشی رہی' پھر حبیب بن عثمان نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال میں نہیں جانتا کہ تمہاری میری ماں' میری بہن عبیرہ' رعما اور علی کے ساتھ کیا گفتگو ہوئی ہے۔ پر یہ بتاؤ کہ جو موضوع زیر بحث ہے' کیا اس سلسلے میں تم نے اپنی رائے یا اپنے کسی رد عمل کا اظہار کیا ہے؟"

اوزال بیچاری کی گردن جھکی رہی' منہ سے کچھ نہ بولی۔ تاہم اس نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ اس کی اس ادا پر حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر تک وہ اسے بڑے غور سے دیکھتا رہا' پھر سنجیدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔

"اوزال تم نے مجھ سے جو محبت اور چاہت کا اظہار کیا ہے' اس کے لیے میں تمہارا شکر گزار اور ممنون ہوں۔ پر ایک بات یاد رکھا' اس کائنات میں انسان کی حیثیت کچھ ایسے ہی ہے جیسے سیل وقت میں کوئی محو سفر رہے۔ جس طرح زیست کی رہ گزاروں اور موسموں کے خمار میں کائنات کے سارے رنگ زوال آمادہ ہیں۔ ایسے انسان بھی فنا پذیر ہے۔ اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑتے ہوئے خالی ہاتھ دنیا سے کوچ کر جاتا ہے۔ میں اس محبت کو جس کا اظہار تم نے میرے ساتھ کیا ہے' اسے معتبر صحیفوں کے فرامین کی طرح سمجھتا ہوں۔ پر ڈرتا ہوں کہ تمہاری ادھوری محبت' تمہارے لیے دکھوں کی کربناک کہانی نہ بن جائے۔ میرے حالات تم جانتی ہو۔ جو حادثہ میرے ساتھ پیش آچکا ہے' میں اس کے تعاقب میں نکلنے والا ہوں۔ میں خوفزدہ ہوں کہ میرے ساتھ محبت کرکے اس اگلتی کراہتی زندگی میں تمہاری طلب کی لگن' تمہارے التفات کے پھول کہیں غم زمانہ کی دھول میں نہ کھو جائیں۔ میں خوفزدہ ہوں کہ مجھ سے تمہاری عقیدتوں کے دیئے' تمہاری وفا کی آنچ کہیں دل گرفتگی کا شکار ہو کر نہ رہ جائے۔

اوزال اگر تم نے کبھی نیلگوں فلک کی طرف دیکھا ہے' تم نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ جگمگاتے موتیوں کی طرح اڑتے سفید پرندے صدیوں سے ایک ہی ڈگر پر رواں دواں ہیں۔ میرے حالات نے بھی مجھے کچھ ایسی ہی راہ پر لگا دیا ہے کہ میں اب ایسا ہی رہی ہوں جس کی کوئی منزل نہیں۔ حالات نے مجھے لمحوں کی بستی کے کنارے

www.pdfbooksfree.pk

لا کھڑا کیا ہے اور بے سراغ رازوں کا سراغ لگانے کے لیے ہو سکتا ہے میری سب
ریاضت کے باوجود میرے ماہ و سال عمر بھر مسافتوں ہی میں ٹھہرے رہیں۔"

"اوزال جب میں اپنے دل کے شفاف آئینے میں دیکھتا ہوں تو میرا اپنا امروز
مجھے دھندلا دکھائی دیتا ہے۔ تم کب تک میرے فردا کا انتظار کرو گی۔ اگر ایسا کرنا چاہ
گی تو میں تمہیں پہلے سے تنبیہہ کرتا ہوں' تمہاری حالت کھردرے خشک پتے
نغموں کے آہنگ سے خالی صحراؤں اور کاروانی شاہراہوں پر جرس کی صداؤں میں
کے لیے محو ہو جانے والی کسی اجنبی مسافر کی سی ہو جائے گی۔"

"اوزال اس صحرا میں اب میرے لیے آگ دہک اٹھی ہے۔ جن لوگوں
میرے لیے یہ انتقام کی آتش گرم کی ہے' مجھے جرس حرف کن کی صدا بن کر ان
تعاقب کرنا ہے۔ اس تعاقب میں یہ بھی ممکن ہے کہ میں ارتقائے آدم بن کر کامیاب
ہو جاؤں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صدائے کوہ ندا کی طرح وقت کی داستان پارینہ
کر رہ جاؤں۔ اوزال جب میں اپنے سامنے دیکھتا ہوں تو اپنے لیے دور تک غم
چٹانوں کے سلسلے دشت بے آب و گیاہ کے وحشت ناک سلسلے دیکھتا ہوں۔ اگر
سارے حالات کے باوجود تم تیز آندھیوں کے جھکڑے پر اڑانوں کے سفر اور ہجر
سی مسافت میں بھی میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو تو میں تمہیں خوش آمدید کہوں
تمہاری محبت تمہاری چاہت کی قدر کروں گا۔"

جب تک حبیب بن عثمان بولتا رہا' اوزال دھڑکتے دل کانپتے بدن اور ایک
سی وارفتگی میں سنتی رہی' گردن جھکائے رکھی۔ ہاں کبھی کبھی زردیدہ نگاہوں سے
حبیب بن عثمان کی طرف دیکھ لیتی تھی۔ حبیب بن عثمان جب خاموش ہو گیا تب
نے ایک بھرپور نگاہ حبیب کے چہرے پر ڈالی' پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اب جبکہ اس موضوع پر میری اور آپ کی بالمشافہ گفتگو کا آغاز ہو گیا
میں یہ کہتے ہوئے نہیں ہچکچاؤں گی کہ میں آپ کو چاہتی ہوں۔ آپ کو پسند
ہوں۔ آپ سے محبت کرتی ہوں۔ اس موقع پر میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ جس
پتیاں گلوں کا سہاگ ہوتی ہیں۔ جس طرح کاسہ وقت میں کاغذ کے کورے
محبت بے معنی الفاظ کو نطق عطا کر دیتی ہے۔ اسی طرح میں بھی آپ

آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کی ذات کے لیے میں عمر کی سیال سیاہی میں محبت کی
ان دیکھی تصویر' چاہتوں بھری ان ہونی تعبیر بن جاؤں گی۔ خوابوں کے پاتال میں میں
آپ کے لیے اجالوں کی جستجو وفا کا شہر اور شوق نشاط کی گرمی ثابت ہوں گی۔ اب جبکہ
اس موضوع پر بات چھڑ ہی گئی ہے تو میں یہ بھی کہوں گی کہ آپ میری محبت کا جواب
محبت سے دیتے ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ عمر بھر آپ کے لیے روشنی کا
تازہ موسم' خوشی کے دستکوں کا آنچل' چاہتوں بھرا ساغر اور خواہشوں کا کنوارا کمیت
ثابت ہوں گی۔ اگر آپ میری محبت کا امتحان لینا چاہیں تو میں یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ
اگر کوئی ایک طرف آپ سے علیحدگی اور ایک طرف آپ سے محبت رکھ دے اور گلے
پر زہر آلود خنجر رکھ کر کہے کہ اگر میں آپ سے محبت کا اظہار کروں تو ماری جاؤں گی
اور آپ سے علیحدگی اختیار کروں تو زندگی پاؤں گی تو قسم مجھے خداوند قدوس کی' میں
اس زہر بھرے خنجر کی پروا کیے بغیر کہوں کہ میں آپ کو چاہتی ہوں' آپ سے محبت
کرتی ہوں' آپ سے علیحدگی نہیں چاہتی۔"

اوزال بولتی رہی' حبیب بن عثمان مسکراتا رہا۔ اس کے الفاظ سے لطف اندوز
ہوتا رہا' پھر جب اوزال خاموش ہو گئی تو اس نے کہنا شروع کیا۔

"اوزال میں سب سے پہلے تمہاری فیضان سرمدی جیسی محبت' دلکش اور اسرار
خیز چاہت' شبنمی لمس جیسی الفت کا شکر گزار اور ممنون ہوں جو تم نے مجھے دی ہے۔
گو اس خود فریب دنیا میں تپتے سورج تلے ہر سیپ کی آغوش کو گوہر نہیں ملتا۔ ہر
خواب کی قسمت کو تعبیر میسر نہیں آتی۔ ہر مسافر کو اس کی منزل نہیں ملتی' چاہت کے
متلاشی ہر شخص کو خوشبو کی چاندنی بھری محبت میسر نہیں آتی۔ اس لحاظ سے میں خوش
قسمت ہوں کہ تم نے مجھے اپنی چاہت اور محبت سے نوازا ہے۔ سنو آج سے تم میری
زندگی کی حصے دار' میری ذات' میرے جسم کا ایک حصہ اور میرے گھرانے کا ایک فرد
ہو۔ آج سے میں تمہیں حسرت و یاس کے اندھیروں اور وقت کے سروں میں منجمد نہ
ہونے دوں گا۔ آج سے تم میرے شعور کی لو' میرے لیے امیدوں کی نئی روشنی اور
میرے لیے محبت اور عقیدت بھری ایک لافانی لذت یکتائی ہو۔ اب میں آنے والے
دنوں میں دشت کارزار اور کارگاہ زیست میں تمہارا پاسبان' تمہارا محافظ اور تمہاری

www.pdfbooksfree.pk

زندگی کا ساتھی' تمہارا امن اور سکون ثابت ہوں گا۔"

حبیب بن عثمان کے خاموش ہونے پر مسکراتی ہوئی اوزال کہنے لگی۔ "آپ اچھی خاصی شاعری بھی کر سکتے ہیں۔" حبیب بن عثمان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا' اوزال کی طرف بڑھا۔ اوزال کا بدن کانپنے لگا تھا۔ اس کی گردن جھک گئی تھی' آگے بڑھ اسے شانوں سے پکڑ کر حبیب بن عثمان نے اٹھایا۔ آپ سے آپ اوزال نے اپنا اس کے کندھوں پر رکھ دیا تھا۔ پھر حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"اوزال آج سے تم میری عزت' میری آبرو ہو۔ آؤ باہر چلیں' اب سب سے کر کہہ دو کہ ہم دونوں کے درمیان آج سے محبت' چاہت اور عقیدت کا ایک رشتہ ہے اور یہ لافانی رشتہ ہم دونوں کے مرتے دم تک قائم اور دائم رہے گا۔"

اوزال نے اپنا خوبصورت چہرہ اوپر اٹھایا۔ حبیب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا' پھر کہنے لگی۔ "میں آپ کی شکرگزار اور ممنون ہو کہ آپ نے مجھے تنہائی اور بے کسی کی موت مرنے سے بچا لیا ہے۔ آیئے اب باہر چلیں۔"

دونوں آگے پیچھے باہر آئے۔ عبیرہ' عریب اور رعما شاید بار بار کمروں سے نکل کر ان کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھیں۔ جونہی دونوں باہر آئے' عبیرہ شور کرنے لگی سب کو پکار پکار کر باہر آنے کے لیے کہنے لگی۔ اس پر سب باہر نکل آئے۔ حبیب بن عثمان کی ماں کو اس کی خالہ سہارا دے کر باہر لے آئی تھی۔ سب سے پہلے عریب نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"حبیب میرے بھائی' پہلے یہ بتاؤ کہ جس خبر کے انتظار میں ہم چپ سادھے کمروں میں بیٹھے ہوئے تھے' اس خبر کا کیا بنا؟" حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر اوزال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس خبر کو نشر کرنے' اس خبر کو عام کرنے کی مجاز اوزال ہے۔ آپ اس سے پوچھیں۔ جو کچھ یہ کہے گی' وہ سچ پر مبنی ہوگا۔ میں اس سے پوری طرح اتفاق کروں گا۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر عریب' عبیرہ اور رعما خوش ہو گئی تھیں۔ عریب نے حبیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"بھائی! آپ کی باتوں سے لگتا ہے کہ بات کچھ بن گئی ہے۔ آپ کے چہرے پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ ہے اور دیکھتی ہوں کہ اوزال کے ہونٹوں پر بھی لذت بھرا تبسم ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ تم دونوں نے اپنے درمیان کوئی رشتہ' کوئی رابطہ ضرور قائم کر لیا ہے۔ اس پر حبیب بن عثمان نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"عریب میری بہن! بات کچھ ایسی ہی ہے۔ پر اس کی تفصیل اوزال ہی بتائے گی۔"

عریب اوزال کے قریب آئی۔ اس کا کان پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا' پھر ڈانٹنے کے انداز میں کہنے لگی۔ "اوزال تم مجھ سے بھی شرما رہی ہو۔ اپنا چہرہ اوپر کرو تاکہ میں تمہاری آنکھوں میں جھانکوں۔" اوزال نے اپنا چہرہ اوپر کیا' پھر آنکھیں بند کر لیں۔ عریب نے اس کے خوبصورت سرخ گال پر چپت لگائی اور کہنے لگی۔ "ذرا اپنی آنکھیں تو کھولو۔" اوزال نے جب اپنی آنکھیں کھول دیں تو عریب نے اپنا چہرہ آگے کرتے ہوئے اس کی آنکھیں' اس کی پیشانی' اس کے گال' اس کا چہرہ چوم لیا۔ پھر کہنے لگی۔ "اوزال کیا میں یہ جاننے میں حق بجانب ہوں کہ تم نے اور حبیب بن عثمان نے آپس میں محبت اور چاہت کا ایک بندھن باندھ لیا ہے؟"

اوزال عریب کی اس گفتگو کا جواب دینا چاہتی تھی کہ عریب پھر بول پڑی۔

"دیکھنا اشارے سے میری اس بات کا جواب نہ دینا' میں تمہارے منہ سے کچھ سننا چاہتی ہوں۔ کہو اور کھل کر کہو' علیحدگی میں حبیب بن عثمان سے کیا گفتگو ہوئی؟"

اوزال نے شرم کے باعث اپنی گردن جھکا لی' پھر دھیمی سی آواز میں کہنے لگی۔

"عریب میری بہن میں خوش قسمت اور خوش نصیب ہوں کہ حبیب بن عثمان نے میری محبت کا جواب محبت سے دیا ہے۔ وہ بھی مجھے چاہتے ہیں' پسند کرتے ہیں اور مجھے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔"

اس خبر پر عریب' عبیرہ اور رعما اس قدر خوش ہوئیں کہ وہ قہقہے لگانے لگیں۔ عبیرہ تالی بجانے لگی۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے عریب اور رعما بھی تالیاں بجانے لگی تھیں۔ پھر تینوں آگے بڑھیں اور باری باری حبیب بن عثمان کی ماں اور اس کی خالہ کے علاوہ اس کے ماموں' ممانی اور گھر کے دیگر افراد کو مبارکباد دینے لگی تھیں۔

اس موقع پر اپنی مسکراہٹ' اپنی خوشی کو دباتے ہوئے حبیب بن عثمان کی ماں

www.pdfbooksfree.pk

یوباب نے سب کو مخاطب کیا۔

"سب اس کمرے میں چل کر بیٹھو جس سے حبیب اور اوزال نکل کر
ہیں۔" یوباب کے کہنے پر سب اس کمرے میں جا کر بیٹھ گئے۔ پھر مسہری پر اپنی
کے ساتھ بیٹھتے ہوئے یوباب نے کہنا شروع کیا۔

"عبیرہ میری بیٹی تم ذرا میرے قریب آؤ۔" عبیرہ اپنی جگہ سے اٹھی اور
خالہ کے قریب گئی۔ ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے یوباب نے اس کا سر اپنے دونوں ہاتھوں
میں لیا' پھر اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے کچھ دیر تک اس سے
سرگوشی کرتی رہی جسے سن کر عبیرہ مسکراتے اور پھلانگتے ہوئے اس کمرے سے نکل
گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد عبیرہ لوٹی' اس کے ہاتھ میں ایک گٹھڑی تھی جو اس نے
اپنی ماں عدیمہ کی گود میں رکھ دی تھی۔ اس موقع پر عدیمہ نے اپنی بہن یعنی حبیب
بن عثمان کی ماں کو مخاطب کیا۔

"اے میری بہن جو چیزیں آپ نے منگوائی ہیں' وہ عبیرہ لے آئی ہے اور
گٹھڑی اس وقت میری گود میں ہے۔" یوباب نے عدیمہ سے سرگوشی کی۔

"سن میری بہن! اس میں کچھ زیورات ہیں۔ کچھ انتہائی قیمتی کپڑے ہیں۔
جانتی ہو کہ یہ میں نے اس لیے بنوائے تھے کہ جس لڑکی کو حبیب بن عثمان کے
چنا جائے گا' اسے میں تحفے کے طور پر پیش کروں گی۔ اب یہ گٹھڑی اوزال کو تھما
ان ساری چیزوں کی مالک اوزال ہی ہے۔"

عدیمہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ اوزال کے پاس گئی' گٹھڑی اس کی گود میں رکھی
اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہنے لگی۔ "اوزال میری بیٹی' میری بچی! جہاں تو خو
قسمت ہے کہ تو میرے بیٹے حبیب بن عثمان کی بیوی بننے والی ہے' وہاں ہم بھی خو
قسمت اور خوش نصیب ہیں کہ ہمیں اپنے بیٹے حبیب بن عثمان کے لیے تم جیسی
ملی ہے۔"

"یہ گٹھڑی سنبھال کر رکھ لو بیٹے۔ اس میں جو سامان ہے' وہ حبیب کی ماں
جانتی ہے' مجھے بھی خبر ہے۔ یہ سامان میں نے ہی تیار کروایا تھا۔ آج سے اس

کی تم مالک ہو۔ اس میں زیورات بھی ہیں' اس میں عمدہ قسم کے قیمتی کپڑے بھی ہیں۔
یوں جانوں تمہارے لیے میری بہن یوباب کی طرف سے چاہت اور محبت کا اظہار
کرنے کے موقع پر ایک تحفہ ہے۔"

اوزال نے گٹھڑی سنبھال کر اپنی گود میں رکھ لی۔ پھر سوالیہ سے انداز میں وہ
حبیب بن عثمان کی طرف دیکھنے لگی۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے مسکراتے ہوئے
کہنا شروع کیا۔

"تم میری طرف جواب طلب انداز میں کیوں دیکھ رہی ہو؟ جب ماں تمہیں یہ
چیزیں دے رہی ہیں تو تم کیا سمجھتی ہو' میں تمہیں کہوں گا کہ مت لو۔ میں نے ان
سب لوگوں سے مار تو نہیں کھانی۔" حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر کمرے میں ایک
بھرپور قہقہہ لگا' اوزال بھی ہنس دی تھی۔ پھر حبیب بن عثمان اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ماں
کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"ماں اب مجھے رخصت ہونے کی اجازت دو۔ ہمارے ساتھ جو مسلح جوان ہیں' وہ
حویلی سے باہر بڑی بے چینی سے ہمارے منتظر ہوں گے۔"

عریب نے بھی حبیب بن عثمان کی ہاں سے ہاں ملائی۔ اس پر سب لوگ اٹھ
کھڑے ہوئے۔ باری باری سب ایک دوسرے سے گلے ملے۔ پھر حبیب بن عثمان'
عریب' اوزال اور رعما کو لے کر رقیم شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

حصرون ایک روز یروشلم شہر کے نواح میں عاذور کے معبد میں داخل ہو
گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے بعد جب وہ رہائشی حصے کی طرف گیا تو سامنے
طرف سے سدانہ اور سرایا بھاگتی ہوئی آئیں۔ حصرون مسکراتا ہوا آگے بڑھا' ساتھ
دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھا۔ اتنی دیر تک عاذور بھی باہر نکل آیا تھا۔ اسے دیکھ
حصرون اس کی طرف لپکا۔ اس سے گلے ملا' پھر چاروں آگے بڑھ کر ایک کمرے
بیٹھ گئے۔ اس موقع پر سدانہ نے حصرون کو مخاطب کیا۔

"عم حصرون آپ چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ سرایا کو مبارکباد نہیں دیں گے۔ اب
اس گھر کی مالک اور میرے بھائی اخیم کی بیوی ہے۔" مسکراتے ہوئے حصرون
سرایا کو مبارکباد دی' پھر عاذور بول پڑا۔

"حصرون میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا تم کہاں سے آ
ہو۔ جو کچھ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں' وہ تم جانتے ہو کہ نہیں۔ پہلی بات
ہمارے پاس یہ انتہائی افسوسناک اور دکھ بھری خبر پہنچ چکی ہے کہ اپنی بھتیجی ہیرودیہ
شادی کرنے کی خاطر بدبخت ہیرودیس نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کو شہید
ہے۔" جواب میں حصرون کی گردن جھک گئی تھی۔ آہستہ آہستہ گردن ہلاتے
اس نے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ اس خبر سے آگاہ ہے۔ اس کے بعد عاذور
پوچھ لیا۔

"اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ عریب کہاں ہے؟ اس کا کیا بنا؟ اس کے متعلق
انتہائی بری اور تشویشناک خبریں سنی ہیں۔" اس پر حصرون نے اپنی گردن سیدھی
اور پورے حالات تفصیل کے ساتھ سنا دیئے تھے۔ حصرون کے ان انکشافات پر
ہی نہیں' سرایا اور سدانہ بھی کسی قدر مطمئن دکھائی دے رہی تھیں۔ پھر عاذور

حصرون کو مخاطب کیا۔

"خداوند دو جہاں کا لاکھ شکر کہ عریب خیریت کے ساتھ رقیم شہر کی طرف چلی گئی
ہے۔ یہ حبیب بن عثمان بھی عجیب و غریب انسان ہے۔ کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ
اس کے احسانات ہم لوگوں پر بڑھتے جا رہے ہیں؟"

اس پر حصرون کہنے لگا۔ "عاذور میرے محترم وہ یہ کام ہم پر احسان کی خاطر تو
نہیں کر رہا۔ بڑا نیک باطن انسان ہے۔ یہ سارے کام اپنا فرض سمجھ کر کر رہا ہے۔"
پھر حصرون نے ادھر ادھر دیکھا۔ کہنے لگا۔ "اخیم نظر نہیں آ رہا۔" جواب میں عاذور پھر
بھول پڑا۔ "صبح کا گیا ہوا ہے' ابھی تک نہیں لوٹا۔ میں سرایا اور سدانہ خود اس کے
متعلق فکرمند ہیں۔ یروشلم کے لوگوں میں ان دنوں ایک بے چینی پھیلی ہوئی ہوئی
ہے۔ کچھ لوگ تو بغاوت پر آمادہ ہو رہے تھے کہ اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کو کیوں
قتل کیا گیا لیکن رومن والی پیلاطس کے خوف سے کوئی بولتا بھی نہیں ہے۔ اندر ہی
اندر لاوا پک رہا ہے۔ نجانے کیا ہوگا۔"

"اس ہیرودیس نے بڑی بدبختی کا مظاہرہ کیا۔ اول تو اسے ہیرودیہ سے شادی ہی
نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اس میں ہیرودیہ کا کافی قصور اور ہاتھ ہے۔ وہ ہاتھ دھو کر اس
امر کے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ ہر صورت میں اپنے چچا ہیرودیس سے شادی کر کے
مملکت کی ملکہ بنے گی اور لگتا ہے' وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی ہے۔ ہیرودیس
نے دوسری بڑی بدبختی یہ کی کہ عریب کو طلاق دے کر فارغ کرایا اور یہیں تک نہیں
کیا بلکہ راستے میں اسے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ بھلا ہو حبیب بن عثمان کا کہ اسے
خیریت سے نکال کر لے گیا۔ اب کہو حصرون اس سلسلے میں عریب کے باپ اور
بنطیوں کے بادشاہ حارث کا کیا ردعمل ہوگا؟"

حصرون کچھ دیر سوچتا رہا' پھر کہنے لگا۔ "ہیرودیس نے جو عریب کو طلاق دے کر
اس کی توہین اور بے عزتی کی ہے اور اس کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا' یاد رکھئے گا یہ
سارا سلسلہ ہیرودیس کے یہ سارے کارنامے یونہی گزر نہ جائیں گے' نہ بھلا دیئے
جائیں گے۔ بس عریب کے رقیم پہنچنے کے بعد جو طوفان اٹھنا ہے' وہ کروٹیں لینا شروع
کر دے گا۔ آپ دیکھئے گا عنقریب حارث بہت بڑا لشکر لے کر نکلے گا اور ہیرودیس پر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

حملہ آور ہوگا۔"

حصرون کی بات کا جواب عاذور دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی وقت اس کا بیٹا اخیم کمرے میں داخل ہوا۔ حصرون کو دیکھتے ہی اس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ حصرون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اخیم آگے بڑھ کر اس سے گلے ملا اور خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھ لیا۔ "عم آپ کس وقت آئے؟" حصرون نے اخیم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بلا لیا' پھر عریب کے ساتھ جو واقعات پیش آئے تھے' اسے تفصیل کے ساتھ سنا ڈالا۔

عم حصرون جب خاموش ہوا تو عاذور نے اپنے بیٹے اخیم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹے تم صبح کے گئے ہوئے ہو' کہاں رہے؟ میں' سدانہ اور سرایا تمہارے متعلق بے حد فکر مند تھے۔ اتنی دیر تو نے آخر کہاں لگا دی؟"

اس پر اخیم تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا' پھر کہنے لگا۔

"اے میرے باپ! میں بہت اچھی خبریں لے کر آیا ہوں۔ کچھ لوگ گلیل کی طرف سے آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ یسوع مسیح کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور یسوع مسیح شہر شہر گاؤں گاؤں تعلیم دیتے ہوئے یروشلم کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ وہ لوگ یروشلم میں پہنچے ہیں' ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے کئی دن تک ان کے ساتھ سفر کیا۔ وہ لوگوں کو یروشلم پہنچ کر یسوع مسیح کے متعلق تفصیل بتا رہے تھے اور لوگ بڑی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں سن رہے تھے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل ہو گیا اور جو باتیں وہ بتا رہے تھے' انہیں بڑے غور سے سنا۔" اس پر اخیم کا باپ عاذور کہنے لگا۔ "بیٹے وہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ جو کچھ تو نے سنا ہے' ہمیں بھی سنا۔"

اخیم نے کچھ سوچا' گلا صاف کیا۔ پھر کہنے لگا۔

"اے میرے باپ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ یسوع مسیح اور ان کے شاگرد ان کے ساتھ سفر کرتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ سبت کے دن یہودیوں کے ایک عبادت خانے میں داخل ہوئے' وہاں اللہ کے نبی یسوع علیہ السلام نے لوگوں کو تعلیم دینا شروع کی۔ پھر ایسا ہوا کہ ان کے سامنے ایک عورت آئی جس کے متعلق لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ بدروحوں کا شکار تھی اور کئی سال سے بیمار پڑی ہوئی تھی۔ اللہ کے نبی نے اسے دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور اس سے کہا۔ اے عورت تو اپنی کمزوری سے چھوٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا' اسی دم وہ عورت سیدھی ہو گئی اور خداوند قدوس کی تعریف کرنے لگی۔"

یہودیوں کے اس عبادت خانے کے سردار کو اللہ کے نبی کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ وہ کہنے لگا کہ "چھ دن ہیں جن میں کام کرنا چاہیے' سبت کے دن کام نہیں کرنا چاہیے اور انہیں چھ دنوں میں شفا پانی چاہیے نہ کہ سبت کے دن۔" اس پر اللہ کے نبی نے اس کے جواب میں کہا کہ "اے ریاکارو! کیا ہر ایک تم میں سے سبت کے دن اپنے بیل یا گدھے کو تھان سے کھول کر پانی پلانے نہیں لے جاتا۔ کیا واجب نہ تھا کہ اس عورت کی تکلیف کو بھی رفع کیا جاتا؟"

لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو خداوند قدوس کی وحدانیت کی تعلیم دیتے اور بیماروں کو خدا کے نام پر شفا دیتے ہوئے یروشلم کی طرف بڑھ رہے تھے۔ راستے میں کچھ فریسی یہودیوں نے انہیں روکا اور کہنے لگے کہ ان سرزمینوں سے نکل جا کیونکہ ان سرزمینوں کا بادشاہ ہیرودیس تجھے قتل کر دے گا۔ کہنے والوں کا کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ جا کے اس لومڑی سے کہہ دو کہ میں آج اور کل لوگوں کو شفا دینے کا کام سرانجام دیتا رہوں گا اور تیسرے دن رخصت ہو جاؤں گا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ آگے بڑھتے ہوئے وہ سبت کے دن فریسی یہودیوں کے سردار کے ہاں ٹھہرے۔ یہودی ان کی تاک میں تھے اور یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ان کی نقل و حرکت کیا ہے اور وہ کیا تعلیم دیتے ہیں۔ اسی دوران ایک بیمار کو ان کے سامنے لایا گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے شرح کے عالموں اور فریسیوں سے کہا کہ سبت کے دن بیمار کو شفا بخشنا روا ہے کہ نہیں' اس پر یہودی چپ رہ گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ چپ کیوں ہیں۔ انہوں نے مریض کو ہاتھ لگا کر شفا دی اور ساتھ ہی یہودیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جس کا گدھا یا بیل کنویں میں کود پڑے اور وہ سبت کے دن اس کو فوراً نہ نکال لے۔ یہودی ان کے ان الفاظ اور ان کی اس تعلیم سے مایوس ہوئے۔

کہتے ہیں جس یہودی سردار نے اللہ کے نبی کی دعوت کی تھی' اس نے کچھ

یہودی سرداروں کو بھی بلایا تھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے وہ دعوت میں نہیں ہوئے۔ ان سب نے کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیا اور دعوت میں شریک نہ ہوئے۔ ایک نے کہا کہ میں نے کھیت خریدا ہے۔ مجھے اسے دیکھنے جانا ہے' لہٰذا میں نہیں ہوں۔ دوسرے نے کہا' میں نے پانچ جوڑی بیل خریدے ہیں اور انہیں آزمانا ہے' لہٰذا میں دعوت میں نہ آسکوں گا۔ ایک اور سردار نے کہا کہ میں نے شادی کیا ہے' لہٰذا میں بھی دعوت میں شامل نہ ہو سکوں گا۔ یہ باتیں سن کر جو لوگ آئے ہیں' انہوں نے کہا ہے کہ اس موقع پر عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے ایک تمثیل پیش کی اور کہنے لگے۔ جب تجھے کوئی شادی میں بلائے تو صدر جگہ پر نہ بیٹھ۔ شاید اس نے تجھ سے بھی زیادہ عزت دار کو بلایا ہو اور جس نے تجھے اور اس کو دونوں کو بلایا ہے' اگر وہ تجھ سے یہ کہے کہ اسے جگہ دے تو تجھے شرمندگی ہو۔ تو سب سے نیچے بیٹھنا پڑے بلکہ جب تجھے بلایا جائے تو سب سے نیچے جگہ جا بیٹھ تاکہ تجھے بلانے والا آئے اور تجھ سے کہے' اے دوست آگے بڑھ کر بیٹھ۔ تب ان سب کی نظروں میں جو تیرے سامنے کھانا کھانے بیٹھیں' تیری عزت ہوگی کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا' وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا' اسے بڑا بنایا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب تو دن یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں' رشتہ داروں یا دولت مند دوستوں کو نہ بلانا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی تجھے بلائیں اور تیرا بدلہ ہو جائے بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریب' لنگڑوں' اندھوں اور ضرورت مندوں کو بلانا۔ اس سے تجھ پر برکت ہوگی کیونکہ ان کے پاس تجھے بدلہ دینے کے لیے کچھ نہیں اور تجھے قیامت میں بدلہ ملے گا۔"

اخیم رکا' کچھ سوچا۔ پھر دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"اے میرے باپ کہنے والوں نے اور بہت سی تمثیلیں بھی کہی ہیں جو وہ اللہ کے نبی سے سن کر آئے ہیں۔ ان میں سے ایک کچھ اس طرح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کسی شخص کے دو بیٹے تھے۔ ان میں سے چھوٹے نے باپ سے کہا کہ باپ تیری جائیداد میں سے مال کا جو حصہ مجھے پہنچتا ہے' وہ مجھے دے دے۔ باپ نے اپنے بیٹے کی بات مانی اور اپنے دو بیٹوں میں جو کچھ تھا' بانٹ دیا۔

بہت دن گزرے' چھوٹا بیٹا اپنا سب کچھ جمع کر کے کسی دوسرے ملک کو روانہ ہوا اور وہاں اپنا مال بدچلنی میں اڑا دیا۔

جب سب کچھ خرچ کر چکا تو اس ملک میں سخت کال پڑا اور وہ محتاج ہونے لگا۔ پھر اس ملک کے ایک باشندے کے ہاں جانا پڑا۔ اس نے اسے اپنے کھیتوں میں سور چرانے بھیجا اور اسے آرزو تھی کہ جو پھلیاں سور کھاتے تھے' ان سے اپنا پیٹ بھرے مگر وہ پھلیاں بھی اسے نہ دیتا تھا۔ پھر اس کے ہوش ٹھکانے آئے اور کہنے لگا کہ میرے باپ کے پاس بہت سے مزدوروں کو افراط سے روٹی ملتی ہے اور میں یہاں بھوکا مر رہا ہوں۔ میں کیوں نہ اپنے باپ کے پاس جاؤں اور اس سے کہوں کہ اے باپ میں تیرا اور خداوند دونوں کا گنہگار ہوں۔ میں اب اس لائق نہیں کہ تیرا بیٹا کہلاؤں۔ مجھے مزدوروں جیسا کوئی روزگار ہی دے دے۔

یہ سوچ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے باپ کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی وہ دور ہی تھا کہ اسے دیکھ کر اس کے باپ کو ترس آیا اور دوڑ کر اسے گلے لگا لیا اور چوما۔ بیٹے نے کہا' اے میرے باپ! میں خدا اور تیری نظر میں گنہگار ہوں۔ اب میں اس لائق نہیں کہ میں تیرا بیٹا کہلاؤں۔ باپ نے نوکروں سے کہا کہ اچھے سے اچھا لباس جلد نکال کر اسے پہناؤ اور ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جوتی پہناؤ اور پلے ہوئے بچھڑے کو لا کر ذبح کرو تاکہ ہم کھا کر خوشی منائیں کیونکہ میرا یہ بیٹا مردہ تھا' اب یہ زندہ ہوا ہے۔"

سب خوشی منانے لگے لیکن اس کا بڑا بیٹا کھیت میں تھا۔ جب وہ گھر کے نزدیک پہنچا تو گانے بجانے اور ناچنے کی آواز سنی تو ملازم کو بلا کر دریافت کرنے لگا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے اس سے کہا کہ تیرا بھائی آگیا ہے۔ تیرے باپ نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کروایا ہے کیونکہ اسے بھلا چنگا پایا۔ وہ غصے ہوا اور اندر جانا نہ چاہا مگر اس کا باپ باہر جا کر اسے منانے لگا۔

اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میں اتنے عرصے سے تیری خدمت کرتا ہوں اور کبھی تیری حکم عدولی نہیں کی مگر تو نے مجھے کبھی ایک بکری کا بچہ بھی نہ دیا کہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی مناؤں لیکن جب تیرا یہ بیٹا آیا' جس نے تیرا مال و متاع

www.pdfbooksfree.pk

بدچلنی میں اڑا دیا اور اس کے لیے تو نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کر دیا۔

اس پر باپ کہنے لگا۔ بیٹا تو تو ہمیشہ میرے پاس ہے' جو کچھ میرا ہے' وہ تیرا ہے لیکن خوشی منانا اور شادمان ہونا مناسب تھا کیونکہ تیرا یہ بھائی مردہ تھا' اب زندہ ہوا۔ کھویا ہوا تھا' اب مل گیا ہے۔

اخیم جب خاموش ہوا تو اس کا باپ عازور کسی قدر فکرمند لہجے میں کہنے لگا۔

"اے فرزند جو باتیں تو بتا رہا ہے' بڑی عجیب و غریب ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام گلیل سے یروشلم کا رخ کیے ہوئے ہیں اور جو باتیں تم نے کہیں ہیں اس قسم کی تعلیم دیتے ہوئے وہ شہر کا رخ کر رہے ہیں تو یاد رکھنا میرے ہم مذہب یہودی کیا عام' کیا عالم' ان کی حد درجہ مخالفت کریں گے اور ان کا جینا دوبھر کر دیں گے۔ میں ان وقت سے ڈرتا ہوں جب لوگ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔"

عازور کو کہتے کہتے رک جانا پڑا' اس لیے کہ اس کا بیٹا اخیم بول پڑا۔ کہنے لگا۔

"جو لوگ ان کے ساتھ سفر کرتے ہوئے آئے ہیں' ان کا کہنا ہے کہ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام سفر کرتے ہوئے یریحو شہر میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یریحو شہر میں داخل ہوتے وقت دو عجیب و غریب واقعات پیش آئے۔ پہلا یہ کہ جب وہ یریحو کے قریب پہنچے تو ایسا ہوا کہ ایک اندھا راہ کنارے بیٹھا ہوا بھیک مانگ رہا تھا۔ وہ بھیڑ کے جانے کی آواز سن کر پوچھنے لگا' یہ کیا ہو رہا ہے؟ کسی نے اس کو خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام جا رہے ہیں۔ اس پر اس نے چلا کر کہا' اے عیسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے واسطے مجھ پر رحم کرو۔ جو لوگ وہاں سے گزر رہے تھے' انہوں نے اسے ڈانٹا کہ چپ رہ مگر وہ چیخنے چلانے لگا۔ اس پر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اس کے قریب گئے اور اس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے جو میں تیرے لیے کروں؟ اس نے کہا' میں نابینا ہوں۔ چاہتا ہوں بینا ہو جاؤں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا اپنے رب کے نام سے بینا ہو جا۔ تیرا ایمان تجھے اچھا کرے گا۔ کہنے والوں کا کہنا ہے کہ وہ شخص اسی وقت بینا ہو گیا اور خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

دوسرا واقعہ جو یریحو میں پیش آیا' وہ کچھ اس طرح ہے کہ جس وقت اللہ کے نبی شہر میں داخل ہو رہے تھے تو شہر میں زکائی نام کا ایک انتہائی دولت مند شخص

محصول لینے والوں کا سردار تھا اور ٹھگنے اور چھوٹے سے قد کا تھا۔ جب لوگوں کی بھیڑ کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام شہر میں داخل ہوئے تو چھوٹا قد ہونے کی وجہ سے بھیڑ میں وہ انہیں دیکھ نہ سکا۔ پس خدا کے نبی کو دیکھنے کے لیے آگے دوڑا اور ایک گولر کے پیڑ پر چڑھ گیا کیونکہ وہ اس راہ سے جانے والے تھے۔ جب اللہ کے نبی اس جگہ پہنچے تو اوپر نگاہ کر کے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"تو اگر مجھے دیکھنے کا مشتاق ہے تو نیچے اتر آ کیونکہ میں آج تیرے ہی گھر میں قیام کروں گا۔"

زقائی نام کا وہ شخص یہ الفاظ سن کر بڑا خوش ہوا۔ جلدی جلدی نیچے اترا اور عیسیٰ علیہ السلام کو خوشی خوشی اپنے گھر لے گیا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو سب بڑبڑا کر کہنے لگے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام گئے ہیں' وہ بڑا گنہگار شخص ہے۔ انہیں اس کے گھر نہیں جانا چاہیے تھا۔ اس موقع پر چھوٹے قد کا وہ شخص جس کا نام زقائی تھا' وہیں کھڑے ہو کر اس نے کہنا شروع کیا۔

"اے خدا واحد لاشریک میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر میں نے کسی کا حق لے لیا ہو تو اس کو چار گنا ادا کرتا ہوں۔" عیسیٰ علیہ السلام زقائی کے الفاظ سن کر بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے۔ "سن آج تیرے گھر میں یوں جانو نجات اتر آئی ہے۔"

عازور کا بیٹا اخیم شاید مزید کچھ کہتا کہ اس موقع پر حصرون نے عازور کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"محترم عازور آپ کے بیٹے اخیم نے اپنی گفتگو کے دوران فریسیوں کا ذکر کیا ہے۔ کیا آپ تشریح کریں گے کہ یہ لوگ کون ہیں؟" اس پر عازور تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا' پھر عجیب سے انداز میں حصرون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے عزیز فریسی یوں جانو یہودیوں کا ایک مذہبی فرقہ ہے۔ میں تمہیں ذرا تفصیل سے بتاتا ہوں۔ ان دنوں یہودیوں کے بہت سے فرقے ہیں جو یہودیوں کی گمراہی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلا سمارتین ہے۔ یہ لوگ فقیر اور اچھوت قسم کے ہوتے ہیں۔ دوسرا فرقہ ایسینی ہے۔ یہ لوگ عزلت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

ان کی کوئی جائیداد نہیں ہوتی۔ ان میں تمام فرقے والوں کے احوال مشترکہ ہیں۔ ان میں شادی کا رواج بہت کم ہے یہودی معبد کے مراسم سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔"

تیرا فرقہ ناسٹکس ہے۔ اس فرقے کے نزدیک علم نجات کا ذریعہ ہے' ایمان نہیں۔ ایک اور فرقہ کرائی ٹیز ہے۔ یہ لوگ توریت کے احکام کے الفاظ پر سختی سے پابندی کرتے ہیں۔

ایک فرقے کا نام فریسی ہے۔ یہ لوگ حیات بعد الممات اور جزا و سزا کے قائل ہیں۔ یہ لوگ بڑے زاہد اور عبادت گزار ہوتے ہیں۔ فریسی جماعت کا یہودیوں پر بڑا اثر ہے۔ یہ فرقہ کتب مقدسہ کے علاوہ روایات کو بھی قانون سازی میں اہمیت دیتا ہے۔

ایک اور بہت بڑے فرقے کا نام صدوقی ہے۔ یہ فرقہ خدا کو صرف بنی اسرائیل ہی کا خدا مانتا ہے۔ یہ فرقہ نہ ہی فرشتوں پر ایمان رکھتا ہے' نہ قیامت پر' مذہبی قانون کی لفظی پیروی پر زور دیتے ہیں۔ روایات کے منکر ہیں۔ قانون میں اضافہ اور ترمیم کو باطل تصور کرتے ہیں۔ ان کا یہ نظریہ ہے کہ نیک اعمال کے انعام کی خواہش نہیں رکھنی چاہیے۔ یہ گروہ انسانی اختیار کا قائل ہے۔

ایک اور گروہ کو باغی فرقہ کہا جاتا ہے۔ اس گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ روح غیر فانی نہیں' ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ خدا جو ایک غیر مادی اور غیر مرئی ہستی ہے' وہ کس طرح مادہ سے بنی ہوئی کائنات کا علم رکھ سکتا ہے۔ یہ لوگ جزا و سزا کے قائل ہیں۔

ایک فرقہ کاہنوں کا ہے۔ یہ لوگ مذہبی رسوم خدمت ہیکل بجا لاتے ہیں ان کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ انہوں نے مذہبی رسوم اور خدمت ہیکل کو تجارت کاروبار بنا لیا ہے۔ جب تک ہر ایک رسم اور خدمت ہیکل پر نذرانے وغیرہ نہ لیتے ہو' وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔ توریت کے احکام میں یہ لوگ اغراض نفسانی تکمیل کے لیے تحریف کرتے ہیں اور اپنی تصنیف کردہ کتب اور احکامات کو یہ کتاب الٰہی کا درجہ دے دیتے ہیں۔"

عازور تھوڑی دیر کے لیے رکا' اداس ہو گیا۔ پھر حضرون کی طرف دیکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"حضرون میرے بھائی یہودی اس وقت تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ توریت نے انہیں شراب نوشی سے منع کیا ہے لیکن یہ اعلانیہ شراب پیتے ہیں۔ توریت نے انہیں سود کے کاروبار سے روکا ہوا ہے لیکن یہ سود کے کاروبار کو اپنی آمدنی کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ توریت نے انہیں خنزیر کا گوشت کھانے سے منع کیا ہوا ہے۔ یہ لوگ ایسے بے حیا ہیں کہ سور کا گوشت اعلانیہ کھاتے ہیں۔ میرے عزیز اس وقت یہودی قوم کے لیے ایک مسیح کا بڑی بے چینی سے انتظار کیا جا رہا ہے۔

جس وقت اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام نے لوگوں کو خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کی طرف بلانا شروع کیا تو ایک امید بندھی تھی کہ ان کی وجہ سے یہودی قوم سنبھل اور سنور جائے گی لیکن برا ہوا اس ہیرودیس کا' اللہ کے نبی کو شہید کروا دیا۔ اب میرے بیٹے نے جو اللہ کے دوسرے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کے غلیل سے یروشلم کی طرف آنے کی خبر دی ہے تو پھر امید بندھی ہے کہ شاید اللہ کے نبی کے ذریعے ہی یہودی قوم سنور جائے۔ اس لیے کہ اس وقت یہودی مذہبی لحاظ سے اپنے بدترین دور سے گزر رہے ہیں۔ یہ لوگ مشرکانہ رسوم اور عقائد کو جزو مذہب بنا چکے ہیں اور جھوٹ فریب' بغض اور حسد جیسی بداخلاقیوں کو عملاً اخلاق حسنہ کی حیثیت دے رکھی ہے اور بجائے شرمسار ہونے کے وہ اس پر فخر کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ بھی دیکھو میرے بھائی میں خود بھی یہودی ہوں لیکن میں غلط طرفداری نہیں کروں گا۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے علماء اور نقاد نے دنیا کے لالچ اور حرص میں کتاب اللہ یعنی توریت تک کو تحریف کے بغیر نہیں چھوڑا اور درہم و دینار پر خدا کی آیات کو فروخت کر ڈالا یعنی عوام سے نذر اور بھینٹ حاصل کرنے کی خاطر حلال کو حرام اور حرام حلال بنا دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس طرح یہ قانون الٰہی کو مسخ کرنے کے مجرم ہو رہے ہیں۔"

عازور رکا' مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی اس کا بیٹا اخیم بول پڑا۔

"اے میرے باپ آپ نے ابھی تک عمر حضرون کو باتوں ہی میں لگا رکھا ہے یا

انہیں کچھ کھانے کو بھی دیا ہے۔"

عازور ہنس دیا! "بیٹا اسے ابھی تک ہم نے باتوں ہی میں الجھا رکھا ہے۔ اخیر بول اٹھا۔ مجھے خود بھی بھوک لگی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں عم حصرون بھی سفر آئے ہیں' یہ بھی بھوک محسوس کر رہے ہوں گے۔ پہلے کھانا کھانا چاہیے' پھر ان آرام کا بندوبست ہونا چاہیے۔"

حصرون تھوڑی دیر مسکراتا رہا' پھر اخیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

بیٹے تیری بڑی مہربانی تو نے میرا احوال پوچھا۔ کھانا تو میں ضرور کھاؤں گا' بھوک محسوس کر رہا ہوں۔ کھانا کھانے کے بعد نہ میں قیام کروں گا' نہ رکوں گا۔ مجھے واپس جانا ہے۔ مجھے عریب نے صرف آپ لوگوں کو اپنی سلامتی کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ فرض میں ادا کر چکا ہوں' اب مجھے وقت ضائع کیے بغیر رقیم کا رخ ہوگا۔"

عازور نے حصرون کی گفتگو سے اتفاق کیا۔ اس کے دوران ہی سدانہ اور دونوں اٹھ کر کھانا لے آئی تھیں۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ تھوڑی دیر حصرون وہاں رکا' اس کے بعد وہ رقیم کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

رقیم شہر کے قریب پہنچ کر حبیب بن عثمان نے اپنے ساتھ جو مسلح جوان تھے میں سے کچھ کو آگے بھیجا تاکہ رقیم شہر جا کر عریب کے آنے کی اطلاع کریں۔ وقت یہ اطلاع رقیم کے قصر میں پہنچی تو سارے قصر میں خوشی اور اطمینان کی ایک سی دوڑ گئی تھی۔ حبیب بن عثمان اور مسلح جوانوں کے ساتھ عریب جب قصر دروازے پر آئی تو دنگ رہ گئی۔ اس لیے کہ قصر کے صدر دروازے پر نبطیوں بادشاہ اور اس کا باپ حارث' سگی ماں خلد و سوتیلی ماں شقیلہ' اس کا بھائی مالک حارث' سگی بہن حویلہ اور سوتیلا بھائی زیبال اس کے استقبال کے لیے کھڑے قریب آکر عریب جب اپنے گھوڑے سے اتری تو سب سے پہلے اس کی ماں خلدو بڑھی اور عریب کو لپٹا کر جی بھر کر پیار کیا۔ اس کے بعد اس کی سوتیلی ماں شقیلہ نے گلے لگایا۔ بعد میں حویلہ پرجوش انداز میں اپنی بہن سے ملی تھی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے حارث' مالک اور زیبال نے بڑے پیار سے اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا تھا۔ پھر سب قصر میں داخل ہوئے۔ حبیب بن عثمان اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ صدر دروازے کے اس ہی رک گیا تھا۔ قصر میں داخل ہونے کے بعد اچانک اوزال' حبیب بن عثمان کے قریب آئی اور کہنے لگی۔

"آپ یہاں کیوں کھڑے ہو گئے ہیں؟ مسلح جوانوں سے کہیں کہ وہ اپنے مستقر کی طرف چلے جائیں' آپ قصر کے اندر جو آپ کا کمرہ ہے' وہاں چلیں جا کر آرام کریں۔ میں اپنے کمرے میں جاتی ہوں۔ یہاں کیوں کھڑے ہو گئے ہیں؟"

اوزال کی اس گفتگو سے حبیب بن عثمان مسکرا دیا۔ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک حارث نے جب پلٹ کر دیکھا کہ حبیب بن عثمان اور اوزال ابھی تک صدر دروازے پر کھڑے ہیں تو وہ رک گیا۔ بلند آواز میں اس نے حبیب کو مخاطب کیا۔

"بیٹے! مسلح جوانوں سے کہو تمہارے اور اوزال کے گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے جائیں۔ تم دونوں میرے ساتھ آؤ' اجنبیوں کی طرح دروازے پر کیوں کھڑے ہو گئے ہو؟ تم اب اس قصر میں رہنے والے خاندان کے افراد ہو۔ بیٹے ہمارے ساتھ اجنبیوں کا سا برتاؤ تو نہ کرو۔"

حارث کے ان الفاظ پر حبیب بن عثمان مسکرا دیا۔ اپنے اور اوزال کے گھوڑے کو اس نے دو مسلح جوانوں کو اصطبل کی طرف لے جانے کا حکم دیا۔ پھر اوزال کے ساتھ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور حارث کے ساتھ قصر کے اندرونی حصے کی طرف بڑھا تھا۔

سب قصر کے کمرے میں جا کر بیٹھ گئے' تب عریب کی ماں خلدو نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"عریب میری بیٹی' میں تیرے متعلق بڑی فکرمند اور پریشان تھی۔ ہماری خوش بختی کہ تم بخیریت ہمارے پاس پہنچ گئی ہو۔"

خلدو یہاں تک کہہ پائی تھی کہ عریب نے اس کی بات کاٹ دی۔ کہنے لگی۔

"اے میری ماں! زمین اور آسمان کے مالک کا شکریہ ادا کرنے کے بعد آپ کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

میرے بھائی حبیب بن عثمان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ جس جانفشانی، جس ہمت
جس جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے میری جان بچائی اور مجھے یہاں لے
آیا، اس کے لیے اس کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ اس کا مزید شکریہ
ہمیں اس طرح بھی ادا کرنا ہوگا کہ رقیم کی طرف آتے ہوئے تھوڑی دیر ہم نے ا
کے نخلستان میں اس کے گھر میں بھی قیام کیا۔ اس قیام کے دوران جو سلوک اس
اہل خانہ نے میرے ساتھ کیا، وہ اتنا اچھا، اتنا عمدہ، اتنا خوشگوار تھا جو الفاظ میں بیان
نہیں کیا جا سکتا۔"

اس گفتگو کے جواب میں سب بڑی ممنونیت سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھ
لگے تھے۔ حبیب بن عثمان نے بھی دیکھا کہ وہ سب کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا ہے، تب
اس نے سب کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"آپ لوگ تو میری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جس طرح میں کوئی اجنبی قلعہ
کے اندر گھس آیا ہوں یا میں نے کوئی ایسا کام کیا ہے جو انتہائی ناممکن تھا۔ بس میرے
لیے یہی کافی ہے کہ میں اپنی بہن عریب کو بحفاظت رقیم لانے میں کامیاب ہوا ہوں۔
یہ کوئی اتنا بڑا معرکہ نہیں تھا جو میں نے سر کر دیا ہے۔ اس کے لیے آپ کو
شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" لمحہ بھر کے لیے حبیب بن عثمان رکا اور
حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ مجھے بیٹا کہہ کر پکارتے ہیں۔ مالک مجھے جب بھی مخاطب کرتا ہے، بھائی کہہ
کر پکارتا ہے تو میں اگر عریب کو یہاں بحفاظت لانے میں کامیاب ہوا ہوں تو آپ
شکریہ کیوں ادا کریں گے؟ میں اپنی بہن کو لایا ہوں، اس لانے پر کیا ایک باپ
بھائی دوسرے بھائی کا شکریہ ادا کرے گا، ہرگز نہیں۔" حبیب بن عثمان کی اس
سے سارے خوش ہو گئے تھے۔ حارث اور زیادہ ممنونیت سے اس کی طرف دیکھ
تھا۔ مالک اور دیگر لوگوں کی نگاہوں میں بھی شکرگزاری کے جذبے تھے۔ پھر حبیب
عثمان اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "میرے خیال میں عریب کو آرام کی ضرورت
اسے آرام کرنے کا موقع دیں۔ میں بھی اپنے کمرے کی طرف جاتا ہوں۔" حبیب
جگہ سے ہٹنے ہی لگا تھا کہ حارث نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"بیٹے تھوڑی دیر کے لیے بیٹھو، میں ایک معاملہ تمہارے ساتھ طے کرنا چاہتا
ہوں۔" حبیب بن عثمان جب سوالیہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا، تب حارث
بولنا پڑا۔

"سن بیٹے! عریب بحفاظت ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ اب میں ہیرودیس کے
خلاف لشکرکشی کروں گا۔ یہ لشکرکشی کرنے کے لیے مجھے پوری تیاری کرنی ہوگی۔ اس
کے بعد میں لشکر لے کر نکلوں گا۔ اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"اے عظیم اور محترم تاج ور! اس حادثے کے بعد جو بھی آپ فیصلہ کریں گے،
آپ کو میری پوری تائید حاصل ہوگی۔" حبیب بن عثمان نے مسکراتے ہوئے کہنا
شروع کیا تھا۔ "میں جانتا ہوں ہیرودیس نے ایک گھناؤنا فعل کیا ہے۔ اسے اس فعل
کی ہر صورت سزا ملنی چاہیے۔ میں آپ کے اس فیصلے سے پوری طرح اتفاق کرتا
ہوں۔ ساتھ ہی ایک اور انکشاف بھی کرتا ہوں۔"

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے یارم نام کے شخص کو معبد میں پکڑا تھا اور
اس سے اپنے باپ کے قاتلوں کا سراغ لگایا تھا۔ اب مجھے ان قاتلوں کے خلاف
حرکت میں آنا ہے۔ یہ قاتل ذابو اور سمولا ہیں اور ان کا سرکردہ برابا ہے۔ میں ذابو
اور سمولا کے خلاف بھی حرکت میں آؤں گا اور برابا کو بھی اس کے ساتھیوں سمیت
تہس نہس کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"میں چاہتا ہوں کہ ہیرودیس کے خلاف حرکت کرنے سے پہلے میں ذابو اور سمولا
کے خلاف نکلوں۔ اگر میں ان کے خلاف کوئی بڑی کارروائی نہ کر سکا، انہیں نہ پکڑ
سکا، ان سے انتقام نہ لے سکا تو کم از کم ان کے ٹھکانے کا پتا کر لوں گا۔ ان کی قوت کا
اندازہ لگاؤں گا۔ ایک نہ ایک دن مجھے بہرحال ان سب کو اپنے سامنے زیر کرنا ہے۔"

جب تک حبیب بن عثمان بولتا رہا، سب خاموش رہے۔ حارث غور سے اس کی
طرف دیکھتا رہا۔ حبیب بن عثمان جب خاموش ہوا تو حارث بول پڑا۔

"بیٹے میں تیری تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں خود پسند کروں گا کہ ہیرودیس کے
خلاف لشکرکشی کرنے سے پہلے تو کچھ مسلح دستے لے کر اپنے باپ کے قاتلوں کے
خلاف نکلے اور ان سے انتقام لے۔ مستقر سے اپنی اس پہلی مہم کے لیے جس قدر بھی

دستے تو اپنے ساتھ لے جانا چاہے' بیٹے تمہیں اس کی اجازت ہے۔" حبیب بن عثمان نے اس پر حارث کا شکریہ ادا کیا' پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ قصر کے اس کمرے سے نکلا' اس کے پیچھے پیچھے اوزال بھی نکل گئی تھی۔

اپنے کمرے کے قریب جا کر اچانک حبیب بن عثمان رک گیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اوزال بھی رک گئی تھی۔ پھر حبیب بن عثمان بڑے غور سے ایک طرف دیکھنے لگا۔ اس سمت سے السار اپنی گردن جھکائے بڑی تیزی سے حبیب بن عثمان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اوزال بھی بڑی گہری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ حبیب بن عثمان کے قریب آکر السار رکی' اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "آپ اپنے کمرے میں چلیں' میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔" حبیب بن عثمان نے فوراً جواب دے دیا۔ "لیکن میں تمہاری کوئی بات سننا نہیں چاہتا۔" السار پھر بولی۔ "مجھے آپ سے ایک انتہائی ضروری کام ہے۔"

حبیب بن عثمان نے پہلے کی طرح روکھا سا جواب دیا۔ "مگر مجھے تم سے کوئی کام نہیں۔"

"میں نے کہا نا' اپنے کمرے کی طرف چلئے' مجھے آپ سے بے حد ضروری کام ہے۔ آپ میری بات سنیں نہ سنیں مگر میں جو بات کہنا چاہتی ہوں' وہ بات میں کہہ کر جاؤں گی۔" حبیب بن عثمان پھر السار سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اوزال نے دخل اندازی کی اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔ "آپ اپنے کمرے میں چلیں' جو کچھ یہ کہنا چاہتی ہے' سننے میں کیا حرج ہے۔ آپ باہر کھڑے ہو کر ضد کیوں کرتے ہیں؟" اپنے کمرے میں جانے کے بجائے حبیب بن عثمان نے اوزال کے کمرے کا رخ کیا اور کہنے لگا۔ "چلو تمہارے کمرے میں چل کر بیٹھتے ہیں۔" السار بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لی۔ تینوں جب اس کمرے میں جا کر بیٹھ گئے تو السار نے پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"میں آپ سے علیحدگی میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

اس بار اوزال نے بھی السار کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھا۔ کچھ کہنا چاہتی تھی پر اس سے پہلے ہی حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"السار تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ میں تمہاری بات سننے پر آمادہ ہو گیا ہوں۔ جو کچھ کہنا ہے کہو' تمہاری گفتگو کے دوران اوزال یہیں رہے گی۔ نہ یہ جائے گی' نہ میں تمہیں لے کر دوسرے کمرے میں جاؤں گا۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

کہتے کہتے حبیب بن عثمان خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے پہلو میں بیٹھی ہوئی اوزال کھڑی ہو گئی اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگی۔ "آپ ضد کیوں کرتے ہیں؟ اگر وہ علیحدگی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے تو اسے کہنے کا حق ہے۔ میں باہر جاتی ہوں' السار میں تمہیں علیحدگی مہیا کرتی ہوں۔ تم بے دھڑک اپنے دل کی بات ابن عثمان سے کہہ سکتی ہو۔" اس کے ساتھ ہی اوزال باہر نکلی اور اپنے کمرے کے سامنے جو پردہ لگا ہوا تھا' اس کی اوٹ میں جا کر کھڑی ہو گئی تاکہ جو گفتگو ان کے درمیان ہوتی ہے' سن سکے۔

اوزال کے جانے کے بعد السار نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"میں آپ سے معافی مانگنے کے لیے آئی ہوں۔ میں نے آپ کی دل شکنی کی تھی۔ یوں جانیں میں نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔ آپ پر میں نے یارم کو ترجیح دی تھی۔ حالانکہ وہ ایک انتہائی گھناؤنا اور بدکردار شخص نکلا۔"

السار مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"اگر وہ برا' بدکردار اور اوباش شخص نکلا ہے تو اس سے میرا کیا تعلق؟ تم اسے پسند کرتی تھیں اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا تہیہ کیے ہوئے تھیں۔ میں نے تو کبھی اس سلسلے میں مزاحمت نہیں کی۔ وہ ایک مجرم تھا' میرے باپ کا قاتل تھا۔ سو میں نے اسے پکڑا' قاتل کی سزا قتل تھی' لہٰذا اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اگر تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نے یارم کے ساتھ زیادتی کی ہے تو یہ تمہاری بھول ہے۔"

السار نے احتجاجی سے انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"آپ بات کو دوسری طرف لے جا رہے ہیں۔ میں یارم پر لعنت بھیجتی ہوں۔ اس جیسے شخص کا منہ دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ میں تو یہ کہنے آئی تھی کہ میں نے یارم کی وجہ سے آپ سے زیادتی کی تھی' میں اس زیادتی کی معافی مانگتی ہوں۔"

حبیب بن عثمان نے جھٹ سے کہہ دیا۔ "چلو میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ میرے خیال میں میرا تمہارا معاملہ ختم ہوا۔"

السار نے بڑی بے چینی سے اپنی جگہ پر پہلو بدلا اور کہنے لگی۔ "معاملہ ختم نہیں ہوا بلکہ معاملہ اب شروع ہوا ہے۔ آپ نے اس موقع پر مجھ سے چاہت اور محبت کا اظہار کیا تھا لیکن میں نے اس موقع پر آپ کی محبت کا جواب محبت سے نہ دیا تھا۔ میں اپنے وہ الفاظ واپس لیتی ہوں۔ آپ کے ساتھ آپ کی ماں کے پاس جانے کے لیے تیار ہوں اور آپ کی زندگی کا ساتھی بننے کے لیے بھی تیار ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر اس موقع پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کچھ دیر تک وہ عجیب سے جذبے میں السار کی طرف دیکھتا رہا' پھر طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔

"جو بات تم لے کر آئی ہو' اس کا موقع محل گزر چکا۔ میں تمہیں اپنی جس ماں کی آسودگی اور خوشی کے لیے لے جانا چاہتا تھا' وہ اندھی ہو چکی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ میں اسے بتا چکا ہوں کہ تم میرے بجائے کسی اور کو پسند کرتی ہو۔ السار جن لمحوں کا تم ذکر کرنے آئی ہو' وہ لمحے بہت دور جا چکے ہیں۔ اس میں شک نہیں' میں نے تمہیں موسم بہار کے پرندوں کی دلکش آواز سمجھا لیکن تم نے میری زندگی کی آخری رمق تک کو تلخ حقائق سے بھر دیا۔ میں نے تمہیں پھول برساتی مسکراہٹوں جیسا جانا لیکن تو نے اپنے سلوک سے میرے ساز حیات' انتہائی کرب اور بدترین اذیتوں سے دوچار کیے۔ میں نے تمہیں اپنے تھکے ماندے چہرے کی مسکراہٹ بنانا چاہا' تو نے انکار کر دیا۔ میں نے تجھے دامن فطرت میں سجائے رنگ و بو کی بہار سمجھ کر اپنی زیست کی آرائش و تزئین بنانا چاہا لیکن تو تلخی بھرا جام زیر آب کا تیغ ثابت ہوئی۔ تیرے لہجے کی حلاوت میری روح کی خستگی' میرے سانسوں کی بھاری میرے جذبات کا روگ بن گئی۔

سن السار میں اب کسی اور لڑکی کو پسند کر چکا ہوں۔ وہ مجھے چاہتی ہے۔ میں اپنی زندگی کا ساتھی' وہ مجھے اپنی زیست کا رفیق بنانے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ اب وہ لڑکی میرے دلوں کی تڑپ اور ساعتوں کی کسک میں نغموں کا دلکش تواب' راتوں کے ہجر' دن کی جلن میں نگاہوں کا خمار ہے۔ اب وہ لڑکی ہی میرے لیے نغموں کا نگارستان اور خوبیوں کا خیالستان ہے۔ اس میں شک نہیں اپنی زندگی کے صحرا میں میں نے تجھے ہی محبت کا ابتدائی جھونکا جانا تھا لیکن تو میرے لیے صحرا کی لو ثابت ہوئی۔"

یہاں تک کہتے کہتے حبیب کو رک جانا پڑا' اس لیے کہ السار بول پڑی۔

"آپ جس لڑکی کو پسند کرتے ہیں۔ وہ کون ہے' کیسی ہے' کہاں ہے؟" اس پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ میں حبیب بن عثمان پھر بول پڑا۔

"جس لڑکی کو میں پسند کرتا ہوں' اس کا شفق چہرہ یوں جانو' میری زیست کا رسیلا پن ہے۔ اس کی خوش دلانہ مسکراہٹ اب میرے اعتماد اور اشتیاق کا محور ہے۔ اس کے خدوخال میں آسودگی اور ذہانت' اس کی آنکھوں سے چمکتے حیا میں اس کا من اس کی دلکشی پنہاں ہے۔ اس کی رگوں میں وفا رقص کرتی ہے۔ وہ بادام اور سیب کے پھولوں سی خوشبودار' چنار اور لچکیے بید کی کونپلوں جیسی نازک ہے۔ اس کا چہرہ ایسا رنگین اور خوبصورت ہے جیسے سورج کی شعاعوں سے رنگین بادل....."

یہاں تک کہتے کہتے لمحہ بھر کے لیے حبیب بن عثمان رکا' اس کے بعد جذبات کی رو میں بہتا چلا گیا تھا۔

"السار تم میرے لیے اندرائن سی کڑوی ثابت ہوئیں۔ پر وہ لڑکی میرے لیے شہد سے میٹھی ثابت ہوئی۔ تم میرے لیے کچے انگور سی کھٹی نکلیں۔ پر وہ بابلی شراب سے بھی زیادہ خوشگوار نکلی تو میرے لیے رنج و غم کا بگولا ثابت ہوئی۔ پر جس لڑکی کو میں اب پسند کرتا ہوں' وہ چنبیلی کی مہک سی خوشبودار اور خوشگوار ہے۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے السار لمحہ بھر کے لیے پریشان' فکرمند سی ہو گئی تھی۔ جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور کہنے لگی۔

"کیا میں اس خوش قسمت لڑکی کا نام پوچھ سکتی ہوں جسے آپ پسند کرتے ہیں جو آپ سے محبت کرتی ہے۔" اس پر بغیر رکے حبیب بن عثمان کہنے لگا۔

"جس لڑکی کو میں چاہتا ہوں' جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ اس کا نام اوزال ہے اور وہ ابھی ابھی تمہارے پاس سے اٹھ کر باہر گئی ہے۔ یہ کمرہ اسی کا ہے جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔" اوزال کمرے کے باہر پردے کے پیچھے یہ ساری گفتگو سن رہی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ کمروں کے باہر جو غلام گردش بنی ہوئی تھی' اس میں کیونکہ ابھی کوئی فرد نہ تھا لہٰذا بڑے اطمینان سے پردے کی اوٹ میں رہتے ہوئے اوزال یہ ساری گفتگو سن رہی تھی۔ السار تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ اس دوران اس نے کافی حد تک خود کو سنبھال لیا' پھر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ تو ایک معاملہ ہے جو میں آپ کے ساتھ طے کرنا چاہتی تھی۔ میری آپ کے لیے دعا ہے کہ آپ اور اوزال کی محبت اپنے بام عروج تک پہنچے۔ یقیناً میں نے آپ کو دھوکہ دیا تھا اور مجھے اس کا پچھتاوا ضرور ہے۔ بہرحال میں اب دوسرے موضوع کی ابتداء کرنے والی ہوں۔ آپ کی طرف آنے کا اصل مقصد یہی تھا' اس مقصد کے لیے مجھے میرے باپ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اس وقت سعید اور رعما بھی وہیں ہیں۔ رعما آپ کے ساتھ گئی تھی' راستے میں کہیں سعید اسے مل گیا اور وہ دونوں وہاں پہنچے ہیں۔ آپ کے آنے کی اطلاع مجھے سعید اور رعما ہی نے دی ہے۔"

حبیب بن عثمان نے عجیب سے انداز میں السار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"اب دوسرا موضوع کون سا رہ گیا ہے۔" اس پر السار بول پڑی۔

"دوسرا موضوع صرف آپ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ اس موضوع میں میرا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے' یارم آپ کے باپ کا قاتل تھا لیکن وہ اکیلا نہیں تھا' اس کے ساتھ اور بھی لوگ شامل تھے جو اس شہر رقیم کے رہنے والے تھے۔ جس وقت آپ نے معبد کے اندر یارم کو پکڑا' اس وقت آپ سے ایک غلطی سرزد ہوئی۔ آپ نے اس سے تفصیل نہیں جانی کہ وہ رقیم شہر میں کہاں رہتا ہے اور اس کے کون کون سے ساتھی ہیں۔ میں اس موضوع پر اپنے باپ کے کہنے پر آپ سے بات کرنے آئی ہوں۔ یارم اکیلا نہیں' اس نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ آپ کے باپ کو قتل کیا۔ آپ کی ماں کو اندھا کیا۔ وہ اکثر اس موضوع پر میرے اور میرے باپ سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ پر ہمیں خبر نہ تھی کہ مرنے والا آپ کا باپ ہے اور اندھا ہونے والی آپ کی ماں ہے۔ بہرحال میں آپ سے یہ کہوں کہ اس شہر میں اس کے کچھ ساتھی بھی ہیں۔ جس وقت آپ کے باپ کو قتل کیا گیا تو یارم کے ایک ساتھی نے احتجاج کیا تھا کہ آپ کے باپ کو کیوں قتل کیا۔ وہ اس قتل کے بھی خلاف تھا اور

جب یارم نے انکشاف کیا کہ آپ کی ماں کو اندھا کیا گیا ہے تو اس شخص نے یارم کے ساتھ اچھا خاصا جھگڑا اور تکرار کیا کہ اس نے اس عورت کو کیوں اندھا کیا یعنی یارم کے اس ساتھی نے یارم اور اس کے ہمنواؤں کے خلاف بغاوت کی۔ یارم نے اس صورتحال کو اپنے لیے خطرناک جانا۔ اسے خدشہ ہو گیا تھا کہ کہیں اس کا وہ باغی ساتھی اس کے گناہوں سے پردہ نہ اٹھا دے۔ رقیم شہر میں اس کے لیے کوئی مصیبت نہ کھڑی کر دے' لہٰذا یارم نے اسے ٹھکانے لگانے کا ارادہ کر لیا۔ اس باغی ساتھی کو بھی یارم کے ان ارادوں کا علم ہو گیا' لہٰذا اپنے چند جانثاروں کے ساتھ وہ رقیم شہر سے نابلس کی طرف بھاگ گیا۔ اپنی موت سے پہلے ہی ایک دو بار یارم نے میرے باپ سے ذکر کیا تھا کہ وہ اپنے ایک ساتھی کی تلاش میں نابلس کا رخ کرنا چاہتا ہے۔ پر اس کی بدقسمتی کہ وہ آپ کے ہاتھوں مارا گیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد السار کو رک جانا پڑا' اس لیے کہ حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"کیا تم بتا سکتی ہو میرے دشمنوں کے اس باغی کا کیا نام ہے؟" اس پر السار نے کچھ سوچا' پھر کہنے لگی۔

"وہ باغی ساتھی جو رقیم سے نابلس کی طرف بھاگ چکا ہے' اس کا نام یوساف ہے۔ اس کے ساتھ اس کے کچھ جانثار بھی ہیں۔ یوساف نام کا وہ باغی اس گروہ کا بڑا سرگروہ خیال کیا جاتا تھا۔ جس گروہ سے یارم کا تعلق تھا۔ یوساف نام کا وہ شخص ان علاقوں کے بدنام زمانہ ڈاکو برابا اور اس کے دو دست راست ذابو اور سمولا کے متعلق بھی تفصیل کے ساتھ جانتا ہے۔" السار کو ایک بار پھر خاموش ہو جانا پڑا' اس لیے کہ حبیب بن عثمان نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"پہلے یہ بتاؤ' یہ ساری تفصیل تم سے کس نے کہی ہے؟"

جواب میں السار نے تیز اور مشکوک نگاہوں سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا' پھر کہنے لگی۔

"آپ یہ مت خیال کیجئے گا کہ آپ نے مجھے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے سے انکار کر دیا ہے تو میں آپ کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کروں گی' ہرگز نہیں۔ اگر آپ

یہ خیال کرتے ہیں کہ میں یہ من گھڑت کہانی پیش کرکے آپ کو کسی معاملے
پھنسانا چاہتی ہوں تو یہ آپ کے ذہن کی اختراع ہوگی۔ میں کوئی ایسا گھٹیا' ایسا
فعل کرنا تو بہت دور کی بات' اس کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی۔ اگر آپ ان
کی تصدیق کرنا ہی چاہتے ہیں تو میرے باپ کے پاس جایئے گا۔ اس لیے کہ گزشتہ
باغی یوساف کا ایک ساتھی جس نے یہیں اپنے عزیز و اقارب کے پاس چھپ کر
بچالی تھی' وہ سامنے آگیا ہے۔ اس لیے کہ اسے خبر ہوگئی تھی کہ یارم کو قتل کر دیا
ہے۔ وہ معبد میں شکریہ ادا کرنے اور اپنی مانی ہوئی نذر پوری کرنے کے لیے
میرے باپ سے بھی اس نے ملاقات کی اور یہ سارے حالات تفصیل کے ساتھ
نے میرے باپ سے کہے۔" السار کے اس انکشاف نے حبیب بن عثمان کو
پیچیدگی اور الجھن میں ڈال کر رکھ دیا تھا۔ لحہ بہ لحہ اس کے چہرے پر غصے اور غضب
کے آثار تیزی سے اپنا رنگ دکھانے لگتے تھے۔ آخر اس نے السار کو مخاطب کیا۔

"جس نوجوان نے تمہارے باپ کے سامنے راز اگلے ہیں' ذرا اس کا نام
کہو۔" السار جھٹ سے بول پڑی۔ "اس کا نام عوبال ہے جس وقت میں آپ
ملنے کے لیے چلی تھی۔ عوبال اس وقت معبد ہی میں تھا۔ اگر آپ میری باتوں پر
کرتے ہیں تو میرے ساتھ چلیں' میرے خیال میں وہ آپ کو وہیں مل جائے گا۔ وہ
بھی ان سارے حالات سے آگاہ ہو چکا ہے۔ اس لیے کہ وہ بھی وہاں موجود ہے
میرے باپ نے میری موجودگی ہی میں سعید سے یہ سارے حالات کہے تھے۔" اس
تیز نگاہوں سے السار کی طرف دیکھتے ہوئے حبیب کہنے لگا۔

"اگر تم مجھ پر کوئی احسان ہی کرنا چاہتی ہو تو پھر واپس معبد میں جاؤ۔
بھائی سعید کو کہو' وہ عوبال نام کے اس شخص کو میرے پاس لے کر آئے۔ پھر میں
کے ساتھ ایک لائحہ عمل طے کرنا پسند کروں گا۔ میرے خیال میں تم میرا کہا
نہیں۔"

السار نے کچھ نہ کہا' اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دروازے کی طرف بڑھتی
کہنے لگی۔ "میں جاتی ہوں اور سعید کو اس کے ساتھ بھیجتی ہوں۔" اس کے ساتھ
السار قصر کے اس کمرے سے نکل گئی تھی۔ دوسری جانب اوزال نے جب

کھڑی ہو گئی ہے اور باہر آنا چاہتی ہے تو وہ دروازے سے پیچھے ہٹ کر غلام
گردش میں کھڑی ہو گئی تھی۔ السار جب چلی گئی تو وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ حبیب
بن عثمان کے سامنے بیٹھ گئی اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"آپ نے بیچاری السار کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ آپ اس کے ساتھ
محبت کے دو بول' بول ہی دیتے تو آپ کا کیا جاتا تھا؟ وہ اتنی چاہت' اتنی محبت' اتنی
امیدیں لے کر آپ کے پاس آئی۔ اگر اس نے ایک موقع پر آپ سے شادی نہ کرنے
اور آپ کی رفاقت میں نہ آنے کے الفاظ ادا کر ہی دیئے تھے تو اسے ان الفاظ کی اتنی
بڑی سزا تو نہیں ملنی چاہیے۔ آخر اس نے آپ سے کسی بھی موقع پر نفرت اور بیزاری
کا اظہار تو نہیں کیا۔ اگر یارم نے کسی نہ کسی طرح اسے اپنے جال میں پھنسا ہی لیا تھا
تو اس دھوکے' اس فریب کی اتنی بڑی سزا تو نہیں ملنی چاہیے جتنی آپ نے اسے دی
ہے۔"

حبیب بن عثمان کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے اوزال پھر
بول پڑی۔

"ویسے میں آپ کی ایک خوبی کو اب جانتی ہوں۔ آپ بڑے اچھے الفاظ استعمال
کرسکتے ہیں۔ السار کے سامنے جو آپ نے رنگین الفاظ استعمال کرتے ہوئے میری
تعریف کی' میں باہر کھڑی یہ سارے الفاظ سن رہی تھی۔ بڑی مشکل سے برداشت کر
رہی تھی۔ آپ نے جس انداز میں میری تعریف کی ہے' کیا میں اس قابل ہوں؟"

حبیب بن عثمان نے غور سے اوزال کی طرف دیکھا اور مسکرایا اور کہنے لگا۔
"کبھی تم نے آئینہ دیکھا ہے۔" جواب میں اوزال بھی مسکرائی اور کہنے لگی۔ "کئی بار
دیکھا ہے' ایک بار پھر میرے حوالے سے آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے سراپا کا
جائزہ لینا' پھر جو الفاظ میں نے تمہاری خوبصورتی کے لیے استعمال کیے ہیں۔ انہیں
اپنے ذہن میں لانا' اگر وہ تمہارے سراپا پر منطبق نہ ہوں تو مجھے پکڑ لینا۔" اوزال کی
طرف غور سے دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان نے کہا تھا۔

اوزال نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔ "میں تو اب یہ سوچتی ہوں کہ
السار کا کیا بنے گا۔ اس نے بے شک آپ کو رد کیا تھا لیکن وہ آپ کی طرف لوٹ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

رہی ہے۔ اس کا کوئی تو حل ہونا چاہیے۔" احتجاجی سے انداز میں حبیب بن عثمان
اوزال کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"اسے لوٹنے کے لیے میں نے تو نہیں کہا۔ جب میری ماں کو اس کی ضرورت
تھی' اس وقت وہ نہ تھی۔ اب وہ ہے لیکن میری ماں کو اس کی ضرورت نہیں ہے
اس لیے کہ میں اپنی ماں کے ذہن میں یہ بات ڈال چکا ہوں کہ السار کسی اور کو پسند
کرتی ہے اور میرے ساتھ ناطہ جوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اس بنا پر میں اور
میری ماں دونوں ہی السار کو اپنے ذہن سے نکال چکے ہیں اور السار بوڑھی تو نہیں
ہوگئی' ابھی نو عمر ہے۔ خوبصورت ہے جس طرح اس سے پہلے یارم کو اپنی زندگی کا
ساتھی بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا' ایسے ہی اپنی زندگی کے لیے کسی نئے رفیق کا انتخاب کر
سکتی ہے۔"

اوزال نے اندازہ لگایا کہ اسی موضوع پر گفتگو ہوتی رہی تو حبیب بن عثمان کے
تلخ ہو جانے کا اندیشہ ہے' لہٰذا اس نے موضوع بدل دیا تھا۔ دونوں اس موضوع پر
گفتگو کرنے لگے تھے جس موضوع پر تھوڑی دیر پہلے السار انکشاف کر کے گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد گفتگو کرتے کرتے دونوں رک گئے۔ اس لیے کہ ان کے
کمرے کے باہر غلام گردش میں سعید اور وہ نوجوان آتے دکھائی دیئے جس کا نام السار
نے عوبال بتایا تھا۔ دروازے پر آکر سعید رک گیا۔ حبیب بن عثمان اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑا ہوا۔ اسے اندر آنے کے لیے کہا۔ عوبال کو اپنے ساتھ اندر لانے کی اجازت
دی۔ دونوں آکر جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب حبیب بن عثمان نے عوبال کو مخاطب
کیا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام عوبال ہے۔ تمہارے متعلق السار تھوڑی
پہلے مجھے تفصیل بتا چکی ہے۔ اب تم یہ بتاؤ یارم کا باغی ساتھی جس کا ذکر السار نے
تھا' وہ کہاں ہے۔ اب جبکہ یارم مارا جا چکا ہے' وہ کیوں چھپتا پھرتا ہے۔" اس
عوبال نے کھنکارتے ہوئے گلہ صاف کیا اور کہنے لگا۔

"شاید السار نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ عوبال نے نابلس میں پناہ لے رکھی
جہاں اس نے پناہ لے رکھی ہے۔ میں اس جگہ کو بھی جانتا ہوں اور میں آپ پر
یہ انکشاف کروں کہ رقیم شہر میں یارم کے کچھ اور ساتھی بھی تھے۔ وہ یہاں سے

نکل گئے ہیں۔ میں نے ان پر نگاہ رکھی تھی' وہ یوساف کی تلاش میں نابلس کی طرف گئے
ہیں۔ جو باغی ہو چکا ہے۔ وہ اس کے قتل کے درپے ہیں۔"

عوبال کے اس انکشاف پر حبیب بن عثمان کچھ دیر تک سوچتا رہا' پھر اسے مخاطب
کیا۔

"کیا ایسا ممکن ہے کہ تم یہاں سے نابلس کی طرف میرے ساتھ سفر کرو۔ میں
یوساف کو نہیں جانتا' میں اس کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے میں بہت کام لوں
گا۔ چونکہ میرے باپ کا قتل برابا اور اس کے سرکردہ ساتھیوں کے کہنے پر کیا گیا ہے۔
یوساف ان سب کو جانتا ہے۔ ان کے مسکنوں سے بھی واقف اور آگاہ ہے' لہٰذا اس
مہم میں وہ میری بہترین رہنمائی کر سکتا ہے۔ اگر یارم کے ان ساتھیوں نے جو شہر میں
موجود تھے۔ یوساف کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں ان کی گردنیں کاٹ دوں گا۔
میں یارم کے ان ساتھیوں کو بھی نہیں جانتا جو یوساف کی تلاش میں نابلس کی طرف
گئے ہیں۔ تم یقیناً ان کو جانتے ہو گے' لہٰذا تم ان کی بھی مجھے نشاندہی کرنا میں ان سے
بھی نمٹنے کی کوشش کروں گا اور میں اس سارے کام کا معقول معاوضہ تمہیں دوں
گا۔"

عوبال کے چہرے پر خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر کہنے لگا۔

"السار اور رعما کا باپ اور معبد کا بڑا پجاری ایرخ میرے لیے بڑا محترم اور قابل
احترام ہے۔ میرے لیے یہ بات بڑی قابل لحاظ ہے کہ رعما آپ کے بھائی سعید کو پسند
کرتی ہے اور دونوں ایک دوسرے کو زندگی کا ساتھی بنانے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ میرے
لیے دوسری ایک اور سعادت ہے کہ السار کا جھکاؤ آپ کی طرف ہے۔ بہرحال آپ
مطمئن رہیں۔ میں نابلس تک آپ کی پوری نشاندہی کروں گا۔ یوساف تک بھی آپ کو
لے کر جاؤں گا اور یوساف کے تعاقب میں یارم کے جو لوگ گئے ہیں' ان کی طرف
بھی آپ کی پوری رہنمائی کروں گا اور اس کا کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔ اس لیے کہ
میں یہ سارا کام فرض جان کر کروں گا۔ اس کام کو نمٹانے کے بعد پھر میں نے اسی شہر
میں آپ کے پاس رہنا ہے۔"

عوبال کی اس گفتگو سے حبیب بن عثمان خوش ہو گیا تھا' دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"میرے عزیز میں تیرا شکرگزار ہوں۔ تو نے اپنی باتوں سے میرا دل خوش
رکھ دیا ہے۔ اب یہ بتاؤ تم کب تک یہاں سے کوچ کرنا پسند کرو گے۔" عوبال
چھاتی تانتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ حبیب بن عثمان تم میری پروا نہ کرو۔ جب
کوچ کرنا چاہو' میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔" حبیب بن عثمان بے پناہ خوشی کا
کرتے ہوئے کہنے لگا "تو پھر آنے والی شب کو یہاں سے میں اور تم کوچ کریں
عوبال کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سعید اس سے پہلے بول پڑا۔

"میرے عزیز بھائی ایسا ممکن ہی نہیں کہ میں آپ کو اکیلا جانے دوں۔ اس
میں میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ ضد نہ کیجئے گا' اگر آپ نے ضد کی تو یاد رکھئے
سعید بھی ضد کرے گا۔ اس لیے کہ سعید آپ کا بھائی ہے۔ اگر آپ ضد کریں
تو میں بھی کروں گا۔" جواب میں حبیب بن عثمان کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے
اوزال بول پڑی۔

"سعید میرے بھائی آپ کا کہنا درست ہے۔ آپ حبیب کے ساتھ جائیں
اگر انہوں نے اکیلا جانے کی ضد کی تو میں ان کو اکیلا نہیں جانے دوں گی۔ آپ
کے ساتھ جائیں گے' یہ آپ کو منع نہیں کریں گے۔"

حبیب نے مسکراتے ہوئے باری باری اوزال اور سعید کی طرف دیکھا اور
لگا۔ "اگر تم دونوں کی یہی مرضی ہے تو سعید تم میرے ساتھ چلنا۔" جواب میں
کچھ کہنا چاہتا تھا کہ خاموش ہو گیا۔ پھر ایک دم سارے اٹھ کھڑے ہوئے
سے باہر آکر غلام گردش میں کھڑے ہو گئے' اس لیے کہ سامنے کی طرف سے
اس کی دونوں بیویاں' بیٹا مالک دونوں بیٹیاں' عریب اور حویلہ اور دوسرا بیٹا
آرہے تھے۔

قریب آکر سب رک گئے' پھر عریب نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کرنے
کہنا شروع کیا۔

"حبیب میرے بھائی ہم سب تمہیں ایک زحمت دینے کے لیے آگئے ہیں
کمرے میں تمہاری رہائش ہے' وہ کمرہ تمہیں خالی کرنا پڑے گا۔" جواب میں
دیر کے لیے حبیب بن عثمان سنجیدہ ہو گیا۔ اوزال کا چہرہ بھی اتر گیا تھا۔ سعید

ان الفاظ کا برا محسوس کیا تھا۔ قبل اس کے ان میں سے کوئی ردعمل کا اظہار کرتا'
عریب پھر بول پڑی۔

"بھائی میرے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دیکھتی ہوں تم سنجیدہ ہو
گئے۔" اوزال اور سعید کو بھی دیکھتی ہوں۔ ان کے منہ بھی لٹک گئے ہیں۔ معاملہ
دراصل یوں ہے کہ جس کمرے میں اوزال کی رہائش ہے' یہ کمرہ اب تمہارے تصرف
میں رہے گا۔ جو کمرہ تمہارے پاس ہے' وہ اوزال کے پاس ہو گا اور اس سے اگلا کمرہ
میرے پاس۔ اس کے بعد جو کمرہ ہے' اس میں میری چھوٹی بہن حویلہ رہے گی۔ میرے
خیال میں تم برا محسوس نہیں کرو گے۔ زوفہ کے پاس جو کمرہ ہے' وہ اسی کے پاس
رہے گا۔ عریب کی اس گفتگو سے اوزال اور سعید پھر خوشگوار سے ہو گئے تھے۔ پھر
حبیب بن عثمان عریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میری بہن! مجھے یہاں کمرہ نہ بھی ملے تب بھی کوئی حرج نہیں' اس لیے کہ
سفر میں میرے پاس ایک کمرہ ہے۔ میں وہاں رہ سکتا ہوں۔" اس پر کسی قدر سخت
الفاظ میں عریب کہنے لگی۔

"ہرگز نہیں۔ آپ میرے بھائی ہیں۔ بھائی بہن کے پاس رہے۔ جو فیصلہ ہوا ہے'
وہ آخری ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ تمہارے اور اوزال کے
کمرے کی آرائش میں کوئی فرق نہیں' بس اوزال اٹھ کر تمہارے کمرے میں آجائے
گی۔ تم اس کے کمرے میں آجانا۔" حبیب بن عثمان نے جب اس تجویز کو منظور کر
لیا۔ تب حارث آگے بڑھا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"بیٹے جو معاملہ ہم طے کرنے آئے تھے' وہ تو طے ہو گیا۔ اب تم اپنی مہم پر کب
نکلو گے؟" جواب میں حبیب بن عثمان نے السار اور عوبال کے ساتھ جو گفتگو ہوئی
تھی' تفصیل کے ساتھ سنا دی۔ پھر کہنے لگا۔ "میں آنے والی شب کو عوبال کے ساتھ
نابلس کی طرف روانہ ہوں گا۔ اس کے بعد میں کوہستانی سلسلوں کے اندر برابا اور
اس کے ساتھیوں کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ نابلس سے میں واپس رقیم آؤں گا
اور یہاں سے کچھ مسلح دستے لے کر اپنی اس مہم پر جاؤں گا۔" حارث اور مالک دونوں
نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اتنی دیر تک قصر کے اندر سے کچھ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

خدام آگئے جو ڈھیروں سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ سامان عریب اور حویلہ کے
کی آرائش کے لیے تھا۔ عریب نے اوزال کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ پھر عریب
اور حویلہ اپنے کمروں کی تزئین کرنے لگی تھیں جبکہ آنے والی شب کو حبیب بن
اور سعید دونوں بھائی عوبال کے ساتھ رقیم سے نابلس کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

اب رقیم کے قصر کی یہ حالت تھی کہ اس کے بائیں جانب والے حصے میں حارث اپنی بیویوں اور بیٹوں کے ساتھ مقیم تھا۔ دائیں جانب والے حصے میں اوزال' حبیب بن عثمان' عریب' حویلہ اور ان کی خدمت پر مامور عورت زوفہ مقیم ہوئے تھے۔ جس روز حبیب بن عثمان رقیم سے نابلس کی طرف کوچ کر گیا تھا' اس سے اگلے روز عریب' حویلہ دونوں بہنیں اوزال کے کمرے میں آئیں۔ تینوں ایک جگہ بیٹھ گئیں۔ پھر حویلہ نے بڑے پیار' بڑی دلجمعی میں اوزال کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

"اوزال میری بہن گو میری بڑی بہن عریب یروشلم میں رہ کر آئی ہے لیکن اسے شرق اردن یا یروشلم سے باہر نکلنے کا کوئی موقع نہیں ملا۔ آپ تو یروشلم کی رہنے والی ہیں۔ آپ تو ارض فلسطین کے سارے اہمیت والے مقامات کو جانتی ہوں گی۔ میری بہن آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ عنقریب میرے باپ ارض فلسطین پر ہیرودیس کے خلاف لشکر کریں گے۔ اس لشکر کشی کی ابتداء شاید ہمارے بھائی حبیب بن عثمان کی واپسی پر شروع ہوگی۔"

چونکہ ہمارا ٹکراؤ اب ارض فلسطین کے حکمران سے ہوگا' لہٰذا میں چاہوں گی کہ اس سرزمین کے متعلق ہمیں کچھ معلومات حاصل ہوں۔ میری بہن کیا ایسا ممکن نہیں تو ہمیں ارض فلسطین کے اہمیت والے علاقوں کی کچھ تفصیل بتائے۔ اس کے لیے میں تیری بڑی شکرگزار اور ممنون ہوں گی۔

اوزال نے مسکراتے ہوئے حویلہ کی طرف دیکھا' پھر کہنے لگی۔ "اس سلسلے میں تمہیں ممنون اور شکرگزار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں بہت سے علاقوں کی تفصیل بتاتی ہوں۔ یوں جانیں ارض فلسطین میں جو اہمیت کے مقام ہیں۔ سب میں نے دیکھ رکھے ہیں۔ سنو میں تفصیل کے ساتھ تمہیں ان کے متعلق بتاتی ہوں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

میں اپنی ابتداء کچھ یوں کرتی ہوں کہ ان دنوں ارض فلسطین میں اللہ کی طرف
سے دو نبی مبعوث کیے گئے ہیں۔ ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام' دوسرے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام۔ یحییٰ علیہ السلام کو تو ہیرودس نے اپنی بھتیجی سے شادی کرنے کی بنا پر شہید
کرا دیا ہے۔ اب یہ سنا گیا ہے کہ دوسرے نبی یعنی عیسیٰ علیہ السلام خداوند قدوس کا
پیغام پرجوش انداز میں لوگوں کو پہنچا رہے ہیں۔ سب سے پہلے میں ایک مقام بیت لحم
کا ذکر کروں گی جو بیت المقدس سے چھ میل جنوب میں واقع ہے۔ اس مقام پر اللہ
کے نبی عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (یہاں کھجور کے درخت کا ایک حصہ اب تک
کھڑا ہے۔ جس کا پھل حضرت مریم نے کھایا تھا جس کا قرآن میں تذکرہ کیا ہے کہ
اس درخت کو ہم نے بطور معجزہ پیدا کیا ہے۔ حالانکہ اس علاقے میں کھجور نہیں
ہوتی۔)

میری بہنوں یہاں حضرت داؤد علیہ السلام کا مزار بھی ہے۔ بیت المقدس سے بیت
اللحم آئیں تو نصف راستہ طے کرنے پر حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین علیہ
السلام کی والدہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اہلیہ راحیل کا خوبصورت مقبرہ آتا ہے۔
(فتح بیت المقدس کے بعد یہاں انصاری نے بھی خلیفہ اسلام کی اطاعت قبول کرلی۔
حضرت عمر یہاں تشریف لائے اور ایک جگہ نماز ادا کرکے اسے مسجد کی حیثیت دے
دی جس پر بعد میں مسلمانوں نے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرلی۔)

اور زال رکی' اس کے بعد دوبارہ اس نے گفتگو کا آغاز کیا۔

دوسرا اہمیت کا مقام ناصرہ آتا ہے۔ یہ طبریہ سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم یہیں کی رہنے والی تھیں۔

تیسرا اہم مقام حبرون ہے۔ یہ بیت المقدس سے چھ فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔
عرب اسے مشہد خلیل کہتے ہیں۔ اس شہر کی ایک عبادت گاہ میں حضرت ابراہیم علیہ
السلام' حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبریں ہیں۔
قبریں ایک قطار میں بنی ہوئی ہیں اور ان کی قبروں کے برابر ان کی بیویوں کی قبریں
ہیں۔ ہر قبر کا درمیانی فاصلہ دس دس ہاتھ ہے۔ اس کی چار دیواری کے باہر ایک
میں حضرت یوسف علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت

زائرین کو جاری رکھنے کے لیے یہاں زائرین کے مفت قیام اور طعام کا بندوبست ہے۔
یہ بھی روایت ہے کہ حرم کی زمین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہؓ کے
انتقال پر خریدی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے گرد جو احاطہ ہے' وہ وحی
الٰہی کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کروایا تھا۔ (سن انیس سو ساٹھ
1967ء کی جنگ کے دوران یہودیوں نے حرم خلیل کو عجائب گھر میں تبدیل کر دیا
تھا۔ بعض روایات کے مطابق اس حرم میں ستر ہزار انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں۔)

فلسطین کا ایک اور اہم مقام عورتا ہے۔ یہ نابلس سے بیت المقدس کی طرف
جانے والی شاہراہ پر ایک درمیانہ سا قصبہ ہے۔ اس جگہ حضرت یوشع بن نون اور
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے چچازاد بھائی منفل کی قبریں
ہیں۔ یہ ایک غار کے اندر دفن ہیں۔ روایت ہے کہ یہاں اور بھی ستر انبیاء مدفون
ہیں۔

البرہ بھی فلسطین کا ایک اہم مقام ہے۔ اس مقام پر اللہ کے نبی حضرت آدم علیہ
السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔

یروشلم اور حبرون کے درمیان ایک اور اہم مقام ہے جس کا نام ملحول ہے۔
یہاں اللہ کے نبی یونس علیہ السلام ابن متا کا مزار ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے
والد کی قبر بھی قریب ہی ایک گاؤں میں موجود ہے۔

ایک اور مقام جس کا نام دامون ہے۔ یہ فلسطین کے ساحلی شہر لکہ سے تین
میل مشرق پر واقع ہے۔ یہاں ایک چھوٹی سی غار ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے
کہ یہاں خداوند قدوس کے نبی ذوالکفل کا تابوت ہے۔ بعض روایات کے مطابق
ذوالکفل حضرت ایوب علیہ السلام کے صاحبزادے تھے۔

دو اور اہم مقام ملتے جلتے ناموں سے ہیں۔ ایک کفرمندہ ہے۔ یہاں حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی بیوی کی زیارت گاہ ہے اور وہ جھرنا بھی چٹان سے ڈھکا ہوا ہے جس کی
پشت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کی بکریوں کو پانی پلانے کے لیے اٹھا دی
تھی اور یعقوب علیہ السلام کے دو بیٹے آشر اور نفتالی بھی اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔
اس سے ملتا جلتا ایک اور قصبہ ہے جس کا نام کفرمریک ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ

www.pdfbooksfree.pk

السلام کے چچا زاد بھائی اور اللہ کے نبی لوط علیہ السلام مدفون ہیں۔ یہ مدفن
کے اندر ہے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں ساٹھ انبیاء اور بھی مدفون ہیں۔
دو اور شہر بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک لادی' یہ بیت المقدس اور
درمیان ہے۔ یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے لادی کی قبر ہے۔ دوسرا
شہر قدیم دور میں کبھی فلسطین کا پایہ تخت ہوا کرتا تھا۔ (یہاں آج کل عیسائیوں
کلیسا سینٹ جارج نام کا ہے اور عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ
اسی کلیسا میں دجال کو قتل کریں گے۔ عیسائی روایات کے مطابق اصفہان کے
یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے اور لد شہر کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ
سے مقابلہ کریں گے۔)

میں دو مزید مقامات کی تفصیل آپ لوگوں سے کہوں گی۔ ایک کا نام اربل
یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے چار بیٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
دفن ہیں۔ دوسرے قصبے کا نام کنعان ہے۔ یہ نابلس کے قریب شاہراہ کے دائیں
واقع ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یہیں رہا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ میں شہر
کا بھی آپ دونوں بہنوں سے ذکر کرنا پسند کروں گی۔

یوں جانیں' یہ ایک بستی ہے۔ یہاں اللہ کے نبی حضرت صالح علیہ السلام
فرزند الصدیق کی قبر ہے۔ یہاں ایک غار میں اسی شہیدوں کی لاشیں مدفون ہیں۔
کے علاوہ ایک لمکہ شہر ہے۔ یہ ساحل سمندر پر ہے۔ یہاں اللہ کے نبی حضرت
علیہ السلام کی قبر ہے۔ قبر اور اس کے قریب ہی عبادت گاہ کے صحن میں ایک
زمین ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے یہاں کھیتی
کی تھی۔ قریب ہی ایک چشمہ بھی ہے جسے عین البقر کے نام سے یاد کیا جاتا
وہاں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ چشمہ حضرت آدم علیہ السلام نے نکالا تھا۔ حب یو
علیہ السلام بھی دیکھنے کے لائق جگہ ہے۔ یہ تبریہ اور بیروت کے درمیان وہ کنواں
جس میں اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے ڈال دیا تھا
کنواں آج کل مسجد کے ایک صحن میں ہے۔)

○

خاموش ہو گئی کیونکہ باہر غلام گردش میں حویلہ اور عریب کا بھائی مالک آتا
جس کمرے میں وہ تینوں بیٹھی ہوئی تھیں' اس کمرے کے دروازے پر وہ
عریب نے جب اسے اندر آنے کے لیے کہا تو وہ کمرے میں داخل ہوا اور
نشست پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔

"عریب میری بہن میں آپ سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنے آیا ہوں
گفتگو یوں جانو' مجھے' میرے باپ اور میری ماں نے کرنے کے لیے بھیجا ہے۔
گفتگو میں تمہارے مستقبل' تمہاری زندگی کا بھی سوال ہے۔ یہ گفتگو میں اپنی بہن
اور حویلہ دونوں کی موجودگی میں کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس سلسلے میں تمہیں کوئی
درکار ہو تو یہ دونوں تمہاری مدد کر سکیں۔"

"میری بہن! ہمارے وزیر سیلاس کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بیٹی کا نام شہیر
اور سب جانتے ہیں کہ وہ وہ میرے ساتھ منسوب ہو چکی ہے۔ وہ مجھے پسند کرتی
میں بھی اسے چاہتا ہوں۔ رہے دو بیٹے' بڑے کا نام تیمان ہے۔ چھوٹے کا نام یوناہ
میری بہن حویلہ اس وقت یہاں بیٹھی ہوئی ہے' آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں۔ یہ
پسند کرتی ہے۔ یوناہ اسے چاہتا ہے' اس واقعہ کا علم بھی میرے ماں باپ اور وہ
بھی اس رشتے کو دل سے قبول کر چکے ہیں۔ سیلاس بھی اس رشتے سے خوش
اب وہ موضوع ہے جس پر میں گفتگو کرنے تمہارے پاس آیا ہوں۔ میری بہن'
عرصہ مجرد زندگی بسر نہیں کر سکتیں۔ آخر تمہیں ایک نہ ایک روز تو اپنا گھر آباد
چاہئے۔ جس وقت تم لوگ اٹھ کر اس سمت آئے تو بعد میں سیلاس ہمارے باپ
خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے انکشاف کیا کہ اس کا بڑا بیٹا تیمان شروع دن سے
تمہیں پسند کرتا ہے۔ پر تیمان کی بدقسمتی کہ تمہاری شادی ہردویس سے ہو گئی۔
چاہتا ہے کہ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ تیمان اور تمہاری شادی کر دی جائے۔ اس
بہتر انداز میں اپنا گھر آباد کر سکتی ہو۔ میرے باپ نے مجھے تمہاری طرف اس
بھیجا ہے کہ تم تیمان سے ملو جلو' اس کے ساتھ اٹھو بیٹھو۔ اگر تم دیکھو کہ
طبیعت' تمہارا مزاج اس سے ملتا ہے اور یہ کہ تم اس کے ساتھ گزر بسر کر سکو
تمہیں تیمان سے بیاہ دیا جائے گا۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

مالک جب خاموش ہوا تو عریب تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی' پھر کہنے لگی
"مالک میرے بھائی! عمر میں تم مجھ سے چھوٹے ہو لیکن یہ گفتگو کرتے
مجھے ایسے لگے کہ تم مجھ سے بڑے اور میرے باپ کی حیثیت سے گفتگو کر
میں تمہاری شکرگزار اور ممنون ہوں کہ تم نے میرے سامنے یہ معاملہ چھیڑا
اس وقت میں نہ ہاں کرتی ہوں' نہ نہ۔ میں تیمان سے ملوں گی' وہ مجھے اچھی
ہے۔ میں بھی اسے جانتی ہوں' تاہم اس کے مزاج اس کی فطرت سے واقف
اگر میں نے اندازہ لگایا کہ ہم دونوں اکٹھے رہ سکتے ہیں تو میں اسے اپنانے
نہیں کروں گی۔"

اپنی بہن عریب کے اس جواب سے شاید مالک خوش ہو گیا تھا۔ آگے ہو
نے عریب کے سر کو بوسہ دیا۔ پھر کہنے لگا۔ "بس مجھے اپنی بہن سے ایسے ہی
امید تھی۔ اب تم تینوں بہنیں بیٹھ کر پہلے کی طرح باتیں کرو' میں جاتا ہوں۔"
ساتھ ہی مالک اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

○

عین اسی وقت جب یہ گفتگو ہو رہی تھی' مالک کا سوتیلا اور چھوٹا بھائی
ماں شقیلہ کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس وقت اس کی ماں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی
اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

"ماں میں تم سے آج ایک شکوہ اور شکایت کرنے آیا ہوں۔" تیز نگاہ
شقیلہ نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگی۔ "کیسا شکوہ' کیسی شکایت؟"
بول پڑا۔

"دیکھ ماں بڑی ماں خلدو نے اپنے سارے بچوں کے لیے کچھ نہ کچھ
بھائی مالک کی سگائی شمیر سے ہو چکی ہے۔ ہماری بہن حویلہ ایک طرح
منسوب ہو چکی ہے۔ تیمان اور عریب کے رشتے کی بھی باتیں ہونے لگی ہیں
تک آپ نے میرے متعلق کچھ نہیں سوچا۔" شقیلہ نے پھر تیز نگاہوں
کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگی۔ "تم کسی لڑکی کو پسند کرتے ہو تو اس

نہیں وعدہ دیتی ہوں کہ میں ہر صورت میں تمہاری شادی اس لڑکی سے کرا کر رہوں
گی' خواہ دنیا ادھر کی ادھر ہو کر رہ جائے۔ اس لیے کہ تم جانتے ہو کہ تمہاری بڑی ماں
خلدو کی نسبت تمہارا باپ حارث میری بات زیادہ مانتا ہے۔"

ماں کی اس گفتگو سے زبیال کے چہرے پر دور تک خوشیاں اور آنکھوں میں گہری
چمک ناچ اٹھی تھی۔ وہ ماں سے مزید قریب ہوا اور کہنے لگا۔ "سن میری ماں' اگر یہ
بات ہے تو پھر میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ میں اس لڑکی کو پسند کرتا ہوں۔ اس سے
محبت کرتا ہوں جسے بیرو ظلم کی ساحرہ کہا جاتا ہے جس کا نام اوزال ہے۔ سن ماں اگر تو
نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے میری شادی کا اہتمام نہ کیا تو یاد رکھنا تو اپنے
اکلوتے بیٹے کی زندگی سے محروم ہو جائے گی۔"

شقیلہ نے تڑپ کر اپنا ہاتھ زبیال کے منہ پر رکھ دیا اور کہنے لگی۔ "ایسے بدشگونی
کے الفاظ منہ سے مت نکالو۔ اگر تم اوزال کو پسند کرتے ہو تو اچھی بات ہے۔ اوزال
بڑی خوبصورت ہے بلکہ میں کہتی ہوں کہ اس محل ہی نہیں' شہر کے اندر بھی اس
جیسی خوبصورت اور پرکشش لڑکی نہ ہوگی۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ ہر صورت
میں تمہارا بیاہ اوزال سے کرانے کا اہتمام کروں گی۔ اگر کوئی تمہارے راستے کی
رکاوٹ بننے کی کوشش کرے گا تو اس رکاوٹ کو گراتی چلی جاؤں گی۔"

شقیلہ کی گفتگو سے زبیال مزید خوش ہو گیا تھا۔ دوبارہ کہنے لگا تھا۔

"اے میری ماں اگر اوزال نے مجھ میں دلچسپی نہ لی' وہ کسی اور شخص کو پسند کرتی
ہوئی تب؟" شقیلہ نے پھر اسے تیز نگاہوں سے دیکھا اور اس سے پوچھنے لگی۔ "کیا وہ
کسی کو پسند کرتی ہے؟" زبیال نے جب اثبات میں گردن ہلائی تو شقیلہ نے پھر پوچھ لیا
"کسے پسند کرتی ہے؟ اس کا کیا نام ہے؟"

"ماں! میں نے زوفہ کے ذریعے سے یہ جاننا چاہا کہ وہ کسے پسند کرتی ہے۔ کسے
چاہتی ہے لیکن جس سے وہ محبت کرتی ہے' اس کا نام بتانے سے گریز کرتی ہے۔" اس
پر شقیلہ کہنے لگی۔

"نہیں بتاتی تو نہ سہی' تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں عہد دیتی ہوں' تمہیں یقین دلاتی
ہوں کچھ بھی ہو جائے' میں تمہاری شادی اوزال سے کرانے کا اہتمام کروں گی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

تمہارے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہمارا بڑا بیٹا مالک بن سکتا ہے لیکن اس کی منگنی شہیر سے ہو چکی ہے۔ اگر اوزال مالک کو پسند کرتی ہوتی تو پھر میں تمہارے لیے کچھ نہ کر سکتی تھی' اس لیے کہ مالک بھی مجھے بڑا عزیز ہے۔ میں اس کی حق تلفی نہ کرتی۔ چونکہ ایسا نہیں ہے' اوزال اگر کسی اور کو پسند کرتی ہے تو میں اس کی حق تلفی بھی کرکے اوزال کو تمہاری زوجیت میں دے دوں گی۔ میرے بیٹے اس سلسلے میں تم بالکل بے فکر رہو۔ یوں جانو آج سے اوزال تمہاری ہے۔ وہ کہیں جائے گی نہیں' وہ تمہاری بیوی بننے کے علاوہ کسی کے گھر نہیں جا سکتی۔ اب بتا تو کیا کہنا چاہتا ہے؟"

زیال اپنی ماں کی اس یقین دہانی پر ایسا خوش ہوا کہ اس نے اپنی ماں کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور کئی بار اسے بوسہ دیا۔ پھر مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے کمرے سے نکل گیا تھا۔

○

ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند قدوس کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے' لوگوں کو تعلیم دیتے ہوئے یروشلم کے نواح میں جبل زیتون پر پہنچے۔ جبل کی چوٹی پر کھڑے ہوکر ان کے ساتھ جو ان کے شاگرد تھے' ان میں سے دو کو مخاطب کرکے کہا۔ "وہ جو سامنے گاؤں ہے' اس میں جاؤ۔ وہاں گدھے کا ایک بچہ بندھا ہوگا' اس پر آج تک کوئی سوار نہیں ہوا۔ اسے کھول لاؤ' اگر کوئی تم سے پوچھے کہ کیوں کھولتے ہو؟ تو کہہ دینا کہ اس کی ضرورت ہے۔"

بس اللہ کے نبی کا حکم پا کر دو شاگرد وہاں گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک گدھے کا بچہ بندھا ہوا تھا اور وہ اس بچے کو کھول رہے تھے تو اس کے مالکوں نے کہا "اس کو کیوں کھولتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اس کی ضرورت ہے' اس لیے لے جا رہے ہیں' لہٰذا وہ خاموش رہے۔ گدھے کے اس بچے کو وہ جبل زیتون پر لائے۔ اس پر کپڑے ڈالے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس پر سوار کروایا۔ اس طرح اپنے شاگردوں کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جبل زیتون سے اتر کر یروشلم شہر کی طرف جبل زیتون سے اتر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سیدھا ہیکل کا رخ کیا۔ ہیکل میں جو مجاور بیٹھے ہوئے تھے' انہیں نکال باہر کیا اور ان سے کہا کہ "لکھا ہے کہ اللہ کا گھر دعا کا گھر ہوگا مگر تم نے اس گھر کو ڈاکوؤں کی کھوہ بنا لیا ہے۔"

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ معمول بنا لیا تھا کہ وہ ہر روز ہیکل میں لوگوں کو تعلیم دیتے۔ خداوند قدوس کی وحدانیت کی طرف لوگوں کو بلاتے اور اسی سے مدد مانگنے اور اس کی عبادت کرنے کی تلقین کرتے۔ آپ کی یہ باتیں یہودیوں کو ناگوار گزرتی تھیں۔ اس لیے کہ انہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو فراموش کر دیا تھا۔ رد و بدل کرتے ہوئے فحاشی کی زندگی بسر کرنا شروع کر دی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند قدوس کی وحدانیت کا وہی پیغام پیش کر رہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیا تھا' اس لیے یہودیوں کے عالموں اور زعماء کو
باتیں ناگوار گزرتی تھیں۔ تاہم آپ نے معمول بنا لیا تھا کہ ہر روز خداوند قدو
ہیکل میں جا کر آپ لوگوں کو وحدانیت کی تعلیم دیتے۔ نیکی اور خیر کے کام
رغبت دیتے' گناہوں اور بدی سے بچنے کی تلقین کرتے۔

ایک روز ایسا ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیکل سے باہر بلند آواز میں
خداوند قدوس کی وحدانیت کی تعلیم دے رہے تھے' بے شمار لوگوں کا جمگھٹا
ارد گرد جمع تھا۔ اس جمگھٹے میں عاذور اور اس کا بیٹا اخیم بھی شامل تھے۔ دونوں
بیٹا بھیڑ کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے۔ انہوں نے سنا کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ
السلام بلند آواز میں لوگوں کو بدی اور گمراہی سے بچنے اور نیک کام کرنے کی تلقین
رہے تھے اور خداوند قدوس کی وحدانیت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کر رہے تھے

اس موقع پر اچانک ایک انقلاب نمودار ہوا۔ عاذور اور اخیم دونوں
یہودیوں کے کچھ سردار کاہن اور علماء جو قریب ہی کھڑے تھے' وہ مزید آگے بڑھ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ "ہمیں بتا تو ان کاموں کو
اختیار کرتا ہے یا یہ بتا وہ کون ہے جس نے تجھ کو ایسے کرنے کا اختیار دیا ہے؟"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بلاتوقف انہیں مخاطب کر کے کہا۔ "میں بھی
ایک بات پوچھتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ یوحنا جسے تم لوگوں نے شہید کر دیا' وہ
طرف سے تھا یا انسان کی طرف سے؟"

اس موقع پر یہودی علماء اور کاہنوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اور
"اگر ہم کہیں آسمان کی طرف سے تو وہ کہے گا' تم نے کیوں نہ اس کا یقین
کہیں انسان کی طرف سے تو سب لوگ ہم کو سنگسار کریں گے کیونکہ انہیں
کہ یوحنا اللہ کا نبی تھا۔" پس انہوں نے جواب دیا۔ "ہم نہیں جانتے
طرف سے تھا۔" اس پر ہلکے سے خوبصورت تبسم میں حضرت عیسیٰ علیہ
انہیں مخاطب کر کے کہا۔ "میں بھی تمہیں نہیں بتاتا کہ ان کاموں کو کس
سے کرتا ہوں۔"

یہ باتیں یہودی عالموں کو ناگوار گزرتی تھیں۔ اس گھڑی ان عالموں اور کاہنوں
نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن لوگوں کے ڈر سے ایسا نہ کر
سکے تھے۔ وہ وہاں سے ہٹ گئے' تاہم انہوں نے ایک ایسا آدمی مقرر کیا جو راست باز
بن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے اور انہیں پکڑوانے کی کوشش کرے۔
اس طرح مجمع وہاں سے چھٹ گیا۔

جس شخص کو راست باز بن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے کے لیے
کہا گیا تھا اور جاسوسی کرنے کا حکم دیا گیا تھا' اس نے آکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
سوال کیا کہ "آپ کا کلام اور تعلیم درست ہے اور آپ کسی کی طرف داری نہیں
کرتے بلکہ سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ ہمیں یہ بتایئے کہ رومنوں کے
بادشاہ قیصر کو خراج دینا روا ہے کہ نہیں؟"

یہ سوال کر کے دراصل یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کروانا چاہتے
تھے۔ ان کا خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کہہ دیں گے کہ قیصر کو خراج نہیں
دینا چاہیے۔ اگر وہ ایسا کہیں گے تو انہیں پکڑ کر وہ رومنوں کے گورنر کے پاس لے
جائیں گے اور کہیں گے کہ یہ شخص قیصر کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔ اس طرح وہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سزا دلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

لیکن جب آپ سے یہ سوال کیا گیا تو آپ ان کی مکاری کو سمجھ گئے۔ آپ نے
سوال کرنے والے سے کہا کہ "ایک دینار مجھے دکھاؤ تاکہ میں دیکھوں' اس پر کس کی
صورت اور نام ہے؟"

اس پر سوال کرنے والے نے کہا۔ "دینار پر تو قیصر کی تصویر ہے۔" حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "جو قیصر کا ہے' قیصر کو خراج ادا کرے اور جو
خدا کا ہے' وہ خدا کو ادا کرے۔" کیونکہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بڑی
معقول بات کہی تھی' لہٰذا سوال کرنے والے ہار گئے اور اسے وجہ بتاتے ہوئے آپ کو
پکڑوانے میں ناکام رہے۔

اب یہودیوں نے یہ طریقہ پکڑ لیا تھا کہ انہوں نے اپنے آدمی حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے پیچھے لگا دیئے تھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے انہیں پکڑوا کر سزا دلوانے کی

www.pdfbooksfree.pk

کوشش کریں تاکہ وہ ان کے خلاف باتیں کرنے سے باز رہیں۔ انہوں نے کچھ اور لوگوں کو بھی مقرر کیا کہ وہ ایسے ذرائع استعمال کریں جس کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف جھوٹے گواہ کھڑے کیے جا سکیں اور انہیں سزا دلوانے کی کوشش کی جائے۔

○

ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے حبیب بن عثمان اور عوبال تینوں نابلس شہر میں داخل ہوئے۔ نابلس فلسطین کا قدیم ترین شہر ہے اور یہودیوں کے فرقے ساحرہ کا شہر کہلاتا ہے۔ جن کا عقیدہ ہے کہ مقدس شہر یروشلم نہیں بلکہ نابلس ہے۔ اس بنا پر یہودیوں کے فرقے سامریوں میں سے کسی کو بیت المقدس جانا پڑے تو وہ شہر میں داخل ہونے سے قبل ایک پتھر اٹھا کر شہر پر مارتا ہے۔ ان کی اپنی علیحدہ عبادت گاہ ہے۔ سامرہ کی عبادت گاہ کرزیم میں وہ قربان گاہ بھی ہے جس کے بارے میں اہل سامرہ کا دعویٰ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو اس جگہ قربانی کے لیے پیش کیا تھا۔ یہاں نابلس میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا کھودا ہوا کنواں ہے اور قصبے سے باہر آج کل ایک مسجد بھی ہے جہاں لوگ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سجدہ کیا اور یہاں ایک پہاڑی گریز ہے جو سامرہ کی سمت قبلہ ہے۔ نابلس کے قریب ہی ان لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت خضر کا چشمہ اور یوسف علیہ السلام کا کھیت بھی ہے۔ بیت المقدس سے نابلس کا فاصلہ لگ بھگ دس میل کے برابر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک سالار جو جروبوم جب اختلاف رائے رکھنے کی وجہ سے حضرت سلیمان سے باغی ہوا تو وہ دس قبیلے اپنے ہمراہ لے کر نکلا اور نابلس میں ایک پہاڑی پر ایک بڑا معبد تعمیر کروایا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے علاوہ سب انبیاء اسرائیل کا منکر تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں پر بیت المقدس جانے کی ممانعت کر دی تھی۔

ایک سرائے کے قریب عوبال نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ اس کی طرف

دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان اور سعید بھی رک گئے۔ پھر حبیب بن عثمان نے عوبال کو مخاطب کیا۔

"عوبال میرے بھائی! راستے میں تم نے بتایا تھا کہ تم نے اس گھر کو دیکھ رکھا ہے جہاں یوساف نے قیام کیا ہوگا۔ دیکھو یارم کے جو اہلکار یوساف کو قتل کرنے کے لیے اس شہر کی طرف آئے ہیں۔ انہوں نے بھی یہیں کہیں سرائے میں قیام کیا ہو گا اور اس کی تلاش میں ہوں گے۔ میں اور سعید اس سرائے میں داخل ہوتے ہیں جس کے سامنے ہم کھڑے ہیں، تم بھی پہلے ہمارے ساتھ سرائے میں چلو۔ اپنے قیام کے لیے ایک کمرہ حاصل کرتے ہیں۔ تینوں گھوڑوں کو اصطبل میں باندھ دیں گے۔ پھر تم پیدل اس جگہ جانا جہاں یوساف نے قیام کر رکھا ہوگا اور یوساف کو یہاں لے کر آنا۔ اس کے بعد تم شہر کی مختلف سراؤں میں جانا اور دیکھنا کہ یوساف کا تعاقب کرنے کے لیے یارم کے جو ساتھی آئے ہیں، انہوں نے کس سرائے میں قیام کر رکھا ہے۔ بس پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ ہمیں اگلا قدم کیا اٹھانا چاہیے۔"

عوبال نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا، پھر تینوں سرائے میں داخل ہوئے۔ ایک کمرہ حاصل کیا۔ گھوڑوں کو اصطبل میں باندھا۔ ان کے چارے پانی کا انتظام کیا۔ اس کے بعد حبیب بن عثمان اور سعید تو سرائے کے کمرے میں بیٹھ گئے۔ عوبال، یوساف کو بلانے پیدل ہی نکل کھڑا ہوا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد عوبال لوٹا، اس کے ساتھ یوساف بھی تھا۔ دونوں جب سرائے کے اس کمرے میں آئے جس میں حبیب بن عثمان اور سعید بیٹھے ہوئے تھے تو ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان اور سعید دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر عوبان نے یوساف کے کان میں کچھ کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا۔ وہ سہما سہما، خوفزدہ اور ڈرا ہوا سا تھا۔ حبیب بن عثمان نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرنے کے بجائے اسے گلے لگا لیا۔ اپنے قریب بٹھایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ہم سے تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں دیکھتا ہوں تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے اور تیرے چہرے پر خوف عیاں ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ عوبال نے شاید بتایا ہوگا کہ ہم دونوں تمہاری سلامتی اور تمہاری حفاظت کی خاطر نابلس شہر

www.pdfbooksfree.pk

میں وارد ہوئے ہیں۔ میرا نام حبیب بن عثمان ہے۔ یہ میرا ماموں زاد ہے' اس کا نام سعید ہے۔ یارم اور اس کے ساتھیوں نے جس شخص کو قتل کیا تھا' وہ میرا باپ تھا جس عورت کو انہوں نے بیحیائی سے محروم کیا' وہ میری ماں ہے۔ میرے عزیز میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ میرے باپ کے قتل میں کچھ اور لوگ بھی تھے۔ جو یارم کے ساتھی ہیں۔ ان میں سے کچھ تو تمہارے تعاقب میں نابلس کی طرف آئے ہیں۔ تم تو انہیں جانتے ہی ہو گے۔ یہ عوبال بھی انہیں پہچانتا ہے۔ تمہیں دو وجہ سے میں نے یہاں بلایا ہے۔

اول تمہارے ساتھی تمہیں اپنا باغی قرار دیتے ہیں' لہٰذا وہ تمہارے تعاقب میں ہیں تاکہ تمہارا خاتمہ کریں۔ دوئم تم سے یہ جانوں کہ میرے باپ کے قاتل اور کون کون ہیں اور میں یہ بھی چاہوں گا کہ آئندہ جب میں برابا یا اس کے ساتھی زابو اور سمولا کے خلاف حرکت میں آؤں تو تم میرے لیے کام کرو۔ میں تمہاری حفاظت بھی کروں گا اور یاد رکھو میرے ساتھ رہتے ہوئے تم نہ تنگ دستی کا شکار ہو گے' نہ کسی مصیبت یا الجھن میں پڑو گے۔ بولو تم ہمارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو؟ عوبال سے میں پہلے ہی تفصیل کے ساتھ گفتگو کر چکا ہوں۔ اس نے میرے ساتھ پورا تعاون کرنے کا یقین دلایا ہے۔" یوسف تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ جواب طلب سے انداز میں اس نے عوبال کی طرف دیکھا۔ عوبال نے بھی معنی خیز انداز میں اس کے چہرے پر نگاہیں جما دیں۔ پھر یوسف نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"اگر عوبال تمہارا ساتھ دینے کا فیصلہ کر چکا ہے تو میں بھی تمہارا ساتھ دوں گا اور یقین دلاتا ہوں کہ میں پورے خلوص پوری دیانتداری کے ساتھ وہ کام سرانجام دوں گا جو تم مجھے کہا کرو گے۔

لیکن فی الوقت میں کہیں باہر نہیں نکل سکتا۔ اس لیے کہ میرے دشمن رقیم نے میرا تعاقب کرتے ہوئے نابلس شہر میں داخل ہو چکے ہیں۔ میرے کچھ اپنے جنہیں تعاقب کرنے والے نہیں جانتے لیکن وہ تعاقب کرنے والوں کو جانتے ہیں مجھے بتا چکے ہیں کہ وہ اسی شہر میں موجود ہیں۔ شہر کے مشرقی جانب جو سرائے ہے میں انہوں نے قیام کر رکھا ہے۔ اس لیے جب تک وہ یہاں ہیں'

میں باہر نکلنا پسند کروں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر وہ یوسف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں اور میرا بھائی سعید دونوں آئے ہی اس لیے ہیں کہ تمہاری حفاظت کی جائے۔ جو لوگ تمہیں قتل کرنے کے لیے نابلس میں داخل ہوئے ہیں' میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہیں گے۔ وہ ہماری تلواروں کا شکار ہو کر موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ اب میں تمہارے ساتھ وہ معاملہ طے کرنا چاہتا ہوں جو تعاقب کرنے والوں کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔"

حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک خاموش رہا' کچھ سوچا۔ پھر عوبال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"عوبال تم یوسف کے ساتھ بھی مخلص ہو اور جو لوگ یوسف کا تعاقب کرنے کے لیے نابلس کی طرف آئے ہیں' وہ بھی تم پر اعتماد کرتے ہیں' لہٰذا میں تم سے کام لوں گا۔ آج آرام کرو' یوسف بھی ہمارے پاس رہے گا۔ کل شام سے تھوڑی دیر پہلے اس سرائے کی طرف جانا جس کی نشاندہی یوسف نے کی ہے۔ جو لوگ اس کا تعاقب کرنے کے لیے نابلس میں وارد ہوئے ہیں' ان سے ملاقات کرو۔ ان سے کہو کہ تم بھی کئی دنوں سے نابلس شہر میں داخل ہوئے ہو۔ تم نے اپنی آنکھوں سے یوسف کو دیکھا ہے۔ جب وہ یہ پوچھیں کہ تم نے کہاں دیکھا ہے تو انہیں بتانا کہ یوسف رہتا تو نابلس کی ایک نواحی بستی میں ہے لیکن اکثر و بیشتر نابلس کی ایک سرائے میں آتا ہے۔ جس سرائے میں اس وقت ہم بیٹھے ہوئے ہیں' اسی سرائے کی نشاندہی کرنا۔

ان پر یہ بھی واضح کرنا کہ میں ابھی ابھی یوسف کو سرائے میں دیکھ کر آیا ہوں اور کہنا کہ یوسف کا معمول ہے کہ وہ صبح سویرے اندھیرے منہ سرائے میں داخل ہو جاتا ہے اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تب سرائے سے نکل کر اس بستی کی طرف جاتا ہے جس میں اس نے قیام کر رکھا ہے۔ یہ بھی ان پر واضح کرنا کہ سرائے کا مالک اس کا کوئی پرانا جاننے والا ہے' لہٰذا اپنی حفاظت کی خاطر دن کا پورا حصہ وہ سرائے میں گزارتا ہے۔ اس کے بعد رات بسر کرنے کے لیے اپنے ان عزیزوں کے پاس جاتا

www.pdfbooksfree.pk

ہے جن کے پاس اس کا مستقل قیام ہے۔

اب تم ان کے ساتھ معاملہ کچھ اس طرح طے کرنا' انہیں بتانا کہ اگر تم یوساف کو قتل کرنا چاہتے ہو تو میں تمہاری رہنمائی کرتا ہوں۔ اپنی خدمات تمہیں کرتا ہوں۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ یوساف کس وقت سرائے سے نکل کر نوابی کی طرف جاتا ہے۔ جب وہ وہاں سے نکلے تو تم اس کے تعاقب میں لگ جانا۔ اور نابلس شہر کے درمیان اس کا خاتمہ کر دینا۔ میرے خیال میں وہ ایسا کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔

اب اس معاملے کا دوسرا پہلو بھی سنو۔ جب تم ان سے معاملہ طے کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تب ہمیں آکر اس کی خبر کرنا۔ ظاہر ہے نابلس شہر کے اندر تو وہ یوساف پر ہاتھ نہیں ڈالیں گے۔ ہم نابلس شہر سے باہر ایک جگہ دونوں بھائی گھات لے کر بیٹھ گے۔ جس وقت اندھیرا خوب گہرا ہو جائے گا' یوساف سرائے سے نکل کر اس شہر پر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑائے گا۔ جو نابلس سے یروشلم کی طرف جاتی ہے۔ تمہارے کہنے پر وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یوساف کو کیسے پتہ چلے گا کہ ہم نے اس کی حفاظت کے لیے کہاں گھات لگائی ہے۔" یہاں تک کہنے کے بعد حبیب رکا' کچھ سوچا۔ اس کے بعد اس نے یوساف کی طرف دیکھا۔

یوساف! شاہراہ کے کنارے جس جگہ تم جلتی ہوئی مشعل نصب دیکھو' وہاں چلے جانا۔ اس کے قریب ہی ہم نے گھات لگا رکھی ہوگی۔ تعاقب کرنے والے اگر تمہارے نزدیک بھی ہوں گے تب بھی ہم فوراً اٹھ کر تمہاری حفاظت کریں گے اور تم دیکھ گے کہ ہم کس طرح انہیں ذلت کی موت ماریں گے۔ سن یوساف! جو کچھ میں نے کہا ہے' کیا تو اس سے اتفاق کرتا ہے؟ کیا تو ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہے؟"

اس موقع پر یوساف کی چھاتی تن گئی۔ اس کی آنکھوں سے خلوص ٹپک رہا تھا۔ پھر حبیب بن عثمان کو اس نے مخاطب کیا۔ "میرے بھائی! تم بالکل بے فکر رہو۔ جو کچھ تم نے کہا ہے' ایسا ہی ہوگا۔ تمہاری خواہش کے مطابق میں آج رات تمہارے پاس ہی رہوں گا۔ جس جگہ میں نے قیام کیا ہوا ہے' ویسے بھی میں وہاں سمجھتا

تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری موجودگی میں میں محفوظ ہوں۔ کل کا لائحہ عمل جو تم لوگوں نے بیان کیا ہے' اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ میرے خیال میں جو لوگ تعاقب کرنے کے لیے رقیم سے نابلس کی طرف آئے ہیں' اس طرح ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان کے خاتمے کے بعد میں محفوظ ہوں گا۔ اس کے بعد میں آزادی کے ساتھ عوبال کے ساتھ مل کر تمہاری خاطر کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

یوساف کے اس جواب سے حبیب بن عثمان ہی نہیں' سعید بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر سرائے کے ملازم سے کہہ کر انہوں نے اپنے کمرے میں کھانا منگوایا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ چاروں اس کمرے میں آرام کرنے لگے تھے۔

○

اگلے روز سہ پہر کے قریب عوبال سرائے سے نکلا۔ حبیب بن عثمان اور یوساف سرائے کے کمرے ہی میں رہے تھے۔ عوبال نابلس کی ایک مشرقی سرائے میں داخل ہوا۔ اپنے گھوڑے کو اس نے اصطبل کے باہر ہی باندھا۔ ابھی وہ گھوڑے کو باندھ کر فارغ ہی ہوا تھا کہ ایک طرف سے کچھ مسلح جوان اس کی طرف لپکے۔ انہیں دیکھتے ہی عوبال کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ سب بھی آگے بڑھ کر عوبال کے قریب رک گئے۔ عوبال آگے بڑھا' باری باری ان سے ملا۔ پھر ان میں سے ایک نے عوبال کو مخاطب کیا۔

"کہو کدھر آنا ہوا؟ خیریت تو ہے؟" اس پر عوبال نے بڑی رازداری سے انہیں مخاطب کیا۔

"میرے عزیزو! پہلے یہ بتاؤ' تمہیں یوساف کہیں ملا؟ تم اس کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس پر وہی جس نے پہلے عوبال کو مخاطب کیا تھا۔ کہنے لگا۔

"ابھی تک تو ہم مایوس ہی ہیں۔ ویسے ہم نے ابھی تک سرگرمی سے تلاش کرنے کی کوشش ہی نہیں۔ اس لیے کہ ہمیں یہاں آکر ایک بری خبر کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کی بنا پر ہم زیادہ باہر نہیں نکلتے۔ اپنی جانیں بچانے کے لیے یہیں دبکے ہوئے ہیں۔" عوبال نے فکرمندی سے اس کی طرف دیکھا۔

www.pdfbooksfree.pk

"کیسی بری خبر؟ کیا کوئی اور افتاد ہم پر ٹوٹ پڑی ہے؟"

"تمہارا کہنا درست ہے۔ نابلس میں آکر ہمیں پتا چلا کہ ہمارا سردار برابا کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس وقت وہ یروشلم کے زندان میں ہے۔" عوبال بھی فکرمند ہو گیا۔ گو یہ فکرمندی مصنوعی تھی' پھر بھی اس نے انہیں مخاطب کیا۔

"پر یہ سب کچھ کیسے ہوا؟" جو عوبال سے مخاطب تھا' وہ پھر بول پڑا۔

"دراصل برابا اپنے کچھ مسلح جوانوں کے ساتھ یروشلم گیا۔ وہاں کسی کے ساتھ اس کا جھگڑا ہو گیا۔ معاملہ قتل و غارت تک پہنچ گیا۔ اس پر رومن گورنر پیلاطس نے برابا پر بغاوت کا مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ اس وقت برابا زندان میں ہے۔ ہمارے کچھ ساتھی اسے زندان سے چھڑانے کی کوشش میں ہیں۔ دیکھو کیا بنتا ہے۔"

یہ ساری گفتگو سننے کے بعد عوبال نے تیز نگاہوں سے اس جوان کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگا۔ "برابا کو اگر گرفتار کر لیا گیا ہے تو دوسرے بڑے سردار سمولا اور ذابو کہاں ہیں؟"

"برابا اکیلا ہی یروشلم کی طرف آیا تھا اور اس برے حادثے میں پھنس گیا ہے۔ سمولا اور ذابو کوشش کر رہے ہیں کہ کسی نہ کسی طریقے سے برابا کو رومنوں کی قید سے نجات دلائی جائے۔ اب تم کہو' تم کس سلسلے میں رقیم سے یہاں نابلس میں وارد ہوئے ہو؟" عوبال مزید ان کے قریب ہوا اور کہنے لگا۔ "تم لوگوں نے مجھے ایک بری خبر سنائی ہے' پر میں تمہیں ایک اچھی اور خوش کن خبر سناتا ہوں۔

میں گزشتہ کئی دن سے یہاں آیا ہوا ہوں۔ تمہیں مختلف سراؤں میں تلاش کرتا رہا اور آج تم مل گئے ہو۔ میرے پاس جو اچھی خبر ہے' وہ یہ ہے کہ تم مجھ سے پہلے کے آئے ہوئے ہو' پر تم یوساف کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے لیکن میں نے یوساف کو تلاش کر لیا ہے۔" ان الفاظ پر سب چونک پڑے اور ایک کہنے لگا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اگر تم نے یوساف کو ڈھونڈ لیا ہے تو وہ کہاں ہے؟ اس کا پتا بتاؤ تاکہ اسے ٹھکانے لگانے کے بعد نابلس شہر سے نکل کر اپنے شمالی مسکن کی طرف روانہ ہو جائیں۔"

عوبال کہنے لگا۔ "تمہاری سرائے سے جنوب میں جو ایک بڑی سرائے ہے

صبح سے شام تک اس سرائے میں قیام کرتا ہے۔ شام کو سورج جب غروب ہوتا ہے تو وہ سرائے سے نکلتا ہے اور یروشلم کی طرف جانے والی شاہراہ پر ایک بستی میں قیام کرتا ہے۔ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ اس بستی میں اس کے کوئی عزیز و اقارب ہیں۔ بستی میں صرف وہ رات بسر کرتا ہے۔ پورا دن اپنی حفاظت کے لیے سرائے میں ٹھہرتا ہے۔ صبح اندھیرے منہ سرائے میں آجاتا ہے۔ سورج غروب ہونے کے بعد چلا جاتا ہے۔ میرے خیال میں سرائے کا مالک بھی اس کا جاننے والا ہے۔ اس نے اسے وہاں پناہ اور تحفظ دیا ہوا ہے۔"

عوبال کے اس انکشاف سے وہ سب خوش ہو گئے' پھر ان میں سے ایک کہنے لگا۔

"تم نے ہمیں ایک اچھی خبر دی ہے۔ برابا کی گرفتاری کے بعد ہم لوگ دل شکستہ سے ہو گئے تھے لیکن تم نے یہ خبر دے کر ایک طرح سے ہماری ڈھارس بندھا دی ہے۔ اب تم ہی بتاؤ ہمیں یوساف سے کیسے نمٹنا چاہیے؟"

عوبال نے اسے موقع غنیمت جانا' فوراً انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر میری مانو تو ایسا کرتے ہیں' آج شام کے قریب جس وقت یوساف اس سرائے سے نکل کر اس بستی کی طرف جانے کی کوشش کرے گا' جس میں اس نے قیام کر رکھا ہے' میں تمہیں اس کی اطلاع کر دوں گا۔ پھر سب مل کر اس کا تعاقب کریں گے۔ شہر سے ذرا دور اس کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔ شہر میں اس پر ہاتھ ڈالنا اچھا نہیں۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو یہ ہماری حماقت ہوگی۔ برابا پہلے ہی گرفتار ہو چکا ہے اور اگر ہم نے اسے قتل کیا تو تمہیں خبر ہے۔ یوساف کے بھی جاننے والے کچھ یہاں ہیں۔ اگر انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم بھی برابا کے ساتھی ہیں تو یاد رکھنا ہمیں بھی پکڑ لیا جائے گا اور پھانسی سے کم ہم میں سے کسی کو بھی سزا نہ ملے گی۔"

ان سب نے آپس میں پہلے مشورہ کیا' پھر ایک بول پڑا۔

"عوبال تم ٹھیک کہتے ہو۔ پر تم ہم سے رابطہ کس طرح قائم کرو گے۔ اگر وہ سرائے سے نکلتا ہے اور تم ہمیں اطلاع دیتے ہو تو اطلاع دینے تک وہ کافی دور نکل جائے گا اور اس بستی میں کون جائے گا۔ جس میں اس نے قیام کر رکھا ہے اور بستی کے اندر تو ہم اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتے۔ بستی میں یقیناً اس کے جاننے والے

www.pdfbooksfree.pk

ہوں گے۔ وہاں ہماری اپنی جانوں کے لیے خطرہ اٹھ سکتا ہے۔"

عوبال فوراً بول پڑا۔ "تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ایسا
تمہارے سرائے سے جنوب میں جو سرائے ہے' اس کے مشرق میں ذرا فاصلے
لوگ مسلح ہو کر اپنے گھوڑوں پر تیار رہنا۔ سورج غروب ہونے کے بعد تم وہاں پہنچ
جونہی عوبال وہاں سے نکلے گا' میں فوراً تمہیں اس کی اطلاع کردوں گا اور تم اس
تعاقب میں لگ جانا۔ عوبال کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا۔ پھر انہوں نے عوبال
کو روکنا چاہا' پر عوبال نے انہیں ٹال دیا کہ اس نے یہاں اپنے عزیز کے ہاں قیام
ہوا ہے' لہٰذا وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

شام سے کچھ پہلے عوبال واپس سرائے میں آیا۔ حبیب بن عثمان' سعید اور
یوساف بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا
حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"بتا میرے عزیز تو کیا معاملہ طے کرکے آیا ہے؟" عوبال ایک نشست پر بیٹھ
اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ لوگوں کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو معاملہ آپ لوگوں
سمجھایا تھا' وہ میں نے ان کے ساتھ طے کر لیا ہے۔ آج سورج غروب ہونے کے بعد
وہ سرائے کے مشرق کی جانب ذرا ہٹ کر انتظار کریں گے۔ جونہی یوساف یہاں
نکلے گا' میں اس کی روانگی کی انہیں اطلاع دے دوں گا' لہٰذا وہ تعاقب میں لگ جائیں
گے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہوں گا۔ آگے جو کرنا ہے' وہ حبیب بن عثمان آپ
پہلے ہی طے کر رکھا ہے۔"

حبیب بن عثمان مطمئن ہو گیا تھا۔ سعید کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی۔
حبیب بن عثمان نے یوساف کو مخاطب کیا۔

یوساف سارا معاملہ ہماری مرضی' ہماری منشا کے مطابق طے ہو گیا ہے۔ تم نے
کام کرنا ہے کہ سرائے سے جب تم نکلو گے' عوبال بھی تمہارے ساتھ نکلے گا اور
یروشلم کی طرف جانے والی شاہراہ کی طرف چلے جانا جبکہ عوبال تمہارا تعاقب کرنے
والوں کو بتائے گا کہ تم سرائے سے نکل گئے ہو۔ شاہراہ پر چڑھنے کے بعد بڑی تیزی

اپنے گھوڑے کو بھگانا تاکہ وہ تمہارے نزدیک نہ آسکیں یا پیچھے سے تم پر تیر
اندازی نہ کر سکیں۔ جہاں مشعل جل رہی ہوگی' وہاں رک جانا۔ شاہراہ کے اوپر ہی
رہنا' تمہارے گھوڑے کی ٹاپیں سن کر ہم بھی گھات سے باہر آجائیں گے۔ اس کے
بعد جو معاملہ ہوگا' وہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔"

حبیب بن عثمان جب خاموش ہوا تو عوبال کچھ سوچتے ہوئے بول پڑا۔

"حبیب بن عثمان سارا معاملہ تو آپ کی خواہش کے مطابق طے ہو رہا ہے لیکن
مجھے ایک اندیشہ ہے اور اس اندیشے نے میرے اندر وسوسے کھڑے کر دیئے ہیں۔"

حبیب بن عثمان نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ "کیسا
اندیشہ' کیسا وسوسہ؟"

عوبال کچھ دیر سوچتا رہا' پھر اس کی آواز کمرے میں گونجی۔

"ابن عثمان میرے کچھ اندازے غلط ثابت ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ جو
ہمارے ساتھی یوساف کی تلاش میں اس سمت آئے ہیں' وہ دو تین ہی ہوں گے لیکن
وہ آٹھ مسلح جوان ہیں۔ وہ سارے میرے جاننے والے ہیں۔ بڑے جنگجو' بڑے اچھے
تیغ زن ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ جب ہم رات کی تاریکی میں ان کی راہ روکیں گے تو
کیا وہ ہم پر بھاری نہ ہوں گے۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' تاہم اس کے چہرے
پر دور دور تک خوشیاں اور آنکھوں میں عجیب و غریب چمک تھی۔ پھر اس نے عوبال
کو مخاطب کیا۔

"اگر آٹھ ہیں تو کیا ہوا' ان کی ایسی کی تیسی۔ تم دیکھنا رات کی تاریکی میں انہیں
ایسے بھگاؤں گا جس طرح صبح کے طلوع ہونے کے بعد اندھیرے دم دبا کر بھاگتے
ہیں۔" حبیب بن عثمان کا یہ جواب سن کر عوبال اور یوساف دونوں خوش ہو گئے تھے۔
پھر چاروں وقت گزارنے کے لیے اس کمرے میں بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو
کرنے لگے۔

سورج جب اپنے سینے میں حدتوں کا طوفان لیے گرد آلود جذبوں کو جنم دیتا اور
تیز احساس پر برہم مزاجیوں کو بے حجاب کرتا ہوا غروب ہونے کے لیے جھک رہا تھا'

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

تب وہ چاروں ایک دوسرے سے مشورہ کرنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے۔ حبیب بن عثمان اور سعید اصطبل کی طرف گئے۔ اپنے گھوڑوں کو تیار کیا۔ ان پر سوار ہوئے اور وہاں سے وہ نکل گئے تھے۔ عوبال اور یوساف وہیں بیٹھ کر انتظار کرتے رہے۔ جب سورج کی سرخ ٹکیا جب روشنی کے سارے بندھن توڑتی ہوئی جھرنے سے معمور وقت کی پیاسی آنکھوں کو ظلمت کے فرزندوں کے حوالے کرنے کے بعد غروب ہو گئی تب وہ بھی تیاری کرنے لگے۔ کمرے سے نکل کر اصطبل کی طرف گئے۔ اپنے گھوڑوں پر زینیں کسنے لگے تھے۔ اندھیرے جب گہرے ہو گئے تب دونوں سوار ہو کر سرائے کے دروازے تک اکٹھے آگئے' پھر علیحدہ ہوئے۔ عوبال مشرق کی طرف چلا گیا تھا جبکہ یوساف نابلس سے یروشلم کی طرف جانے والی شاہراہ کا رخ کر رہا تھا۔

شام کے سائے اب گہرے ہو گئے تھے۔ سر جھکائے ٹیلے' درماندہ کاروانی شاہراہیں' دھرتی کے کھلے سینے پر خاموشی کی ردا اوڑھے کوہستان' برفاب گیر' یخ بستہ تیرگی غرض کہ ہر چیز پر آہستہ آہستہ زرد پتوں کے سایوں' دکھ کی عفریت اور نارسائی کے سمندر جیسی خاموش اور چپ طاری ہونے لگی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وقت کے نادیدہ ہاتھوں نے ہر شے کو چپ اور سکوت کے سانچوں میں ڈھال دیا ہو۔

نابلس شہر سے نکل کر یوساف نے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ کچھ سوار اس کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ وہ اپنی رفتار لمحہ بہ لمحہ تیز کرتا جا رہا تھا۔ تعاقب کرنے والے بھی آہستہ آہستہ اپنے اور اس کے درمیان کے فاصلوں کو کم کرتے جا رہے تھے۔ تھوڑا سا آگے جا کر یوساف نے اپنے گھوڑے کی رفتار کم کر دی۔ اس لیے کہ سامنے شاہراہ کے کنارے ایک مشعل جل رہی تھی۔ مشعل کے کنارے آکر اس نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ اس کا گھوڑا رکا تھا کہ عین اسی لمحے حبیب بن عثمان اور سعید اپنی گھات سے نکلے۔ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شاہراہ کے کنارے یوساف کے پہلو میں آن کھڑے ہوئے تھے۔ شاہراہ کے کنارے جو مشعل جل رہی تھی' وہ انہوں نے جلنے دی۔

تعاقب کرنے والے جب قریب آئے تو انہوں نے دیکھا' یوساف کے ساتھ دو اور سوار بھی ان کی راہ روکے کھڑے ہیں۔ وہ کچھ پریشان سے ہوئے۔ اس موقع پر

عوبال سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے کہ عوبال فوراً حرکت میں آیا۔ اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور اسے بھگاتا ہوا آگے بڑھا۔ گھوڑے کو موڑا اور حبیب بن عثمان کے پہلو میں جا کے تعاقب کرنے والوں کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو گیا تھا۔ تعاقب کرنے والے مزید پریشان ہو گئے تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے گہری تاریکی میں مخاطب کیا۔

"تم چاروں نے ہماری راہ کیوں روکی ہے۔ تم میں سے دو عوبال اور یوساف ہمارے جاننے والے ہیں۔ یوساف تو ہر صورت میں ہمارے ہاتھوں قتل ہو کر رہے گا لیکن عوبال کی ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیسے یوساف سے مل گیا اور تم دو اجنبیو! تم کیوں ایک تیسرے شخص کے لیے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالتے ہو۔"

تعاقب کرنے والوں میں سے جو مخاطب ہوا تھا' اس کے خاموش ہونے پر حبیب بن عثمان نے رات کی گہری تاریکی میں غراتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

"سنو یوساف کا تعاقب کرنے والو! تم نے زندگی میں جو کچھ کرنا تھا' کر لیا۔ اب اس کاروانی شاہراہ پر تمہاری روشن ساعتیں بے ثمر ہوں گی۔ تمہاری یقین کی چاندنی تمام ہو کر رہ جائے گی۔ یاد رکھو جو لوگ دوسروں کے مقدر کو پت جھڑ میں تبدیل کرتے ہیں' وہ غیر ذمہ دار افراد جو دوسروں کے نصیب کو بے ثمروں میں ڈھالتے ہیں' ایک روز وہ خود بھی بے موسم برسات اور سوکھے ساون کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہی حالت یروشلم کی طرف جاتی شاہراہ پر تم سب کی بھی ہوگی۔

تعاقب کرنے والو! میں تم سب کو یہاں سرما کی رات کی گرم رفاقتوں سے محروم کروں گا۔ اپنی پاگل روحوں کی مانگ پر تم لوگوں نے کئی بستیاں ویران کیں' کئی گھر برباد کر چکے' اب یہاں یروشلم کی اس ویران شاہراہ پر یاد رکھو' تمہارے جیون کے تاریک ترین لمحوں کی ابتداء ہونے والی ہے۔"

تعاقب کرنے والوں میں سے ایک نے ہولناک قہقہہ لگایا۔ پھر حبیب بن عثمان کو اس نے مخاطب کیا۔

"کیوں ہمارے سامنے ہیجانی کیفیت دکھ بھرے جنون کا اظہار کرکے اپنی بیداری کو' دائم' اپنے خوابوں کو عذاب بنانا چاہتے ہو۔ یاد رکھنا ہم تو مرگ کا پیغام ہیں۔ زیادہ دیر

راہ روکو گے تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو غیر مستقل جذبوں میں بدلتے ہوئے اپنی منزل کی طرف لوٹ جائیں گے۔ میں اب بھی تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے اوپر صدیوں کا بوجھ مت لادو۔ تم اور تمہارا ساتھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم تو لمحوں کے اندر تمہاری حالت بجھتے ہوئے شعلے سی اداس اور غمزدہ کرکے یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔"

حبیب بن عثمان نے اسے چیلنج دیتی ہوئی نظروں سے دیکھا' پھر وہ چنگاریوں کی طرح بھڑک اٹھا۔

"ذرا ہم سے ٹکرا کر دیکھ' پھر تمہیں احساس ہوگا کہ رات کے اس چوکنے سکوت میں ہم کیسے تمہارے سکون کو درہم برہم کرتے ہیں۔ موت کی اس خاموشی میں کس طرح میں تمہاری زندگی کا رس نچوڑتا ہوں۔"

تعاقب کرنے والوں کے اس سرکردہ نے پھر حبیب بن عثمان کی بات کاٹتے ہوئے پہلے ایک ہولناک قہقہہ لگایا۔ پھر غراتے لہجے میں بول پڑا۔ "تم مجھے حماقت اور خواب و خیال میں بسنے والے انسان لگتے ہو۔ تم صرف چار ہو' ہم تمہارے مقابلے میں آٹھ ہیں۔ پھر بھی تم بڑھ چڑھ کر گفتگو کرتے ہو۔ یہ تمہاری حماقت نہیں تو کیا ہے؟ اب بھی میں تنبیہہ کرتا ہوں کہ باز رہو۔ یوساف اور عوبال دونوں کو ہمارے حوالے کرکے دفع ہو جاؤ ورنہ میں تمہیں آگ و خون کا وہ پیغام دوں گا کہ تمہاری ساری طاقت اور جرات مندی' حوصلہ شکنی کے سیلاب میں بہہ کر رہ جائے گی۔ اپنی زیست کو شب کی آخری ساعتوں میں ڈھالنے کی کوشش مت کرو۔ میں تمہیں پھر تنبیہہ کرتا ہوں کہ اپنی سلامتی کے گوشوں کو قہر آلود شام اور اپنے اطمینان کے سایوں کو بے کراں وسعتوں میں ہمارے ہاتھ سے ڈوبنے سے بچاؤ۔"

حبیب بن عثمان اس کی اس لاف زنی کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ خاموش ہو گیا اس لیے کہ دائیں بائیں سے رات کی گہری خاموشی اور تاریکی میں گھوڑوں کے بھاگنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد کچھ خدوخال ہیولہ سے پیکر میں تبدیل ہو گئے تھے۔ اس کے بعد فضاؤں کے اندر ہول آفرین اندھیرے کے صبر و قرار کو چیرتی نعروں کی شور انگیز گونجیں سنائی دی تھیں۔

حبیب بن عثمان اور اس کے ساتھی بھی پریشان ہو گئے تھے۔ تعاقب کرنے والے بھی جنجھلاہٹ اور فکر انگیزی میں ڈوب کر رہ گئے تھے۔ اتنی دیر تک تاریک سرد ہواؤں کے اندر گھوڑ سوار نمودار ہوئے۔ پھر وہ تعاقب کرنے والوں پر دائیں بائیں سے ذلت اور رسوائی کی خوفناکی اور حکایات اور واقعات کو خون آلود کر دینے والے عذاب کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ غاروں میں چیختے بھیڑیوں کی طرح وہ حملہ آور ہوتے ہوئے خوف آوازیں نکال رہے تھے۔ تعاقب کرنے والوں کا خاتمہ کرنے میں انہوں نے زیادہ دیر نہیں لگائی۔ وہ اس طرح حملہ آور ہوئے تھے جس طرح گدھ اور چیلیں شکستہ چڑیوں پر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ لمحوں کے اندر ان سب کا انہوں نے خاتمہ کرکے رکھ دیا تھا۔ وہ سب سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ اپنے چہروں پر انہوں نے سیاہ رنگ کے نقاب چڑھا رکھے تھے۔ تعاقب کرنے والوں کا خاتمہ کرنے کے بعد جو سرکردہ تھا' وہ گھوڑا سا حبیب بن عثمان کے قریب آیا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"اے ابن عثمان مطمئن اور پرسکون رہو۔ ہم کسی بھی موقع پر تمہاری محنتوں کے ثمر کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ تمہاری شرافت اور نجابت پر حرف گیری نہ آنے دیں گے۔ ہم تمہارے دشمنوں کو کسی بھی موقع پر اجازت نہ دیں گے کہ وہ تمہارے بنے کرنگی کے گڑھے' بگولوں کے برج تعمیر کریں۔ یوساف اور عوبال کو ہمارے حوالے کردو' یہ ہمارے ساتھ رہیں گے اور ہم ان سے وہ کام لیں گے جو تمہارے لیے ناممکن ہو۔ فکر مت کرنا' یہ ہمارے پاس محفوظ رہیں گے۔ اگر یہ اکیلے رہیں گے تو ایک نہ ایک روز برابا ان دونوں کا خاتمہ کرکے رہا گا۔ برابا گو اس وقت یروشلم کے زندان میں ہے لیکن یروشلم میں بھی اس وقت اس کی کافی قوت ہے' لہٰذا اگر یوساف اور عوبال دونوں اکیلے رہے تو برابا اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ یہ ہمارے اندر رہیں' ہم ان کی حفاظت بھی کریں گے اور ان سے تمہارے لیے مجبوری کا کام بھی لیں گے۔"

حبیب بن عثمان نے باری باری یوساف اور عوبال کی طرف دیکھا' پھر ہاتھ کے اشارے سے انہیں آگے بڑھنے کے لیے کہا۔ وہ دونوں اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگاتے ہوئے آگے بڑھے۔ پھر سیاہ لباسوں میں آنے والے وہ لوگ عوبال اور یوساف کو لے

www.pdfbooksfree.pk

کر وہاں سے چلے گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک رات کی تاریکی میں حبیب بن عثمان انہیں دیکھتا رہا' پھر عجیب سے جذبے میں کہنے لگا۔

"یہ کیسے انوکھے حرب آزما اور جنگجو عناصر تھے آتشی حروف کی طرح دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اور لمحوں کے اندر ان پر خوفناک انجام طاری کر دیا ان کے حملہ آور ہونے کا انداز بھی کیا خوب تھا جیسے سکر و مستی عالم میں طرف آتشی برسات شروع ہو گئی ہو سو سنو ہمارے باجبروت پاسبانوں! ہمارے آفرین مہربانوں! میں تمہاری ہجوم شوق اور سیلاب کے ریلوں جیسی جرات مندی ذخار جیسی تمہاری شجاعت کو سلام پیش کرتا ہوں خداوند قدوس اور مہربان خالق میری دعا ہے کہ ہمیشہ تمہارے حاصل حیات کو بے خزاں مرغزاروں جیسا رکھے۔"

پھر اچانک حبیب بن عثمان کو کچھ یاد آیا اور اپنے پہلو میں کھڑے سعید کو مخاطب کر کہنے لگا۔

سعید میرے بھائی اس یوصاف سے ایک بات تو میں پوچھنا بھول گیا آؤ ان تعاقب کریں اور یوصاف سے وہ بات پوچھیں جو میں پوچھنا چاہتا ہوں اس کے ساتھ ہی دونوں نے گھوڑوں کو ایڑھ لگائی اور دونوں نے سرپٹ دوڑا دیئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے ان لوگوں کو جا لیا پھر حبیب بن عثمان نے ان پشت کی طرف سے بلند آواز میں انہیں پکارا۔

"میرے مہربانو! تھوڑی دیر کے لیے رکو میں جانتا ہوں اس سے پہلے ہی دو مرتبہ پر تم میری مدد کر چکے ہو میں یوصاف سے تھوڑی دیر تک گفتگو کرنا چاہتا ہوں امید تم لوگ برا نہیں مانو گے میں حبیب بن عثمان ہوں۔"

حبیب بن عثمان کی اس پکار پر وہ رک گئے پھر ان کے سرکردہ کے کہنے پر یوصاف مڑا حبیب بن عثمان کے قریب آیا۔ حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"یوصاف! میں تم سے یہ پوچھنا بھول ہی گیا کہ کیا رقیم شہر میں کوئی برابا کا ایسا ہے جس نے میرے گھر کو برباد کرنے میں حصہ لیا ہو۔"

اس پر یوصاف نے بڑی عقیدت مندی میں حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"ابن عثمان رقیم شہر میں اب کچھ نہیں رہا یہ آٹھ ہی تھے جو رات کی تاریکی میں گئے ہیں اب رقیم شہر میں نہ کوئی تمہارا دشمن نہ تمہارے باپ کا قاتل۔"

یوصاف کی اس گفتگو سے حبیب بن عثمان خوش ہو گیا یوصاف لوٹا پھر ان لوگوں کے ساتھ اندھیرے کی چادر میں روپوش ہو گیا تھا جنہوں نے تاقب کرنے والوں کا تعاقب کیا تھا حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک کھڑا رہ کر ان کے ہیولوں کو آنکھوں سے اوجھل ہوتا دیکھتا رہا جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو حبیب بن عثمان نے سعید کو مخاطب کیا۔

"سعید میرے بھائی! سرائے میں اس وقت ہمارا کوئی سامان نہیں ہے آؤ واپسی کا رخ کریں پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں نابلس سے یروشلم کا رخ کروں گا اور وہاں برابا سے ملنے کی کوشش کروں گا لیکن اس سے نبٹنے کے لیے دو دشواریاں ہیں ایک تو وہ زندان میں ہے زندان میں ہم داخل نہیں ہو سکتے دوسرے یہ لوگ جنہوں نے ہماری مدد کی ہے ان کا سرکردہ کہہ رہا تھا کہ یروشلم میں برابا کی اچھی خاصی طاقت اور قوت ہے لہٰذا ہم انتظار کرتے ہیں جس ہنگامے کی وجہ سے برابا کو زندان میں ڈالا گیا ہے اگر اس کی سزا کے طور پر اس کا سر قلم کیا جاتا ہے تو برابا ہماری جان چھوڑ جائے گا اس کے جو بڑے ساتھی ہیں ان سے ہم نمٹ لیں گے اگر برابا کی رہائی ہو جاتی ہے تو پھر اس کے مسکن پر حملہ آور ہو کر اس سے انتقام لینے کی کوشش کریں گے۔"

سعید نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور انہیں رقیم شہر کی طرف جاتی شاہراہ پر دوڑا دیا تھا۔

○

www.pdfbooksfree.pk

ادھر یروشلم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو خداوند قدوس کی وحدانیت کی طرف بلانے کے لئے اپنی پوری تگ و دو کے ساتھ مصروف تھے اور سخت تکلیفیں اٹھاتے حرص و طمع کے طریقوں' زرپرستی کے کاموں اور یہودیوں کی دروغ بافیوں پر آپ سخت ملامت فرماتے اور مخالفوں کے دین اور مذہب اور راہ مستقیم سے ہٹ جانے پر کڑی تنقید کرتے رہے آپ نہایت قوی دلیلوں کے ساتھ ان کے ذہن نشین کرتے کہ قوم کی حالت روشن دین کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے اور شہرت کی منشا کے خلاف ہے۔

یہودیوں کی تمام تر سختیاں شور و غل' مکر و جل' جاسوسی' مکاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جہاد مقدس سے نہ روک سکی صاف اور واضح نشانیوں سے ان پر حق ظاہر ہو چکا تھا اور حق کی دلیلوں کے آگے ان کی عقلیں بے کار ہو چکیں تھیں اس کے باوجود ان کی مکر و دشمنی حسد و کینہ اور انکار کا سلسلہ برابر جاری رہا کیونکہ ان کو اپنی دولت و عزت حکومت اور سلطنت چھن جانے کا اندیشہ تھا۔

باطل شکنی اور تبلیغ کے کاموں میں برابر رکاوٹیں پیدا کرنے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے افکار کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اور آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو اور گروہ در گروہ آپ کے ساتھ ہوتے جا رہے تھے یہ تمام لوگ درمیانے طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔

یہودیوں کی کوشش تھی کہ آپ کی تبلیغ کو روک دیں اور لوگوں کے خیالات آپ کے متعلق خراب اور مشکوک کر دیں لیکن انہیں اپنے ناپاک ارادوں میں کامیابی نہیں ہو رہی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سورج کی طرح ہر طرف اپنی شعاعیں ڈال رہے تھے آپ کی دعوت کا مزہ چار سو پھیلنا شروع ہو گیا تھا اس سے یہودیوں

ہیبت کا حملہ ناکام ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

یہودی یہ محسوس کر رہے تھے کہ ان کے باطل خیالات اور اوہام کا گھروندا زمین بوس ہوتا جا رہا ہے انتہا یہ کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے حواریوں کی تبلیغ اور دعوت سے تنگ آ چکے تھے اور اپنی ہر قسم کی ریشہ دوانیوں کے باوجود عاجز آ چکے تھے آخر انہوں نے ایک نیا حیلہ تراش لیا انہوں نے اہل سیاست کی نظر میں آپ کو ایک انقلاب پسند اور فتنہ فساد پیدا کرنے والا ٹھہرا دیا اور کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی خواہش ہے کہ وہ حکومت اور سلطنت کے انتظامات اور ترتیب کو خراب کر دیں اور تاج و تخت کو برباد کر کے خود قابض ہو جائیں۔

اس کارروائی سے یہودیوں کا مقصد یہ تھا کہ حکومت کو اپنے ساتھ ملا لیں اور اس کی قوتوں کو کام میں لا کر اپنا مقصد حاصل کر لیں لیکن حضرت عیسیٰ کی تبلیغ خس و خاشاک نہ تھی جو ان باطل کے جھونکوں سے لرز جاتا یا آپ دشمنوں کی زیادتی اور کثرت سے گھبرا جاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت آپ کی پشت پناہی پر تھی اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپ کو دشمنوں کے مکر اور عذاب سے محفوظ رکھے گا اور ان کے مکر و فریب کے جال کو خود ان کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔

یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور تبلیغ کے اثرات سے جو لوگوں پر مرتب ہو رہے تھے وحشت زدہ ہو رہے تھے وہ سمجھ رہے تھے کہ کوئی زبردست خونیں انقلاب آنے والا ہے اس لئے انہوں نے چاروں طرف اپنے جاسوس پھیلا دیئے اور ہر جگہ ناکہ بندی کر دی اور وہ مختلف حیلوں بہانوں سے کام لے کر آپ کو ایک ساحر کی حیثیت سے متعارف کرواتے آپ کے معجزوں کو شیطانی عمل اور شعبدوں سے تعبیر کرتے اور کہتے کہ عیسیٰ علیہ السلام دین موسیٰ علیہ السلام سے پھر گیا ہے اور ان کی شریعت کو پامال کر رہا ہے اس لئے اس کے پیروکار ہفتہ کے روز کام نہیں بند کرتے ہیں عید اور عبادت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

یہودی اس قسم کی باتیں لوگوں میں پھیلاتے رہتے اور آپ کی تکفیر کرتے رہتے تھے ان کا یہ شور و غوغا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو کمزور اور بے اثر نہ کر

سکا اور آپ کے ارادوں میں کوئی رکاوٹ نہ ڈال سکا۔

آپ اسی زور و شور سے حقائق کو پھیلانے اور یہودیوں کی مکاریوں کا پردہ
کرنے میں مصروف رہے اور ہر جگہ اپنی رسالت کا اعلان فرماتے رہے یہودیوں
اور حسد آپ سے اس قدر بڑھ گیا تھا کہ آپ کی ہر آواز ان کے کانوں میں
طرح لگتی تھی۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے یہودیوں کو اپنے زوال اور
عشرت کے برباد ہونے کا خطرہ نظر آ رہا تھا انہیں اس بات کا ہر وقت ڈر لگا ہوا تھا
ان کی روزی کے ذرائع کہیں بند نہ ہو جائیں۔ آخر کار انہوں نے آپ کے خلاف
زبردست مشورے شروع کر دیئے ان کی تمام تر مکاریوں کا ماحصل یہ تھا کہ اس چیز
اصل ہی ختم کر دی جائے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
کرنے کا اہتمام کیا جائے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ایک شاگرد یہودی کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور اسے کچھ
دینے کا وعدہ بھی کیا۔

ایسا ہوا کہ یہودیوں کی عید کے پہلے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد
کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کس جگہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے لیے عید
کھانے کی تیاری کریں اس پر حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے فرمایا
"شہر میں ایک شخص کے پاس جا کر میرا نام لے کر کہنا کہ میرا وقت نزدیک
میں اپنے شاگردوں کے ساتھ تیرے ہاں عید کروں ور جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے کہا تھا شاگردوں نے ویسا ہی اور عید کا کھانا تیار کیا۔

جب شام ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بارہ شاگردوں کے ساتھ
کھانے بیٹھے اور جب وہ کھا رہے تھے تو آپ نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے
کہ تم سے سچ کہتا ہوں تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا۔

اس پر آپ کے شاگرد بڑے دل گیر ہوئے اور پھر ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سے کہنے لگا کیا میں ہوں! اس پر حضرت عیسیٰ نے جواب دیا کہ جس نے میرے
کھانے کے برتن میں ہاتھ ڈالا ہے وہی مجھے پکڑوائے گا سب نے دیکھا اس وقت
تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد یہودہ اسکریوتی کا ہاتھ کھانے کے
برتن میں تھا۔

اس موقع پر آپ نے بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ فرمایا میں جیسا میرے لیے
مقدر ہے اس شخص پر افسوس ہے کیہ اس کے وسیلہ سے مجھے پکڑوایا جا رہا ہے وہ
آدمی پیدا ہی نہ ہوا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ کھانا کھانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اپنے شاگردوں کے پاس جبل زیتوں کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں اپنے شاگردوں
مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سب اسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے اس پر
پطرس فوراً کہنے لگا گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں پر میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤں گا
حضرت عیسیٰ نے اپنے پطرس نامی شاگرد سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اسی رات
مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا پطرس پھر کہنے لگا اگر مجھے
تیرے ساتھ مرنا بھی پڑے تو میں تیرا انکار ہرگز نہیں کروں گا جو کچھ پطرس نے کہا
باقی شاگردوں نے بھی یہی الفاظ دہرائے تھے۔

پھر ایک بھیڑ اس سمت آئی اور اس بھیڑ کے اندر یہودیوں کے بھیجے ہوئے مسلح
جوان بھی تھے جو ہتھیار اور مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے ان کے اندر حضرت عیسیٰ کا وہ
غدار اور شاگرد بھی تھا جس کا نام یہودہ تھا اور وہ ان لوگوں کے آگے آگے تھا۔

وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے ہاتھ کا بوسہ لے اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے یہودہ کیا
تو میرے ہاتھ کا بوسہ لے کر مجھے پکڑوانا چاہتا ہے اس موقع پر آپ کے شاگردوں نے
تلوار نکال کر چلانا چاہے پر آپ نے انہیں روک دیا پھر یہودیوں کے مسلح جوانوں نے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر باندھ لیا پہلے وہ ان کو پکڑ کر حنا نام کے شخص کے
پاس لے گئے جو یہودیوں کے سردار کاہن کائفا کا سسر تھا یہاں سے مسلح جوان آپ کو
یہودیوں کے سردار کائفا کے پاس لے گئے۔

پطرس مگر ذرا فاصلہ رکھ کر پیچھے پیچھے جا رہا تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سردار
کاہن کے گھر لے گئے تو پطرس نے دیکھا کہ حویلی کے صحن کے بیچ میں آگ
جلائی گئی تھی اور کچھ لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے پطرس بھی ان کے بیچ میں جا کر بیٹھ

www.pdfbooksfree.pk

گیا۔

اس موقع پر ایک لونڈی نے اسے آگ کی روشنی میں بیٹھا دیکھ کر اس پر نگاہ کی اور کہا یہ بھی اس کے ساتھ تھا مگر پطرس نے یہ کہہ کر انکار کیا "میں اسے نہیں جانتا۔"

تھوڑی دیر کے بعد کوئی اور اسے دیکھ کر کہنے لگا تو بھی انہی میں سے ہے پطرس نے کہا میں نہیں ہوں کوئی گھنٹے بعد ایک اور شخص یقینی طور پر کہنے لگا کہ یہ بھی شبہ اس کے ساتھ ہے پطرس نے کہا میں نہیں جانتا تو کیا کہتا ہے وہ کہہ ہی رہا تھا اس دم مرغ نے بانگ دی پطرس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات یاد آئی جو انہوں نے کہی تھی کہ آج مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا یہ کہہ کے پطرس خوب رویا۔

یہودیوں کے بڑے سردار کاہن کائفا کے پاس لے جا کر یہودی آپ کا مذاق اڑاتے اور ساتھ ہی آپ کی آنکھیں بند کر کے پوچھتے کہ ذرا اپنی نبوت سے بتا کس نے مارا ہے اس موقع پر آپ کو طعنے بھی دیئے گئے اور بہت سی ایسی باتیں کی خلاف طبع تھیں اگلے روز یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر رومن گورنر پلاطس کے پاس لے گئے اور انہوں نے آپ پر الزام لگایا کہ ہم نے اسے اپنی قوم کو بہکاتے اور رومنوں کے بادشاہ قیصر کو خراج دینے سے منع کرتے اور اپنے آپ کو یہودیوں کا بادشاہ کہتے پایا ہے۔

اس پر پلاطس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا یہودیوں کا بادشاہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تو خود ہی کہتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کرنے کے بعد پلاطس نے کہا میں اس میں کوئی قصور نہیں دیکھتا لہٰذا میرا خیال ہے کہ اسے رہا کر دیا جانا چاہیے اس پر چلا چلا کر کہنے لگے یہ تمام یہودیہ میں بلکہ گلیل سے لے کر یہاں تک لوگوں کو سکھا کر رومنوں اور قیصر کے خلاف ابھارتا رہا ہے گلیل کا نام سن کر پلاطس نے پوچھا یہ آدمی گلیلی ہے جب لوگوں نے ہاں میں جواب دیا تب پلاطس کہنے لگا گلیل کی راست ہیرو دیس کے پاس لے جاؤ۔

ادھر ان دنوں ہیرودیس نے بھی یروشلم میں قیام کیا ہوا تھا یہودی پکڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہیرو دیس کے پاس لے گئے ہیرودیس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ وہ مدت سے آپ کو دیکھنے کا مشتاق تھا اس لئے کہ اس نے آپ کا حال سنا تھا اور ان کا کوئی معجزہ دیکھنے کا امیدوار تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو ہیرو دیس نے آپ سے بہت سوال کیے لیکن آپ نے اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہیرودیس شش و پنج میں پڑ گیا باہر یہودی زور زور سے شور کر رہے تھے کہ یہ لوگوں کو رومنوں کے خلاف ابھار رہا ہے۔ یہودیوں کا بادشاہ بننے کا اعلان کرتا ہے اس صورت حال کو ہیرودیس نے اپنے لیے خطرناک سمجھا لہٰذا ہیرودیس نے اپنے ساتھیوں سمیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا اور ایک چمکدار پوشاک پہنا کر آپ کو پلاطس کے پاس واپس بھیجا۔

اس موقع پر پلاطس نے یہودی سرداروں اور کاہنوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم اس شخص کو بہکانے والا ٹھہرا کر میرے پاس لے کر آئے ہو دیکھو میں نے تمہارے سامنے اس کی تحقیق کی ہے مگر جن باتوں کا الزام تم اس پر لگاتے ہو ان کی نسبت نہ میں نے اسے قصور وار پایا نہ ہیرودیس نے کیونکہ اس نے اس شخص کو میرے پاس بھیج دیا ہے دیکھو اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جس کی وجہ سے میں تمہارے کہنے پر اسے قتل کے لائق ٹھہراؤں۔

یہودی آپ کو قتل کرنے کے نعرے لگا رہے تھے اس پر پلاطس نے پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو خود ہی کہتا ہے جس وقت یہودی چلا چلا کر آپ پر الزام تراشی کر رہے تھے تو آپ نے ان کے الزام کا کوئی جواب نہ دیا اس پر پلاطس نے آپ سے کہا تو نہیں سنتا کہ یہ تیرے خلاف کتنی گواہیاں دیتے ہیں اور تو نے ان کی ایک بات کا جواب نہ دیا پلاطس ان کی خاموشی پر بڑا متعجب ہوا اور اس وقت دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی کو چاہتا تھا وہ چھوڑ دیتا تھا اس موقع پر پلاطس نے یہودیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

www.pdfbooksfree.pk

کہ میں تمہاری خاطر ایک کو چھوڑ سکتا ہوں کس کو چھوڑوں یسوع کو یا برابا کو۔ یہ شور کرنے لگے یسوع کو مصلوب کر دو اور برابا ڈاکو کو چھوڑ دیو پس پلاطس نے یسوع کو اس نے مصلوب کرنے کا حکم دیا اور برابا ڈاکو کو چھوڑ دیا۔

اس پر خداوند قدوس نے اپنا کام دکھایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدترین دشمن اس یہودہ کو جس نے آپ کو پکڑوایا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل صورت کا کر دیا پس خداوند قدوس نے آپ کو اٹھا لیا اور جو ان کی شکل کا تھا اسے مصلوب کرا دیا۔

○

نابلس سے واپس آنے کے بعد ایک روز حبیب بن عثمان قصر کے اپنے کمرے میں بیٹھا اوزل کے ساتھ کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ قصر کا ایک خادم اندر آیا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ایک مسلم جوان آپ سے ملنا چاہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ اسے آپ سے انتہائی ضروری کام ہے اپنا نام عوبال بتاتا ہے۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے پر آیا اور آنے والے خادم کو اس نے مخاطب کیا۔

"اس شخص کو بلا کر لاؤ وہ میرا پرانا جاننے والا ہے آنے والا وہ شخص پیچھے ہٹ گیا۔" حبیب بن عثمان نے اوزال کی طرف دیکھا اور مخاطب کیا۔

"اوزال تم ذرا اپنے کمرے میں جاؤ ایک جاننے والا آیا ہے اور مجھے امید ہے وہ میرے باپ کے قاتلوں کے متعلق اہم خبر فراہم کرے گا۔"

اوزال اپنی جگہ سے اٹھی باہر نکلی پھر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

حبیب بن عثمان دروازے پر ہی کھڑا رہا تھوڑی دیر بعد عوبال وہاں آیا آگے بڑھتے ہوئے حبیب بن عثمان نے بڑے پرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا پھر اپنے کمرے میں لے گیا نشست پر بٹھایا اور غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"تم کب آئے خیریت تو ہے اور وہ لوگ تمہیں کہاں لے گئے تھے اور وہ کون ہیں۔"

عوبال سوچوں میں پڑ گیا اور کہنے لگا جو لوگ مجھے لے گئے تھے وہ بڑے اچھے ہیں انہوں نے مجھے اور یوصاف دونوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور ہم دونوں سے وہ آپ کے لیے مخبری کا کام لیتے ہیں میں آپ کو یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ برابا ڈاکو کو یروشلم

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

سے رہائی مل گئی ہے اسے قتل و غارت گری اور بغاوت کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا تھا لیکن رومن جرنیل نے اسے رہا کر دیا ہے وہ اب اپنے کوہستانی مسکن میں پہنچ چکا ہے جو لوگ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے تھے انہوں نے ہماری بڑی آؤ بھگت کی انہوں نے ہمیں یہ بھی ہدایات جاری کیں کہ ہم برابا اور اس کے سرکردہ لوگوں پر یہی ظاہر کریں کہ ہم ان کے مخلص ہیں لیکن حقیقتاً ہم آپ کے لیے اور اس گروہ کے لیے جو ہمیں اپنے ساتھ لے گیا تھا مخبری کریں اب اگر آپ مسلح دستے لے کر برابا کے گروہ پر حملہ آور ہونا چاہیں تو میرے خیال میں یہ بہت اچھا موقع ہے میں اور یوساف' برابا سے تو نہیں ملے تاہم اس کے جو دو سرکردہ سمولا اور زابو ہیں ان سے مل کر آ رہے ہیں انہیں ہم نے یقین دلایا ہے کہ ہم اب بھی ان کے وفادار ہیں لہٰذا ان دونوں کے علاقوں تک ہم آپ کی راہنمائی کر سکتے ہیں اس طرح آپ ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

عوبال کے خاموش ہونے پر حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ جو لوگ تمہیں اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ کون ہیں اس لئے کہ وہ تین بار انتہائی نازک موقع پر میرے دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے میری مدد کر چکے ہیں ایک لحاظ سے وہ میرے محسن ہیں میں ان کے متعلق جاننا پسند کروں گا۔"

عوبال نے عجیب سے انداز میں حبیب کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"ابن عثمان مت پوچھو وہ کون لوگ ہیں وہ جہاں خونخوار ہیں وہاں آپ کے لئے انتہا درجہ کے مخلص بھی ہیں وہ مقدار میں بھی کافی ہیں اس گروہ کا جو سرکردہ ہے وہ انتہائی خونخوار ہے اپنے چہرے سے نقاب نہیں ہٹاتا لہٰذا میں نے اسے دیکھا نہیں لیکن سارے احکام وہی جاری کرتا ہے میں ان سے متعلق زیادہ تفصیل آپ سے نہیں کہہ سکتا اگر میں نے ایسا کیا تو یاد رکھیے گا وہ مجھے اور یوصاف دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے وہ اپنے گروہ اور کارگزاری کو ایک طرح سے خفیہ ہی رکھنا چاہتے ہیں۔"

حبیب بن عثمان' عوبال کی گفتگو سے گہری سوچوں میں پڑ گیا تھا پھر اس نے دوبارہ

اس کو مخاطب کیا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو ان کا تعلق کن سرزمینوں سے ہے؟ کہاں رہتے ہیں کس سے ملنے آتے ہیں کدھر جاتے ہیں؟"

اوبال کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی دوبارہ وہ بولا۔

"ابن عثمان ایسے سوال مت کرو میں بتا چکا ہوں کہ میں ان کے متعلق نہ زیادہ تفصیل جانتا ہوں نہ بتا سکتا ہوں ورنہ میری جان خطرے میں پڑ جائے گی میں یہ بھی نہیں جانتا وہ کون ہیں کن سرزمینوں سے تعلق رکھتے ہیں کہاں ان کا ٹھکانہ ہے کدھر سے نکلتے ہیں کدھر کو جاتے ہیں اور ان کی گزر بسر کیا ہے میں کچھ نہیں جانتا بہرحال انہوں نے مجھے اور یوساف دونوں کو اپنے ساتھ رکھا ہے تاکہ ہم دونوں برابا کے خلاف آپ کے لیے کام کریں میں ان کے اطوار کا اچھی طرح اندازہ لگا چکا ہوں میں اور یوساف دور کی گمنام سرزمینوں کے اندر بھی چلے جائیں تو وہاں بھی ان کے ہاتھوں ہم اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھیں گے اگر ہم نے ان کے خلاف کوئی کاروائی کی کوئی کام ان کے مزاج کے خلاف کیا تو وہ ہمیں برابا کے مسکن میں قتل کر سکتے ہیں وہ بڑے خونخوار لوگ ہیں۔"

حبیب بن عثمان پھر کچھ سوچتا رہا اس کے بعد کہنے لگا۔

"نبطیوں کا بادشاہ حارث مجھے برابا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف حرکت میں آنے کی پہلے ہی اجازت دے چکا ہے مجھے اس بات کی بھی اجازت مل چکی ہے کہ میں جس قدر لشکر اپنے ساتھ لے جانا چاہوں لے جا سکتا ہوں اس کام کی ابتداء سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مجھے کس کے خلاف حرکت میں آنا چاہیے۔"

عوبال جھٹ سے بول پڑا۔

"میرا خیال ہے آپ پہلے زابو اور سمولا کے خلاف حرکت میں آئیں یہ دونوں دریائے لیطانی کے کنارے سے جبل حوران تک کے علاقوں کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں۔"

ابن عثمان نے پھر پوچھ لیا ان دونوں کے ذرائع آمدن کیا ہے اوبال نے پھر کہنا شروع کیا۔

"ان کا سب سے بڑا آمدنی کا ذریعہ لوٹ مار اور ڈاکہ زنی ہے اس کے علاوہ البقاع کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

حسین وادیوں میں رہنے والوں سے ایک طرح کا یہ خراج وصول کرتے ہیں اگر البقاع کے لوگ انہیں مالی امداد نہ دیں تو ان کی جانیں خطرے میں پڑ سکتی ہیں۔

البقاع ارض شام کا نشیبی سا علاقہ ہے چھ سو دس میل تک چوڑا ہے ایک طرف دلدلی علاقہ ہے جہاں سے دریائے عامی شمالی کی جانب کا رخ کرتا ہے اور دریائے لیطانی نے جنوب کا رخ کر لیا ہے دریائے عامی ارض شام کا سب سے بڑا دریا ہے ویسے تو لوگ دریائے فرات کو بھی شام ہی کا دریا کہتے ہیں لیکن فرات منبع کے لحاظ سے شامی ہے نہ ڈیلٹا کے لحاظ سے صرف عامی اور دریائے اردن اور دریائے لیطانی شام کے بڑے دریا ہیں لیطانی دریائے عامی کے برعکس جنوب کی طرف بہتا ہے۔

البقاع کو چونکہ یہ دریا سیراب کرتے ہیں اس وجہ سے شام کا یہ علاقہ بہترین مرغزار ہے دریاؤں کی وجہ سے یہاں کی مٹی چکنی ہے اس لئے زمین زراعت کے لیے بھی حد درجہ ساز گار ہے یہاں کے لوگ خوشحال ہیں اور برابا اور اس کے ساتھیوں کی خوب مدد کرتے ہیں۔

برابا اور ان کے آدمیوں کی آمدنی کا تیسرا بڑا ذریعہ اونٹ اور گھوڑے پالنا ہے (گھوڑے کے متعلق جو تحقیق کی گئی ہے اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے گھوڑا اصل میں امریکہ کا وحشی جانور تھا یہ اس زمانے میں مشرقی ایشیاء پہنچا جب امریکہ اور ایشیاء ایک عظیم براعظم تھے یہ تاریخی دور سے بہت پہلے کی بات ہے۔ بعد کے زمانے میں فلسطین کے اندر یہ وحشیانہ انداز میں نمودار ہوا ہندی یورپی خانہ بدوشوں نے ان وحشی گھوڑوں کو کسی مقام پر رام کر لیا اور پالنے لگے یہ بہت قدیم زمانے کی بات ہے پھر گھوڑے کو دجلہ اور فرات کے دوآبے میں لایا گیا وہاں سے گھوڑا مغربی ایشیا میں پہنچا یہ حضرت مسیح سے کوئی دو ہزار پیشتر کی بات ہے **فونیقیوں** نے اسے ایشیا پہنچایا اور وہاں سے یونان گیا۔ قدیم عرب گھوڑے کو شام میں لائے پھر اسے مصر لے گئے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اٹھارہ سو سال پیشتر کا واقعہ ہے شام ہی سے گھوڑا عرب کے ریگستان میں پہنچا اور عرب میں گھوڑا اپنی نسل کو سب سے محفوظ رکھنے میں زیادہ کامیاب رہا گھوڑے کی طرح اونٹ کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بھی امریکہ کا جانور ہے لاکھوں سال پیشتر یہ شمالی اور مشرقی ایشیا میں منتقل ہوا کشمیر اور ہندوستان سے

ہوا شمالی اور مغربی عرب میں داخل ہوا وہاں سے جنوبی شام گیا کشمیر اور ہندوستان مختلف علاقوں میں پھیلتا چلا گیا۔)

عوبال ذرا رکا پھر کہتا چلا گیا۔

"حبیب بن عثمان ان ذرائع آمدنی کے علاوہ برابا اور اس کے ساتھیوں کے ذرائع آمدنی باغات اور درختوں سے بھی حاصل ہوتے ہیں زیتون ان کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے (قدیم زمانے میں ارض شام میں صرف تین پھل وسیع پیمانے پر کاشت کیے جاتے تھے جو موسم کی خشکی کا مقابلہ کر سکتے تھے ایک انجیر دوسرا انگور تیسرا زیتون' انگور کو فونیقی پہلے یونانیوں کی سرزمین میں لے گئے وہاں سے یہ اٹلی پہنچا پھر زیتون انگور کے پیچھے پیچھے مشرق سے مغرب گیا زیتون کے درخت کی نگرانی اور دیکھ بھال زیادہ نہیں کرنی پڑتی اور پیداوار بہت ہوتی ہے اس کا پھل قدیم زمانے میں بھی طبقہ زیریں کی خاص خوراک تھا اور آج بھی اس کی کیفیت یہی ہے بیروت کے جنوب میں زیتون کے درخت میلوں تک چلے گئے ہیں یہ زیتون کے سب سے بڑے ذخیروں میں شمار ہوتے ہیں زیتون کا تیل کھایا بھی جاتا ہے چراغوں میں بھی جلایا جاتا ہے اس سے مرہم اور اور خوشبوئیں بھی بنائی جاتی ہیں اسے علاج معالجے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے خدا کے نبی سموئیل نے جب بنی اسرائیل کے لیے پہلا بادشاہ چنا اور اسے مسح کیا تو اس کی کپی میں زیتون ہی کا تیل تھا غرض زیتون کے تیل نے ایسی مقدس حیثیت اختیار کر لی کہ آج تک اسے مرنے والوں کی بھوؤں پر لگایا جاتا ہے۔ اس کا مغز جانوروں کو کھلایا جاتا ہے گٹھلیوں کو پیس کر ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جب سے حضرت نوح علیہ السلام کی کبوتری زیتون کی پتی چونچ میں لے کر کشتی میں پہنچی اس وقت سے زیتون کی شاخ امن اور راحت کا نشان بن گئی۔)

حبیب بن عثمان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور عوبال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم یہیں رکو میں ذرا حارث سے بات کر کے آتا ہوں اس کے بعد میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے کب تک یہاں سے کوچ کرنا چاہیے۔"

حبیب بن عثمان باہر چلا گیا عوبال وہیں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر حبیب بن عثمان قصر کے مشرقی حصے سے نکل کر پھر اپنے کمرے کی طرف بڑھا ابھی وہ کمرے

www.pdfbooksfree.pk

کے قریب ہی گیا تھا کہ اپنے کمرے سے اوزال نکلی اس کے ساتھ عریب اور حویلہ تھیں اوزال نے آگے بڑھ کر فوراً حبیب بن عثمان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

آپ کو جو آدمی ملنے کے لیے آیا ہے وہ کون ہے آپ سے کیا چاہتا ہے۔

حبیب بن عثمان نے ایک نگاہ باری باری اوزال' حویلہ اور عریب پر ڈالی۔ اوزال کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"آنے والا وہ شخص وہ میرا خاص آدمی ہے اور میرے باپ کے قاتلوں کے متعلق مجھے اطلاعات دینے کے لئے آیا ہے میں مستقر کی طرف جاؤں گا پھر تھوڑی دیر بعد یہاں سے لشکر کے ایک حصے کو لے کر ارض شام کا رخ کروں گا آنے والا اس سلسلے میں میری راہنمائی کرے گا میرا بھائی سعید بھی میرے ہمراہ ہو گا۔"

حبیب بن عثمان کی بات سے اوزال بیچاری افسردہ اور پریشان ہو گئی تھی اس کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے حبیب بن عثمان فوراً بول پڑا اس بار یہ مت کہنا کہ مجھے اپنے ساتھ لے کر چلیں اب میری بہن عریب تمہارے پاس ہے میرے خیال میں اب تم خوش رہ سکتی ہو پھر تمہاری اجنبیت بھی دور ہو چکی ہے عریب کے علاوہ حویلہ بھی تمہارے ساتھ ہے رعما بھی تمہارے پاس آتی رہتی ہے۔

اوزال نے کوئی جواب نہ دیا تاہم عریب بول پڑی۔

ابن عثمان میرے بھائی تمہیں فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب ہم دو نہیں تین بہنیں ہیں میں حویلہ اور اوزال۔ اوزال کو آپ کی غیر موجودگی میں میں فکر مند یا پریشان نہ ہونے دوں گی۔" ساتھ ہی بڑے پیارے انداز میں عریب نے اپنا ہاتھ اوزال کی کمر میں ڈال دیا تھا جس پر اوزال مسکرانے لگی تھی۔

حبیب بن عثمان وہاں سے ہٹنے لگا تھا کہ رک گیا اس لئے کہ قصر میں نبطیوں کے وزیر سیلاس اس کا بڑا بیٹا تیمان اور چھوٹا بیٹا یوناہ اور بیٹی شہیر داخل ہوئے تھے وہ تھوڑا سا آگے بڑھے تھے کہ قصر کے غربی حصے سے حارث کا بیٹا مالک بھی نکلا مالک بڑے جوش انداز میں باری باری سیلاس سے ملا اور باتیں کرتے ہوئے اس حصے کی طرف بڑھا جہاں حبیب بن عثمان اوزال عریب اور حویلہ کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

جب وہ قریب آئے تو سیلاس نے بڑے پیارے انداز میں حبیب بن عثمان کے

کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابن عثمان مجھے مالک نے بتایا ہے کہ تم برابا کے ساتھیوں کے خلاف مہم پر نکل رہے ہو میری دعا ہے کہ خداوند تجھے اس مہم میں کامیاب اور کامران رکھے۔" اس موقع پر مالک بن حارث بول پڑا اور اس نے اپنی بڑی بہن عریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

"عریب میری بہن تم حویلہ اوزال اور شہیر اکھٹی بیٹھ کر باتیں کرو سیلاس کو میرے باپ نے بلایا ہے یہ ان کے پاس چلے جائیں گے میں ذرا مستقر کی طرف جاؤں گا وہاں حبیب بن عثمان کو اس کے لشکر کے ساتھ الوداع کہوں گا۔"

سیلاس کا بڑا بیٹا تیمان بول پڑا۔

"مالک میرے بھائی ایسا ممکن ہے کہ میں اور یوناہ بھی آپ کے ساتھ لشکر گاہ کی طرف چلیں مالک نے قہقہہ لگایا تم دونوں بھائی تاجر ہو مستقر میں جا کر کیا کرو گے۔ تیمان بالکل سنجیدہ تھا کہنے لگا نہیں میری خواہش ہے کہ ہم آپ کے ساتھ چلیں اور ہم بھی حبیب بن عثمان کو رخصت کریں مالک مان گیا پھر اس نے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا۔"

حبیب میرے بھائی تم تیار ہو کر مستقر میں پہنچو میں جا کر سعید کو پیغام دیتا ہوں وہ بھی تیار ہو جاتا ہے میں تیمان اور یوناہ لشکر گاہ کی طرف جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ تینوں قصر سے باہر نکل گئے اس موقع پر عریب نے بڑے پیارے انداز میں اوزال کے کان میں سرگوشی کی۔

"اوزال میری بہن حبیب بن عثمان رخصت ہو رہا ہے تم اس کے ساتھ جاؤ اس کی تیاری مکمل کراؤ میں شہیر اور حویلہ کو لے کر اپنے کمرے میں جاتی ہوں پھر تم وہیں آ جانا۔" اس کے بعد حبیب بن عثمان کی طرف عریب نے دیکھا اور کہنے لگی۔

حبیب میرے بھائی میں آپ کو الوداع کہتی ہوں اور خداوند قدوس سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ آپ کو اس مہم میں کامیاب رکھے جس پر آپ جا رہے ہیں حبیب نے عریب کا شکریہ ادا کیا پھر عریب حویلہ اور شہیر وہاں سے ہٹ گئی تھیں ان کے جانے کے بعد اوزال مزید مغموم اور فکر مند ہو گئی تھی پھر حبیب بن عثمان کو اس نے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

مخاطب کیا۔

"آپ کب تک لوٹیں گے۔" حبیب بن عثمان نے دیکھا اس کی آنکھوں سے آنسو تیر رہے تھے حبیب فوراً بول پڑا۔

"پہلے رو لو پھر میں بتاتا ہوں کہ میں کب لوٹوں گا۔"

اوزال زبردستی مسکرا دی تاہم آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے جنہیں اس نے صاف کیا اور کہنے لگی۔ "نہیں میں روؤں گی نہیں۔" حبیب بن عثمان نے کہنا شروع کیا۔

"میں اپنی مہم سے نمٹنے کے بعد جلد از جلد لوٹنے کی کوشش کروں گا تم فکر مند مت ہونا میں تیاری کر لوں گا تم جاؤ جا کر عریب کے کمرے میں بیٹھو ورنہ تمہارے آنسو ڈھلک آئیں گے تم رونے لگو گی جو میرے لیے ناقابل برداشت ہو گا بہتر یہی ہے تم جاؤ۔"

اوزال ہنس دی اور کہنے لگی میں آپ کی تیاری کراؤں گی آپ کے گھوڑے کی خرجینیں تیار کرتی ہوں آپ کے کپڑے رکھتی ہوں آپ ایسا کریں سارا سامان اٹھا کر میرے کمرے میں لے آئیں جب آپ تیار ہو جائیں تو اس شخص کو اپنے ساتھ لے جایئے گا جو آپ کو ملنے آیا ہے۔

اوزال کی بات حبیب مان گیا اوزال اپنے کمرے میں چلی گئی حبیب بن عثمان اپنے کمرے میں داخل ہوا اور عوبال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "تھوڑی دیر بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی اپنی ضرورت کا سارا سامان اس نے سمیٹا اور اوزال کے کمرے میں داخل ہوا۔

اوزال ہی کے کمرے میں جا کر حبیب بن عثمان نے جنگی لباس پہنا اتنی دیر تک اوزال نے اس کی خرجینوں میں ضرورت کا سامان رکھ دیا تھا پھر اوزال کو اس نے خدا حافظ کہا کمرے سے باہر نکلا عوبال کو اپنے ساتھ لیا جب تک وہ قصر کے دروازے کی طرف جاتا رہا اوزال اپنے کمرے کے دروازے کھڑی اسے میں دیکھتی رہی جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو وہ عریب کے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

حبیب بن عثمان اور عوبال سیدھے مستقر کی طرف گئے وہاں سعید کو ساتھ لیا

[illegible] اور یوناہ کے علاوہ دیگر سالاروں نے اسے الوداع کہا پھر سعید کے ہمراہ لشکر [illegible] کے ساتھ ارض شام کا رخ کر رہا تھا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ایک روز عین اس وقت جبکہ سورج مشرق سے طلوع ہو رہا تھا حبیب بن عثمان اور سعید اپنے لشکر کے ساتھ ارض شام کے دریائے ربانا سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک دوراہے پر پہنچ گئے تھے عوبال ان کی راہنمائی کر رہا تھا اس چوراہے پر پہنچنے کے بعد عوبال نے حبیب بن عثمان کو رکنے کے لیے کہا۔

حبیب بن عثمان نے پیچھے اپنے لشکر کو روک دیا اس موقع پر عوبال نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"ابن عثمان جو معاملہ میرے اور یوساف کے درمیان طے پایا تھا اس کے مطابق آپ کو یہیں رکنا چاہیے یوساف یہیں آ کر دشمن کی نقل و حرکت سے ہمیں آگاہ کرے گا۔"

اس پر حبیب بن عثمان نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا پھر سعید کو مخاطب کیا۔

"سعید میرے بھائی عوبال ٹھیک کہتا ہے ہمیں یوساف کا انتظار کرنا ہو گا وہ خبر لائے گا ان کی روشنی میں دشمن پر حملہ آور ہونا ہو گا لیکن یہاں ہمیں کھلی جگہ نہیں کرنا چاہیے گھات میں بیٹھ جانا چاہیے تاکہ اگر کوئی ہمارے ساتھ دھوکہ کرتا ہے تو اس سے نمٹا جا سکے۔"

اس کے بعد حبیب بن عثمان نے سعید کو وہیں رہنے کے لیے کہا چند دستے نے اپنے ساتھ لیے اور اس پر چوراہے کے اردگرد جو کوہستانی سلسلے تھے ان کا جائزہ لینے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اور سعید کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سعید یہ دائیں جانب جو کوہستانی سلسلہ ہے اس کے پیچھے کوہستانی حالت ایسی ہے کہ اگر بارش بھی ہو جائے تو بہترین پناہ اور حفاظت کا کام

غار میں چٹانیں آگے کو ابھری ہوئی ہیں کئی جگہیں ایسا منظر پیش کر رہی ہیں قدرت نے دور دور تک آپ سے آپ برآمدے کھڑے کر دیئے ہوں سعید سردی اپنے زوروں پر ہے سفر تو ہم کسی طرح سے کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے ہیں اب فوجیوں کے علاوہ گھوڑوں کو بھی ستانے کو ضرورت ہے یہ جو ہمارے دائیں جانب کوہستانی سلسلہ ہے وہ اونچا بھی نہیں ہے اس کی دوسری جانب جا کر ہم آسانی سے گھات لگا سکتے ہیں اور پھر یوساف جو خبریں لائے گا انہی کی روشنی میں حرکت میں آئیں گے۔"

سعید اور عوبال دونوں نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر حبیب بن عثمان سعید دونوں لشکر کو کوہستانی سلسلے کی پشت پر لے گئے تھے۔

کوہستانی سلسلے کے اندر نالہ نما ایک چھوٹا سا درہ تھا جس میں شاید بارش کا پانی بہہ کر کھلے علاقوں کی طرف جاتا تھا اسی نالے اور درے میں سے ہوتے ہوئے حبیب بن عثمان اور سعید دونوں اپنے لشکر کو اس کوہستانی سلسلے کی پشت کی طرف لے گئے تھے۔

سعید جب دوسری طرف گیا تو دنگ رہ گیا کوہستانی سلسلہ ویسا ہی تھا جیسا حبیب بن عثمان نے بیان کیا تھا جگہ جگہ کافی بڑی اور وسیع غاریں تھیں چٹانیں کافی آگے کو ابھری ہوئی تھیں اور برآمدوں کا منظر پیش کرتی تھیں حبیب بن عثمان نے لشکریوں کو حکم دیا ان غاروں کے اندر منتقل کرنے کا حکم دے دیا تھا چند دستوں کا پہرہ اس نالہ کے درے پر لگا دیا تھا تاکہ اس درے سے گزر کر کوئی ان پر حملہ آور نہ ہو سکے گھوڑے چٹانوں کے نیچے باندھ دیئے گئے تھے اردگرد آگ کے الاؤ گرم کر دیئے گئے تھے اور آگ کے انہی الاؤ سے لشکریوں کا کھانا تیار کیا جانے لگا تھا۔

حبیب بن عثمان کو وہاں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا تھا ابھی وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ درے کے پاس سے کسی نے زور زور سے عوبال کا نام لے کر چونکا ہو گیا اور حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"سعید ایک غلطی ہوئی ہمیں پہاڑ کے اوپر اپنے کچھ آدمی کھڑے کرنے چاہیے یوساف کی راہنمائی کرتے یوساف یہاں پہنچ چکا ہے اور مجھے اور آپ کے لشکر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

کو نہ دیکھ کر مجھے آوازیں دے رہا ہے میں جاتا ہوں اور اسے اپنے ساتھ
ہوں۔"

حبیب بن عثمان نے جب گردن اثبات میں ہلا دی تب عوبال وہاں سے
تقریباً بھاگتا ہوا وہ درے کی طرف جا رہا تھا۔

حبیب اور سعید دونوں اپنی جگہ پر بیٹھ کر بڑی بے چینی سے ان دونوں
کا انتظار کرنے لگے تھے تھوڑی ہی دیر بعد عوبال اور یوساف وہاں پہنچے یوساف
آگے بڑھ کر بڑے پرجوش انداز میں باری باری حبیب بن عثمان اور سعید سے
کیا پھر یوساف اور عوبال دونوں حبیب بن عثمان اور سعید کے سامنے بیٹھ گئے
آغاز یوساف نے کیا تھا۔

"ابن عثمان میں آپ کے لئے چند اچھی خبریں لے کر آیا ہوں جس جگہ
اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہے اس سے آگے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے
دریائے رباتا سے پانچ میل آگے برابا کے دست راست سمولا اور ذابو کا ایک
سمولا اور ذابو دونوں اس لشکر میں موجود نہیں ہیں بلکہ ان کا ایک نائب
کمانداری کر رہا ہے۔

سمولا اور ذابو کے اس نائب کا یہ بھی خیال ہے کہ آپ اس کے لشکر
حرکت کی مخبری اور جاسوسی کر رہے ہوں گے انہیں یہ پتہ چل چکا ہے کہ حملہ
کا تعلق نبطیوں سے ہے لیکن انہیں ابھی تک یہ خبر نہیں کہ حملہ آور
نبطیوں کا سالار حبیب بن عثمان ہے اور ان سے اپنے باپ اور ماں کا انتقام
تلا ہوا ہے۔

آج شام تک وہ لشکر وہیں قیام کرے گا جہاں اس وقت ٹھہرا ہوا ہے
غروب ہونے کے بعد وہ لشکر پیش قدمی کرے گا دریائے رباتا کے کنارے
رکے گا پھر لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گا ایک حصہ چھوڑے سالار کی سرکردگی
جائے گا جو دریائے رباتا کے کنارے کنارے جنوب کی سمت جائے گا مناسب
دریا کو پار کرے گا پھر جس جگہ آپ ہیں آپ کی پشت کی طرف سے حملہ
کی کوشش کرے گا۔

جس سمت سے آپ لوگ اس چوراہے پر پہنچے ہیں دشمن کے لشکر کا ایک حصہ
دریائے رباتا کو عبور کرنے کے بعد وہی راستہ اختیار کرے گا اور آپ کی پشت پر حملہ
آور ہو گا ذابو اور سمولا کا بڑا نائب کچھ دیر دریائے رباتا کے کنارے رک کر انتظار
کرے گا جب وہ اندازہ لگائے گا کہ اس کے دوسرا حصہ آپ کی پشت پر پہنچ چکا ہوا
ہے تب وہ دریائے رباتا کو عبور کر کے آگے بڑھے گا اور آپ کے ساتھ ٹکرانے کی
کوشش کرے گا۔ ان کا لائحہ عمل یہ ہے کہ سامنے کی طرف سے بھرپور ضرب لگائی
جائے پھر پشت کی طرف حملہ آور ہو کر آپ لوگوں کا خاتمہ کر دیا جائے بس یہ ہے
دشمن کی ساری پیش بندی۔"

یوساف جب خاموش ہوا تو اس کی اس کارگزاری پر حبیب بن عثمان خوش ہو گیا
اور اس کا شکریہ ادا کیا پھر حبیب بن عثمان نے یوساف اور عوبال دونوں کو مخاطب
کیا۔

"تم دونوں بھائی اٹھو آرام کرو اور اس کے بعد تم دشمن پر نگاہ رکھنے کے لئے
نکل جانا۔" یوساف اور عوبال اٹھ کھڑے ہوئے اس موقع پر حبیب بن عثمان نے
عوبال کو مخاطب کیا عوبال' یوساف کے کھانے کا بھی بندوبست کرو پھر یوساف اور عوبال
دونوں وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

یوساف اور عوبال کے جانے کے بعد بڑی رازداری سے حبیب بن عثمان نے
سعید کو مخاطب کیا۔

"سعید میرے بھائی کچھ مسلح جوان ایسے مقرر کرو جو دریائے رباتا کی طرف مقرر
ہوں اور جو بھی دشمن کا مخبر یا آدمی دکھائی دے اسے موت کے گھاٹ اتارتے چلے
جائیں تاکہ دشمن تک ہماری کوئی خبر نہ پہنچ سکے کچھ مسلح دستے ان راستوں کی طرف
بھیجو جس سمت سے ہم آئیں ہیں وہاں بھی کوئی مشکوک آدمی دکھائی دے تو اسے بھی
موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اس طرح ہماری نقل و حرکت دشمن تک نہ پہنچ سکے
اب میرا وہ لائحہ عمل سنو جو میں دشمن کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہوں۔
شام تک دونوں بھائی اکٹھے رہیں گے سورج جب غروب ہو جائے گا رات گہری
ہو جائے گی تو میں لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا ایک حصہ تمہارے پاس رہے گا

www.pdfbooksfree.pk

تم یہیں گھات میں پڑے رہنا دوسرے آدھے حصے کے ساتھ میں واپس جاؤں گا
دشمن کا جو لشکر دریائے ربانا کے کنارے کنارے ہوتا ہوا ہماری پشت کی طرف
رات کی گہری تاریکی میں اس سے نمٹوں گا عوبال کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں
یوساف تمہارے لیے کام کرے گا عوبال آگے آگے جائے گا اس کے ساتھ
جوان ہوں گے اور وہ مجھے آنے والے لشکر کی اطلاع کرے گا اس لشکر کا خاتمہ
کے بعد میں تمہارے پاس لوٹ آؤں گا اور پھر دونوں بھائی متحد ہو کر سامنے کی
سے آنے والے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

اگر میری آمد سے پہلے سامنے کی طرف سے لشکر نمودار ہوتا ہے تو تم گھات
پڑے رہنا کوئی کاروائی مت کرنا اگر دشمن کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم نے گھات
رکھی ہے تو درے پر اپنا دفاع کرنا دشمن کو درے سے گزرنے مت دینا پہاڑ کے
اپنے آدمی مقرر کر دینا جو دشمن پر پتھر اور تیر اندازی کریں اس طرح میری آمد
دشمن کو الجھائے رکھنا میں جب پہنچ جاؤں گا تو دونوں بھائی دشمن سے ایسا نمٹیں
کہ مدتوں یاد رکھیں گے۔

سعید نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں اٹھ کر لشکر
امور پر لگ گئے تھے شام تک دونوں بھائی وہاں رہے سورج جب غروب ہو گیا
گہری ہونے لگی تب لشکر کے ایک حصے کو لے کر حبیب بن عثمان وہاں سے کوچ
تھا۔

○

رات خوشبو کی طرح پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ ستاروں کے فانوس سجائے آسمان
ہت تنہائی کی طرح چپ اور خاموش تھا۔ نیندیں جوان جذبوں، بوڑھی سوچوں، سہمی
سہمی آبادیوں، کھیتوں کی مٹی، کھلیانوں کے تنکوں تک سے الجھ گئی تھیں۔

سرما کی سرد ہواؤں کے برفانی جھکڑ فطرت کی گہرائیوں سے اٹھ کر رات کی
رہوائیوں پر چھائے ہوئے شجر شجر، کلی کلی کا بدن دریدہ کرنے لگے تھے۔ ٹھٹھرتی رات
کے اندر ہر شے کفن کی دھجیوں اور چمن کی فراموش داستانوں کی طرح چپ اور
خاموش ہو کر رہ گئی تھی۔

گہری رات میں بڑی تیزی سے سفر کرتے ہوئے حبیب بن عثمان نے ایک جگہ
اپنے لشکر کو روک دیا پھر عوبال کو اپنے قریب بلایا اور اسے مخاطب کیا۔

"عوبال تم اپنے ساتھ لشکر کے چند مسلح جوانوں کو لو اور آگے جاؤ اور یہ اندازہ
لگانے کی کوشش کرو کہ دشمن کے لشکر کا وہ حصہ جو دریائے ربانا کے ساتھ ساتھ ہوتا
ہوا اس سمت سے ہو کر ہماری پشت پر نمودار ہونا چاہتا ہے وہ یہاں سے کتنی دور
ہے۔"

عوبال نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا حبیب بن عثمان نے چند
مسلح جوانوں کو اس کے ساتھ کر دیا پھر عوبال وہاں سے آگے نکل گیا تھا۔

حبیب بن عثمان اپنے لشکر کے ساتھ وہیں رکا عوبال کو گئے ہوئے تھوڑی ہی دیر
ہوئی تھی کہ وہ لوٹ آیا اس کے یوں لوٹ آنے سے حبیب بن عثمان کسی قدر فکر مند
ہو گیا تھا عوبال جب قریب آیا تو اس نے اسے مخاطب کیا۔

"عوبال میرے عزیز میرے بھائی کیا ہوا؟" عوبال کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔
کہنے لگا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"ہمارا کام نزدیک ہی ہو گیا ہے وہ لوگ مجھے اور یوساف کو پکڑ کر لے گئے تھے
ہم سے آپ کی خاطر مخبری کا کام لیتے ہیں ان کے کچھ آدمی مجھے راستے میں مل
تھے وہ بھی آپ کی خاطر ان کو ہمتانی سلسلوں میں سرگرداں ہیں انہوں نے ہماری
روکی اور پوچھنے لگے کدھر جا رہے ہو میں نے جب بتایا کہ وہ دشمن کی نشان دہی کر
لگا ہوں تب انہوں نے بتایا کہ دشمن یہاں سے صرف پانچ میل کے فاصلے پر ہے اور
بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا ادھر ہی آ رہا ہے۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر اس خبر سے اطمینان کے سائے پھیل گئے پھر کہنے
لگا۔

"میرے خداوند نے چاہا تو آج کی رات موت کے ان سوداگروں وقت کے بدترین
پردازوں' آدمیت کی پہچان سے نا آشنا درندوں اور ہجر کی راتوں میں لذت عذاب سے
لطف اندوز ہونے والے بھیڑیوں سے خوب نمٹوں گا میرے خدا کو منظور ہوا تو میں
آج کی شب ان کی زندگی کے سائبانوں میں فطرت کے بدترین فرمانوں کی طرح داخل
ہوں گا رات کے اندھیرے میں اپنے سامانے ان کی حالت اجالوں کی پرچھائیوں سے
محروم ملول اور تنہا سلگنے والی رات کی سی کر کے رکھوں گا۔"

پھر اپنے لشکر کے چند سالاروں کو حبیب بن عثمان نے اپنے قریب بلایا جب وہ
اس کے سامنے آن کھڑے ہوئے تو حبیب بن عثمان نے انہیں مخاطب کیا۔

"عزیزو دشمن یہاں پہنچنے والا ہے جس شاہراہ پر ہم کھڑے ہیں ہمیں اس شاہراہ
کے شمالی جانب ہو جانا چاہیے تاکہ دشمن جب یہاں سے گزرے تو ہمیں شمال کی
طرف سے حملہ آور ہونا چاہیے تاکہ دشمن جنوب کی طرف بھاگے۔ وہ لوگ چونکہ
مغرب کی طرف سے آ رہے ہیں میں نہیں چاہتا کہ ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے
بعد وہ مغرب کی طرف بھاگیں اور اپنے لشکر کے دوسرے حصے کو جا کر خبر کریں کہ
انہیں بدترین شکست ہوئی ہے میں چاہتا ہوں وہ جنوب کی طرف بھاگتے ہوئے دور نکل
جائیں اتنی دیر تک ان کے لشکر کا دوسرا حصہ آگے بڑھے اور سعید سے الجھنے کی
کوشش کرے اتنی دیر تک میں بھی ان سے نمٹ کر وہاں پہنچ جاؤں گا دوسرے حصے کی
حالت بھی ہم ان سے بدتر کریں گے کیا تمہیں میری اس تجویز سے اتفاق ہے؟"

چھوٹے سالاروں نے جب حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے مکمل اتفاق کیا تب
حبیب بن عثمان کے کہنے پر لشکر آناً فاناً اس شاہراہ کے شمالی جانب گھات لے گیا تھا۔
دشمن کا لشکر وہاں سے گزرنے لگا اچانک حبیب بن عثمان اپنی گھات سے نکلا پھر
اپنے لشکر کے ساتھ ان پر اس طرح حملہ آور ہوا جیسے بینائی کے محدب عدسوں پر
سے دہشت کے طوفانوں نے نزول کر دیا ہو جیسے خوابوں کے پاتال سے اٹھتی
بدبختیاں کھڑی کرتی سیال آتش ہر شے کو قافلوں کی گرد اور خواب نگر کے کھنڈروں
میں تبدیل کرنے لگی ہو۔

یہ حملہ ایسا زور دار تھا کہ دشمن کچھ پیچھے ہٹتا چلا گیا بڑی مشکل سے وہ سنبھلے اور
حبیب بن عثمان کے لشکر کے سامنے ڈٹے تھے۔

گہری رات میں کوہستانی سلسلوں سے گھری اس وادی کے اندر ہر سو زندگی
ہراساں ہونے لگی تھی لشکری بری طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے کاسہ وقت
میں گوشہ گوشہ پگ در پگ قضا کا رقص شروع ہو گیا تھا تاریخ کی رفتار میں ہر کوئی
اپنے لہو سے اپنی فتح کو فروزاں کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا تغیر کی رسدگاہ میں
انسانیت کے قافلے لہو لہو ہونا شروع ہو گئے تھے۔

ہر سو ایک شور جاں فروشاں اٹھ کھڑا ہوا تھا موت شب ہجر کے زہر اور غم دہر
کی تلچھٹ کی طرح ہر سو بھاگتی پھرتی تھی کچھ دیر تک گھمسان کا رن پڑا پھر فیصلہ
نگاہوں کے سامنے آتا دکھائی دیا اس لئے کہ حبیب بن عثمان اور اس کے لشکری دشمن
پر ایسے حملہ آور ہو رہے تھے جیسے دریاؤں کے بند کھولنے کے لیے پشتوں کو توڑ دیا گیا
ان کے تیز حملوں کے باعث لحہ لحہ دشمن کے اندر جہاں مایوسی اور گھبراہٹ پھیل
رہی تھی وہاں حبیب بن عثمان کے لشکریوں کے حملہ آور ہونے کی برہمی اور زیادہ
بڑھنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید رزم آرائی کے بعد دشمن کو بدترین شکست ہوئی تھی اور
حبیب بن عثمان دشمن کو جنوب کی طرف بھگانے لگا تھا۔

شکست کھانے کے بعد دشمن کے لشکر نے مغرب کی طرف بھاگنا چاہا لیکن رات
کی تاریکی میں حبیب بن عثمان نے ان کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا مغربی سمت

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

اس نے روک دی لاچار شکست خوردہ لشکر جنوب کی طرف بھاگا دور تک رات کے اندھیرے میں حبیب بن عثمان نے ان کا تعاقب کیا اور خوب ان کی تعداد کم کی اور انہیں جنوب میں دور تک دھکیلتا چلا گیا تھا۔

جب اس نے اندازہ لگایا کہ دشمن کو اپنے دوسرے لشکر میں پہنچنے کے لیے کافی وقت لگے گا تب وہ اپنے لشکر کے ساتھ مڑا اور آندھی اور طوفان کی طرح کوہستان کے اندر اس چوراہے کی طرف بڑھا تھا جہاں وہ اپنے لشکر کے دوسرے حصے کو اپنے ماموں زاد سعید کی سرکردگی میں چھوڑ کر آیا تھا۔

حبیب بن عثمان کو چونکہ شکست خوردہ لشکر کا تعاقب دور تک جنوب کی طرف کرنا پڑا تھا لہٰذا دشمن کے لشکر کا دوسرا حصہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں سعید نے اپنے لشکر کے ساتھ گھات لگا رکھی تھی۔

دشمن کے مخبروں نے شاید اس جگہ کا تعین کر دیا تھا جہاں سعید نے گھات لگائی تھی لہٰذا دوسرے لشکر نے درے کے اندر گھس کر سعید کے لشکر پر حملہ آور ہونا چاہا لیکن سعید نے کوہستانی سلسلے سے تیر اندازی کر کے پتھر برساتے ہوئے دشمن کو درے میں گھسنے نہ دیا اس طرح اس چوراہے پر دشمن کے لشکر کے دوسرے حصے اور سعید کے لشکر کے درمیان زندگی اور موت کا رن پڑ گیا تھا۔

حبیب بن عثمان نے اپنے لشکر کے ساتھ عجب سی قوت ارادی کے ساتھ سفر کیا وہ ایسے ہی تیزی کے ساتھ اس کوہستانی چوراہے کی طرف بڑھا تھا جہاں سعید دشمن سے برسرپیکار تھا جیسے گہری گمنامی سے اٹھ کر برف باراں کے تیز طوفان فاصلوں کو ناپ کر رکھ دیتے ہیں۔

اس چوراہے کے پاس پہنچ کر سعید کو اپنی آمد سے مطلع کرنے کے لئے حملہ آور ہونے سے پہلے حبیب بن عثمان اور اس کے لشکریوں نے زور زور سے جنگی نعرے بلند کیے اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان جو اپنے لشکر کے آگے آگے تھا دشمن کی رات کی تاریکی میں اس طرح حملہ آور ہوا جیسے لومڑیوں کے بھٹ میں بھیڑیے گھس جاتے ہیں جیسے مہیب وحشی قوم کے افراد اپنی پناہ گاہوں سے نکل کر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنے مخالفوں پر خون بھرے اندیشے اور دستور زبان بندی طاری کر دیتے ہیں

بالکل اس طرح حبیب بن عثمان بھی کجی درست کر دینے والے طوفانوں کے سائے کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑا تھا۔

دوسری جانب سعید اور اس کے لشکریوں نے دیکھا کہ حبیب بن عثمان اپنے لشکریوں کے ساتھ پہنچ گیا ہے اور دشمن پر حملہ آور ہو گیا ہے تو انہوں نے بڑی تیزی سے درے کا رخ کیا درے سے ہوتے ہوئے وہ کھلے میدانوں میں آئے پھر لشکر کا وہ حصہ بھی سعید کی سرکردگی میں دشمن پر نغمہ و صوت کو نامانوس کرتی صحراؤں کی دہکتی آگ اور دشت دل میں لمحوں کو اسیر کرتی کہانیوں کے مزاج کو تبدیل اور آگہی کے ہر نشان کو مٹاتے وحشتوں کے مہیب عناصر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دشمن کے لشکر کا دوسرا حصہ بھی زیادہ دیر تک حبیب بن عثمان اور سعید کے سامنے نہ ٹھہر سکا رات کی گہری تاریکی اور گھپ اندھیرے میں حبیب بن عثمان اور سعید نے اس لشکر کو بدترین شکست دی دور تک ان کا تعاقب کیا لشکر کے پاس رسد اور خوراک کا جس قدر ذخیرہ تھا اس پر حبیب بن عثمان نے قبضہ کر لیا اور تعاقب کے دوران ان کی تعداد بھی کافی کم کر کے رکھ دی تھی۔

دشمن کا تعاقب ترک کرنے کے بعد حبیب بن عثمان مڑا واپسی کا عزم کیا اب پورا لشکر اس کے اور سعید کے پیچھے تھا اس موقع پر حبیب بن عثمان نے سعید کو مخاطب کیا۔

"سعید میرے بھائی جو عزم لے کر ہم ان سرزمینوں کی طرف آئے تھے اس کو ہم نے کافی حد تک پورا کر دیا ہے برابا اور اس کے ساتھیوں پر ہم نے پہلی ضرب لگا دی ہے اور یہ ضرب آئندہ بھی انشاء اللہ لگتی رہے گی میں اس وقت تک ان کے خلاف حرکت میں آؤں گا جب تک میں خود برابا اور اس کے دونوں دست راست کولا اور زابو کا خاتمہ نہیں کر لیتا۔

سعید میرے بھائی ہمارے لئے ایک اور بھی خوش قسمتی کا مقام ہے وہ یہ کہ وہ نامعلوم اور ناآشنا لوگ مختلف مواقع پر ہماری مدد کر چکے ہیں انہوں نے یہاں بھی ہمارے لیے کام کیا ہے میں جس وقت تم سے جدا ہونے کے بعد میں دوسرے لشکر کی طرف گیا آگے جانے کے بعد میں نے عوبال کو چند مسلح جوانوں کے ساتھ آگے بھیجا

www.pdfbooksfree.pk

تاکہ دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھیں لیکن وہ جلد ہی لوٹ آیا اس نے مجھے بتایا کہ دشمن کا لشکر صرف پانچ میل کے فاصلے پر رہ گیا ہے میں نے اس سے پوچھا تم اتنی جلدی کیسے لوٹ آئے وہ کہنے لگا راستے میں وہی لوگ مل گئے تھے جو مجھے اور یوساف کو اٹھا کر لے گئے تھے اور جو آپ کے لیے ہم سے کام لے رہے ہیں انہوں نے ہی بتایا ہے دشمن پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔

سعید میرے بھائی لگتا ہے کہ یہ گروہ ہر جگہ ہمارے مفاد کے لیے کام کر رہا ہے اس کا مطلب ہے وہ یہاں بھی پہنچ چکے ہیں اور ہماری نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں اور دشمن کی نقل و حرکت پر بھی ان کی نظر ہے جس سے وہ ہمیں آگاہ کرتے جا رہے ہیں میں غائبانہ طور پر ان کا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں سعید میرے بھائی جس جگہ تم نے لشکر کے ساتھ گھات لگائی تھی وہیں چلتے ہیں رات اس جگہ بسر کی جائے گی صبح کا کھانا کھانے کے بعد واپسی کا سفر کیا جائے گا۔"

"ہم زیادہ دیر اپنے شہر سے دور بھی نہیں رہ سکتے اس لئے کہ حارث اپنی جنگی تیاریاں اپنے عروج پر پہنچا چکا ہے اب وہ میری واپسی کا انتظار کرے گا کیونکہ وہ وقت ضائع کیے بغیر ہیرودیس کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے لہٰذا صبح ہی صبح ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔"

سعید نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا دونوں لشکر کو لے کر اس جگہ آئے جہاں سعید نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات لگائی تھی رات لشکر نے وہیں بسر کی صبح کا کھانا کھانے کے بعد حبیب بن عثمان اور سعید اپنے لشکر کو لے کر رقیم کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

رقیم شہر کے قصر میں عریب کے کمرے میں اوزال حویلہ اور شہیر چاروں بیٹھیں باہم گفتگو کر رہیں تھی کہ قصر میں السار اور رعما دونوں بہنیں داخل ہوئیں سیدھی اس کمرے میں گئیں جہاں اوزال عریب حویلہ اور شہیر باہم گفتگو کر رہی تھیں اس کمرے کے باہر غلام گردش میں دونوں رک گئیں پھر کمرے کے اندر بیٹھی عریب کی طرف بڑھتے ہوئے السار نے پوچھ لیا۔

عریب میری بہن کیا آپ نے مجھے بلایا ہے عریب اپنی جگہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

"بالکل بلایا ہے اجنبیوں کی طرح دونوں بہنیں باہر کیوں کھڑی ہو گئی ہو اندر آؤ اٹھلاتی ہوئی کیوں بلایا ہے۔"

السار اور رعما دونوں بہنیں مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں دونوں خالی نشستوں پر بیٹھ گئیں کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر کمرے میں میں عریب کی آواز گونجی۔

"السار میری بہن مجھے اوزال نے بتایا ہے کہ کبھی میرا بھائی حبیب بن عثمان تم پر فریفتہ تھا تمہیں چاہتا تھا تم سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا اور تمہیں اپنی ماں کے پاس لے جانا چاہتا تھا لیکن تم نے اس کی اس خواہش کو ٹھکرا دیا۔"

"مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ جس شخص کو تم پسند کرتی تھی وہ حبیب بن عثمان کے لشکروں میں سے ایک نکلا اور حبیب بن عثمان نے اسے پکڑ لیا اور اس کا خاتمہ کرا دیا اوزال سے مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ تم اپنے کیے پر شرمندہ ہو اور حبیب بن عثمان کو دوبارہ رجوع کرنا چاہتی ہو اس کی طرف مائل ہونا چاہتی ہو لیکن حبیب بن عثمان نے تمہیں دلچسپی لینے سے انکار کر دیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عریب نے بڑے غور سے السار کی طرف دیکھا اور کہنے

لگی کیا میں نے سچ کہا ہے۔

السار منہ سے تو کچھ نہ بولی عجیب سے انداز میں باری باری اس نے اوزال
عریب کی طرف دیکھا پھر اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔

اس کی اس حرکت پر عریب تھوڑی دیر مسکراتی رہی غور سے اس کی طرف
دیکھتی رہی پھر دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

"السار میری بہن تم یہ بھی جانتی ہو کہ اوزال بے پناہ حد تک حبیب بن عثمان
پسند کرتی ہے اور حبیب بن عثمان بھی اسے چاہتا ہے دونوں ایک دوسرے کو اپنانے
عزم کیے ہوئے ہیں اب بولو اس موقع پر تم کیا چاہتی ہو۔"

السار کی آنکھوں میں انتہا درجہ کی بے بسی اور چہرے پر افسردگی آمیز متانت
پھر اس کی آواز گونجی۔

"عریب میری بہن میں نے کیا کہنا ہے غلطی میری اپنی تھی حبیب بن عثمان کا
میں کوئی قصور نہیں انہوں نے واقعی مجھے اپنی ماں کے پاس لے جانے کی پیشکش
تھی مجھے اپنانے کا عزم بھی کیا تھا لیکن میں نے ان کی خواہش کو ٹھکرا دیا جبکہ اوزال
اور وہ دونوں ایک دوسرے کو بے پناہ حد تک پسند کرتے ہیں تو میں ان کی پسند
حائل نہیں ہوں گی میں سمجھوں گی میں السار حبیب بن عثمان کے لیے پیدا نہیں ہوا
اوزال اور حبیب بن عثمان کا ساتھ ازل سے لکھ دیا گیا تھا میں اسے قدرت کا
سمجھ کر قبول کرلوں گی۔"

السار کی گفتگو سے عریب خوش ہو گئی تھی پھر کہنے لگی۔

"جہاں مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اوزال اور حبیب بن عثمان دونوں
دوسرے میں دلچسپی لیتے ہیں رعما اور سعید ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور
دوسرے کو اپنانے کا عزم کیے ہوئے ہیں وہاں مجھے اس بات کی بھی جستجو ہے کہ
تمہارا بھی بندوبست ہونا چاہیے بہر حال تم فکر مند مت ہونا میں تمہارے
سوچوں گی ضرور۔"

یہاں تک کہتے کہتے عریب کو رک جانا پڑا اس لیے کہ اس کے کمرے
دروازے پر اس کا بھائی مالک نمودار ہوا تھا پھر عریب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"عریب میری بہن ذرا اندر جانا پدر محترم اور دونوں مائیں تمہارا بڑی بے چینی
انتظار کر رہی ہیں تمہارے ساتھ ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو ہو گی۔"

یہ کہنے کے بعد مالک جب وہاں سے ہٹنے لگا تو عریب نے اسے آواز دی۔

"مالک میرے بھائی کہاں بھاگنے لگے ہو پہلے میری بات تو سنو!" اس کے ساتھ
عریب اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئی مالک رک گیا عریب آگے بڑھی مالک کے قریب
گئی اور پوچھنے لگی۔

"میرے بھائی کیا معاملہ ہے خیریت تو ہے مجھے کیوں بلایا گیا ہے۔"

مالک تھوڑی دیر مسکراتا رہا اپنی بہن کی طرف غور سے دیکھتا بھی رہا پھر دبی دبی
مسکراہٹ میں کہا اٹھا۔

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کو کیوں بلایا جا رہا ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ
آپ سے کیا پوچھا جائے گا۔"

عریب نے اس کی بات کاٹ دی۔

"مالک میرے بھائی تنگ نہ کرو تم میرے بڑے پیارے بھائی ہو بتاؤ کیا معاملہ
ہے؟"

مالک سنجیدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔

"عریب میری بہن تو جانتی ہے کہ بہن کی حیثیت تے تو مجھے دنیا کی ہر شے سے
پیاری اور عزیز ہے میں اندر ہی سے اٹھ کر آ رہا ہوں میری موجودگی ہی میں ساری
گفتگو ہوئی آپ کو اس لئے اندر بلایا جا رہا ہے تاکہ آپ سے گفتگو کر کے آپ کی
زندگی کا اہم فیصلہ کیا جائے۔

میری بہن تمہیں یاد ہو گا کہ ایک موقع پر تیمان کے ساتھ تمہاری شادی کی گفتگو
ہوئی تھی اب پدر محترم اور دونوں والدائیں تمہارے ساتھ اسی موضوع پر گفتگو کریں
گی تمہارا عندیہ لینے کی کوشش کریں گی اس کے بعد آپ کے آخر جواب دیا جائے
گا۔"

عریب نے کچھ سوچا پھر مالک کو مخاطب کیا۔

"بھائی آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے مجھے کیا کہنا چاہیے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

مالک مسکرا دیا اور کہنے لگا۔

"میری بہن آپ بھی کمال کرتی ہیں فیصلہ آپ کی زندگی کا ہو رہا ہے اور پوچھ مجھ سے ہیں جو آپ کا دل چاہتا ہے وہ کہہ دیجئے گا ویسے ایک بات بتایئے کہ تیمان آپ کو کیسا لگتا ہے۔"

عریب نے کچھ سوچا لبوں پر خوشگوار اور دلفریب میں مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگی۔

"بہت اچھا ہے مزاج کا بھی عمدہ اخلاق و کردار کا بھی پسندیدہ ہے۔"

مالک اس کی بات کاٹتے ہوئے فوراً بول پڑا۔

"اگر اچھا ہے تو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے عریب میں تمہارا بھائی ہوں تمہیں کبھی بھی غلط مشورہ نہیں دوں گا اگر میری بات مانوں اگر میرا مشورہ قابل قبول ہو تو تیمان کے سلسلے میں ہاں کہہ دینا میں سمجھوں گا تمہاری زندگی سنور جائے گی۔"

عریب اپنے بھائی مالک کی اس ساری گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ عین اس لمحہ شہیر کمرے سے نکل کر دروازے پر آن کھڑی ہوئی اور مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

میں آپ دونوں بہن بھائی کی باتوں میں مخل تو نہیں ہوئی۔

شہیر مالک کی منگیتر تھی دونوں ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے تھے محبت کرتے تھے مالک شہیر کے ان الفاظ پر تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر کہنے لگا۔

"تم سے کوئی پردہ نہیں ہے ذرا نزدیک آؤ شہیر آگے بڑھی اور مالک کے بالکل قریب کھڑی ہو گئی۔"

مالک بڑی راز داری میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اندر چونکہ السار اور رعما بیٹھی ہوئی تھیں اس لئے میں نے عریب کو باہر بلایا ہے اس موضوع پر میں ان کی موجودگی میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے یہ موضوع ابھی متنازعہ ہے جب تک عریب ہاں نہیں کرتی۔"

شہیر بھی مسکرا دی اور کہنے لگی۔ "کیا یہ موضوع عریب اور بھائی تیمان کے ایک دوسرے سے منسوب کرنے کا ہے۔"

مسکرا دیا۔ "ہاں ایسا ہی موضوع ہے۔" شہیر سوالیہ سے انداز میں عریب کی طرف دیکھنے لگی تھی کچھ دیر خاموشی رہی پھر شہیر نے عریب کو مخاطب کیا۔

"عریب میری بہن آپ نے یہاں بھی بہت اچھے اور صاف ستھرے ماحول میں پرورش پائی جہاں آپ کی شادی ہوئی تھی وہ شاہی گھرانا تھا وہاں بھی آپ کو زندگی کی ہر خوشی و نشاط مہیا تھا جہاں تک تیمان کا تعلق ہے وہ ایک فراخدل اور ایک انتہائی اچھا انسان ہے۔ میری بہن اگر اس کے لئے ہاں کہتی ہو تو میں آپ کو ضمانت دیتی ہوں کہ وہ آپ کو انتہا درجہ کا خوش و خرم رکھنے کی کوشش کرے گا آگے آخری فیصلہ تو آپ کی مرضی ہے میں اور مالک صرف آپ کو مشورہ دے سکتے ہیں۔ کرنی آپ نے اپنی مرضی ہے۔"

جب تک شہیر بولتی رہی عریب مسکراتی رہی اس کے خاموش ہونے پر عریب نے کہنا شروع کیا۔

"میں تم دونوں کی گفتگو کا شکریہ ادا کرتی ہوں بہر حال میرے لیے دعا کرنا میں اندر جاتی ہوں۔" اس کے ساتھ عریب وہاں سے ہٹی اور قصر کے اس حصے کی طرف چلی تھی جو اس کے ماں باپ کی رہائش گاہ تھی۔

عریب کے جانے کے بعد شہیر نے بڑے پیار، بڑی محبت اور بڑی چاہت میں مالک کو مخاطب کیا۔

"آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں۔"

مالک تھوڑی دیر تک شہیر کی طرف بڑے پیار سے دیکھتا رہا مسکراتا رہا پھر کہنے لگا۔ "میں تھوڑی دیر تک لوٹ کر آتا ہوں ذرا مستقر کی طرف جا رہا ہوں تم اندر بیٹھو وہ جانے کیا سمجھیں کہ میں اور تم آپس میں کیا گفتگو کر رہے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی مالک مڑا اور چلا گیا شہیر جس کمرے سے نکلی تھی اسی کمرے میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

عریب قصر کے ایک ایسے کمرے میں داخل ہوئی جس میں اس کا باپ اس کی ماں اور سوتیلی ماں تینوں بیٹھے ہوئے تھے جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو حارث اٹھ کر اس کا بہترین استقبال کیا اپنے قریب بٹھایا کچھ دیر خاموشی رہی پھر حارث نے عریب کو مخاطب کیا۔

"میری بیٹی جس موضوع پر بات کرنے کے لیے میں نے تمہیں بلایا ہے میرے خیال میں مالک نے اس کی نشان دہی ضرور کر دی ہو گی اس وقت یہاں کوئی غیر نہیں میں تیرا باپ اور تیری دونوں مائیں بیٹھی ہوئیں ہیں۔ میری بچی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے میں چاہتا ہوں تیرا گھر آباد ہو اور تو خوش و خرم رہے میں نے یہ بھی ارادہ کر لیا ہے کہ جب حویلہ کی شادی ہو تو تمہاری شادی بھی کر دی جائے اس طرح دونوں بہنیں اپنے گھر آباد ہو جاؤ جہاں تک تمہاری بہن حویلہ کا تعلق ہے تو وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور دونوں کو ایک دوسرے سے منسوب بھی کیا جا چکا ہے۔ بیٹی سیلاس نے میرے ساتھ تمہارے متعلق جو بات کی تھی وہ تمہیں بتانے کے لیے مانگتا ہے۔"

حارث تھوڑی دیر کے لیے رکا عریب کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ کیا پھر دوبارہ اس نے بولنا شروع کیا۔

"بیٹی اب سارا معاملہ تم پر ہے جہاں تک تیمان کا تعلق ہے وہ بہت اچھا لڑکا ہے نیک ہے بہادر ہے اور پھر تم جانتی ہو کہ ان کا بہترین تجارتی کاروبار ہے میں پسند نہیں کروں گا کہ تم ساری زندگی اکیلی اور مجرد بیٹھی رہو بیٹی بتاؤ کیا تیمان کے سلسلے میں رضامند ہو۔"

جب تک حارث بولتا رہا عریب گردن جھکائے بیٹھی رہی جب وہ خاموش ہوا ایک نگاہ اس نے باری باری اپنی دونوں ماؤں پر ڈالی پھر اپنے باپ کی طرف دیکھا کے بعد منہ سے کچھ کہے بغیر ہاں میں گردن ہلا دی تھی۔

عریب کے اس اشارے پر حارث ہی نہیں خلدو اور ثقیلہ دونوں مسکرا تھیں پھر حارث کہنے لگا۔ "میری بیٹی اب تم جاؤ تم نے میرا جی خوش کر دیا" عریب نے جواب میں کچھ نہ کہا فوراً اٹھی اور قصر کے اس کمرے سے نکل گئی تھی۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر ثقیلہ نے حارث کو مخاطب کیا۔

"بلکہ ہمارے سارے گھریلو معاملات طے پا چکے ہیں تو اب میرا ایک مسئلہ ہے۔ چاہتی ہوں اسے بھی آپ حل کریں۔"

خلدو اور حارث دونوں نے بیک وقت بڑے عجیب اور استفہامیہ سے انداز میں ثقیلہ کی طرف دیکھا اس پر ثقیلہ مسکراتے ہوئے بول پڑی۔

"آپ جانتے ہیں کہ مالک اور حویلہ کا معاملہ پہلے ہی طے تھا اب عریب کا مسئلہ بھی حل ہو گیا ہے باقی زیبال رہتا ہے اس کے سلسلے میں میری پہلے آپ دونوں سے بات ہوئی تھی اور آپ نے مجھے کہا تھا کہ زیبال جس لڑکی کو پسند کرے گا اس سے اس کا بیاہ دیا جائے گا اب اس نے ایک لڑکی کو پسند کر لیا ہے میں چاہتی ہوں جہاں تک حویلہ اور مالک کا معاملہ طے کر دیا گیا ہے وہاں زیبال کو بھی اس لڑکی سے منسوب کر دیا جائے اس طرح ہماری ساری ذمہ داریاں پوری ہو جائیں گی۔"

ثقیلہ کی گفتگو سے حارث اور خلدو دونوں خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے پھر حارث نے ثقیلہ کی طرف دیکھا۔

"تم نے بڑا اچھا موضوع اور بڑا اچھا مسئلہ چھیڑا ہے میری اولاد میں سے باقی زیبال ہی رہتا تھا اگر اس نے بھی اپنے لیے کسی لڑکی کو پسند کر لیا ہے تو اس کا مسئلہ بھی حل کر دیا جائے گا اس طرح میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا پہلے یہ بتاؤ کہ اس نے اپنے لیے کس لڑکی کو پسند کیا ہے؟"

ثقیلہ کچھ دیر مسکراتی رہی ایک نگاہ خلدو پر ڈالی پھر حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"زیبال نے جس لڑکی کو اپنے لیے پسند کیا ہے حسن خوبصورتی اور جسمانی کشش میں اس کا کوئی جواب نہیں ہے وہ اوزال کو اپنے لیے پسند کر چکا ہے۔" ثقیلہ کے ان الفاظ پر خلدو نے کسی تاثر کا اظہار نہیں کیا تھا تاہم حارث ایک دم سنجیدہ اور تھوڑا سا فکر مند بھی ہوا تھا کچھ سوچا پھر ثقیلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تو جانتی ہے اوزال کو میں نے اپنی بیٹی بنا چکا ہوں میں یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ میری اولاد نہیں تین بیٹیاں ہیں بیٹی کی حیثیت سے میں اسے اپنے بیٹے سے کیسے بیاہ دوں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

وہ ایک طرح سے اس کی بہن ہے۔"

شقیلہ ایک دم بول پڑی۔

"آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں اوزال کا ہمارے ساتھ کوئی نصبی تعلق رشتہ نہیں ہے لڑکے لڑکی کو جب آپس میں منسوب نہیں کیا جاتا تب وہ ایک دوسرے کو بھائی بہن کہہ کر پکارتے ہیں جب انہیں منسوب کر دیا جاتا ہے تو وہ ایسے الفاظ استعمال کرنا ترک کر دیتے ہیں اس لئے اوزال کی اگر زیبال کے ساتھ شادی ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج اور رکاوٹ نہیں ہے۔"

حارث ہار مانتا دکھائی دیا۔

"کہنے لگا یونہی سہی پر اس سلسلے میں پہلے اوزال سے گفتگو کرنا چاہیے زیبال کو اسے اپنے لئے پسند کر چکا ہے اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتا ہے تو اس کا یہ بہت اچھا اور بہت عمدہ ہے اس کی پسند لاجواب ہے لیکن اس سلسلے میں اوزال سے بھی پوچھنا پڑے گا کہ کیا وہ زیبال کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کے لئے تیار ہے۔"

شقیلہ نے کسی قدر فکر مندی میں کہنا شروع کیا۔

"زوفہ کے ذریعے زیبال نے اوزال کا عندیہ لینے کی کوشش کی تھی میں آپ سے کوئی چیز چھپاؤں گی نہیں ہر بات آپ پر واضح کہوں گی۔ زوفہ کو جو جواب اوزال نے دیا تھا وہ حوصلہ شکن ہے اس کا کہنا تھا کہ یہاں آنے سے پہلے ہی وہ کسی کو پسند کر چکی ہے اور اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عہد کیے ہوئے ہے۔"

حارث جھٹ سے بول پڑا۔ "یہ معاملہ ہے تو اوزال کے ساتھ زبردستی کیسے کی جا سکتی ہے اگر وہ زیبال کو پسند نہیں کرتی اپنی زندگی کے ساتھ کا چناؤ کر چکی ہے تو ہم اس کے چناؤ کو نظر انداز کرتے ہوئے اس زیبال کے پلے باندھ دیں شقیلہ بادر میں اوزال کے معاملے میں زبردستی نہیں کروں گا۔"

شقیلہ نے پھر اپنے بیٹے کی طرف داری کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"جہاں تک میں اندازہ لگا چکی ہوں زیبال جنون کی حد تک اوزال کو پسند کرتی ہے اگر اسے اوزال نہ ملی تو یاد رکھیے گا وہ اپنی جان سے کھیل بھی سکتا ہے وہ انتہائی قدم بھی بھی اٹھا سکتا ہے اوزال کو اگر زیبال کے ساتھ بیاہ دیا جائے تو میں

سمجھتی ہوں آہستہ آہستہ معاملہ خود ہی حل ہو جائے گا جو لڑکے لڑکیاں شادی سے پہلے ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے شادی کے بعد پسند کرنے لگتے ہیں اور ایک دوسرے سے از خود ہی محبت ہو جاتی ہے یہی معاملہ اوزال اور زیبال کا بھی ہو جائے گا دونوں ایک دوسرے کو پسند کرنے لگیں گے میرے خیال میں اگر اوزال کی مرضی جانے بغیر زیبال کے ساتھ بیاہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

حارث کچھ دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس قصر کے کمرے میں اس کی آواز گونج اٹھی۔

"نہیں شقیلہ ایسا نہیں ہو گا جب تک اوزال اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کرتی اس وقت تک اوزال کو اس کے پلے نہیں باندھا جا سکتا اور پھر اوزال سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ کسے پسند کرتی ہے کسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔"

"زوفہ نے زیبال کے کہنے پر یہ جاننے کی کوشش کی تھی لیکن اوزال بات کو ٹال گئی تھی اس جوان کا نام نہیں اس نے بتایا جسے وہ اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عہد کیے ہوئے ہے کسی قدر اداس اور افسردہ سے لہجے میں شقیلہ نے جواب دیا تھا۔

حارث پھر کچھ دیر سوچتا رہا اس کے بعد اس نے تالی بجائی تالی کے جواب میں ایک مسلح جوان اندر آیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے حارث کہنے لگا۔

"قصر کے غربی حصے کی طرف جاؤ میری بیٹی عریب کو بلا کر لاؤ مسلح جوان تعظیم دیتا ہوا مڑا اور کمرے سے نکل گیا تھا۔"

قصر کے اس کمرے میں خاموشی اور گہرا سکوت طاری رہا اس سکوت میں ایک عجیب افسردگی اور ویرانی بھی تھی یہاں تک کہ عریب پھر اس کمرے میں داخل ہوئی حارث کے اشارے سے حارث نے جب اسے اپنے قریب ہی بیٹھنے کے لیے کہا تو اور نشست پر بیٹھ گئی جس نشست سے اٹھ کر گئی تھی۔

حارث کچھ دیر خاموش رہا تو بڑی فکر مندی اور شش و پنج میں عریب نے مخاطب ہوئی۔

"اے میرے باپ! آپ نے مجھے پھر طلب کیا ہے خیریت تو ہے۔"

حارث مسکرایا اور کہہ اٹھا۔ "میری بیٹی میں نے تجھے اوزال کے سلسلے میں بلایا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

ہے اوزال تیرے ساتھ یروشلم شہر میں بھی رہی ہے تو نے اسے اپنی بہن بنا
ہوا ہے میرا دل کہتا ہے تو اس کے ظاہر باطن سے خوب اچھی طرح آگاہ ہوئی
چھوٹی ماں شقیلہ تیرے سامنے بیٹھی ہوئی ہے یہ مجھ سے زیبال کے لیے اوزال
ہے ساتھ ہی یہ بھی کہتی ہے کہ اوزال کسی اور کو پسند کرتی ہے زیبال سے
نہیں جوڑنا چاہتی یہ بھی بتاتی ہے کہ زیبال جنون اور دیوانگی کی حد تک اسے چاہتا
اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتا ہے۔

بیٹی اوزال کے سلسلے میں رہی کوئی زیادتی کوئی جبر تو نہیں ایسا نہیں کرنا چاہتا
کے ذریعے زیبال نے اوزال سے یہ بھی جاننے کی کوشش کی تھی کہ وہ کسے پسند
ہے اس نے یہ تو اقرار کیا ہے کہ یہاں آنے سے پہلے وہ کسی کو پسند کر چکی ہے
زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کر چکی ہے لیکن کسے پسند کیا ہے اس کا نام نہیں بتاتی
کیا تو جانتی ہے کہ اپنی زندگی کے ساتھ کے طور پر اوزال نے کس کا چناؤ کیا ہے؟"

اس گفتگو سے عریب کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ
اٹھی۔

"پدر محترم میں جانتی ہوں اوزال کسے پسند کرتی ہے کسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے
عزم کیے ہوئے ہے اگر میری چھوٹی ماں برا نہ مانے تو میں یہ بھی کہوں گی کہ اوزال
کسی بھی صورت زیبال سے اپنا رشتہ جوڑنا پسند نہیں کرے گی۔"

عریب مزید کچھ کہتے کہ شقیلہ بول پڑی اچھا میری بیٹی پہلے یہ بتاؤ کہ اوزال نے
لیے اوزال نے کس کا انتخاب کیا ہے۔

عریب مسکراتے ہوئے کہہ اٹھی۔

"جس کا اس نے انتخاب کیا ہے وہ اس کا محافظ بھی ہے اس کا رہبر اور
بھی ہے وہ حبیب بن عثمان ہے۔ اوزال اسے دیوانگی کی حد تک چاہتی ہے وہ خود
اسے پسند کرتا ہے اب بتائیں آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔"

اس انکشاف پر حارث اور خلدو دونوں کے چہرے پر خوشگوار اور خوش
مسکراہٹ کھل گئی تھی۔ تاہم شقیلہ فکرمند اور افسردہ ہو کر رہ گئی تھی۔ حارث نے
اسے مخاطب کیا۔

"شقیلہ اب بولو اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے تمہارے سامنے عریب
نشاندہی کر رہی ہے کہ اوزال حبیب بن عثمان کو پسند کرتی ہے حبیب بن عثمان بھی
سے چاہتا ہے۔"

شقیلہ ہار ماننے والی نہ تھی کہنے لگی۔

"میں کچھ نہیں جانتی اوزال کسے پسند کرتی ہے یا نہیں کرتی۔ مجھے بتائیں کہ
میرے بیٹے کا کیا بنے گا اس لیے کہ وہ تو اوزال کو دیوانگی کی حد تک چاہتا ہے۔"

"تمہارا کہنا درست ہے لیکن عریب بتا چکی ہے کہ اوزال بھی حبیب بن عثمان کو
دیوانگی کی حد تک پسند کرتی ہے پھر میں کیسے اسے حبیب بن عثمان سے چھین کر زیبال
کے پلے باندھ دوں ہاں اس مسئلے کو حل کرنے کا ایک طریقہ میرے ذہن میں آتا
ہے۔"

شقیلہ کی آنکھوں میں چمک آئی اور پوچھ لیا کیسا طریقہ۔

حارث نے باری باری عریب' خلدو اور شقیلہ کی طرف دیکھا اور کہہ اٹھا۔

"حبیب بن عثمان کی واپسی کا انتظار کرتے ہیں قصر کے جس کمرے میں اس وقت
ہم بیٹھے ہیں اس میں زیبال جسے حبیب بن عثمان اور اوزال کو بلا لیں گے گھر کے
سارے افراد بھی یہاں بیٹھ جائیں گے حبیب بن عثمان اور زیبال پر واضح کر دیا جائے
کہ ان دونوں میں سے ایک کی اوزال ہو سکتی ہے۔ دونوں تیغ زنی کا مقابلہ کرو جو جیت
جائے گا اوزال اس کی ہوگی کہو شقیلہ یہ تمہیں منظور ہے۔"

شقیلہ کا رنگ ہلدی اور سرسوں ہو کر رہ گیا تھا۔ کہنے لگی۔

"یہ کیسے ممکن ہے حبیب بن عثمان کے سامنے تیغ زنی میں زیبال تو چند لمحے بھی
نہ ٹھہر سکے گا۔ نقصان اٹھائے گا۔"

تب حارث مسکرا کر کہنے لگا اگر ایسا معاملہ ہے تو چپ رہو زیبال کو اوزال نہیں
مل سکتی اوزال کو میں اپنی بیٹی کہہ چکا ہوں عریب تمہارے سامنے بتا چکی ہے کہ اوزال
حبیب بن عثمان کو پسند کرتی ہے حبیب بن عثمان کو بھی میں بیٹا کہہ کر پکارتا ہوں۔ بس
میں حبیب بن عثمان کی دل شکنی کر سکتا ہوں نہ اوزال پر جبر کر سکتا ہوں وہ دونوں
ایک دوسرے کا چناؤ کر چکے ہیں تو میں دونوں کو ایک دوسرے کی زندگی کا ساتھی بنا

www.pdfbooksfree.pk

دوں گا اس میں میرے ضمیر کا اطمینان اور ایسا کرنے ہی میں انصاف پنہاں ہے۔"

شقیلہ نے کوئی جواب نہیں دیا وہ اداس اور افسردہ بیٹھی ہوئی تھی حارث کچھ دیر تک اس کا جائزہ لیتا رہا پھر کہنے لگا۔

شقیلہ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ زیبال میرا بھی بیٹا ہے میں اس کی بہتری چاہتا ہوں۔ پر یاد رکھنا اوزال کو زبردستی اس سے بیاہ دینا اس کے ساتھ بھلائی نہیں دشمنی ہے اگر ایسا ہوتا ہے تو یاد رکھنا حبیب بن عثمان کی حق تلفی ہوگی وہ ہمیں چھوڑ کر چلا جائے گا اس کے جانے کے بعد اوزال بھی یہاں رہنا پسند نہیں کرے گی۔ اس کے پیچھے پیچھے نخلستان چلی جائے گی۔ لہٰذا زیبال کو سمجھاؤ کہ اوزال کا خیال اپنے ذہن سے نکال دے اگر وہ ایسا کرنے پر رضامند نہ ہوا تو اسے میرے پاس بھیج دینا میں اسے خود ہی سمجھا دوں گا میرے خیال میں میرے سمجھانے پر وہ اوزال کے بجائے کسی اور لڑکی کو اپنی زندگی کا ساتھی بننے میں رضامند ہو جائے گا۔"

حارث کے اس فیصلے پر عریب اور اس کی ماں خلدو دونوں خوش دکھائی دے رہی تھیں اس موقع پر عریب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

"پدر محترم آپ کو مجھ سے مزید کام ہے یا میں جاؤں اس لیے کہ میرے کمرے میں اس وقت شمی، رالسار، رعما اور اوزال بیٹھی ہوئی ہیں وہ بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔"

تم جاؤ میری بیٹی میں جس موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا تھا وہ گفتگو ہو چکی۔

اس کے ساتھ ہی عریب مڑی اور قصر کے اس کمرے سے نکل گئی تھی۔ حارث بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا مالک مستقر کی طرف گیا میں بھی اس کے پیچھے لشکر گاہ کی طرف جاتا ہوں میرے خیال میں جس کام کے لیے ہم یہاں جمع ہوئے تھے اسے ہم اپنے طریقے سے نمٹا چکے ہیں اس کے بعد حارث اس کمرے سے نکل گیا۔ خلدو اور شقیلہ بھی اپنے اپنے کمروں کی طرف چلی گئیں تھیں۔

○

شقیلہ کو اپنے کمرے میں بیٹھے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کا بیٹا زیبال کمرے میں داخل ہوا اپنی ماں کے چہرے کا اندازہ لگاتے ہوئے اس کے اپنے چہرے پر اداسیاں اور ویرانیاں سی بکھر گئیں تھیں تاہم آگے بڑھا آہستہ آہستہ اس نشست کی طرف گیا جو اس کی ماں کے سامنے خالی پڑی تھی وہاں بیٹھ گیا پھر غور سے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے بول پڑا۔

"آپ میرے جس کام کے لیے گئیں تھیں اس کا کیا بنا۔"

شقیلہ نے تھوڑی دیر چپ سادھے رکھی گہری سوچوں میں غرق رہ پھر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اس کے بعد زیبال کی طرف دیکھتے ہوئے بول پڑی۔

"تو نے جو کام میرے ذمے لگایا تھا وہ کام ہوتا نظر نہیں آتا۔" میں سمجھتی ہوں تو نے اپنے آپ کو خواہ مخواہ ایک گورکھ دھندے میں پھنسا لیا ہے اوزال کے علاوہ تجھے کوئی اور لڑکی اس رقیم شہر میں نظر نہیں آئی۔ جسے تو اپنی زندگی کا ساتھی بنا سکتا اتنا بڑا شہر ہے بے شمار لڑکیاں ہیں تو جس لڑکی کی طرف اشارہ کرتا تو میں اسے ضرور تمہاری زندگی کا ساتھی بنا دیتی لیکن تیری نظیر انتخاب آخر اوزال پر ہی کیوں پڑی یاد رکھنا اوزال ایک ایسی منزل ہے جس کے سامنے دھند ہی دھند دھواں ہی دھواں اور ریت کے سراب ہی سراب بکھرے پڑے ہیں تم جتنا اس کی طرف بڑھو گے فضا کی وسعتیں اور بے کنار سرابوں کے اندر بھٹکتے چلے جاؤ گے میں تمہیں نصیحت کرتی ہوں کہ اوزال کا خیال اپنے دل سے نکال دو اس لیے کہ وہ پہلے سے کسی کو پسند کر چکی ہے کسی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کر چکی ہے کسی سے محبت کرتی ہے کسی پر اپنی محبت نچھاور کر چکی ہے اب بولو تم کیا کہتے ہو۔"

زیبال کچھ دیر تک کمرے کے اندر بچھی قالین کی طرف دیکھتا رہا پھر خفگی کے

www.pdfbooksfree.pk

انداز میں بول پڑا۔

"آخر وہ کسے چاہتی ہے کس کو پسند کرتی ہے اس نے ایک بار زوفہ سے کہا تھا کہ یہاں آنے سے پہلے ہی وہ کسی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کیے ہوئے ہے کو پسند کر چکی ہے آخر وہ کون ہے۔"

شقیلہ نے گھورنے کے انداز میں اپنے بیٹے زبال کی طرف دیکھا۔

"جسے وہ پسند کر چکی ہے وہ ایسا تیغ زن ہے جو آندھی اور طوفان کا روپ دھار سکتا ہے جسے وہ اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا فیصلہ کر چکی ہے وہ ایسا دراز دست ہے جس کے سامنے تم بے بس تنکوں کی طرح بہتے چلے جاؤ گے جاننا چاہو گے کسے پسند کرتی ہے؟ وہ حبیب بن عثمان کو چاہتی ہے۔

اوزال اپنی پسند چاہت کا اظہار عریب سے بھی کر چکی ہے عریب جانتی ہے اوزال حبیب بن عثمان کو دیوانگی کی حد تک پسند کرتی ہے اور اس کا اظہار عریب نے تمہارے باپ سے بھی کر دیا ہے اس لئے تمہارے باپ کا اول فیصلہ تو یہ ہے کہ اوزال کو اس کی مرضی کے خلاف زبردستی تمہارے ساتھ نہیں بیاہا جا سکتا ہے اور اگر تم اپنی اس بات پر اڑے رہتے ہو کہ تم اوزال ہی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتے ہو تو ایک طریقہ ہے۔"

اپنی ماں کی اس گفتگو سے زبال کی آنکھوں میں امید کی کرنیں ناچ اٹھیں تھیں چہرے پر اس رونق بکھیری ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہنے لگا۔

"ماں وہ کون سا طریقہ ہے جس کے ذریعے میں اوزال کو حاصل کر سکتا ہوں۔"

شقیلہ نے تیز نگاہوں سے اپنے بیٹے زبال کی طرف دیکھا پھر بول پڑی۔

"تمہارے پاس اوزال کو حاصل کرنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ تمہارا اور حبیب بن عثمان کا تیغ زنی کا مقابلہ کرایا جائے اگر تیغ زنی کے اس مقابلے میں تم حبیب بن عثمان کو ہرا دیا تو اوزال کو تمہارے ساتھ بیاہیا جا سکتا ہے اس لئے کہ حبیب بن عثمان کو اوزال کا محافظ اور پاسبان خیال کیا جاتا ہے اگر تم اسے ہرا دیتے ہو تو پھر محافظ اور پاسبانی کے فرائض تم احسن طریقے سے ادا کر سکتے ہو لہذا اوزال تمہاری بن سکتی ہے۔"

زبال کے چہرے پر دور دور تک افسردگیاں آنکھوں کے اندر گہری مایوسیاں بکھیر تھیں گردن اس کی جھک گئی کچھ دیر سوچا پھر اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ماں یہ کیونکر ممکن ہے میں کیسے حبیب بن عثمان کا تیغ زنی میں مقابلہ کر سکتا ہوں وہ ایک ماہر اور مشاق تیغ زن ہے میں تو چند لمحے بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا اس طریقے سے تو میں کبھی بھی اوزال کو حاصل نہیں کر سکتا۔"

شقیلہ نے بھی اس بار فیصلہ کن انداز میں کہنا شروع کیا۔

"اگر تم حبیب بن عثمان سے تیغ زن کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو پھر چپ ہو جاؤ اوزال کو حاصل کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو اس لئے کہ اوزال حبیب بن عثمان محافظ اور اپنا پاسبان سمجھتی ہے اس کی ہونا چاہتی ہے اسی کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تم اپنی زندگی کے ساتھی کے طور پر کسی اور لڑکی کو چناؤ کر لو اوزال کسی بھی صورت تمہاری نہیں ہو سکتی۔"

اس کے ساتھ ہی کمرے میں خاموشی چھا گئی پھر زبال اٹھا اور چپ چاپ گردن جھکائے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

○

عریب کے کمرے میں حویلہ عریب اوزال السار رعما اور شہیر سب بیٹھیں باہم گفتگو کر رہی تھیں کہ کمرے کے دروازے پر غلام گردش کے اندر مالک بن حارث نمودار ہوا دروازے کے عین سامنے آ کر وہ رک گیا پھر کمرے میں بیٹھی اوزال کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اوزال میں تمہارے اور رعما کے لیے خصوصیت کے ساتھ باقی لوگوں کے لئے عمومیت کے ساتھ خبر لے کر آیا ہوں کہ حبیب بن عثمان اور سعید اپنی مہم سے کامیاب لوٹ کر آئے ہیں برابا کے ساتھیوں کے ایک بڑے لشکر کا انہوں نے خاتمہ کر دیا ہے میں جس وقت مستقر میں گیا تو میرے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ لشکر گاہ میں داخل ہوئے اتنی دیر میں میرے والد بھی وہاں پہنچ گئے

www.pdfbooksfree.pk

مستقر کے اندر ہی باہم بیٹھ کر ہم نے فیصلہ کیا کہ دو دن بعد لشکر یہاں سے کوچ کرے گا اور یہ ہیرودیس پر حملہ آور ہو گا کیونکہ مجھے اور میرے باپ کو حبیب بن عثمان اور سعید کے آنے کا انتظار تھا اور ان کی واپسی کے بعد ہم ہیرودیس کے خلاف قدم اٹھانا چاہتے تھے اب جبکہ حبیب بن عثمان اور سعید لوٹ آئے ہیں تو دو دن بعد لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔"

مالک جب خاموش ہوا تو اس نے دیکھا اوزال کے چہرے پر عجیب طرح کی حیرت اور سوالیہ سی کیفیت تھی اس کی اس حالت کو بھانپتے ہوئے مالک کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ خود ہی بول پڑا۔

"اوزال میری بہن اب شاید تم یہ پوچھنا پسند کرو گی کہ حبیب بن عثمان کہاں ہے یہاں کیوں نہیں آیا یہی سوال رعما کے دل میں بھی گردش کر رہا ہو گا کہ سعید کہاں ہے یہاں اس سے ملنے کیوں نہیں آیا تو تم دونوں کے لیے باری باری میں یہ کہوں گا کہ اوزال آج شام کا کھانا حبیب بن عثمان تمہارے ساتھ کھائے گا۔ رعما تم السار کے ساتھ گھر جاؤ سعید تمہیں وہاں ملے گا۔ پھر تم سب لوگ اکٹھے یہاں آؤ گے کہ قصر میں آج تم سب کی دعوت ہے۔"

اس خبر پر رعما اٹھ کھڑی ہوئی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی بہن السار بھی کھڑی ہو گئی پھر دونوں بہنیں وہاں سے چلی گئیں تھیں ان کے جانے کے بعد عریب اوزال کا مخاطب کیا۔

"اوزال اٹھو آج میں اور تم دونوں مل کے حبیب بن عثمان کی دعوت کریں گے یوں جانو آج ایک بہن کی طرف سے بھائی کی دعوت ہے اس سلسلے میں شہیر بھی ہماری مدد کرے گی حویلہ بھی ساتھ دے گی چاروں مل کر کام کرتے ہیں شہیر بھی ہمارے ساتھ ہی شام کا کھانا کھائے گی۔" اوزال' شہیر اور حویلہ نے عریب کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ چاروں اٹھ کر قصر کے مطبخ کی طرف چلی گئیں تھیں۔"

سورج جب غروب ہو گیا اور رقیم کا قصر مشعلوں کی روشنی سے جگمگا اٹھا تب قصر میں نبطیوں کا بادشاہ حارث اس کا بیٹا مالک اور حبیب بن عثمان داخل ہوئے قصر میں تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد مالک رکا اور حبیب بن عثمان کو اس نے مخاطب کیا۔

"ابن عثمان میرے بھائی آج قصر میں تمہارے لیے ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا گیا ہے دعوت کے انتظامات میری بہن عریب نے اپنے ہاتھ میں لیے تھے میرے خیال میں سارے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں اس وقت اوزال اپنے کمرے میں ہو گی وہ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہو گی جاؤ اس سے مل لو اس کے بعد کھانے کا اہتمام کیا جائے گا۔"

مالک کی یہ گفتگو حارث نے بھی سن لی تھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تب مسکراتے ہوئے حبیب بن عثمان بھی اپنے کمرے کی طرف گیا۔

اس نے دیکھا اوزال پہلے ہی اس کے کمرے میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی حبیب بن عثمان جونہی کمرے میں داخل ہوا اوزال اٹھ کھڑی ہوئی پھر اپنے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے شہد اور مٹھاس برساتی آواز میں حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"برابا کے آدمیوں کے خلاف آپ کی کامیابی پر میں آپ کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔"

حبیب بن عثمان مسکرایا اوزال کے قریب گیا پھر بڑی رازداری میں کہنے لگا۔

"اور میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے مجھے مبارکباد دی ہے۔"

حبیب بن عثمان کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے اوزال پھر بڑے پیار سے بول پڑی۔

"آپ کو پتہ ہے آج قصر میں آپ کے لیے دعوت کا اہتمام کیا گیا ہے۔"

حبیب بن عثمان کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس وقت کمرے میں عریب' حویلہ اور شہیر داخل ہوئیں تینوں نے حبیب بن عثمان کو اس کی مہم کی کامیابی پر مبارکباد دی پھر عریب نے پوچھ لیا۔

"حبیب بھائی سعید کہاں گیا۔"

حبیب نے مڑ کر عریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سعید تھوڑی دیر تک آتا ہے وہ السار' رعما اور ان کے باپ کو لینے معبد کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

طرف گیا ہے۔

پھر عریب کے کہنے پر سب اس کمرے سے نکلے اور قصر کے جس کمرے میں دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا اس طرف ہو لیے تھوڑی ہی دیر بعد سعید بھی السارر عما اور بڑے پوجاری ایرخ کو لے کر وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس دعوت میں **نبطیوں** کے وزیر سیلاس کے علاوہ اس کے دونوں بیٹے تیمان اور یوناہ نے بھی شرکت کی تھی۔

دو روز بعد **نبطیوں** کے بادشاہ حارث نے ایک جرار لشکر کے ساتھ اپنے شہر سے شرق اردن کی طرف کوچ کیا اس کا بیٹا مالک' حبیب بن عثمان اور سعید اس کے ہمراہ تھے۔

○

عرض فلسطین کا بادشاہ ہیرودیس ایک روز اپنے محل کے ایک کمرے میں اپنی بیوی ہیرودیہ اور اس کی ماں کے ساتھ بیٹھا محو گفتگو تھا کہ اس کا چوبدار اندر آیا جھک کر اس نے ہیرودیس کو تعظیم دی پھر کہنے لگا۔

"مالک ایک قاصد **نبطیوں** کے شہر رقیم سے آیا ہے۔ میں نے اسے کریدنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ بتانے سے گریز کرتا ہے اس کا اصرار ہے کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ آپ سے کہے گا ساتھ ہی انکشاف کرتا ہے کہ جس راز سے وہ پردہ اٹھانا چاہتا ہے وہ ایسا راز ہے جس میں آپ کی بہتری اور بھلائی ہے۔"

ہیرودیس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اس کی بیوی ہیرودیہ بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر ہیرودیس نے اپنے چوبدار کو مخاطب کیا۔

"میں نہیں جانتا کہ رقیم سے آنے والا وہ قاصد کیا پیغام لے کر آیا ہے ہو سکتا ہے نبطیوں کے بادشاہ کی طرف سے ہمارے لیے جنگ کی کوئی دھمکی ہو کیونکہ میں نے اس کی بیٹی عریب کو طلاق دے کر بھیج دیا ہے۔"

چوبدار اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر اس نے ہیرودیس کو مخاطب کیا۔

"مالک ایسی بات نہیں ہے جو قاصد آیا ہے اس کے گفتگو کرنے کا انداز ایسا ہے جس سے میں کچھ کچھ سمجھا ہوں کہ وہ کوئی بات رقیم کے بادشاہ حارث یا اس کے خاندان کے خلاف کہنا چاہتا ہوں۔ اس قاصد کے علاوہ مشرقی سرحدوں پر جو ہمارے ناظر اور مخبر ہیں ان میں سے ایک ناظر بھی آیا ہوا ہے وہ بھی آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہے۔"

ہیرودیس نے پھر اپنے چوبدار کو مخاطب کیا۔

"پہلے رقیم سے آنے والے قاصد کو لاؤ پھر میں اپنے مخبر سے بات کروں گا۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

چوبدار باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد ایک شخص قصر کے اس کمرے میں
جھک کر اس نے ہیرودیس کو تعظیم دی ہیرودیس نے اسے مخاطب کیا۔

"میرے چوبدار نے بتایا ہے کہ تم نبطیوں کے شہر رقیم سے آئے ہو
لیے کوئی پیغام رکھتے ہو کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

آنے والے قاصد نے کچھ کہنے سے پہلے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر
کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"فلسطین کے عظیم بادشاہ میں آپ کے لیے اچھی خبر لے کر آیا ہوں
نبطیوں کے بادشاہ حارث نے نہیں بلکہ اس کے بیٹے زیبال نے آپ کی طرف
کیا ہے۔ دراصل میں آپ پر یہ انکشاف کرنا چاہتا ہوں کہ یروشلم کی ساحر
اصل نام اوزال ہے جسے آپ دمشق کے بادشاہ حداد بن مدار کے حرم میں بھیجنا چاہ
تھے جو یروشلم سے بھاگ گئی تھی میں اس کا پتا دینا چاہتا ہوں۔"

اوزال کا نام سن کر ہیرودیس ہی نہیں ہیرودیہ اور اس کی ماں بھی چونک
تھیں ہیرودیس کے بولنے سے ہی ہیرودیہ بول پڑی۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ اوزال اس وقت کہاں ہے اور وہ یروشلم سے کیسے
قاصد نے پھر کہنا شروع کیا۔"

اوزال اس وقت رقیم شہر میں ہے اس کے بعد قاصد نے عریب کے ذر
اوزال کے بھاگنے کی ساری تفصیل بتا دی تھی۔

یہ تفصیل سن کر تھوڑی دیر تک ہیرودیس اور اس کی خوبصورت اور نوعمر
ہیرودیہ حیرت اور پریشانی میں ڈوبے رہے۔ پھر ہیرودیس نے قاصد کو مخاطب کیا۔

"تم نے اپنی گفتگو کے شروع میں یہ بتایا تھا کہ تمہیں نبطیوں کے بادشاہ
نے نہیں بلکہ زیبال نے ہماری طرف روانہ کیا ہے۔ کیا تم اس معاملے کی تفصیل
گے کہ زیبال نے تمہیں ہماری طرف کیوں بھیجا ہے۔"

قاصد نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ باری باری اس نے ہیرودیس اور
بیوی ہیرودیہ کی طرف دیکھا پھر کہنا شروع کیا۔

"اے عظیم بادشاہ زیبال نے مجھے اس سوال کے ساتھ روانہ کیا ہے
آپ کے حوالے کردیا جائے تو آپ اس کے صلے میں کتنی رقم ادا کرسکتے

قاصد کے ان الفاظ پر ہیرودیس اور ہیرودیہ دونوں ہی چونک پڑے تھے دونوں ہی
تک بڑی رازداری کے ساتھ سرگوشی میں گفتگو کرتے رہے پھر ہیرودیس نے
قاصد کو مخاطب کیا۔

"اگر زیبال اوزال کو ہم تک پہنچا دے تو جس قدر وہ رقم مانگے گا ہم اسے ادا
کریں گے، پر پہلے یہ بتاؤ کہ زیبال ایسا کیوں کرنا چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی دھوکہ
فریب تو نہیں ہورہا۔"

قاصد کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ کہہ اٹھا۔

"اس سلسلے میں کوئی دھوکہ یا فریب نہیں ہورہا دراصل اوزال جب وہاں پہنچی تو
وہاں اسے پسند کرنے لگا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اوزال کے ساتھ اس کی شادی ہو جائے
اس سلسلے میں اس نے اپنی ماں کے ساتھ بھی رابطہ قائم کیا وہ نبطیوں کے بادشاہ
حارث کو منائے کہ اس کی شادی اوزال کے ساتھ کردی جائے لیکن ایسا ہو نہ سکا اس
کا کہ اوزال حبیب بن عثمان نام کے ایک شخص سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ اسے
اٹھا ہے یہی وہ نوجوان ہے جو اوزال کو یروشلم سے نکال کر رقیم پہنچانے میں کامیاب
ہوا تھا۔

اب زیبال انتقام پر اتر آیا ہے وہ چاہتا ہے کہ اوزال اس کی نہیں ہو سکتی تو
حبیب بن عثمان سے بھی اس کی شادی نہ ہو اور اسے کسی نہ کسی طریقے سے آپ
تک پہنچا دیا جائے تاکہ اوزال اس کی نہیں ہو سکی تو رقیم شہر میں کسی کی بھی بیوی بن
نہ رہ سکے۔"

قاصد جب خاموش ہوا تو اس بار ہیرودیہ نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ اوزال نے ان دنوں رقیم شہر میں کس جگہ قیام کیا ہوا
ہے۔"

اوزال کا قیام خاص رقیم شہر کے قصر کے اندر ہے نبطیوں کے بادشاہ حارث نے
اپنا بیٹا بنا رکھا ہے لہٰذا قصر کے اندر ہی اس نے قیام کر رکھا ہے اس کو وہاں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

سے صرف زیبال ہی نکال سکتا ہے ہیرودیس کچھ دیر سوچتے ہوئے خاموش رہا پھر
نے تالی بجائی۔ تالی کے جواب میں اس کا چوبدار اندر آیا ہاتھ کے اشارے سے
ہیرودیس نے چوبدار کو آنے کے لیے کہا پھر ہیرودیس نے چوبدار کے کان میں کچھ
جسے سن کر وہ مسکرایا پھر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد چوبدار لوٹا اس کے ہاتھ میں چمڑے کی ایک تھیلی تھی۔ یہ
اس نے ہیرودیس کے کہنے پر رقیم کے قاصد کو دی پھر قاصد کو ہیرودیس نے مخاطب
کیا۔

"یہ رقم سنبھالو اور رقیم جا کر زیبال کو پیش کرو میری طرف سے اس کو پیغام دو
کہ اوزال ہمارے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے اسے ہم دمشق بھیجنا چاہتے ہیں اگر
دمشق پہنچتی ہے تو دمشق کے بادشاہ حداد بن حدار کے ساتھ ہمارے انتہائی برادرانہ
تعلقات استوار رہیں گے زیبال سے کہنا کہ یہ رقم پیشگی اسے دی جا رہی ہے جب
اوزال ہمارے پاس پہنچ جائے گی تو اس سے کئی گنا زیادہ اور رقم اسے پیش کی جائے
اب تم یہ رقم سنبھالو میرے چوبدار کے ساتھ جاؤ اگر تم یہاں قیام کرنا چاہو تو چوبدار
تمہارے قیام اور طعام کا عمدہ انتظام کرے گا اگر تم کوچ کرنا چاہو تو تمہاری روانگی
بھی بہترین بندوبست کرے گا اس کے ساتھ ہی قاصد مڑا اس موقع پر چوبدار کو
ہیرودیس نے مخاطب کیا۔"

"اب اپنے مخبر کو بھیجو جو مشرقی سرحدوں کی طرف سے آیا ہے۔"

چوبدار رقیم شہر کی طرف سے آنے والے قاصد کو لے کر باہر نکل گیا تھا تھوڑی
دیر بعد ہیرودیس کا ایک مخبر اس کے سامنے آیا۔

ہیرودیس کو تعظیم دی جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو ہیرودیس نے اسے مخاطب کیا۔

"تم ہماری مشرقی سرحدوں سے کیا پیغام لے کر آئے ہو۔"

آنے والا مخبر کچھ پریشان اور بدحواس تھا ہیرودیس نے جب اس سے سوال
تب اس نے کہنا شروع کیا۔

"مالک میں ایک بری خبر لے کر آیا ہوں نبطیوں کا بادشاہ ایک جرار لشکر
اپنے مرکزی شہر سے کوچ کر چکا ہے اور ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی

سرزمینوں کا رخ کیے ہوئے ہے یہی وہ خبر ہے جو میں آپ تک پہنچانے کے
لیے آیا ہوں۔"

یہ خبر سن کر ہیرودیس اور ہیرودیہ دونوں ہی پریشان ہو گئے تھے۔ ہیرودیس نے مخبر
کے جانے کا حکم دیا پھر اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا اور ہیرودیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لگتا ہے نبطیوں کا بادشاہ حارث اپنی بیٹی عریب کی طلاق کا انتقام لینے ہماری
طرف بڑھا ہے لیکن ہم اس کا مقابلہ کریں گے اور اسے ایسی شکست دیں گے جو
نبطیوں کے لیے صدیوں تک یادگار بن کر رہے گی۔"

ہیرودیہ اور اس کی ماں کھڑی ہوں گئیں اس موقع پر ہیرودیس بول پڑا۔

"میں مستقر کی طرف جاتا ہوں سارے سالاروں کو اس خبر سے آگاہ کرتا ہوں اور
کل تک ایک لشکر لے کر ہم کوچ کریں گے اور اپنے مرکزی شہر سے دور حارث کو
روکنے کی کوشش کریں گے۔"

ہیرودیہ نے اس موقع پر بڑے شوق سے ہیرودیس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور
مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اس جنگ میں، میں بھی شامل حال رہوں گی مجھے امید ہے آپ مجھے اس میں
لینے سے روکیں گے نہیں۔"

ہیرودیس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ ہیرودیہ کی پیٹھ تھپتھپاتے
ہوئے کہنے لگا یقیناً تم میرے ساتھ رہو گی اس لئے کہ تم اگر میرے ساتھ ہو گی تو
مجھے میرے ولولے جوان رہیں گے اس کے علاوہ میں لشکریوں کو بھی کہہ دوں
گا وہ اپنے بیویوں کو ساتھ رکھ سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی لشکر کی تیاری کے لئے
کہا اور ہیرودیہ دونوں قصر سے نکل گئے تھے۔

○

ہیرودیہ اور ہیرودیس اپنے سالاروں کے ساتھ لشکر لے کر نکلے اور بحیرہ لوط کے
کنارے جگہ وہ خیمہ زن ہوئے جہاں سے حارث نے اپنے لشکر سے گزر کر پیش

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ حارث بھول رہا ہے جس زمین پر وہ ہم سے ٹکرانے آیا ہے یہ پیغمبروں کی
رہتی ہے یہاں بڑے بڑے سرکشوں کے سروں کو خم کر دیا گیا ہے جہاں ہم نے
لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا ہے یہاں وہ مقام ہے جس جگہ خداوند کا عذاب قوم
نرگمانی سے نکلے آسیب اور کانٹے دار جھاڑیاں بچھائی ہم سوز سموم کی طرح
ہوا تھا نبطیوں کی طرح وہ بھی بڑی سرکش قوم تھی پر خداوند کا عذاب ان پر
نازل ہوا جیسے زمین کے پاتال سے کالی آندھیاں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں اور لمحوں
اور قوم لوط کی حالت خوف بھری تاریکی میں بچھی کاغذ کی اندھی کوکھ گرم تند
اور آتش فشاں کے شکار ہو جانے والے زمین کے بھربھرے سینوں جیسی ہو کر
ہوئی تھی۔

میرا دل کہتا ہے کہ حارث اور اس کے بیٹے مالک کو جنگ کا کوئی تجربہ نہیں اس
کہ اس سے پہلے انہوں نے کسی کے ساتھ جنگ نہیں کی ہاں حارث کا باپ جنگ
وسیع تجربہ رکھتا تھا اور کئی مواقع پر اس نے رومنوں کو بدترین شکستیں دیتے
بھاگ جانے پر مجبور کیا پر اس کے مقابلے میں حارث اور اس کا بیٹا مالک دونوں
فوجی تجربے سے نابلد ہیں۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ ہمارے لشکری حارث کے لشکریوں سے زیادہ تربیت یافتہ
جنگجو ہیں میرا اندازہ کہتا ہے کہ جس وقت جنگ شروع ہو گی ہمارے لشکری چیختے
گرم لمحوں تخریب اور ویرانیاں کڑی کرتی گرسنگی اور فاقہ کشی کے عذاب کی
حارث کے لشکریوں میں گھستے چلے جائیں گے میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ جب ہم
ہوں گے تو حارث کے لشکر میں دوزخ نما زندگی کی بنیاد کھڑی ہو جائے گی اس
لشکر میں ہر سو تخویف اور خوف رقص کرا ٹھیں گے اور خود حارث اور اس کے
پر بھی خود فراموشی طاری ہو گی اور ایسی خود فراموشی کہ دونوں کا اپنی شکست
ہوئے حلق کڑوا اور زبان کا ذائقہ تلخ ہو کر رہ جائے گا۔

جس سرزمین پر ہم نے پڑاؤ کیا ہے یہ تو تشنگی کے دریا کھڑے کرنے والی زمین
دونوں لشکر آپس میں ٹکرائیں گے تو میرا دل کہتا ہے قدیم قصے کہانیاں اور
لہو لہو اور خون خون ہو کر رہ جائیں گی میرا دل کہتا ہے کہ جب

ہیرودیس کی طرح ہیرودیہ بھی اپنے خوبصورت جسم پر جنگی لباس پہنے ہوئے
جس وقت ہیرودیس کے کہنے پر اس کے لشکری پڑاؤ کے خیمے نصب کر رہے تھے
گھوڑے کو ہانکتی ہوئی ہیرودیہ اس جگہ آئی جہاں ہیرودیس اپنے سالاروں سے
صلاح و مشورہ کر رہا تھا ہیرودیس کے پاس آ کر ہیرودیہ رک گئی اور جو گفتگو ہو
تھی وہ سنتی رہی۔

ہیرودیس اپنے سالاروں کو مشورہ دے رہا تھا کہ لشکر کو چار حصوں میں تقسیم
جائے تین حصے براہ راست دشمن سے ٹکرائیں گے اور چوتھا حصہ عقب میں رہ کر
کرے گا پہلے اپنے پڑاؤ کی حفاظت کرے گا اور اگر جنگ کا پانسہ ان پر بھاری پڑ
تو جس سمت بھی لشکر میں کمزوری ہو گی اس دشمن پر حملہ آور ہونے کی کوشش
گا۔

یہ سارے مشورے کرنے کے بعد ہیرودیس بحرلوط کے کنارے خیمہ زن ہو
دوسرے روز حارث بھی اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور عین ہیرودس کے
اس نے بھی پڑاؤ کر لیا تھا۔

اب دونوں لشکر جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے ایک دوسرے کے آمنے
خیمہ زن ہو چکے تھے اگلے روز صبح ہی صبح ہیرودیس اور ہیرودیہ اپنے پڑاؤ سے
اپنے لشکر کے سامنے آئے دونوں بہترین جنگی لباس پہنے ہوئے تھے اس موقع پر
نے ہیرودیس کو مخاطب کیا۔

"آپ بھی دشمن کے لشکر کا جائزہ لے چکے ہیں میں بھی انہیں دیکھ چکی
دشمن لگتا ہے تعداد میں ہم سے کسی بھی صورت کم نہیں ہے میرا جنگ کا کو
نہیں آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں ہمارے جوان زیادہ جنگجو ہیں یا نبطی او
جنگ کا پلہ کس کا بھاری رہے گا۔"

جواب میں ہیرودیس تھوڑی دیر تک حارث کے لشکر پر نظریں جمائے رہا
چہرے پر ہلکی مگر طنزیہ سی مسکراہٹ تھی پھر اس نے اپنی نئی نویلی خوبصورت
ہیرودیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"ہیرودیہ جس زمین پر ہم نے اس وقت پڑاؤ کر رکھا ہے یہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

دونوں لشکر ٹکرائیں گے تو حارث اور اس کا بیٹا دونوں دیکھیں گے کہ نوحہ کرتے
ان کے مقدر میں سسکیاں بھرتی ہواؤں جیسی بدبختیاں اور جوش مارتے سمندر
بدبختیوں کے علاوہ کچھ نہ رہے گا میں اور میرے لشکری ان کی ہر شے کو زہر آلود
قہر آلودہ بنا کر رکھ دیں گے۔

میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اس وقت حارث اور مالک کے لشکر میں بڑا جوش
خروش پایا جاتا لیکن جب وہ ہم سے ٹکرائیں گے تو وقت انہیں بتائے گا کہ کیسے
کے جذبوں کی محرابیں اور بصارت پر اترتے عکسی ٹوٹتی صداؤں اور کرچی
آوازوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ میرے خداوند نے چاہا تو حارث اور اس کے
مالک سے ہم اس جنگ کی بوند بوند کا حساب لیں گے اور ان کے خیالوں کی تجیر
ایسا مجروح کریں گے کہ آئندہ کبھی بھی انہیں ہمارے خلاف سر اٹھانے کی ہمت نہ ہو
گی۔"

جب تک ہیرودیس میں بولتا رہا اس کی رگیں کھنچی رہیں۔ چہرہ تانبا ہو رہا تھا بال
یوں جیسے شعلے پیچ و تاب کھا رہے ہوں جبکہ ہیرودیہ بڑے اطمینان سے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے بڑے غور سے اسے سنتی رہی ہیرودیس جب خاموش ہوا تب ہیرودیہ
پڑی۔

"مجھے امید ہے کہ ہم حارث اور اس کے سالاروں کو بدترین شکست دیں
میرا دل کہتا ہے قیامت اس وقت مچے گی اور حشر تو اس وقت برپا ہوگا جب نبطیوں
بادشاہ حارث شکست کے بعد ایک قیدی کی حیثیت سے ہم دونوں کے سامنے کھڑا ہو
اور اس کی زندگی کی باگ ہم دونوں کے ہاتھ میں ہوگی۔

میری خوشی کی دوسری ابتدا اس وقت ہوگی جب حارث کا بیٹا زبال اپنے
کے مطابق یروشلم کی ساحرہ یعنی ازال کو ہمارے پاس بھیج دے گا۔ جب وہ
خوشبو اور پگھلے ہوئے جذبات کی طرح رقص کرنے والی ازال میرے سامنے
تو میں اسے وقت کی دھول اور فاصلوں کی زنجیروں میں ناپوں گی اور اس کے
حسن اور اس کی آنکھوں کے سحرکاری کو تباہ و برباد کر کے رکھ دوں گی۔"

ہیرودیہ یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہوگئی تھی۔ دونوں

سامنے اپنے گھوڑوں پر سوار کھڑے نبطیوں کے لشکر کی طرف بڑے غور سے
دیکھنے لگے تھے۔

○

دوسری طرف نبطیوں کا بادشاہ حارث اپنے بڑے مالک حبیب بن عثمان اور سعید
کے ساتھ اپنے دیگر سالاروں کی معیت میں اپنے خیمے سے باہر کھڑا تھا۔ پھر اس نے
سب کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

عزیزان من! ہیرودیس کا لشکر ہمارے سامنے صف آراء ہے جہاں تک میں اندازہ
لگا سکا ہوں دونوں لشکر عددی قوت کے لحاظ سے قریب قریب ہی۔ ہیں میں ہیرودیس
کی سرشت سے اچھی طرح آگاہ ہوں وہ ضرور یہ اندازے لگا رہا ہوگا کہ وہ ہمیں
بدترین شکست دے گا۔ اس وقت وہ اپنی نئی نویلی بیوی ہیرودیہ کے سحر میں ڈوبا ہوا ہے
اور جو وہ مشورہ اسے دے گی اسی پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔

عزیزو! میرا اندازہ ہے کہ جنگ کی ابتدا ہمیں ہی کرنا پڑے گی تھوڑی دیر پہلے
ہمارے ناظر یہ اطلاع دے چکے ہیں کہ ہیرودیس اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم
کرے گا۔ میں بھی اپنے لشکر کو چار ہی حصوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

لشکر کا ایک حصہ میرے پاس ہوگا کچھ سالار میری معیت میں ہوں گے دوسرا
حصہ میرے بیٹے مالک کی سرکردگی میں تیسرا حصہ حبیب بن عثمان کی سرکردگی میں کام
کرے گا چوتھا حصہ سعید کے تحت ہوگا میرا حصہ قلب' حبیب بن عثمان تمہارا حصہ
میسرہ اور مالک کا حصہ میسرہ ہوگا۔ جو دستے سعید کی کمانداری میں کام کریں گے میں
اپنا کام سعید کے ذمے لگاتا ہوں یعنی یہ پڑاؤ کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ لشکر
کے جس حصے میں کمزوری کے آثار نمودار ہوں گے ادھر لپکے گا اور اپنے لشکر کی
طاقت اور قوت کو استوار کرنے کی کوشش کرے گا۔"

یہاں تک کہتے کہتے نبطیوں کے بادشاہ حارث کو رک جانا پڑا اس لیے کہ
ہیرودیس نے اپنے لشکر میں سے جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے پھل اور سبزیاں بھجوا
دی تھیں حارث کا اندازہ غلط ثابت ہوا تھا کہ ہیرودیس جنگ کی ابتدا نہیں کرے گا

www.pdfbooksfree.pk

لہٰذا حارث کے کہنے پر اس کے سارے سالار اور خود حارث بھی اپنے اپنے حصے
لشکر کے سامنے جا کھڑے ہوئے تھے۔

ہیرودیس شاید جنگ کی ابتداء اس لیے کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ
بلند رکھنے کے لیے ان کو یہ تاثر دینا چاہتا تھا وہ ایسی طاقت اور قوت رکھتا ہے کہ
نبطیوں کے بادشاہ پر حملہ کرنے میں پہل کرکے تباہ و برباد کر دینے کا ارادہ کیے ہوئے
ہے اس بنا پر جنگ کی ابتداء کرنے کے لیے اس نے طبل اور نفیریاں بجوا دی تھیں۔

کچھ دیر تک طبل بجتے رہے اس کے بعد ہیرودیس نے اپنے لشکر کو پیش قدمی
کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم ملنا تھا کہ ہیرودیس کا لشکر کچھ اس طرح آگے بڑھا جیسے ویران
حیات کے گوشوں ماحول کے تپتے صحرائیوں اور حلقہ زندان کے سکوت سے زرد
آنکھوں والے چیتے اچانک کس پر جھپٹنے کے لیے نکل کھڑے ہوں پھر دیکھتے ہی دیکھتے
ہیرودیس نے ظلم کے بحر ذخار میں عذاب شکنی طاری کر دینے والے ہوا کے تیز
جھونکوں کے خروش اور منزل خونبار کی نشاندہی کر دینے والے آگ اور خون کے
پیغام کی طرح نبطیوں پر حملہ کر دیا تھا۔

نبطی ہیرودیس کی توقعات کے بالکل برخلاف ثابت ہوئے۔ ہیرودیس اور اس کی
بیوی ہیرودیہ یہ اندازہ لگائے ہوئے تھے کہ جونہی وہ پوری طاقت اور قوت سے نبطیوں
پر حملہ آور ہوں گے نبطی ان کے زور اور قوت کو برداشت نہ کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے
پر مجبور ہو جائیں گے لیکن ان کی حیرت اور ناامیدوں کی کوئی حد نہ تھی کہ وہ نبطیوں
کو ایک انچ بھی پیچھے دھکیلنے میں کامیاب نہ ہوئے تھے بلکہ ہیرودیس اور اس کے
لشکریوں کا حملہ روکنے کے بعد نبطیوں نے عجیب طرح سے نعرے بلند کرنے شروع
کیے یہ ان کے اپنے جنگی نعرے تھے اس کے بعد حارث حبیب بن عثمان اور مالک کی
سرکردگی میں نبطی سینوں میں طوفانی تلاطم۔ ارادوں میں ذلت آمیز پسپائی کھڑی کر
دینے والی جنونی کیفیت کے شرار، برق موت اور حیات کا راز کھولتے تقدیر کے بدلتے
بگولوں اور ستاروں کے قافلوں پر کمند ڈالنے والے شمشیر زنوں، جنگجوؤں اور صولت
زنوں کی طرح حملہ آور ہوگئے تھے۔

رن بری طرح بول اٹھا تھا۔ رزم گاہ چیخ چلا اٹھی تھی دونوں لشکر

بٹ پڑے تھے۔ فرش زمین خود داریوں کے ارزاں خون سے لہو لہو ہونے لگا تھا۔
سقف آسمان تلے امیدوں کی لاشیں طول ہوس کا شکار ہونے لگیں تھیں۔

بحر لوط کے اطراف کی سرزمینیں جہاں تھوڑی دیر پہلے تک خوابوں کی طرح
پھیلی اور آسودہ فضاؤں جیسی خاموش اور اطمینان تھی وہ اب سلگتے رازوں، نیم خوردہ
دیار اور یورش افلاس کی ظلمتوں کے نزول کا شکار ہوکر رہ گئی تھی۔ روندنے اور
پامال کر دینے والی موت ہر ایک کو اپنے سامنے رنج و غم کا کھلیان بنانے لگی تھی دونوں
طرف کے لشکری جانوروں کی طرح ایک ہیجان انگیزی میں ایک دوسرے پر حملہ آور
ہو رہے تھے تاکہ اپنے مقابل کو زیر کرکے اپنی فتح مندی کا اعلان کریں۔

کافی دیر تک گھمسان کا رن پڑتا رہا پھر آہستہ آہستہ حالات ہیرودیس اور ہیرودیہ
کے ارادوں ان کی خواہشوں اور توقعات کے خلاف ظاہر ہونا شروع ہوگئے۔ نبطیوں کا
جوش و خروش بڑھتا رہا جبکہ ہیرودیس کے لشکر کے اندر بے حوصلگی، بداطمینانی،
انزاتفری کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے اس لیے کہ نبطیوں نے ہیرودیس کی اگلی
چند صفوں کا مکمل صفایا کردیا تھا اب وہ پچھلی صفوں اور لشکر کے دائیں بائیں پہلوؤں
کے علاوہ لشکر کے اندرونی حصوں کی طرف گھسنا شروع ہوگئے تھے۔

بچھڑے ہوئے نبطی جنگجو جب عجیب سے انداز میں نعرہ بلند کرتے ہوئے
ہیرودیس کے پہلو پر بھی چھانے لگے اور اس کے قلب لشکر کے اندر بھی انہوں نے
یک ہجوم ایک واویلا کھڑا کردیا تب ہیرودیس کو یقین ہوگیا کہ جلد یا بدیر اس کی
شکست یقینی ہو چکی ہے تب اس نے اپنے بچے کھچے سپاہ کو بچانے کے لیے اپنے لشکر
کے اندر پسپائی کے بگل بجانا شروع کر دیئے تھے۔

یہ بگل بجتے تھے کہ ہیرودیس اور ہیرودیہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ
کھڑے ہوئے حارث مالک اور حبیب بن عثمان نے دور تک بھاگتے دشمن کا تعاقب کیا
مگر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کی حفاظت پر ہی مامور رہا دور تک دشمن کا
تعاقب کرنے کے بعد حارث، مالک اور حبیب بن عثمان لوٹے۔

پہلے دن انہوں نے دشمن کے پڑاؤ کا جائزہ لیا دشمن کے پڑاؤ سے انہیں
کھجوروں اور غلے کے ذخائر کے علاوہ دیگر ضروریات کا سامان ملا، وہ سارا سامان انہوں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

نے سمیٹا اور چند روز تک انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ اپنی خیمہ گاہ میں ہی قیام
پھر انہوں نے پڑاؤ اٹھانے کے بعد اپنے شہر رقم کا رخ کرلیا تھا۔

○

حارث کا چھوٹا بیٹا زیبال قصر کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سامنے
ایک قاصد آیا جو چند یوم پہلے ہیرودیس اور ہیرودیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور
انہیں اوزال کے ان کے پاس پہنچانے کی پیشکش کی تھی اور اسے ہیرودیس نے بھاری
رقم کی ایک تھیلی بھی دی تھی۔

وہ قاصد جب زیبال کے سامنے آیا تو زیبال اسے دیکھتے ہوئے خوشی میں اپنی جگہ
سے اٹھ کھڑا ہوا آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا اپنے سامنے بیٹھنے کے لیے کہا جب وہ
بیٹھ گیا تب بڑی بے چینی بڑی بے تابی سے اسے مخاطب کیا۔

"یہ بتاؤ کہ تمہارا دوسرا ساتھی کہاں ہے اور جس کام کے لیے میں نے تم دونوں
کو بھیجا تھا اس کا کیا کیا۔"

اس قاصد نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نقدی کی تھیلی زیبال کے سامنے رکھ دی اور
کہنے لگا۔

"جو معاملہ آپ نے ہمیں دیا تھا وہ معاملہ میں نے ہیرودیس کے سامنے رکھا اس
وقت اس کی بیوی ہیرودیہ اور اس کی ماں بھی اس کے پاس موجود تھیں ہماری پیشکش
پر ہیرودیس ہی نہیں ہیرودیہ اور اس کی ماں نے بھی بے پناہ خوشی اور اطمینان کا اظہار
کیا۔

نقدی کی تھیلی جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے یہ مجھے ہیرودیس نے دی ہے
اور ساتھ ہی اس نے آپ کے نام یہ پیغام بھی دیا ہے کہ یہ رقم کی ایک طرح سے
پہلی قسط ہے اور جب اوزال ان کے حوالے کر دی جائے گی تو ہیرودیس نے یقین دلایا
ہے کہ اس رقم سے کئی گنا اور بڑی رقم مہیا کی جائے گی۔"

قاصد کا یہ جواب سن کر زیبال خوش ہوگیا تھا پھر دوبارہ اس نے پوچھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"پر تمہارا دوسرا ساتھی کہاں ہے جو تمہارے ساتھ گیا تھا۔"

قاصد سنجیدہ ہوگیا پھر بولا پڑا:

"اسے ہیرودیس نے اپنے پاس روک لیا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اوزال جب یہاں پہنچ جائے گی تو اسے رہا کر دیا جائے گا۔"

اس کے بعد کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ زیبال کچھ دیر سوچتا رہا پھر قاصد کے کان میں سرگوشی کی جسے سن کر وہ بھی مسکرا دیا پھر وہ اٹھ کر اپنی جگہ سے چلا گیا تھا۔

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد چار ناآشنا انجانے نوجوان اس کمرے میں داخل ہوئے۔ زیبال کے کہنے پر وہ اس کے سامنے بیٹھ گئے تب زیبال نے انہیں مخاطب کیا۔

"میرے ساتھیوں جو کام میں تم سے لینا چاہتا ہوں۔ اس کے کرنے کا وقت آگیا ہے میں نے جو قاصد ہیرودیس کی طرف بھجوائے تھے ان میں سے ایک لوٹ آیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی نقدی کی تھیلی زیبال نے جو اس کے سامنے رکھی ہوئی تھی ان چاروں کی طرف بڑھا دی اور کہنے لگا۔

"یہ نقدی تم لوگوں کا پہلا انعام ہے۔ اسے اپنے پاس سنبھال کر رکھ لو آپس میں بانٹ لینا اب اوزال کو ہیرودیس کے پاس پہنچانے کا وقت آگیا ہے۔ اوزال جب ہیرودیس کے پاس پہنچ جائے گی تو یہ تھیلی جو میں نے تمہیں دی ہے اس سے کئی گنا زیادہ مزید انعام تمہیں ہیرودیس کی طرف سے ملے گا۔

آنے والی شب کو اوزال کو اس کے کمرے سے اٹھاؤ اور رات کی تاریکی ہی میں ہیرودیس کی طرف کوچ کر جاؤ رات کا تھوڑا حصہ جانے کے بعد قصر کا پچھلا چھوٹا دروازہ کھلا رکھا جائے گا۔ اس میں سے تم داخل ہونا اس میں سے اوزال کو لے کر نکل جانا۔ اوزال پر گرفت کرتے ہی اس کے منہ پر پٹی باندھ دینا اس پر کوئی زیادتی یا جبر مت کرنا اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر وہ میری شریک حیات نہیں بن سکتی تو رقیم شہر میں وہ کسی کی بھی بیوی بن کر نہ رہ سکے گی۔ اب تم جاؤ آنے والی شب کو اپنے کام کی ابتداء کر دینا۔"

ان چاروں نے تھیلی سنبھال لی۔ زیبال کا شکریہ ادا کیا پھر وہ قصر کے اس کمرے سے چلے گئے تھے۔

○

اگلے روز جب صبح ہی صبح زیبال سو کر اٹھا تو قصر میں ان چاروں میں سے ایک نہیں ہوا وہ بڑا بدحواس گھبرایا ہوا تھا۔ زیبال کے سامنے جب وہ آیا تو زیبال نے اسے ناپسندیدگی سے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"تم رات کو اوزال کو لے کر ہیرودیس کی طرف نہیں گئے۔"

آنے والے نے ادھر ادھر دیکھا پھر بوکھلاہٹ میں زیبال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ہم نے بڑی کامیابی کے ساتھ اوزال کو قصر سے نکال لیا تھا لیکن اسے نکال کر ہم ابھی چند قدم ہی گئے تھے کہ کچھ نامعلوم لوگ ہم پر حملہ آور ہوئے انہوں نے اوزال کو ہم سے چھین لیا پھر اوزال کو اپنے ساتھ لے کر وہ نامعلوم منزل کی طرف چلے گئے۔ وہ کچھ گھوڑ سوار تھے۔ ان کے پاس ایک فالتو گھوڑا بھی تھا جس پر انہوں نے اوزال کو سوار کر دیا لگتا ہے جو تدبیر ہم نے کی تھی اس کی خبر کسی کو ہوگئی تھی۔

اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر میرا خیال ہے ہیرودیس کے کچھ آدمی ہماری طاق میں تھے جونہی ہم نے قصر کے اندر سے اوزال کو نکالا وہ ہم پر حملہ آور ہوئے اور اوزال کو اپنے ساتھ لے گئے تاکہ اوزال کی وجہ سے انہیں مزید رقم کی ادائیگی نہ کرنا پڑے۔"

اس خبر سے زیبال بدحواس سا ہوگیا تھا۔ اس کے چہرے پر تھوڑی دیر کے لیے خفگی اور ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے تھے پھر جلد ہی وہ سنجیدہ ہوگیا اور آنے والے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جو کچھ ہوا برا ہوا اب تم جاؤ اور کسی کے سامنے ذکر تک مت کرنا کہ رات کو اوزال کو اس کے کمرے سے اٹھا کر باہر لے جایا گیا تھا اب تم جاؤ تاکہ کوئی شک نہ کرے۔"

وہ جوان قصر سے نکل گیا ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ قصر کے اندر ایک شور برپا ہوا عرب اور حویلہ دونوں بہنیں شور کرتی ہوئی قصر کے اس حصے کی طرف آئیں جہاں زیبال تھا ان کی آوازیں سن کر زیبال بھاگتا ہوا باہر آیا اور دونوں بہنوں کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا کیا ہوا۔

اس پر عریب آگے بڑھی اور زیبال کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"میرے بھائی بہت برا ہوا رات اوزال کو اس کے کمرے سے اٹھا کر کوئی لے گیا ہے صبح سویرے اٹھنے کے بعد میں اور حویلہ نے اس کے کمرے کا جائزہ لیا وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں تھی۔ ہم نے اسے بہت تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملی لگتا ہے کسی نے اسے اس کے کمرے سے اٹھا لیا ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہیں لوگ اسے ہیرودیس کے پاس نہ پہنچا دیں اگر ایسا ہوا تو یاد رکھنا ہیرودیس کی بیوی ہیرودیہ اس سے بدترین انتقام لے گی ہمیں اوزال کی حفاظت کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے۔"

اپنی بہن کے ان الفاظ سے زیبال زور زور سے قصر کے محافظوں کو پکارنے لگا تو جب محافظ زیبال کے اردگرد جمع ہوگئے تب زیبال نے انہیں مخاطب کرکے کہنا شروع کیا:

"جلدی کرو اوزال کہیں نہیں مل رہی قصر کے اردگرد کے علاوہ شہر کے کونے کونے پر چھا جاؤ شہر کے سب دروازوں پر بھی پہرہ بٹھا دو کچھ سواروں کو چاروں طرف نکلنے والی شاہراؤں کی طرف دوڑا دو اور جو بھی مشکوک شخص ملے اسے پکڑ کر لایا جائے مجھے امید ہے جن لوگوں نے اوزال کو قصر کے اندر سے اٹھایا ہے یا تو وہ ابھی تک رقیم شہر کے اندر ہی موجود ہیں اگر وہ نکل گئے ہیں تو زیادہ دور نہیں گئے تم اگر تیز رفتاری سے کام لو تو انہیں پکڑنے میں کامیاب ہو سکتے ہو۔

یاد رکھو یہ بہت برا اور خطرناک کھیل ہے۔ میرے باپ اور میرے بھائی مالک کو جنگ سے واپس آکر جب یہ خبر ہوئی کہ اوزال کو قصر کے اندر سے اٹھا لیا گیا ہے تو اسے میری نااہلی تصور کیا جائے گا اور میں کبھی بھی اپنی اس نااہلی کو تسلیم نہیں کروں گا اور نہ ہی اس حرکت کو برداشت کروں گا لہٰذا ابھی اور اسی وقت اپنے آدمی پھیلا دو اور ہر صورت میں ان لوگوں کو پکڑنے کی کوشش کرو جنہوں نے اوزال کو یہاں سے نکال کر لے جانے کی کوشش کی ہے۔

زیبال کا یہ حکم سن کر سارے محافظ بھاگتے ہوئے قصر سے باہر نکل گئے تھے اس دوران حارث کی دونوں بیویاں بھی باہر نکل آئیں تھیں وہ بھی بڑے افسوس اور حیرت کا اظہار کرنے لگیں تھیں۔

بہرحال وہ پورا دن گزر گیا اوزال کو شہر کے اندر اور شہر کے باہر تلاش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اوزال کہیں نہ ملی اس طرح کئی دن مزید گزر گئے اوزال کا کہیں پتہ نہ چلا۔ قصر کے اندر حویلہ اور عریب سب سے زیادہ فکرمند اور پریشان تھیں شام کو قصر میں یہ خبریں پہنچیں کہ ہیرودیس کو نبطیوں کے بادشاہ حارث کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے اور حارث اپنے فتح مند لشکر کے ساتھ ایک دو روز تک رقیم میں داخل ہونے والا ہے۔

گو اس فتح کے نتیجے میں قصر کے اندر خوشی اور شادمانی جانی چاہیے تھی لیکن اوزال کے غائب ہو جانے کی وجہ سے قصر کا ہر فرد اداس تھا۔ زیبال نے بھی اپنے چہرے پر غم اور فکر کا خول چڑھا رکھا تھا۔ وہ اندر سے فکرمند ضرور تھا کہ اوزال کو آخر کہاں لے جایا گیا ہے۔ کن لوگوں نے اوزال کو چھین لیا۔ نجانے وہ کون لوگ تھے جو اوزال کو کہاں لے گئے ہیں اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں اس کی اس حرکت کو بغاوت ہی نہ کر دیا جائے بہرحال اسی طرح دن گزرے یہاں تک کہ حارث' حبیب بن عثمان اور سعید اور مالک اپنے لشکر کے ساتھ فاتحانہ انداز میں رقیم شہر میں داخل ہوئے۔

رقیم شہر کے لوگوں نے شاندار طریقے سے اپنے فاتح بادشاہ اس کے بیٹے' مالک حبیب بن عثمان اور سعید کا استقبال کیا۔ گلی کوچوں اور شاہراؤں پر پتیاں بچھا دی گئی تھیں اور اوپر عمارتوں اور بالکونیوں کے اندر سے پھولوں اور گلاب کی پتیوں کی بارش کی گئی تھی۔ سعید لشکر گاہ ہی میں رہا جبکہ حارث' مالک اور حبیب بن عثمان جب قصر کے اندر داخل ہوئے تو قصر کے مکینوں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور انہیں فتح کی مبارکباد دی۔ اس موقع پر کسی کو حارث سے کچھ کہنے کی جرات نہ ہوئی۔ ہر ایک کی نگاہ عریب پر جمی ہوئی تھی کہ وہی اوزال کا انکشاف حارث پر کرے اس لیے کہ عریب حارث کی چہیتی اور پیاری بیٹی خیال کی جاتی تھی۔

حارث جب قصر کے اندرونی حصے میں داخل ہوا مالک اور حبیب بن عثمان اس کے ساتھ تھے تب عریب حارث کے قریب آئی اور اسے بڑے پیار سے مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"اے میرے باپ! جہاں ہم نے آپ کو آپ کی شاندار فتح پر مبارکباد پیش
وہاں ہمارے پاس آپ کو سنانے کے لیے ایک انتہائی بری خبر بھی ہے جس نے ہمیں
انتہا درجہ کا فکرمند کردیا ہے وہ خبر ایسی ہے کہ میں ہمت اور جرات نہیں پا رہی
اپنے بھائی حبیب بن عثمان کی آنکھوں سے آنکھیں ملاؤں۔

اے میرے باپ مجھے بے حد دکھ اور کرب کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ محل سے
اندر سے اوزال کو کوئی اٹھا کر لے گیا ہے۔"

عریب کے اس انکشاف پر نبطیوں کے بادشاہ حارث کی حالت مجروح و حیران
نصیب اور درماندہ و فروماندہ مسافر جیسی ہوگئی تھی۔ قریب کھڑے حبیب بن عثمان کی
حالت بھی سرکش آندھیوں اور بے روک طوفانوں میں گھرے ہوئے مسافر سے مختلف
نہ تھی۔ مالک کے چہرے پر بھی بڑی عجیب وغریب اور چبھن پیدا کر دینے والی کیفیت
تھی۔ اس موقع پر نبطیوں کا بادشاہ حارث اپنے سارے جاہ و جلال اور شاہانہ وقار کو
بھول بیٹھا اپنی داڑھی میں اس نے ہاتھ پھیرا اور پھر انتہائی غصے اور غضبناکی میں بول
پڑا وہ کون بدبخت ہے جس نے اپنی گھناؤنی آرزو اور اپنے خونی جذبے کی تکمیل کے
لیے یہ کام کیا ہے اور ہماری زندگی میں درد اور کرب کا باب کھولنے کی کوشش کی
ہے۔ اوزال کو ہم نے عریب اور حویلہ سے مختلف نہیں جانا میں یہی سمجھنے لگا تھا کہ
میری دو نہیں اب تین بیٹیاں ہیں۔ وہ کون بدبخت ہے جس نے ہماری محبت کو نفرت کا
لبادہ اوڑھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ کون غیرذمہ دار انسان ہے جس نے یہ حرکت کی
ہے ایسا کرنے کے لیے اس نے یقیناً قضا کے نقاروں پر ضرب لگاتے ہوئے اپنی موت
کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔"

حارث کچھ دیر رکا پھر دوبارہ کہتا چلا گیا۔

"یہ ایسی خبر ہے جس نے میرے پاؤں تلے سے زمین ہلا کر رکھ دی ہے۔ اوزال
رقیم شہر کے تاریک افق پر امیدوں کی آخری چمک سمجھ کر یہاں آئی تھی کیا ہم یہ
سمجھ لیں کہ ہم اپنی بیٹی کی حفاظت نہیں کرسکے۔"

حارث پھر رکا اس کے بعد وہ غضب اور زہر بھری آواز میں پھر بول پڑا۔

"میں اب یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ ہمارا قصر بھی محفوظ نہیں ہے۔ یہاں سے

www.pdfbooksfree.pk

کوئی چاہے اٹھا کر لے جایا جا سکتا ہے۔ مالک میرے بیٹے قصر کے محافظوں سے
باز پرس کرو آخر اوزال کیسے اس قصر سے نکل گئی۔ کل کو میں اور تم بھی اس
غائب ہو سکتے ہیں۔ میں تم سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اوزال کو یہاں سے نکالنے
قصر کا کوئی نہ کوئی فرد ضرور شامل ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم لمبے سفر سے
ہو لیکن یہ آرام کرنے کا موقع نہیں ہے۔ حبیب بن عثمان کو اپنے ساتھ لو اور
تحقیق کرو۔ سختی کے ساتھ یہ جاننے کی کوشش کرو اوزال کو کیسے محل سے باہر
جایا گیا یا میرے جانے میں کس کی سازش شامل ہے اور یہ کہ محافظ کیا کرتے
محافظوں سے بڑی سختی کے ساتھ باز پرس کرنا تاکہ آئندہ کے لیے کوئی ایسا
نہ پیش آئے۔"

اس کے ساتھ ہی حارث محل کے اندر چلا گیا تھا۔ مالک اور حبیب بن عثمان
دیر تک مایوس اور افسردہ سے اپنی جگہ پر کھڑے رہے پھر مالک نے عریب کو
کیا۔

"عریب میری بہن تم اپنے کمرے میں جاؤ عریب وہاں سے ہٹ گئی وہ پریشان اور
تھی مالک نے گم سم کھڑے حبیب بن عثمان کا ہاتھ تھاما اور اس سے کہنے لگا
ساتھ آؤ۔"

حبیب بن عثمان چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا۔

اچانک مالک رک گیا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "تم تھوڑی
میں آتا ہوں اس کے ساتھ ہی مالک مڑا قصر کی اس سمت گیا جس سمت اس کا
تھا۔ پھر جلد ہی لوٹ آیا دوبارہ اس حبیب بن عثمان کا ہاتھ پکڑا اور اسے اس
میں لے گیا۔"

دونوں نشستوں پر بیٹھ گئے کچھ دیر مالک بن حارث سوچتا رہا اس کے بعد اس نے
بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"حبیب بن عثمان میرے بھائی اوزال کے سلسلے میں تم کس پر شک کر سکتے ہو۔"

حبیب بن عثمان نے کوئی جواب نہ دیا خاموش رہتے ہوئے اس نے نفی میں
دی تھی مالک بن حارث مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی وقت حارث کا چوبدار

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

اس کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی مالک نے اسے مخاطب کیا۔ "بھاگ کر جاؤ
کے کوتوال ذوجدان کو بلا کر لاؤ خود بھی اس کے ساتھ میرے پاس آؤ۔"

ان الفاظ کے ساتھ چوبدار تقریباً بھاگتا ہوا چلا گیا تھا کمرے میں بالکل خاموشی
رہی یہاں تک کہ شہر کا کوتوال ذوجدان اور چوبدار دوبارہ اس کمرے میں داخل ہوئے
ہاتھ کے اشارے سے مالک نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب
مالک نے انہیں مخاطب کیا۔

"ذوجدان تم اس شہر کے ناظم اور کوتوال ہو میں اور میرے محترم باپ اور حبیب
بن عثمان کے علاوہ اس کا بھائی سعید چاروں شہر سے باہر تھے ہیرودیس کے ساتھ جنگ
میں مصروف تھے ہماری غیر موجودگی میں شہر کے نظم و نسق کی ذمہ داری تم پر آتی ہے
ہماری غیر موجودگی میں محل سے کوئی اوزال کو اٹھا کر لے گیا ہے کیا تمہیں اس بات کی
خبر ہے۔"

اس خبر سے ذوجدان کا رنگ فکر مندی اور پریشانی میں پیلا ہو کر رہ گیا تھا گردن
اس کی ندامت میں جھک گئی تھی پھر دھیمی سی آواز سے کہنے لگا۔

"افسوس مجھے اس حادثے کا کوئی علم نہیں ہے یاد رکھیئے اگر یہ حادثہ وقوع پذیر
ہو چکا ہے تو اوزال کو یہاں سے نکالنے میں اس محل کے افراد شامل ہو سکتے ہیں ورنہ
کوئی باہر کا آدمی اتنی بڑی جرات اور جسارت نہیں کر سکتا۔"

مالک کچھ دیر سوچتا رہا پھر ذوجدان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ذوجدان تم ٹھیک کہتے ہو اٹھو اور قصر کے محافظوں سے چھان بین کرو انہیں
میرے پاس مت لاؤ پہلے ان سے تفتیش کرو اگر تمہیں اس حادثے کی نشاندہی ملتی ہے
پھر میرے پاس لاؤ۔"

ذوجدان اٹھ کھڑا ہوا مالک نے چوبدار کو بھی اس کے ساتھ جانے کے لئے کہا
اس پر وہ دونوں باہر نکل گئے حبیب بن عثمان اور مالک وہیں بیٹھ کر اس کی واپسی کا
انتظار کرنے لگے تھے۔

حبیب بن عثمان اور مالک کو کافی دیر انتظار کرنا پڑا یہاں تک کہ اس کمرے میں
ذوجدان داخل ہوا اس کے چہرے پر کسی قدر اطمینان تھا مالک کی طرف دیکھتے ہوئے

کہنے لگا۔

"آپ کمرے سے اٹھ کر ذرا غلام گردش میں آئیں میں نے اس حادثے میں
ملوث سارے لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے اس وقت وہ ایک قطار میں غلام گردش میں
کھڑے ہیں آپ ذرا باہر آئیں میں ان کا آپ سے تعارف کرواتا ہوں مجھے ذرا شہر
کے وسطی حصے کی طرف جانا پڑا وہاں سے بھی مجھے کچھ لوگوں کو گرفتار کرنا تھا انہیں
بھی پکڑ کر لایا ہوں آپ ذرا میرے ساتھ آئیں۔"

ذوجدان کی اس کارگزاری پر مالک اور حبیب بن عثمان کسی قدر مطمئن دکھائی
دے رہے تھے پھر ذوجدان کے کہنے پر وہ کمرے سے نکل کر غلام گردش میں آئے
جہاں کچھ لوگ لمبی قطار میں کھڑے تھے ان کے سامنے چوبدار تھا بالکل مستعد اور تیار
غلام گردش میں آ کر ذوجدان نے کہنا شروع کیا۔

"چھوٹے مالک یہ جو چار مسلح جوان دائیں جانب کھڑے ہیں یہ قصر کے پشتی
دروازے کے نگہبان ہیں۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ رات کے وقت انہیں حکم ملا
تھا کہ قصر کا پشتی دروازہ کھلا رکھنا ہے اس حکم کے مطابق انہوں نے دروازے کو کھلا
رکھا۔

اس سے آگے جو تین جوان کھڑے ہیں انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ
ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا کہ اوزال کو یہاں سے نکال کر ہیرودیس کے پاس پہنچانا
ہے۔

آخر میں جو نوجوان کھڑا ہے یہ ایک انتہائی گھناؤنے فعل کا مرتکب ہوا ہے اسے
ہیرودیس کے شخص نے ہیرودیس کے پاس بھجوایا جو اس محل کا ایک فرد ہے اس نے جا
کر ہیرودیس سے سودا طے کیا کہ اگر اوزال کو اس کے پاس پہنچا دیا جائے تو کتنی رقم
دے گا۔ جواب میں ہیرودیس نے ان کی خوب پذیرائی کی ایک بھاری رقم کی تھیلی اس
کے حوالے کر دی اور ساتھ یہ وعدہ بھی کیا کہ جب اوزال اس کے پاس پہنچا دی جائے گی تو
اسے مالا مال کر دیا جائے گا۔"

ان سارے انکشافات پر مالک کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں تانبا ہو کر رہ گیا تھا کچھ
لمحے ضبط کرتا رہا پھر قصر کے پشتی محافظوں کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے

www.pdfbooksfree.pk

لگا۔

"تمہیں کس نے حکم دیا تھا کہ قصر کا پشتی دروازہ کھلا رکھنا ہے چاروں نے
دوسرے کی طرف دیکھا پھر ان میں سے ایک آگے بڑھا اور دھیمی سی آواز میں مالک
مخاطب کر کے کہنے لگا۔"

"یہ حکم ہمیں آپ کے بھائی زیبال نے دیا تھا۔"

مالک غصے کی حالت میں تھوڑی دیر تک سر کو ہلاتا رہا بے پناہ خفگی کا اظہار
رہا پھر اگلے تینوں کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تمہیں کس نے حکم دیا تھا کہ اوزال کو ہیرودیس کے پاس پہنچاؤ۔" ان تینوں
نے بھی زیبال ہی کا نام لیا۔

مالک قاصد کے سامنے جا کر رک گیا اور کہنے لگا تمہیں ہیرودیس کے پاس زیبال
نے بھجوایا تھا اس نے اثبات میں گردن ہلا دی بعد میں پوچھا جو رقم وہاں سے ملی تم
وہ کدھر گئی۔

"وہ میں نے آپ کے بھائی زیبال کو دی تھی زیبال نے یہ رقم ان تینوں کے
حوالے کر دی جنہوں نے اوزال کو یہاں سے نکال کر زیبال کے پاس پہنچانا تھا۔"

مالک پھر پلٹا اور انہیں مخاطب کیا جنہوں نے اوزال کو اٹھایا تھا۔

تم نے محل سے نکال کر اوزال کو کہاں پہنچایا۔

وہ تینوں تھوڑی دیر تک خوف اور دہشت سے کانپتے رہے پھر ایک بول پڑا۔

"اوزال کو یہاں سے ہیرودیس کے پاس پہنچانے کی ذمہ داری ہمیں آپ کے
بھائی زیبال نے سونپی تھی اس نے ایک معقول رقم ہمیں اس کام کے صلے میں دینے
عہد کیا تھا لیکن ہماری بدقسمتی کہ جب ہم نے اوزال کو قصر سے نکال لیا ابھی ہم
سے چند قدم ہی دور گئے تھے کہ کچھ لوگ ہم پر حملہ آور ہوئے ان حملہ آوروں کے
پاس ایک خالی گھوڑا بھی تھا انہوں نے اوزال کو ہم سے چھین لیا خالی گھوڑے
انہوں نے اوزال کو بٹھایا اور نجانے وہ اوزال کو کہاں لے گئے۔"

مالک اپنی جگہ کھڑا کچھ دیر سوچتا رہا پھر ذوجدان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ذوجدان تم کیسے شہر کے کوتوال اور ناظم ہو اگر اس حاد

میں میرے باپ کو معلوم ہو گئی تو یاد رکھنا وہ تمہاری چمڑی ادھیڑ کر رکھ دے گا۔ تم
کے کوتوال ہو اور تمہاری موجودگی میں شہر میں لوگ دندناتے رہے اور تمہیں خبر
نہ ہوئی انہوں نے قصر کے اندر سے اوزال کو نکالا تم بے خبر رہے اوزال کو کسی
نے ان سے چھین لیا پھر بھی تم بے خبر رہے تم کیسے کوتوال ہو۔"

ذوجدان کی گردن جھکی رہی کچھ نہ بولا آخر مالک نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"ان سب کو حبیب بن عثمان کے کمرے میں بٹھاؤ۔"

ذوجدان ان سب کو ہانکتا ہوا کمرے میں لے گیا اس بار مالک نے حبیب بن
ان کی طرف دیکھا۔

ابن عثمان تم تھوڑی دیر یہیں رکو میں ابھی آتا ہوں اس کے ساتھ مالک قصر کے
حصے کی طرف گیا جہاں اس کا باپ اور اس کی دونوں ماؤں کا قیام تھا کچھ ہی دیر
وہ لوٹا اور کوتوال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ذوجدان ان سب کو میرے باپ کی خدمت میں پیش کرو ان سب کا فیصلہ وہی
ے گا میں اس سارے حادثے کی تفصیل اپنے باپ سے کہہ کر آیا ہوں وہ اس
سخت غضبناکی کی حالت میں ہے انہیں لے چلو۔"

ذوجدان کے حکم پر وہ سب اس کے آگے آگے چل دیئے۔ چوبدار بھی ساتھ تھا
ب بن عثمان اور مالک بھی ان کے ساتھ ہو لیے یہاں تک کہ وہ قصر کے ایک کھلے
ے میں داخل ہوئے اس کمرے میں پہلے سے نبطیوں کا بادشاہ حارث اور اس کی
بیٹی عریب اور دوسری بیٹی خویلہ بیٹھی ہوئی تھی سارے مجرموں کو حارث کے
ے کھڑا کر دیا گیا تب قصر کے کمرے میں حارث کی گونجدار آواز بلند ہوئی۔ "زیبال
کو میرے پاس لاؤ۔"

چوبدار باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد زیبال اس کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے لیے
نشست مختص ہوا کرتی تھی جب اس نے اس نشست کی طرف بڑھنا چاہا تو ہاتھ
کے اشارے سے حارث نے اسے روکا پھر غضبناک آواز میں اسے مخاطب کیا یہ جوان
سامنے کھڑے ہیں مجرم ہیں ان پر ایک الزام ہے وہ الزام تم پر بھی عائد کیا جاتا
رم کی حیثیت سے تم بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو علنز تمہیں اس

www.pdfbooksfree.pk

نشست پر بیٹھنے کی اجازت نہیں جو تمہارے لئے قصر کے اندر مختص ہے۔

اپنے باپ کے ان الفاظ سے زبال کے پاؤں تلے سے زمین نکل کر رہ گئی تھی چہرہ پیلا ہو گیا تھا اس کی ماں شقیلہ کی بھی حالت اس سے مختلف نہ تھی۔

زبال جب مجرموں کی طرح اپنے باپ کے سامنے کھڑا ہو گیا تب حارث نے اسے مخاطب کیا۔

زبال تم پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ تمہارے کہنے پر ان جوانوں نے جو اس وقت تمہارے پہلو میں کھڑے ہیں اوزال کو قصر کے پشتی دروازے سے نکال کر تمہارے حکم پر ہیرودیس کے پاس پہنچانا چاہا لیکن کچھ قوتیں ان پر حملہ آور ہوئیں اور اوزال کو ان سے چھین کر لے گئیں اوزال اس وقت کہاں ہے کسی کو کوئی خبر نہیں۔

تم پر دوسرا الزام یہ ہے کہ تم نے دو قاصد ہمارے بدترین دشمن ہیرودیس کی طرف روانہ کیے اور اسے پیشکش کی کہ اگر اوزال اس کے حوالے کی جائے تو کتنی رقم ملے گی اس کے جواب میں ہیرودیس خوش ہوا اور قاصد کے ہاتھ تمہاری طرف نقدی کی ایک تھیلی روانہ کی اور ساتھ یہ بھی وعدہ کیا اگر اوزال اس کے پاس پہنچ گئی تو مالا مال کر دیا جائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث رکا شقیلہ کی حالت بدترین ہو رہی تھی وہ بڑی خفگی۔ غصے میں اپنے بیٹے زبال کی طرف دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ قصر میں حارث کی آواز پھر گونجی گئی۔

"زبال تم پر جو الزامات عائد کیے گئے ہیں ان کی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

زبال کی گردن جھک گئی کچھ بھی نہ کہا۔ حارث نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"کچھ بولنا چاہتے ہو تو بول سکتے ہو تمہیں اس کی اجازت ہے مگر جھوٹ مت بولنا اس لئے کہ قصر کے محافظ اور وہ لوگ جنہوں نے اوزال کی اٹھایا وہ قاصد جو تمہارے ہیرودیس کی طرف روانہ کیا اس وقت سب یہاں موجود ہیں اور سب تمہارے خلاف گواہی دینے کے لیے تیار ہیں لہٰذا جو کچھ کہنا سوچ سمجھ کر کہنا۔"

زبال کچھ بھی نہ کہہ سکا چپ رہا اس پر اور زیادہ غضبناکی میں حارث نے کہنا شروع کیا۔

"سن میرے بدترین بیٹے! تو جانتا ہے اوزال کہ میں نے اپنی بیٹی بنایا تھا میں نے سب کے سامنے یہ بھی کہا تھا کہ میری دو نہیں اب تین بیٹیاں ہیں تیسری بیٹی اوزال ہے تم نے ہیرودیس کے ساتھ معاملہ طے کر کے اپنی بہن کا سودا کیا ہے۔"

"اگر تم اتنے ہی گھٹیا اتنے ہی بے غیرت ہو گئے تھے تو اپنی بہن کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کا بھی سودا کروایا ہوتا۔" حارث دم لینے کے لیے رکا اس کے بعد اسی انداز میں کہتا چلا گیا۔

"زبال میں مالک اور حبیب بن عثمان' ہیرودیس کے ساتھ جنگ میں مصروف تھے ہماری غیر موجودگی میں تمہیں چاہیے تھا کہ شہر کی حفاظت اور اس کے امن و امان کا خیال رکھتے لیکن تم نے بددیانتی اور خیانت سے کام لیا تم نے نہ صرف یہ کہ میری بیٹی کو مصیبت میں مبتلا کیا بلکہ تم نے بغاوت کا بھی اظہار کیا اس لئے کہ جو معاملہ تم نے ہیرودیس کے ساتھ طے کرنے کی کوشش کی وہ بغاوت کے زمرے میں آتا ہے۔"

یہاں تک کہتے کہتے حارث کو رک جانا پڑا اس لئے کہ ایک مسلح جوان اندر آیا اور حارث کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آقا محل میں حبیب بن عثمان کا ماموں زاد بھائی علی داخل ہوا ہے اس کے ساتھ اوزال بھی ہے۔"

اس انکشاف پر حبیب بن عثمان' مالک' حارث اور محل میں بیٹھے ہوئے لوگ سب خوشی میں چہک اٹھے تھے۔ عریب اور حویلہ کے چہروں پر گہری مسکراہٹ تھی حارث بول پڑا۔

"علی اور اوزال دونوں کو اندر لاؤ۔"

وہ محافظ باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد محل کے اس کمرے میں علی اور اوزال داخل ہوئے اوزال کے اندر داخل ہونے پر سب نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اس لئے کہ حارث خود کھڑا ہو گیا تھا اس نے آگے بڑھ کر شفقت آمیز ہاتھ اوزال کے سر پر رکھا پھر خوش انداز میں علی سے ساتھ مصافحہ کیا دونوں کو نشستوں پر بیٹھنے کے لئے کہا اوزال اپنے باپ ایک طرف گئی حبیب بن عثمان کے قریب جا بیٹھی اگلی نشست پر علی بیٹھ گیا تو اوزال کو حارث نے مخاطب کیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"میری بیٹی مجھے یہ خبر تو ہو گئی ہے کہ تمہیں ایک سازش کے تحت محل سے نکال گیا پھر یہ بتاؤ کہ اس کے بعد تم پر کیا بیتی۔"

اوزال کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ تھی پھر حارث کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بول اٹھی۔

"جن لوگوں نے مجھے قصر کے اندر سے نکالا وہ قصر سے ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ کچھ مسلح جوان ان پر حملہ آور ہو گئے ان کے پاس ایک خالی گھوڑا بھی تو انہوں نے مجھے اس گھوڑے پر بٹھایا شہر سے باہر لے گئے انہوں نے سیدھا حبیب بن عثمان کے نخلستان کا رخ کیا اور مجھے ان کے ہاں پہنچا دیا جب تک جنگ ہوتی رہی میں نے وہیں قیام کیا اب مجھے خبر ملی کہ آپ اور حبیب بن عثمان لوٹ آئیں ہیں تو میں بھی علی کے ساتھ آ گئی ہوں جن لوگوں نے مجھے رقیم شہر سے حبیب بن عثمان کے نخلستان میں پہنچایا یہ وہی لوگ تھے جو اس سے پہلے کئی مواقع پر میرے اور حبیب بن عثمان کے کام آ چکے ہیں وہ لوگ کون ہیں میں نہیں جانتی بہر حال انہوں نے بڑی حفاظت بڑی عزت و احترام کے ساتھ مجھے حبیب بن عثمان کے نخلستان تک پہنچایا۔"

حارث اب کسی قدر مطمئن دکھائی دے رہا تھا کچھ دیر تک وہ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے شہر کے کوتوال ذوجدان کی طرف دیکھا۔

"ذوجدان یہ جو حادثہ پیش آیا ہے یہ بہت بڑا حادثہ ہے یہ جو سازش ہوئی ہے کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے اس سارے حادثے کا محور اور مرکز میرا بیٹا زیبال ہے زیبال کو زندان میں لے جاؤ اس وقت تک زندان میں رہے گا جب تک میں چاہوں گا ہر روز صبح اور شام اس کی پیٹھ پر دو دو کوڑے مارے جائیں تاکہ اسے احساس ہو کہ اسے شہر کا محافظ بن کر رہنا چاہیے تھا۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی احساس ہو کہ اس نے اپنی بہن کو بیچنے کا ایک گھناؤنا فعل کیا تھا جس کی یہ سزا ہے۔

جہاں تک قاصد کا تعلق ہے جسے اس نے ہیرودیس کے پاس بھجوایا اسے بھی زندان میں ڈال دو اس لئے کہ اگر زیبال نے قاصد کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا تو قاصد کو چاہیے تھا کہ ہیرودیس کے بجائے میرے پاس آتا اور مجھے اصل حالات سے آگاہ کرتا لہٰذا یہ بھی سزا کا حق دار ہے۔

جن لوگوں نے قصر کے اندر سے اوزال کو نکالا انہیں زندان میں ڈالو صبح شام ہر پانچ پانچ کوڑے مارو یہ اس کے حق دار ہیں باقی رہے قصر کے محافظ ان کو بھی پتا تھا کہ جب زیبال نے انہیں کہا کہ رات کے وقت قصر کا دروازہ کھلا رکھا جائے کیونکہ میں یہاں نہیں تھا تو اس کی اطلاع ذوجدان تمہیں کرتے اس لئے کہ ہماری غیر موجودگی میں شہر کے امن و امان کے تم ذمہ دار تھے چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا لہٰذا ان کو بھی زندان میں ڈالو اور ان کو بھی کوڑوں کی سزا دو اب ان سب کو لے جاؤ۔"

حارث کے حکم پر ذوجدان حرکت میں آیا زیبال اور اس کے سارے ساتھیوں کو قصر سے زندان کی طرف لے گیا تھا اس کے جانے کے بعد حارث نے علی کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

"علی میرے بیٹے میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم بروقت اوزال کو یہاں لے کر آئے اگر تم اسے یہاں نہ لاتے تو ہم اس کے لئے بڑے فکر مند اور پریشان رہتے بہر حال تم نے ہماری پریشانیوں کا خاتمہ کیا ہے اوزال میری بیٹی جو کچھ ہوا میں اس کے لئے تم سے معذرت خواہ ہوں مجھے سب سے زیادہ دکھ اس بات کا ہے کہ یہ حرکت میرے اپنے بیٹے نے کی بہر حال جو کچھ ہوا میری بیٹی اسی کو بھول جاؤ فراموش کر دو اب تمہاری حفاظت کے خاطر خواہ انتظام کیے جائیں ایسے انتظامات کہ تمہاری عزت کی طرف کسی نے میلی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو اس کی آنکھیں نکال دی جائیں گی میری بیٹی میں جانتا ہو تم تھکی ہاری آئی ہو اب تم حبیب بن عثمان کے ساتھ جاؤ اور آرام کرو۔"

حبیب بن عثمان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اوزال بھی اٹھ کھڑی ہوئی کمرے سے باہر نکلے علی بھی ان کے ساتھ تھا اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے حبیب نے اوزال سے مخاطب کیا۔

"اوزال تم کیسی ہو؟"

اوزال نے مسکراتے ہوئے حبیب کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں خدا کا شکر ہے کہ میں بچ گئی ہوں ورنہ زیبال نے مجھے ہیرودیس کے پاس پہنچانے میں کوئی کسر نہ رکھی تھی۔"

www.pdfbooksfree.pk

حبیب نے اس بار علی کی طرف دیکھا۔ "علی میرے بھائی ماں، ماموں دوسرے لوگ کیسے ہیں۔" علی نے سب کی خیریت کی اطلاع کی پھر علی نے حبیب مخاطب کیا۔

"بھائی میں رکوں گا نہیں ابھی اسی وقت واپس جاؤں گا اس لئے کہ ماں اور پھوپھی بڑی بے چینی سے میری آمد کا انتظار کریں گی۔"

حبیب بن عثمان نے اس موقع پر اوزال کی طرف دیکھا۔

اوزال تم اپنے کمرے کی طرف جاؤ میں علی کو لے کر مستقر کی طرف جاتا ہوں وہاں یہ سعید سے بھی مل لے گا پھر گھر چلا جائے گا۔ اوزال نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ علی کو لے کر حبیب مستقر کی طرف گیا وہاں وہ اپنے بھائی سعید سے ملا کچھ دیر تینوں اکھٹے رہے اس کے بعد علی وہاں سے نخلستان کی طرف چلا گیا تھا۔

○

حارث کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد ہیرودیس اوراس کی خوبصورت بیوی ہیرودیہ نے الفور اپنے مرکزی شہر کی طرف نہیں گئے بلکہ اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ انہوں نے اپنے علاقوں میں داخل ہونے کے بعد ایک چھوٹے شہر میں قیام کر لیا تھا۔ شاید حارث کے ہاتھوں شکست ہونے کے بعد وہ شکست خوردہ حکمران کی حیثیت سے الفور اپنی مملکت کے لوگوں کا سامنا نہیں کرنا چاہتے تھے اسی بنا پر انہوں نے دونوں کے لئے اپنے مرکزی شہر سے دور قیام کر لیا تھا۔

اسی دوران جنوب مغربی فلسطین کے رومن گورنر پلاطس اور شمال مشرقی فلسطین کے رومن گورنر ڈیکا پولس کو بھی حارث کے ہاتھوں ہیرودیس کی شکست کی خبریں پہنچ گئیں پہلے پلاطس اور ڈیکاپولس نے تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے آپس میں رابطہ قائم کیا پھر ایک مقررہ تاریخ پر دونوں ہیرودیس کے مرکزی شہر پہنچ گئے۔

اس وقت تک ہیرودیس ابھی واپس اپنے دارالحکومت نہیں آیا تھا لہٰذا پلاطس اور ڈیکاپولس بڑی بے چینی سے اس کے دارلحکومت میں قیام کر کے اس کا انتظار کرنے لگے تھے۔

ہیرودیس اور ہیرودیہ جب اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ اپنے درالحکومت پہنچے تو کسی نے ان کا استقبال نہیں کیا بلکہ یہودی ہیرودیس پر یہ آوازیں کسنے لگے تھے کہ ہیرودیس نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا ہے لہٰذا حارث کے ہاتھوں جو شکست ہوئی ہے یہ خداوند قدوس کی طرف سے اس پر ایک بدترین عذاب ہے۔

○

اپنے لشکر کو مستقر میں بھیجنے کے بعد ہیرودیس اور ہیرودیہ جب اپنے قصر میں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

داخل ہوئے تو اسی وقت انہیں پلاطس اور ڈیکاپولس کے آنے کی اطلاع دی گئی ہیرودیس نے فوراً ان سے ملنے کی خواہش کا اظہار کر دیا لہٰذا ڈیکاپولس اور پلاطس دونوں ہیرودیس کے کمرہ خاص میں آئے اس وقت ہیرودیس اور ہیرودیہ دونوں میاں بیوی بیٹھے ہوئے تھے اپنی جگہ سے اٹھ کر ہیرودیس نے ڈیکاپولس اور پلاطس کا بڑے استقبال کیا اور انہیں اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا۔

سب سے پہلے ڈیکاپولس اور پلاطس نے ہیرودیس سے حارث کے ہاتھوں شکست پر بڑی ہمدردی کا اظہار کیا پھر پلاطس نے ہیرودیس کو مخاطب کیا۔

"ہیرودیس آپ کے خیال میں نبطیوں کے ہاتھوں آپ کی شکست کے کیا اسباب ہو سکتے ہیں جس وقت آپ اپنے لشکر کے ساتھ نکلے تھے۔ ناظروں نے مجھے اس کی اطلاع کر دی تھی۔ ڈیکاپولس کو بھی اطلاع ہو چکی تھی اور ہم دونوں تو یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ آپ حارث کو بدترین شکست دیں گے اور حارث کے مرکزی شہر تک اس کا تعاقب کرتے چلے جائیں گے لیکن یہاں تو معاملہ الٹ ہو گیا حارث نے آپ کو شکست دی اور دور تک آپ کا تعاقب کیا آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس کے لشکر کی تعداد آپ کے لشکر سے زیادہ تھی۔"

ہیرودیس مایوس سا دکھائی دے رہا تھا کچھ دیر سر کو جھکائے ہوئے سوچتا رہا اس کے چہرے پر تفکرات اور فکر مندی کی لہریں نمایاں ہو گئیں تھی پر وہ بول پڑا۔

"حارث کے لشکر کی تعداد تو مجھ سے زیادہ نہ تھی کسی قدر کم ہی ہو گی لیکن حیرت ہے اس نے مجھے بدترین شکست دی لیکن اس کے اور میرے لشکریوں کے جنگ کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے میرے لشکری دفاع تک محدود رہے جبکہ اس کے لشکری ہار جیت اختیار کرنے کے بعد کچھ اس طرح آگے بڑھتے ہوئے حملہ آور ہوتے رہے جیسے روز ازل کے متلاشی اور ابدی قربان گاہوں کے چوپان اپنی فتح مندی کا اعلان کرنے کے لئے اپنی منزل کی طرف بڑھتے ہیں۔ حارث کے سپاہی میرے لشکری صفوں پر اس طرح چھاتے رہے جیسے سمندر کے نیلے خلاء سے اچانک خشمگیں عقاب نکل کر مقدر کے نگہبان بن کر زمانے کی کدورتوں کی صورت میں ہر چیز پر چھا جاتے ہوں۔ لمحوں کے اندر انہوں نے میرے لشکریوں کے سابقوں اور لاحقوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا وہ لرزاں سایوں اور سلگتے صحرا کی بنجر جلتی لو کی طرح میرے لشکر کے وسطی حصے کی طرف گھستے چلے گئے اور ان کے سامنے میرے لشکریوں کی حالت زرد پتوں۔ اداس خاموشیوں کی تلخ یادوں سے بھی بدتر ہو کر رہ گئی تھی۔ جنگ کچھ زیادہ دیر جاری نہ رہ سکی میں سمجھتا ہوں میرے لشکر میں سکت نہیں کہ حارث کے لشکر کا مقابلہ کر سکیں سب سے زیادہ میں اس کے جرنیل حبیب بن عثمان کے حملہ آور ہونے سے متاثر ہوا ہوں اس نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جس سمت بھی رخ کیا اس سمت میرے لشکریوں کی حالت وہ ساحل کے دھتکارے ملاح دھنکی ہوئی ریزہ ریزہ روئی اور پاش پاش ہو جانے والے پیالے کی طرح کرتا رہا میری شکست کا سب سے بڑا سبب وہی ہے۔"

ہیرودیس جب خاموش ہوا تو پلاطس بول پڑا۔

"ہیرودیس اس شکست کے بڑے بڑے اثرات نمودار ہوں گے اس شکست سے جہاں نبطیوں کے بادشاہ حارث کے حوصلے دلولے بلند اور جوان ہوں گے وہاں فلسطین کے اندر قوتوں کے حوصلے پست اور مضمحل ہو کر رہ جائیں گے اور جب آپ کی اس شکست کی خبر قیصر روم کو پہنچے گی تو یاد رکھنا وہ ہم سب سے اس شکست کی باز پرس کرے گا۔"

"لہٰذا ان سارے عوامل سے بچنے کے لئے آپ کی شکست کا انتقام حارث سے لینا انتہائی ضروری ہے جب تک اسے بدترین شکست نہیں دی جاتی اس وقت تک ان علاقوں کے اندر رومنوں کی ساکھ بحال نہیں ہو گی۔"

"ہیرودیس آپ کی آمد سے پہلے میں اور ڈیکاپولس نے ایک لائحہ عمل طے کیا ہے وہ میں آپ سے کہتا ہوں اگر آپ اس سے متفق ہوں تو میرے خیال میں ہم بڑی آسانی کے ساتھ نبطیوں کے بادشاہ حارث کو آئندہ جنگ میں شکست دے کر آپ کی شکست کا انتقام لے سکتے ہیں۔"

ہیرودیس ہارے ہوئے جواری کی طرح کچھ دیر تک پلاطس کی طرف دیکھتا رہا پھر تھکے سے لہجے میں بول پڑا۔

"پلاطس تم نے ڈیکاپولس کے ساتھ مل کر جو بھی طے کیا ہے مجھے منظور ہے میں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جانتا ہوں تم دونوں نے مل کر جو فیصلہ کیا ہو گا اسی میں میری بہتری ہو گی کہو تم کیا کرنا چاہتے ہو۔"

پلاطس نے ایک نگاہ ڈیکاپولس پر ڈالی اس کے بعد وہ ہیرودیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہیرودیس آج تمہارے ساتھ معاملہ طے کرنے کے بعد میں اور ڈیکاپولس یہاں سے اپنے اپنے علاقوں کی طرف کوچ کر جائیں گے آپ سے گفتگو کرنے کے بعد ایک تاریخ مقرر کی جائے گی اس تاریخ کو میں اپنے علاقوں سے ایک لشکر لے کر نکلوں گا جو رومنوں پر مشتمل ہو گا رومنوں کے ہی ایک لشکر کے ساتھ ڈیکاپولس اپنے علاقوں سے نکلے گا اسی تاریخ کو آپ بھی لشکر لے کر اپنے مرکزی شہر سے نکلنا اور نبطیوں کے علاقوں کی طرف بڑھنا۔

اب صورت حال یہ ہو گی کہ شمال کی طرف سے ڈیکاپولس ایک منجھے ہوئے تربیت یافتہ اور جرار لشکر کے ساتھ نبطیوں کے علاقوں کی طرف بڑھے گا مغرب کی طرف سے آپ کوچ کرنا جنوب کی طرف سے میں ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ نبطیوں کے علاقوں کا رخ کروں گا اس طرح نبطیوں کے لیے ہم تین محاذ کھولیں گے۔

"ہیرودیس اس سے پہلے اگر حارث نے آپ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے آپ کو بڑی آسانی کے ساتھ شکست دے دی تو آئندہ جنگ میں وہ ایسا نہیں کر سکے گا ایک محاذ پر لڑنا اس کے لیے آسان تھا جب بیک وقت تین محاذ مختلف سمتوں پر کھلیں گے تو یاد رکھنا اسے اپنے مرکزی شہر رقیم کا دفاع کرنا مشکل ہو جائے گا مجھے امید ہے کہ اگر ہم ایک مقررہ وقت اور ن کو اپنے اپنے لشکریوں کے ساتھ نکلیں اور طے شدہ تجویز کے مطابق نبطیوں کے علاقوں کی طرف بڑھیں تو نبطیوں کو نہ صرف یہ کہ ان کے مرکزی شہر میں محصور کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں بلکہ ہم ہمت اور صبر سے کام لیں تو نبطیوں کے مرکزی شہر پر قبضہ بھی کر سکتے ہیں اس طرح نبطیوں کا ہم مکمل طور پر خاتمہ کر سکتے ہیں ان کے خاتمے کے بعد ان علاقوں میں کوئی ایسی قوت نہ رہے گی جو رومنوں کے سامنے سر اٹھا کر چل سکے۔"

ہیرودیس نے پلاطس کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پلاطس جب خاموش ہوا تو ہیرودیس نے کہنا شروع کیا۔

"پلاطس میں تمہاری اور ڈیکاپولس کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں اس تاریخ کو ہمیں حملہ آور ہونا چاہیے یہ تم دونوں ہی طے کرو لیکن مجھے کچھ دن میں اپنے لشکر کو نئے سرے سے استوار کر سکوں اس موقع پر میں تم پر ایک بات بھی کرنا چاہتا ہوں۔"

"پلاطس تم جانتے ہو جن دنوں شام کا بادشاہ حداد بن حدار دمشق میں آیا تھا اس کے سامنے ایک لڑکی نے رقص کیا تھا تم جانتے ہو یروشلم میں اس لڑکی کو یروشلم کی دلہن کہہ کر پکارا جاتا تھا ایسا اس کے حسن اور اس کی خوبصورت کی وجہ سے کہا جاتا تھا۔"

"تمہیں یہ بھی یاد ہو گا کہ حداد بن حدار نے اس لڑکی کو اپنے لیے پسند کر لیا تھا اور مجھے کہا تھا اس لڑکی کو اس کے حرم میں داخل کیا جائے اس لڑکی کا نام اوزال تھا لیکن وہ لڑکی غائب ہو گئی اب پتا چلا ہے کہ وہ لڑکی نبطیوں کے مرکزی شہر رقیم پہنچ گئی ہے نبطیوں کا ایک قاصد بھی میرے پاس ٹھہرا ہوا ہے اس کے ایک ساتھی نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ بھاری رقم کے عوض اوزال کو یہاں پہنچائے گا۔"

اس کے ساتھ ہی ہیرودیس نے تال بجائی جس کے جواب میں اس کا چوبدار اندر آیا اسے دیکھتے ہی ہیرودیس نے اسے مخاطب کیا۔

"رقیم شہر کا جو قاصد ہمارے ہاں ٹھہرا ہوا تھا اسے یہاں بلا کر لاؤ۔"

چوبدار نے عجیب سے انداز میں ہیرودیس کو تعظیم دی پھر وہ لرزاں سی آواز میں کہنے لگا۔

"مالک آپ جانتے ہیں اس قاصد نے شاہی مہمان خانے میں قیام کیا ہوا تھا اس کے آنے جانے اور شہر میں گھومنے پر کوئی پابندی نہ تھی وہ یہاں سے بھاگ گیا میں نے اسے بڑا تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملا۔"

ہیرودیس کے چہرے پر غصے اور خفگی کے آثار نمودار ہوئے ہیرودیہ کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہریں بکھر گئیں تھیں پھر پلاطس کی طرف دیکھتے ہوئے ہیرودیس کہنے

www.pdfbooksfree.pk

لگا۔

"لگتا ہے رقیم شہر کے ان قاصدوں نے ہی میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے ہم
اب نبطیوں سے انتقام ضرور لیا جائے گا پلاطس اب تم کہو تم کون سی تاریخ
مقرر کرتے ہو۔"

پلاطس کچھ کہنے لگا تھا کہ رک گیا اس لئے کہ عین اسی وقت ہیرودیس کی
بیوی سے اس کا بیٹا اگرپا اندر داخل ہوا۔ اگرپا کو دیکھتے ہوئے پلاطس، ہیرودیس
مخاطب کر کے کہنے لگا "ہیرودیس تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے بیٹے اگرپا نے
صرف یہ کہ ہمارا بہترین خیر مقدم کیا بلکہ ہمارے ساتھ ایک مثالی اور عمدہ سلوک
تمہارے بیٹے میں ایک اچھا اور کامیاب حکمران بننے کی ساری صفات موجود ہیں
ہوا یہ آگیا سارا معاملہ اس کی موجودگی میں طے ہونا چاہیے مجھے تو اس کا انتظار تھا
نہ جانے یہ کہاں چلا گیا۔" اس پر ہیرودیس کہنے لگا۔

"مجھے فخر ہے کہ میرے بیٹے نے شہر سے باہر نکل کر میرا استقبال کیا اس نے
میری شکست پر میری حوصلہ افزائی کی یہ لشکر کو لے کر مستقر کی طرف چلا گیا تھا اب
وہیں سے آ رہا ہے۔"

اگرپا اپنے باپ ہیرودیس کے پاس جب بیٹھ گیا تب پلاطس بول پڑا۔

"اگرپا تمہاری موجودگی میں تمہارے باپ کے ساتھ وہی گفتگو کی ہے جو اس سے
پہلے میں تمہارے ساتھ کر چکا ہوں پہلے یہ بتاؤ کہ آج چاند کی کیا تاریخ ہے۔"

اگرپا کہنے لگا آج چاند کی سات تاریخ ہے۔

پلاطس نے کچھ سوچا پھر وہ ہیرودیس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر بول پڑا۔

"ہیرودیس چاند کی اگلی سات تاریخ کو ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے
تاریخ کو سورج طلوع ہونے سے کافی پہلے تم اپنے لشکر کے ساتھ اپنے دارلحکومت سے
نکلنا۔ میں اور ڈیکاپولس بھی ایسا ہی کریں گے۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ تم اپنے بیٹے
کو بھی لشکر میں شامل رکھو لیکن اب میں اس ارادے کو ملتوی کرتا ہوں اس لئے
تین محاذ کھلنے کے بعد اگرپا کی ضرورت نہیں ہے اگرپا کو پہلے کی طرح دارلحکومت
چھوڑ کر جانا تاکہ تمہاری غیر موجودگی میں یہ سلطنت کے احوال کی نگرانی کر سکے۔

ہیرودیس اگلے ماہ کی سات تاریخ کو جب مغرب کی طرف تم، جنوب کی طرف
ے میں شمال کی طرف سے ڈیکاپولس نبطیوں کے علاقوں کی طرف بڑھیں گے تو یاد
کھنا تاریخ کے اوراق اور وقت کے موڑ پر ایک نیا حادثہ جنم لے گا پہلے حارث نے
پنی قوت کو مجتمع کرتے ہوئے تمہیں بحیرہ لوط کے کنارے شکست دے دی لیکن آئندہ
وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

اس لئے کہ ہم تینوں کے مقابلے میں اسے بھی اپنے لشکر کو تین حصوں میں
تقسیم کرنا پڑے گا جب وہ اپنی قوت کو تین حصوں میں بانٹے گا تو یاد رکھنا ہم تینوں کے
مقابلے میں اس کے لشکر کی استطاعت کمزور ہو کر رہ جائے گی اور میرے خیال میں
جب وہ ایسا کرے گا تو ہمارے ہاتھوں اسے شکست اٹھانے میں دیر نہیں لگے گی۔"

پلاطس کی اس گفتگو سے ہیرودیس اور ہیرودیہ دونوں ہی کس قدر خوش ہو گئے
تھے تھوڑے سے وقفے کے بعد پلاطس پھر بول پڑا۔

"ہیرودیس اس جبکہ تمہارے ساتھ آئندہ جنگ کا لائحہ عمل طے ہو چکا ہے تو
میں اور ڈیکاپولس آج ہی اپنے اپنے علاقوں کی طرف کوچ کر جائیں گے اس لئے کہ
ہم گزشتہ کئی دنوں سے تمہارے دارلحکومت میں تمہارا انتظار کر رہے تھے اب معاملہ
طے ہو گیا ہے تو ہمارا یہاں قیام کرنا بے سود ہے ہمیں اپنے علاقوں میں جانا چاہیے
اور جس لشکر کو لے کر ہم نے ایک ماہ بعد نکلنا ہے اس کی تربیت کا عمدہ کام سرانجام
دینا چاہیے۔"

پلاطس جب خاموش ہوا تو ہیرودیس نے کہنا شروع کیا۔ "پلاطس میں تمہاری
تجویز سے اتفاق کرتا ہوں میں اور میرا بیٹا اگرپا بھی آج سے اپنے لشکر کی نئے سرے
سے تربیت کا کام شروع کرتے ہیں ساتھ ہی نئے لشکری بھرتی کرتے ہیں اور اپنے لشکر
کی تعداد اتنی ہی کر لیں گے جس قدر ہم نبطیوں کے بادشاہ حارث کے مقابلے پر لے
گئے تھے۔"

پلاطس اور ڈیکا دونوں نے ہیرودیس کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر انہوں نے
ہیرودیس سے اجازت لی اسی روز وہ اپنے اپنے علاقے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

ایک روز اوزال اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی کہ کمرے کے دروازے سے حبیب بن عثمان نمودار ہوا اور کمرے میں بیٹھی اوزال کو مخاطب کرکے مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ "کیا میں اندر آسکتا ہوں۔"

اوزال اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ دیر وہ احتجاجی انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتی رہی' پھر آگے بڑھی۔ دروازے کے قریب آئی' ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے حبیب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کمرے میں کھینچتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ آپ نے آج سے نیا طریقہ کیا اپنا لیا ہے؟ دروازے پر کھڑے ہو کر اجنبیوں کی طرح اجازت کیوں لے رہے ہیں؟ آپ تو ایسا کر رہے ہیں' گویا میرے ساتھ پہلے کوئی شناسائی ہی نہیں ہے' نہ آپ مجھے جانتے ہیں۔"

اس پر حبیب بن عثمان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اوزال بھی اس کے سامنے بیٹھ گئی' پھر اوزال کو حبیب بن عثمان نے مخاطب کیا۔

"اوزال میں تمہارے ساتھ ایک انتہائی اہم معاملہ طے کرنے آیا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہیرودیس ہم سے اپنی شکست کا انتقام لینے پر تلا ہوا ہے۔ جو اطلاع ہمارے مخبر لے کر آئے ہیں' اس کے مطابق ہیرودیس اگلے ماہ کی سات تاریخ کو حرکت میں آئے گا۔ جنوب مغربی فلسطین کا رومن گورنر پلاطس اور شمال مشرقی فلسطین کا رومن ڈیکاپولس بھی ہیرودیس کا ساتھ دیں گے۔

یہ تینوں قوتیں تین مختلف لشکر لے کر اپنے اپنے علاقوں سے نکلیں گی اور ہمارے لیے تین محاذ کھولیں گی۔ مغرب کی طرف سے ہیرودیس' جنوب کی طرف سے پیلاطس' شمال کی طرف سے ڈیکاپولس ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے بڑھے گا اور ہم نے ان سب کی راہ روکنی ہے۔

اوزال پہلے میرا ارادہ تھا کہ چند دن کے لیے گھر جاؤں گا اور تمہیں بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔ اس لیے کہ علی جب یہاں آیا تھا' اس نے میری ماں کا یہ پیغام پہنچایا تھا کہ مجھے چند دن کے لیے گھر آنا چاہیے۔ ماں کا یہ بھی تقاضا تھا کہ اوزال کو بھی ساتھ لے کر آنا۔ اب میں گھر نہیں جا سکتا' اس لیے کہ ہمیں دن رات ایک کرکے نہ صرف یہ کہ اپنے لشکر کی تربیت کرنی ہے بلکہ نئے لشکری بھرتی کرکے انہیں لشکری تربیت دینا ہے۔

گزشتہ حادثے نے مجھے تمہاری طرف سے چوکنا کر دیا ہے۔ اب میں تمہیں تنہا اور اکیلا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ میں تمہیں اپنے نخلستان میں بھی نہیں چھوڑوں گا۔ تم رہو گی اسی قصر کے اندر لیکن میں تمہاری حفاظت کا خوب انتظام کروں گا۔

ابھی لشکر کے یہاں سے نکلنے کے لیے ایک ماہ باقی ہے۔ اس دوران میں کتے کو تمہارے ساتھ خوب مانوس کر جاؤں گا۔ تم جانتی ہو کہ وہ میرا سدھایا ہوا کتا ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ نہیں لے کر جاؤں گا' یہیں چھوڑ جاؤں گا۔ کتا تمہارے ساتھ باہر دائم گردش میں رہے گا۔ کسی آنے جانے والے کو نقصان نہیں پہنچائے گا' تاہم جو بھی بدنیت سے تمہاری طرف آئے گا یا جس کی طرف تم اسے شتکارو گی' اس کا نیاس کرکے رکھ دے گا۔ میری غیر موجودگی میں وہ بہترین انداز میں تمہاری حفاظت کرے گا۔

پہلے تمہیں قصر کے عقبی دروازے سے نکال لیا گیا تھا' اب کوئی ایسا بھی نہیں کر سکے گا۔ اس لیے کہ قصر کی حفاظت کے لیے از سرنو انتظام کیے گئے ہیں۔ اب کسی کی جرأت نہیں کہ قصر میں داخل ہو کر پہلے جیسا واقعہ دہرا سکے اور پھر میرا کتا یہاں ہو گا۔ کتے کے علاوہ وہ بھی بہترین انداز میں تمہاری حفاظت کا کام سرانجام دے سکے گا۔"

جب تک حبیب بن عثمان بولتا رہا' اوزال خاموشی سے سنتی رہی۔ جب وہ چپ ہوا تو اوزال بول پڑی۔

"میں آپ کی اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتی ہوں' پر اس کے لیے میری ایک

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان نے تیز نگاہوں سے اوزال کی طرف دیکھا' پھر پوچھا۔

"تمہاری کیا شرط ہے؟"

اوزال نے کچھ سوچا' اپنے سرخ گلابی ہونٹوں پر زبان پھیری۔ اس کے بعد کہنا شروع کیا۔

"شرط یہ ہے کہ جب تک آپ لشکر کو لے کر یہاں سے نکلتے نہیں' اس وقت تک ہر روز آپ یہاں میرے پاس آیا کریں گے اور رات بھی یہاں اپنے کمرے میں سویا کریں گے۔ اگر آپ کو میری یہ شرط منظور ہے تو پھر آپ کی غیر موجودگی میں محل کے اندر رہ لوں گی۔ اگر نہیں تو پھر میں دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنا چاہوں گی۔ اول یہ کہ میں لشکر میں آپ کے ساتھ شامل ہوں گی۔ دوسرا یہ کہ جنگ پر جانے سے پہلے آپ مجھے اپنے نخلستان چھوڑ کر آئیں گے۔

حبیب بن عثمان کھل کر مسکرا دیا' پھر کہنے لگا۔

"یہ تو کوئی خاص شرط ہی نہیں ہے۔ میں نے پہلے ہی رات اپنے کمرے میں گزارنے کا عزم کیا ہوا ہے۔ اس لیے کہ جب رات کو میں یہاں ہوں گا تو کتا بھی میرے ساتھ ہوگا اور اس دوران وہ اس ماحول سے مانوس ہو جائے گا اور میری غیر موجودگی میں تمہاری حفاظت بھی خوب کرے گا۔ مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے' اب تم کہو کیا کہتی ہو؟"

جواب میں اوزال کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ قصر کا چوبدار باہر غلام گردش میں نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی حبیب بن عثمان اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور سمجھ گیا' کوئی غیر معمولی واقعہ ہے۔ چوبدار دروازے کے قریب آیا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ کو فی الفور آقا نے طلب کیا ہے۔"

حبیب بن عثمان چوبدار کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اوزال نے اس سے پہلے ہی حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"لگتا ہے قصر کے اندر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے جو اس قدر جلدی سرعت کے ساتھ آپ کو طلب کیا گیا ہے۔ ابھی تو آپ [illegible]

[illegible] اور محترم حارث بھی وہاں گئے ہوئے تھے۔ اگر پہلے سے کوئی معاملہ ہوتا تو [illegible] کے اندر ہی آپ سے گفتگو کر لی جاتی۔ میرے خیال میں اچانک کوئی حادثہ یا [illegible] رونما ہوا ہے جس کی بنا پر آپ کو طلب کیا گیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں [illegible] کے ساتھ چلتی ہوں۔ دیکھتے ہیں کیا معاملہ ہے۔"

[illegible] حبیب بن عثمان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے شوق اور بڑے انہماک سے [illegible] کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

"اوزال تم یہیں رہو۔ میں جلد لوٹ کر تمہارے پاس آؤں گا۔ دیکھتا ہوں کیا [illegible] ہے۔" اس کے ساتھ ہی اوزال کے جواب کا انتظار کیے بغیر حبیب بن عثمان [illegible] کے ساتھ ہو لیا تھا۔

حبیب بن عثمان چوبدار کے ساتھ محل کے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے [illegible] پہلے سے نبطیوں کا بادشاہ حارث اور اس کا بیٹا مالک حارث کی دونوں بیویاں نبطی [illegible] کا اعلیٰ وزیر سیلاس اور رقیم شہر کا کوتوال اور ناظم ذوجدان بیٹھے ہوئے تھے۔

حبیب بن عثمان جب چوبدار کے ساتھ اندر داخل ہوا تو ہاتھ کے اشارے سے [illegible] قریب ہی ایک خالی نشست پر حارث نے بیٹھنے کے لیے کہا۔ جس پر حبیب بن [illegible] آگے بڑھا' چپ چاپ نشست پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی [illegible] پھر خصوصیت کے ساتھ حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے حارث نے کہنا [illegible] کیا۔

"حبیب میرے بیٹے! تم یہ سوچ رہے ہو گے کہ ابھی ابھی ہم سب مستقر کی طرف [illegible] گئے ہیں اور اچانک کیا معاملہ ہو گیا کہ تمہیں فی الفور یہاں طلب کر لیا گیا ہے۔ [illegible] معاملے کے لیے تمہیں طلب کیا گیا ہے' وہ واقعی بہت اہم ہے۔ زندان میں [illegible] بیٹے زبال کو خبر ہو گئی ہے کہ عنقریب ہیرودیس' پیلاطس اور ڈیکاپولس ہم پر [illegible] ہونا چاہتے ہیں اور ان کے حملوں کا دفاع کرنے کے لیے ہم زور و شور سے [illegible] میں مصروف ہیں۔ اس نے مجھ سے ملاقات کرنے کا پیغام بھیجا ہے اور ساتھ [illegible] ہے کہ وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہے اور یہ کہ آنے والی جنگوں میں وہ اپنے [illegible] کے کندھے سے کندھا ملا کر اپنی سرزمینوں کا دفاع کرنا چاہتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

میرے بیٹے میں نے زیبال کو زندان سے بلا بھیجا ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ
پہنچتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں' اس گفتگو کے دوران تمہارا موجود
انتہائی اہم ہے۔ اس لیے کہ تم میرے لشکریوں کے سالار اعلیٰ ہو۔ زیبال کے
سے گفتگو کرتے ہیں کہ کس طرح وہ اپنے رویئے کو بدلتا ہے۔" حارث مزید
چاہتا تھا کہ خاموش رہا' اس لیے کہ عین اس موقع پر دو محافظوں کے ساتھ زیبال
کمرے میں داخل ہوا۔ کسی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا' نہ اس
مصافحہ کیا بلکہ چپ چاپ ہاتھ کے اشارے سے حارث نے ایک نشست کی طرف
اشارہ کیا جس پر زیبال بیٹھ گیا۔ پھر حارث نے اسے مخاطب کیا۔

"تم نے زندان سے پیغام بھیجا تھا کہ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میں
سارے ذمہ دار لوگوں کو جمع کر لیا ہے' کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" زیبال کی گردن
تھوڑی دیر تک جھکی رہی۔ وہ بڑا شرمندہ سا دکھائی دے رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے
کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"اے میرے باپ اوزال کے معاملے میں زندان کی طرف بھیجنے سے پہلے
نے ایک جملہ کہا تھا۔ اس جملے نے میری کایا پلٹ کر رکھ دی ہے۔ آپ نے کہا تھا
"آپ کی تین بیٹیاں ہیں۔ عریب' حویلہ اور اوزال۔ آپ نے مزید کہا تھا کہ اوزال
کے ساتھ ایسا معاملہ تھا کہ تم نے اپنی بہن کو بیچنے کی کوشش کی ہے۔ بہن کو بیچنے
ماں کا بھی سودا کر ڈالتے۔ اے میرے باپ آپ کا یہ جملہ زندان میں میرے لیے
اور نیزوں کا کام دیتا رہا۔ میرے دل میں چبھن' میرے ضمیر کو مجروح کرتا رہا۔ میں
بار یہ سوچتا تھا کہ کوئی ایسا موقع نکلے کہ میں اپنے اس بدرویئے کی تلافی کر سکوں
اب ایسا موقع نکل رہا ہے' دشمن پر ہم حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ میں آپ سے
گزارش کرتا ہوں کہ آج سے میری دو نہیں' تین بہنیں ہیں۔ عریب' حویلہ
اوزال۔ مجھ سے ماضی میں جو غلطی ہوئی' اس کے لیے میں نہ صرف آپ سے
اپنے بڑے بھائی مالک اور حبیب بن عثمان سے بھی معذرت خواہ ہوں۔ اوزال
بہن کی حیثیت سے حبیب بن عثمان کی ہے اور اسی کی بن کر رہے گی۔ دنیا کی
طاقت اوزال کو حبیب بن عثمان سے نہیں چھین سکتی۔

اے میرے باپ! خاندان میں چھوٹے موٹے حادثات اور واقعات رونما ہوتے
رہتے ہیں لیکن وطن اور اپنی سرزمین کی حفاظت سب پر مقدم اور اعلیٰ ہے۔ اب جبکہ
دشمن تین محاذوں پر ہم سے تانک جھانک کرنے والا ہے' میری آپ سے گزارش ہے
کہ مجھے زندان سے نکال کر دشمن کے خلاف کچھ کرنے کا موقع دیں۔ مجھے اس لشکر
میں شامل کریں جو میرے بھائی مالک کی سرکردگی میں ہو۔ میں اپنے بھائی مالک کے
کندھے سے کندھا ملا کر دشمن سے اپنی سرزمینوں کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے
امید ہے کہ آپ مجھے یہ موقع فراہم کریں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جنگ
کے دوران میں زیبال آپ کا بیٹا آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔"

اس گفتگو سے تھوڑی دیر تک حارث کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلتی رہی۔ ایک
بار سب کی طرف اس نے باری باری دیکھا' آخر میں اس کی نگاہیں حبیب بن عثمان پر
جم گئیں۔ پھر حبیب بن عثمان کو اس نے مخاطب کیا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے میں اس معاملے کا فیصلہ تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ ایسا
کرنے کے لیے میرے پاس دو وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ تم میری سلطنت کے سپہ سالار
ہو' جو معاملہ پیش ہوا ہے' اس کا تعلق تمہارے شعبے سے ہے۔ دوسرے اوزال
تمہیں پسند کرتی ہے اور تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عہد کیے ہوئے ہے۔
اوزال کے معاملے میں زیبال نے خیانت کرنے کی کوشش کی تھی' لہٰذا یہ معاملہ بھی
تمہاری ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ میرے بیٹے زیبال کے سلسلے میں تم جو بھی فیصلہ کرو
گے' وہ ہمارے لیے آخری اور قابل قبول ہوگا' اب تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

حارث کے ان الفاظ سے حبیب بن عثمان کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا
تھا۔ اس موقع پر زیبال اور اس کی ماں رحم طلب انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف
دیکھ رہے تھے۔ حبیب بن عثمان نے ایک نگاہ باری باری ان دونوں ماں بیٹے پر ڈالی'
پھر حارث کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"نبطیوں کے عظیم تاجدار! اگر آپ نے اس معاملہ کا فیصلہ مجھ پر ہی چھوڑا ہے تو
سنیے' میں زیبال کو معاف کرتا ہوں۔ اوزال کو یہ اپنی بہن کہہ چکا ہے' اس نسبت
سے یہ میرا بھائی ہے۔ میں یہ بھی فیصلہ کرتا ہوں کہ اسے جنگ میں حصہ لینے کا موقع

www.pdfbooksfree.pk

ملنا چاہیے اور اسے اس لشکر میں شامل کیا جانا چاہیے جو مالک کی کمانداری میں جہاد کرے۔"

حبیب بن عثمان کا یہ فیصلہ سن کر سب کے چہروں پر گہری خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی تھی' پھر حارث بول پڑا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے تم نے میرا جی خوش کر دیا ہے۔ تم نے ایسا فیصلہ کیا ہے جس سے میرے اہل خانہ کا اتفاق اور اتحاد مستحکم اور مضبوط ہوگا۔"

اس کے بعد حارث نے زیبال کی طرف دیکھا۔

"زیبال میرے بیٹے تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ تم واپس زندان میں نہیں جاؤ گے۔ معمول کے مطابق قصر میں پہلے کی طرح زندگی بسر کرو گے۔"

حارث کچھ دیر خاموش رہا' پھر وہ دوبارہ بول پڑا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے ایک معاملہ تو طے ہوا۔ اب ایک دوسرا معاملہ ہے جس میں یوں جانو تم سے مشورہ لیا جائے گا اور تمہارا ہی مشورہ قابل قبول ہوگا۔

"بیٹے تم جانتے ہو کہ دشمن ہمارے لیے تین محاذ کھول رہا ہے۔ مغرب کی طرف سے ہیرودیس ہوگا۔ شمال کی طرف سے ڈیکاپولس' جنوب کی طرف سے پیلاطس۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ہمیں اپنے لشکر کی ترتیب اور تقسیم کیا کرنی چاہیے۔ اس کے بعد جو نیا معاملہ ہے' وہ میں پیش کرتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان نے کچھ سوچا' پھر کہنا شروع کیا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ہمیں بھی اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے۔ جو لشکر پہلے میری کمانداری میں کام کر چکا ہے' اسے میرے ساتھ ہی رہنے دیا جائے۔ اس لیے کہ وہ اب میرے ہاتھوں تربیت یافتہ ہے۔ ہیرودیس کو آپ میرے حوالے کر دیں' اس سے میں خوب نمٹوں گا۔ جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پیلاطس کا مقابلہ کریں۔ اپنی مدد اپنی مشاورت کے لیے لشکر میں آپ کے سالار رکھنا چاہتے ہیں' یہ فیصلہ آپ خود کریں گے۔

جہاں تک ڈیکاپولس کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں' مالک اور زیبال دونوں بھائی

ڈیکاپولس سے خوب نمٹیں گے۔ اگر ہم ایک بار تینوں محاذوں پر دشمن کو پسپا کرنے اور شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں تو یاد رکھیے گا' ان علاقوں میں ہماری دھاک بیٹھ جائے گی اور ہمسایہ مملکتیں یونہی منہ اٹھائے ہم پر حملہ آور ہونے کوشش نہیں کریں گی۔"

حارث اس وقت تک مسکراتا رہا' جب تک حبیب بن عثمان بولتا رہا۔ اس کے خاموش ہو جانے پر اس نے کہنا شروع کیا۔

"میرے بیٹے میں تمہاری اس تقسیم کو قبول کرتا ہوں۔ لشکر کی ترتیب یہی رہے گی' اب دوسرا معاملہ جو میں لانا چاہتا ہوں' وہ کچھ اس طرح ہے تمہارے ساتھ تو تمہارا بھائی سعید ہوگا' وہ تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ مالک کے ساتھ زیبال اس کا نائب ہوگا۔ میں اپنے ساتھ دو جوانوں کو اعلیٰ سالاروں کی حیثیت سے رکھنا چاہتا ہوں۔

ابن عثمان تمہیں یاد ہوگا' جب تم زندان میں تھے تو زندان میں تمہارا جھگڑا دو جوانوں سے ہوا تھا۔ ایک کا نام قلیس اور دوسرے کا نام شناطر تھا۔ ان دونوں نے بھی زندان سے پیغام بھجوایا ہے کہ اب جبکہ ہماری سرزمین کو دشمن کی طرف سے خطرہ ہے تو وہ جنگ میں حصہ لینا چاہتے ہیں' لہٰذا ان دونوں کو رہا کر دیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جنگ کے دوران وہ دونوں میرے نائب سالاروں کی حیثیت سے کام کریں۔ اس سلسلے میں اگر تمہیں کوئی اعتراض ہو تو بولو؟"

حارث کے خاموش ہوتے ہی حبیب بن عثمان فوراً بول پڑا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بہرحال آپ کے تحت کچھ سالار ہونے چاہئیں۔ اگر آپ نے اپنے لیے قلیس اور شناطر کا فیصلہ کیا ہے تو یہ ایک عمدہ فیصلہ ہے۔ میرے خیال میں وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے۔"

حبیب بن عثمان کچھ دیر کے لیے رکا' سوچا۔ پھر اس نے دوبارہ حارث کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

"میں نے بھی اپنے طور پر ایک فیصلہ کیا ہے اور مجھے امید ہے میں اپنے اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ ہیرودیہ نے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

ہیرودیس سے شادی کر رکھی ہے۔ وہ اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کی قاتل ہے۔ اسی کی فرمائش' اسی کے کہنے پر اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر ہیرودیس نے طشت میں سجا کر ہیرودیہ کو پیش کیا تھا۔ میرا دل' میرا ضمیر کہتا ہے کہ یہ دونوں ہی مجرم ہیں۔ دونوں کو ان کی اس کارستانی کی سزا ملنی چاہیے۔ میں نے اپنے دل میں تہیہ کر رکھا ہے کہ میرے اللہ' میرے مالک' میرے خدا نے مجھے موقع دیا تو اس قتل کا انتقام میں ہیرودیس اور ہیرودیہ دونوں سے لوں گا۔ میں نے اپنے ذہن' اپنے دل میں ایک طریقہ کار ٹھان رکھا ہے اور مجھے امید ہے اس پر عمل کرتے ہوئے میں ان دونوں سے انتقام ضرور لوں گا۔"

حارث تھوڑی دیر تک بڑے تو صیفی انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتا رہا' پھر کہنے لگا۔ "میرے بیٹے یہ ایک عمدہ فیصلہ ہے لیکن ان دونوں پر اگر ہاتھ ڈالنا تو بڑے محفوظ طریقے سے۔ اپنی ترکیب' اپنی تدبیر کو بڑا مستحکم کرنے کے بعد ان پر ہاتھ ڈالنا۔ ویسے وہ دونوں اس قابل ہیں کہ قتل کیے جائیں۔ بہرحال جن فیصلوں کے لیے میرے بیٹے میں نے تمہیں بلایا تھا' وہ سارے اب طے ہو چکے ہیں' اب تم سب جا کر آرام کرو۔"

اس پر سب سے پہلے زیبال اپنی جگہ سے اٹھا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابن عثمان میرے بھائی اگر تم برا نہ مانو تو میں تمہارے ساتھ اوزال کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں اس سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان دروازے کی طرف بڑھا اور کہنے لگا۔ "آؤ میرے ساتھ' میں اوزال ہی کی طرف جا رہا ہوں۔" حبیب بن عثمان جب دروازے کے قریب گیا تو مالک بھی اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس طرح مالک اور زیبال دونوں حبیب بن عثمان کے ساتھ ہو لیے تھے۔

تینوں جب اس کمرے میں آئے جہاں اوزال بیٹھی بڑی بے چینی سے حبیب بن عثمان کا انتظار کر رہی تھی تو حبیب بن عثمان کے ساتھ مالک اور زیبال دونوں کو دیکھتے ہوئے وہ چونکی تھی۔ اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی۔ تینوں کمرے میں داخل ہوئے۔ ہاتھ کے اشارے سے حبیب بن عثمان نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔ وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔ مالک اور زیبال دونوں سامنے والی نشست پر بیٹھ گئے۔ پھر زیبال نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال میری بہن! آج کے بعد میری دو نہیں تین بہنیں ہیں۔ دو پہلے تھیں زینب اور حویلہ' اب تیسری تم ہو۔ جو کچھ مجھ سے تمہارے خلاف ہوا' میری بہن سمجھ کر فراموش کر دو۔ اس کے لیے میں تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم مجھے معاف کر دو گی۔"

اس پر اوزال فوراً بول پڑی۔

"زیبال اگر تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تو میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔"

اوزال کے ان الفاظ پر حبیب بن عثمان ہی نہیں مالک اور زیبال کے چہروں پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔ پھر زیبال اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"عثمان میرے بھائی اب میرا ذہن اور ضمیر ہلکا ہو چکا ہے۔ اب آپ دیکھیں گے کہ میں کیسی کارگزاری کا مظاہرہ کرتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی زیبال اور مالک اٹھ کر چلے گئے تھے۔ حبیب بن عثمان اور اوزال اکٹھے بیٹھ کر باہم گفتگو کرنے لگے تھے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

مخالف قوتیں تین مختلف سمتوں سے نبطیوں کا نام و نشان مٹانے کے لیے بڑھی تھیں۔ سامنے کی طرف سے ہیرودیس نے کچھ اس طرح پیش قدمی کی تھی جیسے آہوں سے بھری ہوائیں' خوش دل پرندوں کی چہکار کو روندتی بنفشے' چنبیلی اور جوہی کے پھولوں اور درختوں کے زرد پتوں کو اپنی ہونکتی سانسوں سے نیست و نابود کرتی ہوئی آگے بڑھی ہوں۔

دائیں جانب سے ڈیکاپولس اوہام کی زنجیریں پہناتے اندھے انسانی قانون اور تمدن کی گمراہیوں کو مزید پستیوں میں دھکیلتے کفر اور الحاد کی طرح پیش قدمی کر رہا تھا۔ بائیں جانب سے پیلاطس زخموں کے شبستان' دکھ کے سمندر اور کرب کی صدیاں کھڑی کرتے مصائب کے ہجوم کی طرح فاصلوں کو ناپتا ہوا نبطیوں کی سرزمین کی طرف بڑھ رہا تھا۔

○

دوسری جانب خود حارث پیلاطس کی طرف بڑھا۔ حبیب بن عثمان ہیرودیس کی طرف جبکہ مالک اور زیبال دونوں بھائی ڈیکاپولس کا رخ کر رہے تھے۔

سب سے پہلے حبیب بن عثمان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہیرودیس کے سامنے آیا۔ ہیرودیس کو شاید حبیب بن عثمان کے لشکر کی پیش قدمی کا علم ہو چکا تھا' لہٰذا بحرلوط کے ذرا مشرق میں اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد حبیب بن عثمان نے بھی اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا تھا۔

کچھ دن دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑے رہے۔ اس دوران ہیرودیس کا ڈیکاپولس اور پلاطس کے ساتھ تیز رفتار مخبروں کے ذریعے گہرا تعلق اور رابطہ تھا۔

دوسرے روز صبح ہی صبح اس نے اپنے لشکر میں جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے پیتل کے بڑے بڑے طبل بجوا دیئے تھے۔

حبیب بن عثمان اور سعید بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ صفیں درست کرنے کے بعد حبیب بن عثمان اپنے لشکر کے آگے آیا۔ کچھ دیر تک وہ اپنے گھوڑے کی موٹی محرابی گردن کو تھپتھپاتا رہا۔ پھر بڑی عاجزی اور انکساری سے آسمان کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد قبلہ رخ ہو کے وہ بڑی عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے اپنے خداوند قدوس کے حضور دعا مانگ رہا تھا۔

"اے میرے اللہ پاک! تو ہی طاقتور اور دانا خالق ہے۔ تو ہی قسمتوں کا تعین کرنے والا ہے۔ میرے اللہ تو ہی بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ تو نے ہی نینوا اور بابل کے کھنڈرات کے اندر کائنات کی قدیم اور رنگین داستانیں دفن کر دیں۔

میرے مالک! جب عالم بالا میں آسمان کا نام نہ تھا' جب تقدیریں متعین نہ ہوئی تھیں۔ تب تو نے ہی اپنی قوت سے آسمان ظاہر کیا۔

اے بادشاہوں کے بادشاہ تیرے حکم سے چاند گھٹتا بڑھتا ہے۔ بادلوں کو نیچے گرنے سے تو ہی روکتا ہے۔ تو ہی پانی اور پودوں کو باقی رکھتا ہے۔ تو ہی اپنی ہنرمندی اور صناعی سے روشنیاں اور تاریکیاں پیدا کرتا ہے۔

میرے خالق' میرے آقا تو نے ہی خواب اور بیداری کو پیدا کیا ہے۔ تیری ہی مرضی سے صبح و شام وجود پاتے ہیں۔ تو ہی اپنی قدرت سے ظلمت کی گہرائیوں سے روشن کرنوں کی بساط کھڑی کرتا ہے۔

میرے اللہ میں تیرا ایک عاجز بندہ ہوں۔ میرے اللہ تو دیکھتا ہے' ان میدانوں کے اندر دشمن موت اور بدی کی طاقتوں سے سجا بیوگی کا نشان اور سوگ کا عصا بنے میرے سامنے پیتل کے بڑے بڑے طبل بجوا رہا ہے تاکہ میرے ساتھ جنگ کی ابتدا کرے۔ میرے اللہ میں تیرا عاجز بندہ ہوں۔ مجھے توفیق دے کہ میں وقت کے گہرے کنوئیں میں اس دشمن کی خواہشوں کی آوارگی کو کٹھن کھٹور راستوں پر روح کی آوارگی' ان کی آگہی کی حلاوت کو بے درماں درد اور ان کے سخن کی تاثیر کو ظلم کی ہوس کی چبھن سے آشنا کرتا چلا جاؤں۔ میرے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیری ہی

www.pdfbooksfree.pk

حمایت سے دشمن کی ہوس کی آنچ کو زرد خزاں کا شکار کرنے میں کامیاب رہوں۔ میرے اللہ میری تم سے التجا' میری تم سے گزارش ہے کہ دشمن کے سامنے میری اداس صبح' میری غمگین شاموں کو دھڑکتے دل کی خوشیوں میں تبدیل کر دے۔ میرے مالک مجھے استطاعت دے کہ میں تیری حمایت' تیری نصرت کے سہارے اس دشمن پر تند بگولوں کی طرح حملہ آور ہو کر اس پر ایسی محرومیت طاری کروں کہ یہ چاندنی کو تپش' آگ کو ریت' فرض کو سزا اور جبر کو جنگ پکارتا ہوا میرے سامنے سے بھاگ کھڑا ہو۔ میرے اللہ میں تیرا عاجز بندہ امتحان کی اس گھڑی میں تجھ سے ہی اپنے لیے مدد اور نصرت کی التماس کرتا ہوں۔ میرے اللہ میں جانتا ہوں تو اپنے ماننے والوں کو مایوس نہیں کرتا۔ میں جانتا ہوں کہ تو دلوں کے بھید کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ میرے مالک دشمن کے دلوں کی خباثت کے سامنے میری مدد فرمانا۔"

دعا ختم کرنے کے بعد اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے حبیب بن عثمان نے اپنی گردن سیدھی کر لی تھی۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسا تبسم کھیل گیا تھا جیسے اپنے رب کے حضور بڑی عاجزی کے ساتھ دعا مانگنے کے بعد اس نے اپنا فرض پورا کرتے ہوئے اپنے لیے فتح مندی کے سارے ہی در کھولنے کی اجازت حاصل کر لی ہو۔

تھوڑی ہی دیر بعد ہیرودیس نے اپنے سالاروں کے ساتھ اپنے لشکر کو آگے بڑھایا۔ پھر وہ حبیب بن عثمان اور سعید کے لشکر پر صدیوں پرانے کھنڈرات سے اچانک اٹھتے سیل آتش و طوفان' کثرت آلام کھری کرتے برہنہ اور برہم آگ کے شعلوں اور زمینوں کو فصلوں سے محروم کرتے بنجر لمحوں کی یورش کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

حبیب بن عثمان اور سعید نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ ہیرودیس کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ وہ بھی جواباً کچھ اس طرح حملہ آور ہوئے جس طرح موت کے گہرے سمندر سے اچانک کرب کی ژالہ باری نمودار ہو کر حملہ آور ہو گئی ہو یا زندگی کی بالکونیوں اور زیست کے دریا پر سکون کو برہم کرتی ستم کی تیرہ گری اور آلام کی گراں باری نے کسی کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا ہو۔ بس ایسے ہی انداز میں حبیب بن عثمان اور سعید' ہیرودیس کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

حبیب بن عثمان اور سعید کے دو طرفہ حملے ایسے زوردار' ایسے خونی اور طاقتور تھے کہ ان حملوں کے باعث میدان جنگ کے اندر بے نام خواہشوں کی سرگوشیاں اور زندگی کی بے ثباتی کے قصے دم توڑنے لگے تھے۔ زندگی کے سپاٹ میدانوں میں تقویم کے ساعتوں کے اساسی خدوخال تبدیل ہونے لگے تھے۔ زمین کا خشک چہرہ اور وقت کی رگوں میں ہچکیاں بڑی تیزی کے ساتھ ہزیمت کی کہر جانی انجانی بیچارگی اور حواس کی بے بسی میں غرق ہونا شروع ہو گئے تھے۔

ہیرودیس اور اس کے لشکری زیادہ دیر تک حبیب بن عثمان اور سعید کے تیز حملوں کا سامنا نہ کر سکے۔ ہیرودیس کی بدقسمتی کہ اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ حبیب بن عثمان اور سعید نے دور تک اس کا تعاقب کیا اور ایک طرح سے اس کے لشکر کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ ہیرودیس بڑی مشکل سے اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر اپنی سرزمینوں میں داخل ہوا اور ایک محفوظ جگہ پر اس نے پڑاؤ کر لیا تھا۔

ہیرودیس نے شاید ایسا اس لیے کیا تھا کہ پلاطس اور ڈیکاپولس کی طرف سے اسے کمکوں کا انتظار تھا۔ شاید وہ یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ رومنوں کے وہ دونوں جرنیل نبطیوں کو شکست دیں گے اور جب نبطی شکست کھا کر پسپا ہوں گے تو ایک بار پھر ہیرودیس اپنی سرزمینوں سے نکل کر نبطیوں کے علاقوں میں داخل ہوگا اور اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا۔

لیکن ہیرودیس کے ساتھ پلاطس اور ڈیکاپولس کی بھی بدقسمتی کہ جس طرح حبیب بن عثمان اور سعید نے ہیرودیس کو بدترین شکست دی تھی' اسی طرح حارث اور اس کے سالار بھی سیلاب سے بپھرے ہوئے دریاؤں اور برفباری کی قیامت خیزی کی طرح ہو کر چہروں کی رنگت کو تانبا کر دینے والے طوفانوں کی طرح پیلاطس پر حملہ آور ہوئے۔ پیلاطس زیادہ دیر تک میدان جنگ میں ٹھہر نہ سکا۔ جس طرح ہیرودیس کو شکست ہوئی تھی' اسی طرح حارث کے ہاتھوں پیلاطس کو شکست ہوئی اور بھاگ کھڑا ہوا۔

شمال میں بھی ایسا ہی قصہ دہرایا گیا۔ مالک اور زیبال دونوں بھائی بڑی

جانفشانی کے ساتھ ڈیکاپولس کے سامنے آئے۔ ڈیکاپولس کا خیال تھا کہ نبطیوں کا
کیونکہ تین حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے' لہٰذا وہ بڑی آسانی سے سامنے آنے والے
نبطیوں کے لشکر کو شکست دے گا' لہٰذا شروع میں اس نے بڑے بڑھ چڑھ کر حملے
تھے لیکن انجام آخر اس کے خلاف ہوا۔ اس لیے کہ جنگ جب شوروں پر آئی تو
اور زیبال اپنے لشکریوں کے ساتھ ڈیکاپولس پر کچھ اس طرح وارد ہوئے تھے جیسے
خزاں کے بخت دریدہ طوفانوں اور مقدر کے اضطراب مسلسل نے مرگ اور زیست
کے خونی تماشے کھڑے کر کے قدیم راستوں اور پرانے تعصبوں کی زنجیریں کھول
رکھ دی ہوں۔

ڈیکاپولس کو بھی ہیرودیس اور پیلا طس سے کہیں بڑھ کر شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

اب صورتحال یہ سامنے آئی کہ شکست اٹھانے کے بعد پیلا طس یروشلم نہیں
بھاگا' نہ ہی ڈیکاپولس اپنے شہروں کی طرف گیا بلکہ انہوں نے اپنے مخبروں سے یہ
معلوم لیا کہ ان کی طرح ہیرودیس کو بھی شکست ہوئی' لہٰذا وہ اپنی سرزمینوں میں پڑاؤ
کر کے ان دونوں کے ساتھ دشمن کے ٹکراؤ کے نتائج کا منتظر ہے۔ شکست اٹھانے کے
بعد پیلا طس اور ڈیکاپولس بھی ہیرودیس کی طرف بڑھے تھے۔

ہیرودیس نے اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ بحرلوط کے قریب اس جگہ پڑاؤ کر
رکھا تھا جہاں دریائے اردن بحرلوط میں گرتا ہے۔ یہیں قیام کے دوران ایک روز اس
کے مخبروں نے اسے نبطیوں کے ہاتھوں پیلا طس اور ڈیکاپولس کی شکست اور اس کی
طرف آنے کی اطلاع دی تھی۔

ہیرودیس کے پڑاؤ سے دور پیلا طس اور ڈیکاپولس ایک دوسرے سے ملے' طویل
صلاح مشورہ کیا۔ پھر دونوں اپنے متحدہ لشکر کو لے کر ہیرودیس کی طرف بڑھے تھے۔
ہیرودیس کو جب ان کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے بڑی گرم جوشی سے دونوں کا
استقبال کیا۔ پھر ڈیکاپولس اور پیلا طس کو وہ اپنے خیمے میں لے گیا تھا۔

خیمے میں اس وقت ہیرودیس کی بیوی ہیرودیہ بھی موجود تھی۔ خیمے میں کچھ دیر تک
خاموشی رہی' پھر گفتگو کا آغاز پیلا طس نے کیا۔

"محترم ہیرودیس مجھے جب نبطیوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا تو میں
یہ سمجھے ہوئے تھا کہ آپ نے یقیناً نبطیوں کے لشکر کو شکست دی ہوگی اور میں
یہ سمجھے ہوئے تھا کہ آپ کے ساتھ مل کر نبطیوں کی سرزمینوں کے اندر کامیاب
حملے کروں گا لیکن جلد ہی میری ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ جب طلایہ
نے مجھے اطلاع دی کہ جس طرح مجھے اور ڈیکاپولس کو شکست ہوئی ہے' اسی
طرح آپ کو بھی نبطیوں کے مقابلے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔"

اس موقع پر ہیرودیس کی جواں سال اور خوبصورت بیوی ہیرودیہ پیلا طس کو مخاطب
کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ہیرودیس خود ہی بول پڑا۔

"پیلا طس میں اپنی شکست اور ناکامی پر خود بھی بڑا حیران اور پریشان ہوں۔
پیلا طس اور ڈیکاپولس میں تم پر انکشاف کروں کہ نبطیوں کے جس جرنیل سے میرا پالا
پڑا وہ ایک عجیب و غریب انسان تھا۔ اپنے حملوں میں وہ کڑے قوسوں کی فرقتیں'
موت کے دیار اور آفت جاں کے رخ کھڑے کرتے ہوئے اپنے مخالف پر عصاب کے
اعصاب طاری کر دینے والا تھا۔ بڑی تیزی کے ساتھ وہ میرے لشکر پر نوحہ کرتے وقت
ہچکیاں بھرتے طوفانوں اور ہر شے کو چاٹتی سردمہری کی خوفناک ہواؤں کی طرح حملہ
آور ہو گیا۔ میں نے کئی بار اس کے حملوں کو روکتے ہوئے اس کے سامنے جمنا چاہا
مگر وہ بڑی تیزی کے ساتھ بادو باراں کی کندہ کاری کی طرح ہم پر ضربیں لگاتا رہا اور
ہمیں مایوسی پیدا کرنے کے لیے اس نے زیادہ وقت نہیں لیا بلکہ لمحوں کے اندر اس
نے میرے لشکر کی حالت پر بریدہ خریں فاختاؤں' جھلسے چناروں' پریشان پھولوں اور تپتے
ہوئے ریگ کی تشنگی جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں آج تک ایسا آسیب
اور ریگ و صرصر کے طوفانوں جیسا جرنیل نہیں دیکھا۔ یہ انہی بے باک اور
تنومند نوجوانوں میں سے ہے جو میرے خیال میں امیدوں کی بالکونیوں پر کھڑے ہو
کر سوئے سکوں کو بھی کھرا کر دیتے ہیں۔"

ہیرودیس جب خاموش ہوا تو پیلا طس بول پڑا۔

"محترم ہیرودیس میں نے بھی نبطیوں کی طاقت اور قوت کا اندازہ غلط لگایا تھا۔
میں سمجھتا تھا کہ نبطی زیادہ دیر تک ہمارے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے۔ اس لیے کہ ہم
نے ان کی پوری طاقت کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ میں تو یہ امید لگائے بیٹھا

www.pdfbooksfree.pk

تھا کہ درمیان سے آپ' بائیں جانب سے میں' دائیں جانب سے ڈیکاپولس بڑی تیزی کے ساتھ نبطیوں کی سرزمین میں داخل ہوں گے۔ پھر ان کے مرکزی شہر رقیم کو تینوں اطراف سے گھیر کر اس پر بغیر کسی کڑی مزاحمت کے قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن جب مجھے شکست کا سامنا کرنا پڑا تو نبطیوں کی طاقت اور قوت کو دیکھتے ہوئے میری حیرت کی کوئی حد نہ تھی۔

ہیرودیس مجھے اب ایک اور خدشہ کھائے جا رہا ہے۔ ہم تینوں کی شکست کی خبر جلد یا بدیر قصر روم کے پاس پہنچے گی۔ ہماری یہ شکست ہماری یہ ناکامی اور نامرادی یقیناً اس کے لیے ناقابل برداشت ہوگی۔ میرا اندازہ ہے' اس کے لیے وہ ہمیں سخت قسم کی سرزنش کرے گا۔ بہرحال جو کچھ ہوا' اسے تو ہمیں برداشت کرنا ہے لیکن نبطیوں کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ ہم نے نبطیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ایک غلطی کی ہے۔

گو یہ میرا مشورہ تھا اور میں نے ہی دیا تھا کہ ہم تین مختلف سمتوں سے حملہ آور ہوں اور ان کے مرکزی شہر کی طرف بڑھیں لیکن اب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ ہماری غلطی تھی' ہم تینوں کو اکٹھا رہنا چاہیے تھا اور اپنی پوری طاقت اور قوت کو مجتمع کرتے ہوئے نبطیوں پر ضرب لگانی چاہیے تھی۔ اگر ہم ایسا کرتے تو شاید ہم یہ نامرادی اور شکست نہ دیکھتے جس کا ہمیں سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں اپنے لشکر کا کافی حصہ گنوا چکا ہوں۔ اسی طرح ڈیکاپولس کے لشکر کا بھی کافی نقصان ہوا ہے۔ جہاں تک مخبروں نے مجھے اطلاع دی ہے' آپ کے سامنے حارث کا سب سے کڑا اور جرات مند جرنیل حبیب بن عثمان تھا۔ میرا مقابلہ خود نبطیوں کے بادشاہ حارث سے تھا اور اس کے ساتھ اس کے دو نوآزمودہ جرنیل تھے جبکہ ڈیکاپولس کا مقابلہ حارث کے دونوں بیٹے مالک اور زبال کر رہے تھے۔ حیرت ہے کہ تینوں محاذوں پر ہمیں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔"

پیلاطس تھوڑی دیر کے لیے رکا' کچھ سوچا۔ اس کے بعد گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے پھر وہ کہہ رہا تھا۔

"ہیرودیس میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہم تینوں کی شکست کی خبر روم

شہنشاہ کے پاس پہنچے گی تو وہ فوراً حکم دے گا کہ ہر صورت میں نبطیوں کے ہاتھوں شکست کا انتقام لیا جائے' لہٰذا میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں یہاں زیادہ دن تک قیام نہیں کرنا چاہیے۔ واپس اپنی اپنی سرزمینوں کی طرف جانا چاہیے۔ لشکروں کا جو نقصان ہوا' اس کا ازالہ کرنا چاہیے۔ نئے عسکری بھرتی کرکے ان کی بہترین جنگی تربیت کا کام کرنا چاہیے تاکہ رومنوں کا شہنشاہ جب دوبارہ ہمیں نبطیوں سے ٹکرانے کا حکم دے تو اس کا حکم ملنے تک ہم بہترین لشکر تیار کر چکے ہیں جس کے ذریعے قیصر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہم نبطیوں کو شکست دے سکیں۔"

ہیرودیس' اس کی جوان خوبصورت بیوی ہیرودیہ اور ڈیکاپولس نے پیلاطس کی اس رائے سے مکمل اتفاق کیا۔ کچھ دیر تک سب تو صیغی انداز میں پیلاطس کی طرف دیکھتے رہے' پھر ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ آپس میں مشورہ کرتے رہے۔ اس دوران ہیرودیہ کے چہرے پر بڑی خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ دونوں نے اصلاح مشورہ ختم کیا' اس کے بعد پیلاطس اور ڈیکاپولس کی طرف دیکھتے ہوئے ہیرودیس بول پڑا۔

"ہیرودیہ نے میرے سامنے ایک بہت اچھی تجویز پیش کی ہے۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تو میرے خیال میں ہم یقیناً نبطیوں کے بادشاہ حارث کو بدترین شکست دے کر اس کے مرکزی شہر میں داخل ہو سکتے ہیں۔"

"ہیرودیہ نے جو تجویز پیش کی ہے' وہ کچھ اس طرح ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں نبطیوں کا بادشاہ حداد بن حدار اوزال کی خوبصورتی' اس کے حسن' اس کی جمالی کشش' اس کے رقص اور اس کے گانے سے بڑا متاثر ہے۔ اوزال یعنی یروشلم کی ساحرہ سے شادی کرنے کا بڑا متمنی تھا لیکن حداد بن حدار کی بدقسمتی کہ کسی نہ کسی طریقے سے یروشلم کی ساحرہ یروشلم سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئی اور نبطیوں کے شہر جا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پہنچی۔ یہاں تک حالات اور واقعات ہمارے سامنے آئے ہیں' ان کے مطابق یروشلم کی ساحرہ نے ابھی تک کسی سے شادی نہیں کی۔ ہیرودیہ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ہزار قاصد دمشق روانہ کرنے چاہئیں۔ حداد بن حدار پر یہ انکشاف کرنا

www.pdfbooksfree.pk

چاہیے کہ یروشلم کی ساحرہ جسے وہ دل و جان سے چاہتا ہے' اس وقت حارث کے
رقیم میں موجود ہے اور ابھی تک وہ کسی کی بیوی نہیں بنی۔ اگر وہ اوزال کو حاصل
چاہتا ہے' اسے اپنے حرم میں داخل کرنے کا خواہش مند ہے تو پھر نبطیوں کے خلاف
ہماری مدد کرے۔ مجھے امید ہے کہ اگر یہ اطلاع ہم اس تک پہنچائیں تو حداد بن عمر
خود ایک لشکر لے کر نہ نکلا تو ایک لشکر ضرور ہماری مدد کے لیے روانہ کرے گا
طرح ہماری طاقت اور قوت میں اضافہ ہوگا اور ہم نبطیوں پر غالب آنے میں کامیاب
رہیں گے۔

یہ تو وہ تجویز ہے جو میری بیوی ہیرودیہ نے پیش کی ہے' اب میں ایک اور تجویز
بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کچھ خاص قسم کے مخبر اور ناظر مقرر کرنے چاہئیں
نبطیوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھیں۔ ان کی طاقت' ان کی قوت پر نظر رکھیں
ہمیں پل پل کی خبر دیں تاکہ ہم بھی اس کے مطابق اپنی جنگی تیاریوں کو اپنے عروج
لائیں۔

جہاں تک رومنوں کے شہنشاہ کا تعلق ہے تو وہ یقیناً ہماری اس شکست پر ناخوش
ہوگا' ناپسندیدگی کا اظہار کرے گا بلکہ میں کہہ سکتا ہوں' وہ غضبناک بھی ہوگا
ساتھ ہی میں یہ بھی امید لگائے بیٹھا ہوں کہ جب اسے خبر ہوگی کہ ہمیں نبطیوں
مقابلے میں شکست ہوئی ہے تو میرا اندازہ ہے کہ وہ نبطیوں کو شکست دینے کے
کسی نہ کسی طریقے سے ہماری مدد ضرور کرے گا۔ یا تو کوئی لشکر بھیجے گا یا کوئی
طریقہ کار کرے گا جس سے کام لیتے ہوئے ہم نبطیوں کو شکست دے سکیں۔ پیلا
تمہاری یہ تجویز میرے دل کو بھائی ہے۔ ہمیں زیادہ دن یہاں قیام نہیں کرنا چاہیے
اپنے اپنے شہروں میں پہنچ جانا چاہیے اور اپنی جنگی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دینا چاہیے
تاکہ اگر اچانک رومنوں کے شہنشاہ کی طرف سے کوئی پیغام ملے تو ہم اس کے
کے مطابق حرکت میں آسکیں۔"

تینوں اس امر پر متفق ہوئے۔ دو روز تک مزید وہاں قیام کرتے ہوئے انہوں
اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ تھکے ہارے لشکریوں کو ستانے کا موقع دیا۔ اس
وہ اپنی اپنی منزل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

دوسری جانب ہیرودیس' پیلا طس اور ڈیکاپولس کی شکست کے بعد حارث' حبیب
بن اور مالک بن حارث اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بالکل بحر ظلمات کے سامنے اپنی
حدود میں ایک جگہ جمع ہوئے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں قریب ہی حبیب بن عثمان نے
ہیرودیس کو بدترین شکست دی تھی۔ ہیرودیس کے لشکر سے حبیب بن عثمان کو کافی
مال ہاتھ لگا تھا۔ دوسری جانب حارث اور مالک بن حارث بھی پیلا طس اور ڈیکاپولس
شکست دیتے ہوئے بہت سا مال اور ہتھیار حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے'
جو کچھ ان تینوں لشکریوں سے حاصل ہوا' انہیں ایک جگہ ڈھیر کیا۔ پھر جب حارث
خیمہ نصب ہو چکا' تب اس نے اپنے سارے سالاروں کو اپنے خیمے میں طلب کیا۔
کی طلبی پر سب اس کے خیمے میں جمع ہوئے۔ تھوڑی دیر تک حارث بڑے تو صیفی
انداز میں سب کو دیکھتا رہا' پھر خیمے میں اس کی آواز گونج گئی۔

"میرے عزیزو! سب سے پہلے تو میں تم لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ہم نے بیک
وقت دشمن کے تین لشکروں کو بدترین شکست دی اور انہیں شکست دینے کے بعد
سارے ہاتھ بے پناہ مال غنیمت بھی لگا۔

اب جس مقصد کے لیے میں نے تم لوگوں کو طلب کیا ہے' اس کی طرف آتا
ہوں۔ کوئی شک نہیں کہ ہم نے ہیرودیس' پیلا طس اور ڈیکاپولس کو بدترین شکست دی
ہے۔ اگر یہ شکست اکیلے ہیرودیس کو ہوتی پھر شاید کسی بڑے خطرے کی امید نہ تھی
مگر اس جنگ میں پیلا طس اور ڈیکاپولس کو بھی شکست ہوئی ہے۔ دونوں رومنوں کے
نمائندے ہیں' لہٰذا جلد ہی رومنوں کا شہنشاہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آنے کی
کوشش کرے گا۔

لہٰذا یہاں سے واپس جانے کے بعد ہمیں اپنی جنگی تیاریوں میں پہلے سے زیادہ
تیزی کا مظاہرہ کرنا ہوگا تاکہ آنے والے دنوں میں اگر رومن ہمارے لیے کوئی
مشکل کھڑی کرنے کی کوشش کریں تو اس میں سے بھی ہم سرخرو ہو کر نکلیں۔

دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں' وہ یہ کہ میں نے پہلی بار زندان کے دو قیدیوں
کو اور شناطر کو جنگ میں آزمایا ہے۔ یہ دونوں بہترین جرنیل اور انتہائی کامیاب
لڑنے والے ثابت ہوئے ہیں' لہٰذا میں ان دونوں کو باقاعدہ دو اعلیٰ سالاروں کی

www.pdfbooksfree.pk

حیثیت سے لشکر میں شامل کرتا ہوں۔

میرے عزیزو! اس جنگ میں حبیب بن عثمان اور سعید نے جس طاقت، قوت اور جانثاری کا مظاہرہ کیا ہے، وہ تم سب کے سامنے ہے۔ ان دونوں نے ہیرودیس کو ایسی شکست دی ہے کہ اس کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اس خوشی میں میں حبیب بن عثمان کو اپنے لشکریوں کا سالار اعلیٰ مقرر کرتا ہوں۔ اب لشکر کی ساری نقل و حرکت ان کے صلاح مشورے اور اس کی اجازت کے بعد کی جائے گی۔

جہاں تک ہم سے شکست کھانے والے دشمنوں کا تعلق ہے تو وہ فی الحال ہمارے لیے کوئی خطرہ کھڑا نہیں کر سکتے۔ چند ماہ تک وہ اپنی شکست کے زخم چاٹتے رہیں گے، لہٰذا ہمیں سرحدوں پر بیٹھ کر ان کی نگرانی کرنے یا فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج کی رات سب لوگ اکٹھے یہاں قیام کریں گے، اگلے روز صبح ہی صبح رقیم کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ اب تم اپنے اپنے لشکروں کی طرف جاؤ۔ لشکریوں میں جو زخمی ہیں، ان کی دیکھ بھال کا کام سرانجام دو۔ اس طرح لشکری کچھ ستا بھی لیں گے، ساتھ ہی لشکریوں کے کھانے کا بھی انتظام کرو۔ حبیب اور مالک میں تم دونوں بھائیوں کو لشکریوں کی دیکھ بھال اور ان کی خوراک کا ذمہ دار بناتا ہوں۔ اب تم لوگ آرام کرو اور اپنے اپنے لشکروں کی طرف جاؤ۔"

حارث کے کہنے پر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ چھوٹے سالار باہر نکلے۔ ہاتھ کے اشارے سے حبیب بن عثمان نے مالک اس کے چھوٹے بھائی زبال اور اپنے ماموں زاد سعید کو رکنے کا اشارہ کیا۔ جب سب لوگ نکل گئے تب حبیب بن عثمان دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا اور حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں آپ سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس موضوع کا تعلق نہ لشکر سے ہے نہ ہونے والی جنگ سے نہ آئندہ رونما ہونے والی جنگوں سے ہے۔ یوں جانیئے میں اپنے ایک گھریلو مسئلے سے متعلق آپ سے نہ صرف یہ کہ صلاح مشورہ کرنا چاہتا ہوں بلکہ آپ کی سفارش بھی چاہتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو پر حارث چونکنے اور کسی قدر فکرمندی کے ساتھ میں اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ مالک، زبال اور سعید بھی دوبارہ اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔

پھر حارث کی آواز سنائی دی۔

"حبیب تم کچھ کہتے ہوئے ہچکچا رہے ہو۔ تم جانتے ہو کہ تمہاری حیثیت میرے میرے بیٹے کی طرح ہے۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اگر تمہیں کوئی گھریلو دشواری درپیش ہے تو اس کا بھی تفصیل کے ساتھ ذکر کرو۔ اگر وہ میرے بس میں ہے تو میں اسے ضرور حل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

اس موقع پر لمحہ بھر کے لیے حبیب نے اپنے ماموں زاد سعید کی طرف دیکھا، پھر حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ جانتے ہیں جب حملہ آوروں نے میرے نخلستان پر حملہ کیا، میرے باپ کو قتل کیا اور میری ماں کو اندھا کر دیا۔ تب میں نے قسم کھائی تھی کہ اس وقت تک شادی نہیں کروں گا جب تک اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لوں گا۔ میرے دشمنوں میں ڈاکو برابا سرفہرست ہے اور اس کے معاونین دندناتے پھرتے ہیں۔ جب تک میں ان سے انتقام نہیں لے لیتا، شادی نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ میں نے ایسا کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔

پھر اس انتقام میں میری ماں کی خوشنودی بھی پنہاں ہے۔ جب میں یہ کام سرانجام دینے کے بعد شادی کروں گا تو میری ماں بے حد خوش ہوگی، لہٰذا میں اپنی ماں کی خوشی کی خاطر ہر چیز قربان کر سکتا ہوں۔

پر سب سے بڑی بات جو میرے لیے تکلیف دہ ہے، وہ یہ ہے کہ جس وقت میں نے یہ قسم کھائی تھی، میرے ماموں زاد علی اور سعید بھی قسم کھانے لگے تھے لیکن میں نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا تھا، تاہم میرے گھر والوں نے ان دونوں کی شادی بھی اس وقت تک ملتوی کر دیا ہے۔ جب تک میں اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لے لیتا اور یہ معاملہ میری مرضی، میری منشا کے خلاف ہے۔

اب میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد پورا لشکر میرے وطن کے راستے جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے بھائی مالک کو بھی ہے کہ سعید کے چچا پجاری ایرخ کی چھوٹی بیٹی رعما کو پسند کرتا ہے، وہ بھی اسے چاہتی ہے۔ ایرخ ان دونوں کی پسند پر بے حد خوش ہے اور اپنی بیٹی رعما کی شادی سعید سے کرنا

www.pdfbooksfree.pk

چاہتا ہے۔ میرے اہل خانہ بھی اس شادی پر رضامند ہیں' لہٰذا میری خواہش ہے کہ جب ہم لشکر لے کر لوٹیں تو کم از کم ایک دن کے لیے لشکر میرے نخلستان میں رکے اور وہاں سعید اور رعما اور میرے دوسرے ماموں زاد علی اور میری خالہ کی بیٹی کی شادی کا اہتمام کیا جائے۔ اگر میں نے اکیلا ایسا کرنے کی کوشش کی تو میرے اہل خانہ مجھے ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ اگر آپ وہاں قیام کرتے ہیں اور ایسا کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں تو مجھے امید ہے' آپ کی خواہش کا احترام کیا جائے گا۔"

جب تک حبیب بولتا رہا' قریب بیٹھا ہوا اس کا ماموں زاد بھائی سعید اسے تیز نگاہوں سے گھورتا رہا۔ اپنی گفتگو کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد حبیب بن عثمان نے سعید کی طرف دیکھا' پھر دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"سعید میرے بھائی! تم اس سلسلے میں کوئی اعتراض کھڑا کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں تمہارا بھائی ہوں' تم سے عمر میں بڑا ہوں۔ تم دونوں بھائیوں کی شادی یوں جانو میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے اور مجھے امید ہے کہ تم میری اس خواہش کو ٹھکراؤ گے نہیں۔"

جب تک حبیب بن عثمان گفتگو کرتا رہا۔ حارث' مالک اور زیبال تینوں مسکراتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوا تو حارث بول پڑا۔

"حبیب میرے بیٹے تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سارے معاملات تمہاری خواہش' تمہاری رضامندی کے مطابق حل کیے جائیں گے۔ اس معاملے میں سعید کوئی اعتراض کھڑا کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ تم بالکل بے فکر ہو جاؤ' کل ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ پورا لشکر تمہارے نخلستان کے راستے ہو کر جائے گا اور وہاں تمہاری خواہش کے مطابق سعید' رعما اور تمہارے دوسرے ماموں زاد علی اور تمہاری خالہ کی بیٹی عبیرہ کی شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔

میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ تمہاری ہر خواہش' تمہاری ہر آرزو کا احترام کیا جائے گا۔

حبیب بن عثمان میرے بیٹے تم میرے ایسے سالار ہو جس پر میں بدترین حالات میں بھی مکمل اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہوں۔ تمہاری خواہشوں کی تکمیل یوں جانو میری

زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہوگی۔"

حارث تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ باری باری اس نے حبیب بن عثمان' سعید اور اپنے دونوں بیٹوں مالک اور زیبال کا جائزہ لیا' پھر مالک کو اس نے مسکراتے ہوئے مخاطب کیا۔

"مالک میرے بیٹے! میں ہیرودیس' ڈیکاپولس اور پیلاطس کے خلاف اپنی اس فتح کی خوشی کو دوچند کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیمے سے نکلنے کے بعد چند دستے لشکر سے علیحدہ کر کے رقیم شہر کی طرف روانہ کرو' وہ مسلح دستے اپنے ساتھ' میری دونوں بیویوں' ایرخ اس کی دونوں بیٹیوں السار اور رعما کے علاوہ ہمارے وزیر سیلاس' اس کی بیٹی شہیر' دونوں بیٹوں تیمان اور یوناہ اور میری دونوں بیٹیوں عریب اور حویلہ کے علاوہ اوزال کو بھی رقیم شہر سے حبیب بن عثمان کے نخلستان میں لے کر آئیں۔

میں چاہتا ہوں جہاں علی اور عیرہ' سعید اور رعما کی شادی ہو۔ وہاں میری بیٹی عریب کی تیمان سے' چھوٹی بیٹی حویلہ کی' یوناہ سے اور میرے بیٹے مالک کی شادی شہیر سے ہو۔ جب اتنی شادیاں اکٹھی ہوں گی تو پھر اندازہ لگا لو مجھے کس قدر خوشی' کس قدر اطمینان ہوگا۔ اس کے علاوہ میں ایک اور شادی کا بھی اہتمام کرنا چاہتا ہوں۔ پر اس میں مجھے اپنے چھوٹے بیٹے زیبال کی رضامندی کی بھی ضرورت ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث تھوڑی دیر کے لیے رکا' سوچا۔ اس کے بعد زیبال کو اس نے مخاطب کیا۔

"زیبال میرے بیٹے میں تیرا باپ ہوں۔ کبھی میں تیرا برا نہیں سوچوں گا۔ میں نے تیرے لیے ایک بڑی اچھی لڑکی کا انتخاب کیا ہے۔ خوبصورت ہے۔ دراز قد ہے۔ رقیم شہر ہی کی رہنے والی ہے۔ اب تم سوچتے ہو گے کہ وہ لڑکی کون ہے؟ میں تم پر اس کا نام بھی ظاہر کر دوں۔ اسے میں نے رقیم سے بلایا بھی ہے۔ وہ رعما کی بڑی بہن السار ہے۔ میں تمہیں السار سے بیاہنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم کوئی اعتراض نہیں کرو گے۔"

جواب میں زیبال نے کچھ بھی نہ کہا تھا۔ بس فرمانبرداری میں اپنی گردن کو خم کر دیا تھا۔ اس کی اس حرکت پر حارث ہی نہیں' مالک اور حبیب بن عثمان بھی خوش ہو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

گئے تھے۔ پھر سب کو حارث نے مخاطب کیا۔

"میں جو کہنا چاہتا تھا' کہہ چکا۔ اب تم سب لوگ اٹھو۔ اپنے اپنے لشکر کی طرف جاؤ' لشکریوں کے اکرام اور طعام کا بندوبست کرو۔ کل صبح ہی صبح لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔"

حارث کے ان الفاظ کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان' مالک بن حارث' سعید بن زیبال حارث کے خیمے سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

○

سورج مشرق سے طلوع ہو رہا تھا۔ بھولی بھالی صحرا کی خواہشیں دل کے زمزم میں بن کے چھینٹوں کی طرح جاگ اٹھی تھیں۔ کھجوروں کے سرسبز میٹھے پھلوں والے نخلستانوں کے وہی برسوں پہلے کے عشق کے طور اور حسن کے انداز تھے۔ صحرائی وسعتوں کو ناپتے ہوئے پرندے مختلف آوازیں نکالتے ہوئے کچھ اس طرح محو پرواز تھے جیسے نجد کی تنہائیوں میں اچانک قیس کی آواز گونج اٹھی ہو۔ آشنا منظروں کے لیے بے تاب آنکھیں جاگ اٹھی تھیں۔ خاموشی میں گھلی ہوئی یادوں کی تلخیاں سمٹنے لگی تھیں۔ بینائی کے محدب عدسوں سے سورج کی ست رنگی روشنیوں کی قوسیں جسموں کے منشور سے گزر کر روئے گیتی کے چمن زاروں کو بارونق کرنے لگیں تھیں۔ ظلم کی بکھری چادر سمٹنے لگی تھی۔ روشنی کے تند بلاخیز سمندر نے مردہ خوابوں کے عجائب گھروں کو ایک طرح سے آباد کرنا شروع کر دیا تھا۔

علی' اس کا باپ حسام بن ضرار' علی کی ماں اور حبیب بن عثمان کی ممانی' اس کے علاوہ عبیرہ اور عبیرہ کی ماں عدیمہ اور حبیب بن عثمان کی ماں یوباب ایک کمرے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ حویلی کے صدر دروازے پر کسی نے زوردار دستک دی۔

علی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور سب کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"میں دیکھتا ہوں' کون ہے۔"

اس کے ساتھ ہی علی اس کمرے سے باہر نکلا۔ صدر دروازے پر آیا۔ دروازے کی زنجیر اس نے کھولی۔ دروازہ جب کھلا تو دنگ رہ گیا۔ دروازے پر اس وقت عریب' قنا' السار' اوزال' حویلہ' خلدو' شقیلہ' شہیر' نبطی سلطنت کا وزیر سیلاس' اس کے دس بیٹے' بنطیوں کا بڑا پجاری ایرخ اپنے گھوڑوں پر سوار کھڑے تھے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

انہیں دیکھتے ہوئے علی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ کھیل گئی۔ بلند آواز میں اس نے ان سب کو خوش آمدید کہا۔ پھر ایک طرف ہٹا' پھر ان سب کو اندر آنے کے لیے کہا۔ سب باری باری اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔ گھوڑوں کی لگامیں تھامے وہ حویلی میں داخل ہوئے۔ اتنی دیر تک کمرے میں بیٹھے حسام بن ضرار اور عبیرہ بھی نکل آئے تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے عدیمہ بھی اپنی بہن اور حبیب بن عثمان کی ماں یوباب کو تھامے کمرے سے نکلی تھی۔

سب نے گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دیں اور آگے بڑھ کر سب سے ملے۔ اس موقع پر حبیب کی ماں یوباب نے اپنی بہن اور عبیرہ کی ماں عدیمہ کو مخاطب کیا۔

"عدیمہ یہ کون لوگ آئے ہیں؟ لگتا ہے ہماری حویلی میں بہت سے گھوڑ سوار آئے ہیں۔ کیا میرا بیٹا حبیب بن عثمان آیا ہے اور اس کے ساتھ سعید بھی ہے؟"

عدیمہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر اس نے ہلکی سی آواز میں اپنی بہن یوباب کو مخاطب کیا۔

"نہیں میری بہن ایسا نہیں ہے بلکہ ہماری حویلی میں بڑے معزز مہمان آئے ہیں۔ نبطیوں کے بادشاہ حارث کی بیویاں' بڑی بیٹی عریب' چھوٹی بیٹی حویلہ اور بڑے پجاری ایرخ کی بیٹی رعما کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی ہیں جنہیں میں نہیں پہچانتی۔"

اس موقع پر علی بول پڑا۔

"جو اور لوگ ہیں' ان کا تعارف میں کرواتا ہوں۔ ایک السار ہے جو محترم ایرخ کی بڑی بیٹی ہے۔ نبطی سلطنت کے وزیر سیلاس ہیں۔ ان کے دو بیٹے تیمان اور یوناہ ہیں۔" یوباب نے بلند آواز میں سب کو خوش آمدید کہا۔ علی اور عبیرہ نے گھوڑوں کو ایک طرف باندھ دیا۔ پھر سب اسی کمرے میں بیٹھ گئے جس کمرے سے علی اور اس کے اہل خانہ نکلے تھے۔

جب سب لوگ نشستوں پر بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز سیلاس نے کیا۔ اس نے علی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"علی میرے بیٹے تم نے یہ نہیں پوچھا کہ ہم لوگ اکٹھے اس سمت کیسے آگئے ہیں جبکہ لشکر ابھی تک محاذ جنگ پر ہے۔"

علی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی' کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس کا باپ حسام ضرار بول پڑا۔

"معزز محترم پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی' ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ آپ جو کرتے ہیں تو اس میں بھی ضرور ہماری بہتری ہوگی۔"

اس پر سیلاس مسکراتے ہوئے بول پڑا۔

"دراصل ہم ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں سب یہاں آئے ہیں۔ میرے خیال میں آج دوپہر سے پہلے پہلے ہمارا لشکر بھی یہاں پہنچ جائے گا۔ لشکر میں ہمارے بادشاہ حارث کے علاوہ حبیب بن عثمان' سعید' مالک اور زیبال بھی شامل ہوں گے۔ لشکر یہاں قیام کرے گا۔ اس قیام کے دوران ایک نہیں کئی شادیوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ مثلاً علی اور عبیرہ کی شادی' عریب اور میرے بیٹے تیمان کی شادی' حویلہ اور میرے دوسرے بیٹے یوناہ کی شادی' ایرخ کی بڑی بیٹی السار اور محترم حارث کے بڑے بیٹے مالک اور چھوٹے بیٹے زیبال کی شادی' سعید اور رعما کی شادی' محترم حارث کے بڑے بیٹے مالک اور محترم حارث اور میری بیٹی شہیر کی شادی۔ اس قدر شادیوں کا اہتمام میرے خیال میں ایک ہی کیا جائے گا۔ جس طرح ہمیں اطلاع دی گئی ہے' لشکر آج یہاں پہنچے گا۔ ان ساری شادیوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ رات لشکر یہیں بسر کرے گا۔ اگلے روز یہاں سے رقیم کی طرف کوچ کیا جائے گا۔"

اس انکشاف پر علی افسردہ اور ملول ہو گیا تھا۔ کچھ دیر سوچتا رہا' پھر اس نے سیلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"محترم سیلاس جو کچھ آپ نے کہا ہے' یہ ہماری امیدوں کے بالکل خلاف ہے۔ ہمارے درمیان تو یہ طے پایا تھا کہ ابھی میری اور سعید کی شادی کا اہتمام نہیں کیا جائے گا۔ آپ جانتے ہیں ہمارے بھائی حبیب بن عثمان نے قسم کھائی تھی کہ وہ اس وقت تک شادی نہیں کرے گا۔ جب تک اپنے ان دشمنوں سے انتقام نہیں لے لیتا جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا۔ ماں کو اندھا کر دیا۔ یہ بھی طے پایا تھا کہ جب تک حبیب بن عثمان شادی نہیں کرتا' اس وقت تک میں اور سعید بھی شادی نہیں کریں گے۔ پھر اتنی جلدی یہ اہتمام کیوں کیا جا رہا ہے؟"

سیلاس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"یہ سارا اہتمام حبیب بن عثمان ہی کے کہنے پر کیا جا رہا ہے۔ دشمن کو شکست دینے کے بعد اس نے حارث سے التماس کی تھی کہ ان شادیوں کا اہتمام کیا جائے۔ لہٰذا ہمارے بادشاہ نے اسے قبول کیا۔ اب لشکر یہاں قیام کرے گا اور ان ساری شادیوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ میرے خیال میں تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ جو لوگ لشکرگاہ سے شہر میں آئے تھے' انہوں نے واضح کیا تھا کہ سعید کو بھی اس شادی پر آمادہ کر لیا گیا ہے۔"

علی اور اس کا باپ حسام بن ضرار اور گھر کے سارے افراد اس گفتگو سے مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر حسام بن ضرار نے علی کی طرف دیکھا۔

"علی تم لوگ اٹھو اور مہمانوں کے کھانے کا اہتمام کرو۔" اس پر سیلاس کا بڑا بیٹا تیمان بول پڑا۔

"کسی کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صبح کا کھانا پیٹ بھر کر کھا کے ہم شہر سے چلے تھے۔ اب کھانے کا اہتمام لشکر کی یہاں آمد کے بعد ہی کیا جائے گا۔ لہٰذا سب اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور شادی کے موضوع پر ہی گفتگو کرنے لگے تھے۔

دو پہر گزر جانے کے بعد نبطیوں کا بادشاہ حارث حبیب بن عثمان' مالک' زبال اور دوسرے سالار بھی لشکر کو لے کر حبیب بن عثمان کے نخلستان پہنچے۔ حبیب بن عثمان کی حویلی سے سب نے نکل کر بہترین انداز میں استقبال کیا۔ پھر حارث کے حکم پر دیکھتے ہی دیکھتے نخلستان کے مغرب میں خیموں کا ایک خوبصورت شہر آباد کر دیا گیا تھا۔ جس وقت خیمے نصب کیے جا رہے تھے اور حارث' مالک' زبال اور دوسرے سالار استقبال کرنے والوں کے ساتھ محو گفتگو تھے' اس موقع پر اوزال دبے پاؤں حبیب بن عثمان کے پاس آئی' اس کے پہلو سے پہلو ملا کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

"اس فتح پر میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی۔ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ خاموش ہو گیا' اس لیے کہ اس کی خالہ عدیمہ' اس کی اندھی ماں یوباب آ رہی تھیں۔

حبیب تڑپ کر آگے بڑھا۔ اپنی اندھی ماں کو سہارا دیا۔ اس کے پیچھے پیچھے زبال بھی بھاگی۔ اس نے حبیب کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹا لیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"یہ کام آپ کا نہیں' میرا ہے۔" پھر اس نے خود ہی یوباب کو سہارا دیا۔ آگے بڑھی' جب یوباب قریب آئی تب حبیب بن عثمان بول پڑا۔ حارث کو مخاطب کیا۔

"میرے دیگر اہل خانہ سے تو آپ کا تعارف ہو چکا ہے۔ یہ جو خاتون آ رہی ہیں' یہ میری ماں ہیں۔ ان کے ساتھ میری خالہ اور عبیرہ کی ماں عدیمہ ہے۔"

لمحہ بھر کے لیے بڑے غور سے حارث نے حبیب بن عثمان کی ماں کو اپنی طرف تکتے دیکھا۔ پھر احتراماً چند قدم وہ آگے بڑھا۔ اس کے آگے بڑھنے پر اوزال رک گئی۔ یوباب اور عدیمہ بھی کھڑی ہو گئی تھیں۔ اس موقع پر حارث بول پڑا۔

"اے حبیب بن عثمان کی ماں' میں تیری عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ تو خوش قسمت ہے کہ تو نے حبیب بن عثمان جیسے بیٹے کو جنم دیا۔ تیرے شوہر کے دشمنوں نے جو واردات تمہارے ساتھ کی' میرا دل کہتا ہے کہ عنقریب اس کا انتقام لیا جائے گا۔ اس میں شک نہیں کہ ان ظالموں نے تمہیں اندھا کر دیا ہے۔ تمہیں معذور بنا دیا ہے لیکن وہ بچ کر نہیں جائیں گے۔ ایک نہ ایک روز انہیں پکڑا جائے گا اور تمہارے قدموں میں لا کر انتقام لیا جائے گا۔ اس روز میں بڑی دھوم دھام سے اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ حبیب بن عثمان اور اوزال کی شادی کا اہتمام کروں گا۔"

پھر حارث نے اپنے پہلو میں کھڑے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا۔

"حبیب میرے بیٹے اپنی ماں اور اپنے دیگر اہل خانہ کی اپنے خیمے میں منتقل کرو۔ جب تک میں یہاں ہوں' سب لوگ خیموں کے اس شہر ہی میں رہیں گے۔ حبیب میرے بیٹے اپنی ماں کو خیمے میں چھوڑنے کے بعد میرے پاس آؤ۔ اس کے بعد میں اس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس کے لیے ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں۔"

حبیب بن عثمان اپنی ماں کو ساتھ لے گیا۔ اوزال بھی اس کے ساتھ تھی۔ دیگر اہل خانہ بھی حبیب بن عثمان کے ساتھ ہو لیے تھے۔ ان میں حارث کی بیٹی زینب اور دوسری بیٹی حویلہ کے علاوہ عبیرہ' شہیر' رعما اور السار بھی شامل تھیں۔ ان

سب کو خیمے میں بٹھانے کے بعد حبیب بن عثمان اس جگہ آیا جہاں حارث اپنے سالاروں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ حبیب بن عثمان کے آنے کے بعد حارث بول پڑا۔

"میرے عزیزو! پہلے تو سب مل کے لشکر کے کھانے کا بہترین اہتمام کرو۔" اس موقع پر خصوصیت کے ساتھ حارث نے اپنے بیٹے مالک کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کیا۔

"مالک میرے بیٹے جب تک ہمارے لشکر کا یہاں قیام ہے اور ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں' حبیب بن عثمان اور اس کے اہل خانہ کو ہماری طرف سے بہترین تواضع کا اہتمام ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ کہ تم ذرا حبیب کے خیمے میں جاؤ اور میری بیٹی عریب کو بلا کر لاؤ۔"

اس پر مالک کے بجائے اس کا چھوٹا بھائی زبال بھاگا بھاگا گیا' تھوڑی ہی دیر بعد عریب کو وہ ساتھ لایا۔ عریب جب حارث کے سامنے آئی' تب حارث نے اسے مخاطب کیا۔

"میری بیٹی میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ تم میری بڑی بیٹی ہو۔ سب سے زیادہ قابل اعتماد ہو۔ میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب کو یہ اطلاع کر دو کہ آج رات ساری شادیوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس میں تمہاری شادی بھی شامل ہے۔ اب تم جاؤ اور ساری لڑکیوں کو شادی کے لیے تیار کرو۔"

عریب نے جواب میں کچھ نہ کہا' فوراً وہاں سے ہٹ کر چلی گئی تھی۔ حارث نے پھر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا۔

"میرے بیٹے میں اپنے خیمے کی طرف جا رہا ہوں۔ تم سب سے پہلے لشکریوں کے آرام اور ان کے کھانے کا جائزہ لو۔ اس کے بعد کسی دوسرے کام کی ابتداء کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی حارث اپنے خیمے کی طرف چلا گیا تھا۔

○

حبیب بن عثمان اپنے حصے کے زخمی ہونے والے لشکریوں کی تیمارداری کر رہا تھا' اس کے ساتھ تھا کہ ایک سمت سے عریب اور اس کی چھوٹی بہن حویلہ تقریباً بھاگتی ہوئی آئیں۔ انہیں اپنی طرف آتے دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان اور سعید ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ قریب آکر دونوں بہنیں رکیں' پھر عریب نے کسی قدر جھجکتے ہوئے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"ابن عثمان! میرے بھائی میں ایک نازک موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے آئی ہوں۔ اگر آپ نے برا ماننا ہے تو میں ابتدا ہی نہیں کروں گی۔ اگر آپ بات مان لیں تو آپ کا مجھ پر بڑا احسان اور بڑی مہربانی ہوگی۔"

عریب کے ان الفاظ پر حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی' کہنے لگا۔

"اب تمہید نہ باندھیں جو کچھ کہنا ہے میری بہن کھل کر کہو۔ پہلے میں نے تمہاری کسی بات کا برا مانا ہے۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ سے عریب کی کچھ ہمت بندھی۔ ذومعنی انداز میں اپنے پہلو میں کھڑی اپنی بہن حویلہ کی طرف دیکھا' پھر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"ابن عثمان میرے بھائی! آپ کے ادھر آنے کے بعد ہم سب نے مل کے ایک معاملے کا طے کیا ہے لیکن اس معاملے کو عملی صورت دینے سے پہلے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں' میں نے اپنے باپ سے بھی بات کی ہے۔ اپنے بھائی مالک اور زبال سے بھی بات کر چکی ہوں۔ ان سب کا کہنا ہے کہ آخری اجازت حبیب بن عثمان ہی کی طرف سے ملے گی۔ مجھے امید ہے آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔"

حبیب بن عثمان نے تیز نگاہوں سے عریب کی طرف دیکھا' پھر بول اٹھا۔

"میری بہن کہو' تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

www.pdfbooksfree.pk

عریب کچھ ہچکچائی' ہمت بڑھانے کے لیے ایک بار پھر اپنے پہلو میں کھڑی اپنی بہن کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد بول اٹھی۔

"میرے بھائی! آپ جانتے ہیں جو شب آرہی ہے' اس شب کو ہماری شادیوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ سب کی خواہش تھی کہ شادیوں کے اس موقع پر اوزال رقص کرے۔ سب نے مل کر مجھ سے رابطہ کیا کہ میں اوزال سے کہوں کہ وہ خوشی کے اس موقع پر اپنے رقص کا مظاہرہ کرے۔ اس لیے کہ لوگوں میں یہی مشہور ہے کہ جہاں اوزال جیسی کوئی خوبصورت نہیں' وہاں اس جیسا کوئی رقص بھی نہیں کر سکتا۔ سب لوگ بے چین ہیں کہ ایک بار اوزال کا رقص دیکھیں۔ اس سلسلے میں میں نے جب اوزال سے بات کی تو اس کا کہنا تھا کہ جب تک حبیب بن عثمان اس کی اجازت نہیں دیں گے' وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتی۔

میرے بھائی اوزال نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ جب سے وہ یروشلم سے نکل کر رقیم میں آئی ہے۔ کیا کبھی اس نے کسی موقع پر گانے کے علاوہ رقص کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسا وہ اس وقت ہی کرے گی جب تمہاری طرف سے اسے اجازت ملے گی۔ اس سلسلے میں میں نے اپنے باپ سے بھی بات کی' بھائیوں سے بھی مشورہ کیا۔ ان سب کا کہنا یہی ہے کہ اوزال اگر رقص کرے تو ٹھیک ہے لیکن اس کے لیے پہلے حبیب بن عثمان کی اجازت لینا انتہا درجہ کا ضروری ہے۔

جب میں آپ سے اجازت لینے کے لیے خیمے سے نکلی تب اوزال نے مجھ پر یہ بھی واضح کیا تھا کہ جب تک آپ خود اوزال سے رقص کرنے کے لیے نہ کہیں گے' اس وقت تک وہ رقص نہیں کرے گی۔"

جب تک عریب بولتی رہی' عریب کے پہلو میں کھڑا حبیب کا ماموں زاد سعید اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ جب وہ خاموش ہوئی تب حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"اگر آپ لوگوں کی یہ خواہش ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اوزال اگر رقص کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ شادی کا موقع ہے۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر عریب اور حویلہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ عریب فوراً آگے بڑھی اور حبیب کا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور

لیا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے حویلہ بھی آگے بڑھی اور اس نے حبیب بن عثمان کا ہاتھ لے کر چوم لیا۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان ہنس دیا اور کہنے لگا۔

"یہ تم دونوں بہنیں کیا حرکت کر رہی ہو؟ تم دونوں میرے ہاتھوں کو ایسے چوم رہی ہو جیسے میں نے کوئی بہت بڑا معرکہ سرانجام دے دیا ہو۔"

اس بار عریب کے بجائے حویلہ نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"میرے بھائی جس وقت میں اور عریب خیمے سے نکلی تھیں' ہمیں ڈر تھا کہ آپ اوزال کو رقص کرنے کی اجازت نہیں دیں گے لیکن آپ کے الفاظ نے ہمارے شبہات کو دور کر دیا ہے۔ اس بنا پر ہم اس قدر خوشی کا اظہار کر رہی ہیں۔ اب آپ ہمارے ساتھ چلیں اور خود جا کر اوزال سے کہیں کہ آنے والی شب کو شادیوں کے موقع پر اسے رقص کرنے کی اجازت ہے۔"

حبیب بن عثمان نے سعید کو وہیں رہنے اور انتظامات کا جائزہ لینے کے لیے کہا' خود عریب اور حویلہ کے ساتھ ہو لیا تھا۔

عریب اور حویلہ کے ساتھ حبیب بن عثمان اپنے خیمے کے قریب آیا تو رک گیا' اس کے بعد اس نے عریب کی طرف دیکھا۔

عریب خیمے کے اندر سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں اوزال سے اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ تم جاؤ' اوزال کو باہر بلا کر لاؤ۔"

حویلہ وہیں کھڑی رہی۔ عریب خیمے کے اندر گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکلی' اوزال بھی اس کے ساتھ تھی۔ حبیب بن عثمان کو وہاں دیکھتے ہوئے اوزال کے چہرے پر ایک مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ بڑی تیزی سے وہ حبیب بن عثمان کے قریب آئی اور سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی۔ حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"تم لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ تمہیں بہت رقص کرنا آیا ہوا ہے۔" یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے حبیب بن عثمان کے چہرے پر ایک شرارتی سی مسکراہٹ تھی۔

ان الفاظ پر اوزال چونکی۔ سوالیہ سے انداز میں اس نے باری باری عریب اور حویلہ کی طرف دیکھا۔ اس پر عریب نے تیز نگاہوں سے حبیب بن عثمان کا جائزہ لیا اور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"حبیب میرے بھائی کیا آپ اوزال کو یہی بات کہنے میرے ساتھ آئے تھے؟"

اوزال حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر اداس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"اوزال تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو میں نے یونہی جملہ معترضہ کے طور پر کہہ دیا تھا۔ بہرحال تمہیں رقص کرنے کی اجازت ہے۔" اس موقع پر عریب بول پڑی۔

"شادیوں کے لیے ایک بڑے شامیانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس شامیانے کے اندر صرف رقیم شہر سے آئے ہوئے مہمان اور میرے بھائی ابن عثمان کے نخلستان کے کچھ سرکردہ لوگ اور ان کے عزیز و اقارب شامل ہوں گے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا' بس انہی کے سامنے اوزال میری بہن تمہیں رقص کرنا ہوگا۔"

عریب جب خاموش ہوئی تب حبیب بن عثمان نے اوزال کو مخاطب کیا۔

"اوزال یہاں آنے کے بعد مجھے تم سے اپنے کتے کے احوال پوچھنے کا خیال ہی نہ رہا' وہ اس وقت کہاں ہے۔" اوزال مسکرائی اور کہنے لگی۔

"میں اس کو اپنے ساتھ لے کر آئی تھی۔ وہ اس وقت آپ کی حویلی کے اندر ہے۔ آپ کے گھر کے سارے افراد سے وہ خوب شناسا ہے۔ آپ کے ماموں نے اسے ایک جگہ باندھ دیا تھا' لہٰذا وہ اس وقت بھی آپ کی حویلی ہی میں ہے۔"

اوزال کے ان الفاظ سے حبیب بن عثمان مطمئن ہو گیا تھا' پھر اس نے عریب کی طرف دیکھا۔

"عریب میری بہن میرا کام اب ختم ہوا۔ میں اپنے لشکر میں جاتا ہوں۔ تم جانتی ہو کہ میں زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا اور ابھی مجھے لشکر کے کھانے کا بھی انتظام کرنا ہے۔"

عریب نے حبیب بن عثمان کا شکریہ ادا کیا۔ حبیب بن عثمان وہاں سے ہٹ گیا۔ عریب' حویلہ' اوزال تینوں خیمے کے اندر چلی گئی تھیں۔

سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد مالک بن حارث اور شہیر' عریب' تیمان' حویلہ اور یوناہ' السار اور زیبال' رعما اور سعید' علی اور عبیدہ کی شادی

ہو گئی۔ شادیوں کا یہ سارا انتظام ایک بہت بڑے شامیانے کے اندر کیا گیا تھا۔ اسی کے اندر سارے مہمان بیٹھے تھے۔ جب شادیوں کی رسم ادا کی جا چکی' تب اوزال کو رقص کے لیے بلایا گیا۔

اوزال اس وقت رقص کا زرق برق لباس پہنے ہوئے تھی۔ شادیوں کی رسومات کے دوران وہ حبیب بن عثمان کے پہلو میں بیٹھ کر شادیوں کی رسومات سے لطف اندوز ہوتی رہی۔ جب اسے رقص کے لیے بلایا گیا تب وہ حبیب بن عثمان کے پاس سے اٹھی اور سارے مہمانوں کے درمیان میں جو شہہ نشین بنی ہوئی تھی' اس پر آن کھڑی ہوئی۔ اس موقع پر اس کے شگفتہ پھولوں اور ادھ کھلی کلیوں سے ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم تھا۔ گالوں کے گلابوں میں ایک شرماہٹ تھی۔ بالکل یوں جیسے چاند کی چاندنی میں کوئی مسکراتا ہوا گلاب اچانک لوگوں کے سامنے آن کھڑا ہو۔

ایک سوالیہ سی نگاہ اس نے اپنے قریب ہی بیٹھے حبیب بن عثمان پر ڈالی۔ حبیب بن عثمان شاید اس کی اس نگاہ کا مطلب سمجھ گیا تھا' ہلکے سے انداز میں اس نے اثبات میں اپنا سر ہلا دیا جس پر اوزال اپنے کسے ہوئے بدن الٹر شباب کو حرکت میں لائی۔ آہستہ آہستہ اس نے رقص کی ابتداء کی۔ بالکل یوں جیسے ویران و لق و دق صحرا میں حلقہ در حلقہ دھنک رنگ اترنے لگے ہوں۔

آہستہ آہستہ اوزال کے رقص میں تیزی آنا شروع ہو گئی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے راتوں کی حسین تنہائیوں' چاند کی سیمیں نرم ضیاء کے اندر آتشیں پنہاں شرارے دینے لگی ہو۔ چاروں سمت جھلملاتی مشعلوں کی روشنی میں اوزال کا بدن تیزی اختیار کرتا چلا گیا۔ پھر اس نے اپنے رقص کو اس طرح عروج پر پہنچا دیا کہ دیکھنے والوں کو لگا اس کا رقص گویا موسیقی کے ہیجان خیز الحان' گرم تند لاوے اور تیز ترنگوں کے جھکڑوں میں چیختے بھاگتے ہوئے لمحوں کی صورت اختیار کر گیا ہو۔

رقص جاری تھا۔ لگتا تھا کائنات مسکراتے ہوئے اوزال کی آنکھوں میں سما گئی ہو مسرت کی جستجو کرتے لمحے کتاب زندگی کے اوراق سے حسین نقوش تلاش کرنے لگے۔ اس کی اداؤں کے اندر جھلملانے لگے ہوں۔ اس کے چہرے کی شفق میں جوبن کا رسیلا پن جوبن پہ آئے ہوئے رقص کے وقت اوزال کا بدن فطرت کی

www.pdfbooksfree.pk

پراسرار قوتوں کے اندر کف اڑاتی موجوں کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ جو لوگ وہاں بیٹھے رقص دیکھ رہے تھے' اوزال کے بدن کے خوش کن زاویوں اور برق کی طرح اس کے رقص نے انہیں دھکتی آگ میں سلگا کر رکھ دیا تھا اور رقص کرتے ہوئے وہ یوں محسوس کر رہے تھے جیسے کسی نادیدہ قوت نے انہیں تلخ لمحوں سے نکال کر نغموں کے ساز پرسوز پر سوار کر دیا ہو۔

کچھ دیر مزید رقص جاری رہا۔ اس کے بعد اوزال نے رقص کرنا بند کر دیا۔ رقص کے لیے بنی ہوئی شہہ نشین سے وہ نیچے اتری' پھر لجاتی شرماتی دوبارہ حبیب بن عثمان کے پہلو میں آکر بیٹھ گئی تھی اور سوالیہ سے انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی۔ اس موقع پر دھیمے سے لہجے میں حبیب بن عثمان نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اس قدر طوفانی رقص کر سکتی ہو۔ بہرحال تم نے کمال کر دیا ہے۔"

اوزال نے اس موقع پر بڑے پیارے انداز میں اپنا ہاتھ حبیب بن عثمان کے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہنے لگی۔ "میرا تو سب کچھ آپ ہی کا ہے۔" جواب میں حبیب بن عثمان کچھ کہنا چاہتا تھا کہ خاموش رہا' اس لیے کہ حارث اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"ابن عثمان! اگر اس موقع پر تمہاری اور اوزال کی بھی شادی ہوتی تو میری خوشیوں کی کوئی انتہا نہ ہوتی۔ ہائے بدقسمتی کہ مجبوریوں کی وجہ سے تمہیں اور اوزال کو رشتہ ازدواج میں نہ ڈالا جا سکا۔ یہ شادی شدہ جوڑے اپنے اپنے خیموں میں جا سکتے ہیں۔ حبیب میرے بیٹے تم اوزال کو لے کر میرے خیال میں اپنی حویلی میں چلے جاؤ۔" اس پر سب لوگ اٹھے اور اس شامیانے سے نکل گئے تھے۔ اپنے لشکر کے ساتھ نبطیوں کے بادشاہ حارث نے دو روز حبیب بن عثمان کے نخلستان میں قیام کیا۔ اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ وہ رقیم شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

○

ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ دونوں اپنے کمرہ خاص میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہیرودیس کا چوبدار اندر آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مالک ایک قاصد مصر کے رومن حاکم گالس کی طرف سے آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ اس کے پاس کوئی انتہائی اہم پیغام ہے جو وہ آپ تک پہنچانا چاہتا ہے۔"

اپنے چوبدار کے ان الفاظ پر ہیرودیس ہی نہیں ہیرودیہ بھی چونکی تھی۔ پھر ہیرودیہ نے ہیرودیس کو مخاطب کیا۔

"لگتا ہے نبطیوں کے بادشاہ حارث کے ہاتھوں ہماری شکست کی خبر روم میں رومنوں کے شہنشاہ کے پاس پہنچ چکی ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ رومنوں کے شہنشاہ نے اس سلسلے میں اپنے مصر کے حاکم گالس کو کچھ کہا ہوگا اور گالس نے اس سلسلے میں اپنا کوئی قاصد ہماری طرف روانہ کیا ہے۔"

ہیرودیہ کی اس گفتگو پر ہیرودیس نے اثبات میں اپنی گردن ہلائی' پھر اپنے چوبدار کو مخاطب کیا۔

"میں اور ہیرودیہ قصر کے بڑے کمرے کی طرف جا رہے ہیں۔ اپنی سلطنت کے عاملوں اور عمائدین کو وہاں آنے کے لیے کہو۔ میں وہیں سب کی موجودگی میں قاصد سے ملنا پسند کروں گا۔"

چوبدار باہر نکل گیا تھا۔ ہیرودیس اور ہیرودیہ تھوڑی دیر تک وہیں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے' پھر اٹھے۔ قصر کے بڑے کمرے میں آئے۔ اس وقت سلطنت کے بڑے اراکین وہاں جمع تھے۔ ان کی آمد پر سب کھڑے ہو گئے۔ جب وہ دونوں اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے تب ہیرودیس نے اپنے چوبدار کو حکم دیا کہ مصر کے رومن حاکم

www.pdfbooksfree.pk

گالس کی طرف سے جو قاصد آیا ہے' اسے پیش کیا جائے۔

چوبدار باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھ ایک شخص کو لے کر آیا۔ اسے ہیرودیس کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اس شخص نے خوب جھک کر ہیرودیس کو تعظیم دی' پھر وہ بول پڑا۔

"یروشلم کے عظیم بادشاہ! مجھے مصر کے حاکم گالس نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔"

وہ قاصد یہیں تک کہہ پایا تھا کہ ہیرودیس نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا تم بتاؤ گے تمہارے پاس کس کا پیغام ہے۔ گالس یا رومنوں کے شہنشاہ کا؟"

قاصد کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر وہ کہہ اٹھا۔

"مالک آپ' پلاٹس اور ڈیکاپولس کی نبطیوں کے بادشاہ حارث کے ہاتھوں شکست کی خبر روم میں رومنوں کے شہنشاہ کے پاس پہنچ چکی ہے۔ اس سلسلے میں رومنوں کے شہنشاہ نے تیز رفتار قاصد گالس کی طرف روانہ کیا۔ کچھ صلاح مشورہ ہوا' اس کے بعد مجھے آپ کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔

رومن شہنشاہ کے حکم کے مطابق گالس نے جو پیغام آپ کی طرف بھیجا ہے' وہ یہ کہ آپ اپنی جنگی تیاریوں کو اپنے عروج پر پہنچا دیں۔ کچھ قاصد پیلاٹس اور ڈیکاپولس کی طرف گئے ہیں۔ ان کے نام بھی یہ پیغام بھیجا گیا ہے کہ وہ اپنے لشکر آپ کی طرف روانہ کریں تاکہ آپ کے پاس ایک بڑا لشکر ہو۔ جب یہ تیاریاں مکمل ہو جائیں تب آپ اس کی اطلاع مصر کے حاکم گالس کو دیں گے۔ گالس اپنے لشکر کے ساتھ مصر سے نکلے گا۔ اس کا سالار اعلیٰ اسٹرابو جو ایک انتہائی خونخوار جنگجو ہے' اس کے ہمراہ ہوگا۔ دونوں لشکر کو لے کر مصر سے نکلیں گے اور بحرلوط کا رخ کریں گے۔ بحرلوط کے کنارے وہ آپ سے آن ملیں گے۔ اس طرح آپ' گالس اور اسٹرابو تینوں مل کر نبطیوں کے بادشاہ حارث سے ٹکرائیں گے۔ گالس کا پیغام ہے کہ نبطیوں کے بادشاہ حارث نے آپ کو شکست دے کر انتہائی احمقانہ قدم اٹھایا ہے۔ اب اس کا ان سرزمینوں میں قائم رہنا رومنوں کے لیے خطرناک ہے' لہٰذا رومنوں کے شہنشاہ کی طرف سے صاف اور واضح احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں کہ نبطی سلطنت کو نیست

و نابود کر دیا جائے۔

آپ جانتے ہیں مصر کے حاکم کا سپہ سالار اسٹرابو جنگ کا ایسا وسیع تجربہ رکھتا ہے کہ آج تک اس کی سالاری میں رومنوں نے جتنی بھی جنگیں کیں' ان سب جنگوں میں اسٹرابو کو شاندار فتوحات حاصل ہوئیں۔ کسی ایک جنگ میں بھی اسٹرابو کو شکست کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ رومن یہ امید لگائے ہوئے ہیں کہ گالس اور اسٹرابو کے ہاتھوں نبطیوں کی سلطنت اسی طرح تباہ و برباد ہو جائے گی جس طرح اس سے پہلے قوم ثمود نیست و نابود کر دی گئی۔

مالک میرے پاس یہی پیغام ہے' اب آپ حکم دیں کہ مجھے کیا کرنا ہے؟"

یہ پیغام سن کر ہیرودیس کو کچھ تسلی ہوئی۔ پہلے وہ یہ خیال کر رہا تھا کہ رومنوں کا شہنشاہ یا مصر کا حاکم گالس اس سے شکست کی بازپرس کریں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اب جبکہ اسے خبر ہوئی کہ رومنوں کا شہنشاہ اور گالس دونوں ہی اس کی مدد کے لیے آمادہ ہیں' تب وہ سنبھلا اور گالس کی طرف سے آنے والے قاصد کو اس نے مخاطب کیا۔

"تم ایک دو روز یہاں قیام کرو۔ اس کے بعد واپس جاؤ۔ گالس اور اسٹرابو دونوں کو میری طرف سے مطمئن کرو کہ جیسا انہوں نے کہا' ویسا ہی ہوگا۔ میں نبطیوں کے بادشاہ حارث کے خلاف حرکت میں آنے کے لیے زیادہ دن نہیں لوں گا۔ اس سلسلے میں' میں شام کے حاکم حداد بن حدار سے بھی رابطہ قائم کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ عنقریب میں اپنی تیاریوں کی اطلاع گالس کو کروں گا۔ اس کے بعد نبطیوں کے خلاف حرکت میں آیا جائے گا' اب تم جا سکتے ہو۔"

زمین کی طرف جھکتے ہوئے قاصد نے ایک بار پھر ہیرودیس کو تعظیم دی۔ اس کے بعد قاصد وہاں سے نکل گیا تھا۔

قاصد کے جانے کے بعد ہیرودیس نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے اراکین سلطنت کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"عزیزو! جس وقت یہ قاصد آیا تھا' میں فکرمند تھا کہ نبطیوں کے ہاتھوں ہماری شکست پر رومنوں کے شہنشاہ نے ہماری بازپرس کی ہوگی لیکن ایسا نہیں۔ اب جبکہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

رومنوں کے شہنشاہ نے اپنے مصری حاکم گالس کو حکم دے دیا ہے کہ وہ نبطیوں کے خلاف ہماری مدد کرے تو یہ ہمارے لیے ایک اطمینان کا باعث ہے۔ میں تم پر یہ بھی واضح کروں کہ میں آج ہی تیز رفتار قاصد شام کے حاکم حداد بن حدار کی طرف روانہ کر رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے بھی اس جنگ میں ملوث کروں تاکہ نبطیوں کے خلاف ہماری فتح یقینی ہو جائے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ اجلاس ہیرودیس نے برخاست کر دیا۔ جب اراکین سلطنت چلے گئے تب ہیرودیس اپنی جگہ سے اٹھا' ہیرودیہ بھی کھڑی ہو گئی۔ اپنی خوابگاہ کی طرف جاتے ہوئے ہیرودیس نے ہیرودیہ کو مخاطب کیا۔

"میرے ذہن میں ایک اور بات بھی آئی ہے۔ میں جو قاصد دمشق کے حاکم حداد بن حدار کی طرف روانہ کروں گا' اس کے ذریعے حداد بن حدار پر یہ بھی واضح کروں گا کہ اوزال نام کی لڑکی جسے لوگ یروشلم کی ساحرہ کہتے ہیں اور جس کے حسن' جس کی خوبصورتی اور جس کے رقص سے وہ متاثر تھا اور جسے وہ اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا تھا' وہ لڑکی اس وقت نبطیوں کے مرکزی شہر رقیم میں ہے۔ میں حداد بن حدار کو یہ بھی ترغیب دوں گا کہ اگر وہ یروشلم کی ساحرہ کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہمارے ساتھ مل کر نبطیوں کے خلاف لشکر کشی کرے۔ مجھے امید ہے میری اس ترغیب پر حداد بن حدار ایسا کرنے پر رضامند ہو جائے گا۔"

ہیرودیہ نے ہیرودیس کی اس تجویز کو پسند کیا۔ پھر دونوں مسکراتے ہوئے اپنی خوابگاہ کی طرف چلے گئے۔

○

دمشق شہر میں صابی مذہب سے تعلق رکھنے والا ارض شام کا حاکم حداد بن حدار ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سامنے ایک قاصد کو پیش کیا گیا۔ قاصد جب حداد بن حدار کے سامنے آیا تو حداد بن حدار نے اسے مخاطب کیا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ہمارے بھائی ہیرودیس کی طرف سے آئے ہو۔ کہو تم کہنا چاہتے ہو؟"

www.pdfbooksfree.pk

قاصد جو ایک لمبی عبا پہنے ہوئے تھا' جھکا۔ اس کی عبا کے نیچے والے سرے زمین کو چھو گئے تھے۔ پھر اس نے اپنی کمر کا خم سیدھا کیا اور حداد بن حدار کو مخاطب کیا۔

"دمشق کے عظیم بادشاہ آپ تک تو یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ نبطیوں کے بادشاہ حارث کے ہاتھوں ہیرودیس' پلاٹس اور ڈیکاپولس تینوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس شکست کی خبریں رومنوں کے شہنشاہ تک پہنچی ہیں' لہٰذا اس نے اپنے مصری حاکم گالس کو حکم دیا ہے کہ ہیرودیس کے ساتھ مل کر نبطیوں سے جنگ کی ابتداء کی جائے اور نبطیوں کو نیست و نابود کیا جائے۔

اب ہیرودیس جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ جب اس کی تیاریاں مکمل ہو جائیں گی' تب وہ اپنی تیاریوں کی اطلاع مصر کے حاکم گالس کو کرے گا۔ اس کے بعد گالس اور اس کا خونخوار جرنیل اسٹرابو دونوں لشکر لے کر نکلیں گے اور ہیرودیس سے مل کر نبطیوں پر حملہ آور ہوں گے۔

دمشق کے عظیم حاکم نے کچھ عرصہ پہلے یروشلم شہر میں اپنے کے لیے ایک لڑکی کو پسند کیا تھا۔ وہ لڑکی جہاں شہر کی سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی تھی' وہاں گمان کی حدوں کو پار کرتی ہوئی عمدہ رقاصہ بھی تھی۔ آپ نے اسے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہا تھا لیکن وہ لڑکی یروشلم سے بھاگ گئی تھی۔

وہ لڑکی یروشلم سے بھاگ کر نبطیوں کے شہر رقیم میں گئی۔ اس وقت وہ رقیم شہر میں موجود ہے۔ ہمارے بادشاہ ہیرودیس نے آپ کے نام یہ پیغام بھیجا ہے کہ مصر کے حاکم گالس کے ساتھ مل کے وہ جو نبطیوں کے خلاف جنگ کرنا چاہتے ہیں' اس جنگ میں آپ بھی شریک ہوں۔ اس طرح تینوں قوتیں مل کر نبطیوں کی سلطنت کو تباہ و برباد کر سکتی ہیں اور اس کے تین بڑے فوائد ہوں گے۔ پہلا فائدہ یہ کہ تینوں کو نبطیوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ نبطیوں کے وسیع علاقے تینوں قوتوں میں بانٹ دیئے جائیں گے۔

تیسرا فائدہ صرف آپ کے لیے مختص ہے اور وہ یہ کہ جنگ کے دوران اوزال کو حاصل کرکے آپ کے حوالے کر دیا جائے گا اور آپ اسے اپنے حرم میں داخل کر

سکیں گے۔"

قاصد تھوڑی دیر کے لیے رکا' پھر دوبارہ بول اٹھا۔

"بس میرے پاس یہی پیغام ہے جو میں اپنے بادشاہ ہیرودیس کی طرف سے لے کر آیا ہوں۔"

قاصد خاموش ہو گیا۔ حداد بن حدار تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا' پھر قصر میں اس کی آواز گونج گئی۔

"سنو قاصد جو پیغام تم اپنے بادشاہ ہیرودیس کی طرف سے لے کر آئے ہو' بہت اچھا اور پرکشش ہے لیکن میں اسے فی الحال نامنظور کرتا ہوں۔ اس کی وجہ بھی میں تمہیں بتاتا ہوں۔

یہ خبر تو مجھ تک پہنچ چکی ہے کہ نبطیوں کے بادشاہ حارث کے ہاتھوں ہیرودیس' پیلاطس اور ڈیکاپولس کو بدترین شکست ہو چکی ہے۔ اب چونکہ نبطیوں سے انتقام لینے کے لیے مصر کا حاکم گالس اور اس کا خونخوار سپہ سالار اسٹرابو بھی حرکت میں آنے والے ہیں' لہٰذا میں ان قوتوں کے ساتھ اتحاد نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ اگر میں ان کے ساتھ لڑوں اور میری وجہ سے نبطیوں کو شکست ہو تو یہ فتح ہیرودیس' گالس اور اسٹرابو کے کھاتے میں چلی جائے گی' میں ایسا نہیں چاہتا۔

پہلے گالس' ہیرودیس اور اسٹرابو نبطیوں سے ٹکرائیں گے۔ اگر وہ فتح مند رہے تو ان کی خوش قسمتی اور وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تاہم میں کل کسی بھی وقت اپنا تیز رفتار قاصد نبطیوں کے بادشاہ حارث کی طرف روانہ کروں گا اور اس سے مطالبہ کروں گا کہ اوزال یعنی یروشلم کی ساحرہ کو میرے قاصد کے ساتھ عزت اور احترام کے ساتھ باحفاظت دمشق کی طرف روانہ کر دیا جائے تاکہ میں اسے اپنے حرم میں داخل کر سکوں۔

اگر میری قوت سے خوفزدہ ہو کے نبطیوں کے بادشاہ حارث نے یروشلم کی ساحرہ کو میری طرف روانہ کر دیا' تب میں خاموش ہو جاؤں گا اور گالس' اسٹرابو اور ہیرودیس کے ٹکراؤ کے نتیجے کا انتظار کروں گا۔

اگر آنے والی جنگ میں پھر نبطیوں کے بادشاہ حارث کے ہاتھوں گالس' اسٹرابو اور ہیرودیس کو شکست ہوتی ہے تب میں اکیلا نبطیوں کے بادشاہ کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور اس سے جنگ کروں گا اور پھر دنیا دیکھے گی کہ میں کیسے نبطیوں کو تباہ و برباد کرتا ہوں۔ اس طرح اس جنگ کی ساری کارگزاری اور فتح مندی میرے حصے میں آئے گی اور نبطیوں کا سارا علاقہ میرے قبضے میں آئے گا۔ ان کے سارے شہروں پر میری حکومت ہوگی' بس یہی وہ بات ہے جو میں چاہتا ہوں۔"

حداد بن حدار کی اس گفتگو پر ہیرودیس کی طرف سے آنے والا قاصد بڑا متعجب ہوا۔ حیرت سے وہ حداد بن حدار کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ حداد بن حدار تھوڑی دیر مسکراتا رہا' پھر قاصد کو اس نے مخاطب کیا۔

"لگتا ہے میری گفتگو نے تمہیں پریشان اور حیرت زدہ کر دیا ہے۔ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہیرودیس میرا دوست ہے لیکن میں اپنی فتح مندی میں کسی کو حصہ دار نہیں بنانا چاہتا۔ میں اگر نبطیوں کے خلاف حرکت میں آؤں گا تو اکیلا ہی آؤں گا اور دنیا دیکھے گی کہ میں کیسے نبطیوں کو شکست دیتا ہوں۔

تم یہاں قیام کرنا چاہتے ہو تو تمہارے قیام کا عمدہ انتظام کیا جائے گا۔ تم واپس جانا چاہو تو تمہاری واپسی کا بھی عمدہ انتظام کیا جائے گا۔ واپس جا کر اپنے بادشاہ اور میرے دوست ہیرودیس سے کہنا' میں اس جنگ میں اپنی قوت استعمال نہیں کروں گا۔ پہلے وہ' گالس اور اسٹرابو کے ساتھ نبطیوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ اگر انہیں فتح ہوتی ہے تو ان کی خوش قسمتی ہے۔ میں جنگ کے بغیر ہی یروشلم کی ساحرہ کو حاصل کرنا چاہوں گا۔ اگر یروشلم کی ساحرہ کو میرا کہا نہ مانتے ہوئے میرے حوالہ نہ کیا تو پھر نبطی اپنی موت اپنی شکست کو دعوت دیں گے۔ ان کی شکست کا ذمہ دار میں اکیلا ہی بننا چاہتا ہوں۔"

حداد بن حدار کی اس گفتگو سے اس کے اراکین سلطنت بھی خوش اور مطمئن تھے' پھر حداد بن حدار نے قاصد کو مخاطب کیا۔

"جو پیغام تم لے کر آئے تھے' اس کا جواب میں نے تمہیں دے دیا ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

حداد بن حدار کے ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کا چوبدار اس کمرے کے وسطی

www.pdfbooksfree.pk

حصے میں آیا اور قاصد کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اگلے روز ایک قاصد دمشق سے نبطیوں کے مرکزی شہر رقیم کا رخ کر رہے تھے۔

○

ایک روز حبیب بن عثمان' مالک بن حارث' زیبال بن حارث اور سعید سپہ گری کے لیے مختص میدان کے کنارے لشکر میں نئے شامل کیے جانے والے لشکریوں کی تربیت کا جائزہ لے رہے تھے کہ حارث کے قصر کا نقیب بڑی تیزی سے ان کے پاس آیا اور مالک اور حبیب بن عثمان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ سب کو فی الفور آقا نے قصر میں طلب کیا ہے۔ دو اہم معاملات ہیں جن پر آپ سے گفتگو کی جائے گی۔ کچھ خبریں ہمارے ناظر لائے ہیں اور ایک قاصد دمشق کی طرف سے آیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ سب کو بلایا ہے۔"

نقیب کے اس انکشاف پر سب نے ذومعنی انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا' پھر سب اس کے ساتھ ہو لیے تھے۔

جب وہ سب قصر میں داخل ہوئے تو قصر میں پہلے سے اراکین سلطنت بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ سب بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تب حارث نے گفتگو کا آغاز کیا اور کہنا شروع کیا۔

"عزیزو میں تمہارے ساتھ دو موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات وہ جو ہمارے ناظر اور مخبر لے کر آئے ہیں۔ ہمارے ناظروں کا کہنا ہے کہ ہمارے ہاتھوں ہیرودیس' پلاطس' ڈیکاپولس کی شکست کی خبر رومنوں کے شہنشاہ تک پہنچ گئی ہے۔ اس نے اس سلسلے میں اپنے مصری حاکم گالس کو ہدایات جاری کی ہیں۔ گالس نے قاصد کے ذریعے ہیرودیس سے رابطہ قائم کیا اور دونوں کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ ہیرودیس اپنی جنگی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دے۔ جب وہ تیاریاں مکمل کرے تو اس کی اطلاع گالس کو کرے۔ اس کے بعد گالس اپنے سپہ سالار اسٹرابو کے ساتھ ایک لشکر لے کر مصر سے نکلے گا اور ہیرودیس سے آن ملے گا اور دونوں ہم سے ٹکرانے کی کوشش کریں گے۔

دوسری خبر کچھ اس طرح ہے کہ ہیرودیس نے دمشق کے بادشاہ حداد بن حدار کو ...نے والی متوقع جنگ میں شامل کرنے کی کوشش کی لیکن حداد بن حدار نے ایسا ...نے سے منع کر دیا۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ نبطیوں کے خلاف اکیلا ہی جنگ کرے گا ...نبطیوں کے خلاف جو فتح حاصل ہو' اس کا وہ اکیلا ہی حقدار ہو۔ تاہم اس نے ...قاصد ہماری طرف بھجوایا ہے۔ میرے داروغہ نے قاصد کے ساتھ تفصیل سے ...گفتگو کی ہے۔ ابھی تک اسے میرے سامنے نہیں لایا گیا' تاہم داروغہ نے اس سے جو ...کچھ کی ہے' اس کے مطابق وہ اپنے بادشاہ حداد بن حدار کا یہ پیغام لے کر آیا ...کہ حداد بن حدار کو ہیرودیس نے یہ اطلاع دے دی ہے کہ اوزال یروشلم سے ...کر یہاں پہنچ چکی ہے' لہٰذا حداد بن حدار نے قاصد بھیجا ہے۔ قاصد اس کا یہ ...پیغام لے کر آیا ہے کہ ہم اوزال کو باحفاظت حداد بن حدار کے حرم میں داخل کرنے ...کے لیے دمشق روانہ کر دیں۔"

حارث یہاں تک کہتے کہتے رک گیا اور خاموش رہتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھے ...ئے لوگوں کی طرف سوالیہ سے انداز میں دیکھنے لگا تھا۔ جس قدر لوگ سامنے بیٹھے ...تھے' وہ کچھ دیر تک باہم مشورہ کرتے رہے۔ پھر وہ شاید کسی بات پر متفق ہو گئے۔ اس ...کے بعد حبیب بن عثمان نے سب کی نمائندگی کرتے ہوئے حارث کو مخاطب کیا۔

"یہاں بیٹھا ہوا ہر شخص جانتا ہے کہ ہیرودیس' پیلاطس اور ڈیکاپولس کو جو ...ہمارے ہاتھوں شکست ہوئی ہے تو اس کا ردعمل یہی ہونا تھا جو سامنے آرہا ہے اور ہم ...اس کے لیے تیار ہیں۔ جہاں تک مصر سے ہیرودیس کی مدد کے لیے لشکر آنے کا تعلق ...ہے تو ایسا کر کے وہ ہمیں خوفزدہ نہیں کر سکتے۔ اگر مصر کا رومن حاکم گالس اور اس کا ...خونخوار سپہ سالار اسٹرابو دونوں کوئی لشکر لے کر ہیرودیس کی مدد کو نکلتے ہیں تو ان سے ...ہم خود نبٹیں گے۔ اگر وہ دونوں بڑے خونخوار ہیں تو ان دونوں کی خونخواری ہمیں ...خوفزدہ نہیں کر سکتی۔ ان ساری قوتوں سے نبٹنے کے لیے میرے ذہن میں جو تجویز ہے' ...اس کا ذکر میں نے اپنے ان ساتھیوں سے کیا ہے اور یہ سب لوگ میری تجویز سے ...متفق ہیں۔ پہلے وہ تجویز میں آپ سے کہتا ہوں' اس کے بعد دمشق کے حاکم حداد بن ...حدار کو جواب دینے کے لیے جس بات پر ہم متفق ہوئے ہیں' اس کا بھی میں آپ

سے ذکر کرتا ہوں۔

جو انکشافات آپ نے کیے ہیں' ان کے مطابق ہیرودیس پہلے جنگ کے لیے اپنے لشکر کو تیار کرے گا اور اس تیاری میں اسے کچھ وقت لگے گا۔ جب وہ اپنے لشکر کو تیار کرے گا تو لشکر کے ساتھ بحرلوط کی طرف آئے گا اور ساتھ ہی مصر کے رومن حاکم گالس کو اطلاع کر دے گا۔ اس کی طرف سے قاصد جانے کے بعد گالس اپنے سالار اسٹرابو کے ساتھ لشکر لے کر نکلے گا اور بحرلوط کے کنارے ہیرودیس سے جا ملے گا تاکہ دونوں قوتیں مل کر ہمارے خلاف جنگ کریں۔

اب ہمارا پہلا کام یہ ہوگا کہ ہم آج سے اپنے نقیب' اپنے ناظم' مخبر اور طلایہ گر پھیلا دیں جو صحرائے سینا سے مصر تک پھیل جائیں اور گالس اور اس کے سپہ سالار اسٹرابو کی نقل و حرکت سے ہمیں پوری طرح آگاہ کرتے رہیں۔

گالس اور اسٹرابو جب اپنے لشکر لے کر ہیرودیس کی مدد کے لیے نکلیں تب ہمارے ناظم بروقت ہمیں ان کے کوچ کی اطلاع دیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی میں ایک لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر رقیم سے نکلوں گا۔ صحرائے سینا کی بھول بھلیوں کے اندر مصری لشکر کی راہ روکنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ صحرائے سینا کے گمنام ٹیلوں کے اندر میں مصر کے رومن لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

اگر میں گالس اور اسٹرابو کو مار بھگاؤں تب میں بڑی تیزی سے واپسی کا رخ کروں گا۔ آپ مالک اور دوسرے سالار اتنی دیر تک لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ ہیرودیس کے سامنے جا خیمہ زن ہوں۔ ظاہر ہے جب تک ہیرودیس کے پاس گالس اور اسٹرابو نہ پہنچیں گے' وہ اس وقت تک آپ کے ساتھ جنگ کی ابتدا نہیں کرے گا۔

گالس اور اسٹرابو کو شکست دینے کے بعد میں مڑوں گا اور اپنے آگے آگے تیز رفتار قاصد آپ کی طرف بھجواؤں گا۔ ان قاصدوں کے پہنچتے ہی آپ ہیرودیس سے ٹکرا جائیں۔ جس وقت یہ ٹکراؤ اپنے عروج پر آئے گا' میں ایک طرف سے ہیرودیس پر حملہ آور ہوں گا اور اس کی شکست کو یقینی بنانے کی کوشش کروں گا۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ ہم گالس' اسٹرابو اور ہیرودیس تینوں قوتوں سے بیک وقت نمٹ سکتے ہیں اور اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھے گا دشمنوں کے خلاف ہمیں سب سے عمدہ اور اعلیٰ پائے کی فتح ہوگی۔ اس کے بعد دشمن کو ہمارے سامنے آنے کے لیے کچھ وقت لگے گا۔

یہاں پر ایک احتیاط اختیار کرنا پڑے گی۔ گالس اور اسٹرابو جب اپنے لشکر کو لے کر اپنے لشکر سے نکلیں گے تو یاد رکھیں' وہ بھی اپنے آگے آگے طلایہ گر اور مخبر پھیلانے کی کوشش کریں گے۔ ان کے مخبروں کو اس بات کا علم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنے پورے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصے کو لے کر آپ بحر الموت کی طرف گئے ہیں' دوسرا میری سرکردگی میں صحرائے سینا کا رخ کر چکا ہے۔ میں آپ کی روانگی سے ایک دن پہلے ہی اپنے مستقر سے نکل جاؤں گا۔ عام راستوں کے بجائے میں شاہراہوں سے ہٹ کر گمنام راستوں پر سفر کرتے ہوئے صحرائے سینا کی بھول بھلیوں میں داخل ہوں گا اور جو شاہراہ مصر سے نکل کر شام کی طرف جاتی ہے' اس کے اطراف میں گھات لگاؤں گا۔ اس طرح میں کوشش کروں گا کہ گالس اور اسٹرابو کے طلایہ گروں کو میری نقل و حرکت کے متعلق خبر نہ ہو۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو میں اپنے مقصد میں سو فیصد کامیاب رہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ اس طرح ہم دشمن پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ وہ کچھ عرصہ تک اپنی شکست کے زخم چاٹتا رہے گا اور فی الفور ہمارے سامنے آنے کی جرات نہیں کرے گا۔"

اب رہی بات حداد بن حدار کی تو اس کی بھی بڑی عسکری قوت ہے۔ یہ ہمارے حق میں بہتر ہے کہ وہ فوراً ہیرودیس کے ساتھ مل کر ہمارے ساتھ جنگ پر آمادہ نہیں ہوا۔ یہ بات بھی ہمارے حق میں جاتی ہے کہ ہیرودیس کے ساتھ جنگ کرنے کے بجائے اس نے ہم سے اوزال کو طلب کیا ہے۔ آپ حداد بن حدار کے قاصد کو یہاں بلائیں۔ اس سے گفتگو کریں۔ جب وہ اوزال کا مطالبہ کرتا ہے تو آپ اس کے مطالبے کو ٹھنڈے دل سے سنیں۔ جب تک وہ بولتا رہے' اپنے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ رکھیں' کسی قسم کے جذبات کا اظہار نہ ہونے دیں۔ جب وہ اپنا مدعا کہہ چکے تو آپ بڑے ٹھنڈے طریقے سے اسے مخاطب کر کے کہیں۔

ہمیں پتا نہیں کہ اوزال نام کی لڑکی یروشلم سے بھاگ کر رقیم شہر میں پناہ لے چکی ہے۔ اس پر یہ بھی واضح کیا جائے کہ وہ چند دن یہاں قیام کر سکتا ہے تو رقیم شہر

www.pdfbooksfree.pk

میں رکے۔ ہم اوزال کو تلاش کرکے اس کے حوالے کرنے کی کوشش کریں گے۔ ا
وہ وقت ضائع کیے بغیر دمشق کی طرف جانا چاہے تب اسے تحائف سے لاد دیا جائے
کچھ تحائف حداد بن حدار اور اس کے روساء کے لیے روانہ کیے جائیں۔ اس طرح
یہ قاصد ہمارا معاملہ بہتر انداز میں حداد بن حدار کے سامنے پیش کرے گا۔

دوسری جانب جب حداد بن حدار کو ہماری طرف سے تحائف ملیں گے تو ہمارے
معاملے پر وہ ہمدردی سے غور کرے گا۔ تحائف ملنے پر وہ سمجھے گا کہ ہم اس کے
سامنے جھک رہے ہیں' اس سے جنگ کرنے پر آمادہ نہیں۔ ہمارے اس سلوک سے وہ
اپنی برتری سمجھے گا اور خوش ہو جائے گا۔ ہم اسے واضح کریں گے کہ جس قدر جلد
ہوا' ہم اوزال کو اس کی طرف روانہ کر دیں گے۔ یہ پیغام ملنے کے بعد یقیناً حداد بن
حدار انتظار کرے گا۔ اتنی دیر تک ہم ہیرودیس' گالس اور اسٹرابو سے نمٹ لیں گے۔
ان کی کمر توڑنے کے بعد ہم کھل کر حداد بن حدار کے سامنے آئیں گے بلکہ میں
سمجھتا ہوں کہ ہم لشکر لے کر دمشق کا رخ کریں گے اور حداد بن حدار پر حملہ آور
ہونے میں پہل کریں گے تاکہ رومن اگر اس کے بعد مزید ہم سے جنگ کرنا چاہیں تو
حداد بن حدار اس قابل نہ رہے کہ ہمارے خلاف رومنوں کی مدد کر سکے۔ جب ہم
حداد بن حدار کی کمر توڑ دیں گے تو پھر ہمارے سامنے اکیلے رومن ہوں گے۔ ان سے
نمٹ لینا ہمارے لیے کوئی مشکل نہ ہوگا۔"

جب تک حبیب بن عثمان بولتا رہا' نبطیوں کا بادشاہ حارث اس کی طرف دیکھتا
رہا' مسکراتا رہا۔ حبیب بن عثمان خاموش ہوا' تب حارث بول پڑا۔

"حارث میرے بیٹے جو تجاویز تم سب نے مل کر طے کی ہیں' میں ان سے متفق
ہوں۔ ان پر عمل کرتے ہوئے ہم یقیناً اپنے سارے دشمنوں سے اپنی جان بچا سکتے
ہیں۔ جو کچھ تم نے طے کیا ہے' اس کے مطابق ہی عمل کیا جائے گا۔" پھر حارث نے
اپنے چوبدار کو حکم دیا کہ حداد بن حدار کے قاصد کو اندر لائے۔

تھوڑی دیر بعد چوبدار دمشق کے قاصد کو اندر لایا۔ حارث نے اسے عزت
بخشی۔ جب وہ اندر آیا تو اس نے اس سے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ حارث کی اس حرکت پر
قاصد دنگ رہ گیا تھا اور اپنی ذات پر ایک طرح سے فخر محسوس کرنے لگا تھا۔

اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور ایک اچھی نشست پر قاصد کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ قاصد
بیٹھ گیا تو حارث نے اسے مخاطب کیا۔

"میرے چوبدار نے مجھے بتایا ہے کہ تم ہمارے بھائی اور دمشق کے حاکم حداد بن
حدار کی طرف سے آئے ہو۔ کہو وہ کیسا ہے؟ اس کی صحت کیسی ہے اور اس کی
طرف سے تم ہمارے لیے کیا پیغام لے کر آئے ہو؟"

دمشق کی طرف سے آنے والا وہ قاصد حارث کی اس گفتگو سے بڑا متاثر دکھائی
دے رہا تھا۔ چند لمحوں تک وہ اس ماحول کو عجیب سے انداز میں دیکھتا رہا' پھر حارث
کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھا۔

"نبطیوں کے عظیم بادشاہ! آپ جانتے ہیں کچھ عرصہ پہلے ہمارا بادشاہ حداد بن
حدار یروشلم گیا تھا۔ وہاں ہیرودیس نے ایک لڑکی اس کے سامنے پیش کی جس نے
ہمارے بادشاہ کے سامنے رقص پیش کیا۔ ہمارا بادشاہ اس لڑکی کے حسن' اس کی
خوبصورتی اور جسامت سے ایسا خوش ہوا کہ اسے اپنے حرم میں داخل کرنے کا ارادہ
کیا۔ اس لڑکی کا نام تو اوزال تھا لیکن وہ یروشلم کی ساحرہ کے نام سے مشہور تھی۔
پتہ لگتا تھا وہ لڑکی ہمارے بادشاہ کے حرم میں داخل نہیں ہونا چاہتی تھی' لہٰذا کسی
نہ کسی طریقے سے وہ یروشلم سے بھاگ کر آپ کے شہر میں آگئی۔ اب ہمارے بادشاہ
حداد بن حدار نے مجھے آپ کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ میں آپ کو اس کا یہ پیغام
دوں کہ اوزال نام کی لڑکی کو جس نے آپ کے شہر رقیم میں پناہ لے رکھی ہے'
عزت دمشق پہنچایا جائے تاکہ ہمارا بادشاہ حداد بن حدار اسے اپنے حرم میں داخل
کر سکے۔

نبطیوں کے بادشاہ بس یہی وہ پیغام ہے جو مجھے میرے بادشاہ حداد بن حدار نے
دے کر آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔ اب جو جواب آپ دیں گے' وہی میں اپنے
بادشاہ کو پہنچا دوں گا۔"

جب تک قاصد بولتا رہا' دھیمے دھیمے انداز میں حارث مسکراتا رہا۔ اس کے
خاموش ہونے پر وہ بول پڑا۔

"جو کچھ تم نے کہا ہے اپنی جگہ درست ہے۔ پر ہمارے لیے سب سے بڑی

www.pdfbooksfree.pk

الجھن اور تکلیف کی بات یہ ہے کہ ہم اس لڑکی کو جانتے تک نہیں ہیں۔ اگر وہ لڑکی ہماری نگاہ میں ہوتی' اگر ہم اسے جانتے تو ہم ابھی اور اسی وقت چند مسلح دستے تیار کرتے اور اس لڑکی کو تمہارے ساتھ دمشق روانہ کر دیتے۔ اب چونکہ ہم پر انکشاف ہوا ہے کہ اس لڑکی نے یروشلم سے بھاگ کر ہمارے مرکزی شہر میں پناہ رکھی ہے تو ہمیں اس لڑکی کو تلاش کرنا ہوگا۔ جونہی وہ ہمیں مل جاتی ہے' دمشق کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔ اگر میرے مہربان تم کچھ دن رکو تو ہم اس لڑکی کو تلاش کریں گے تاکہ تم اسے اپنے ساتھ لے جا سکو۔"

حارث کی اس گفتگو کے جواب میں قاصد کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ "میں اتنے دن کیسے یہاں رک سکتا ہوں؟"

حارث فوراً بول پڑا۔ شاید یہ ساری گفتگو اس کی امیدوں کے مطابق ہو رہی تھی' لہٰذا اس قاصد کی بات کاٹتے ہوئے اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"اگر تم نہیں رک سکتے تو کوئی بات نہیں' تم لوٹ جاؤ۔ تمہارے جانے کے بعد پوری تندہی سے ہم اوزال نام کی اس لڑکی کو تلاش کریں گے۔ جونہی وہ ہمیں مل جاتی ہے' ہم چند مسلح دستوں کے ساتھ اسے دمشق کی طرف روانہ کر دیں گے۔ یہ ہمارا حداد بن حدار کے ساتھ پختہ وعدہ ہے۔ جانے سے پہلے ہم تمہیں کچھ تحائف بھی دیں گے۔ ان میں سے کچھ تحائف تمہاری ذات کے لیے ہوں گے اور کچھ اپنے بادشاہ حداد بن حدار کو پیش کرنا۔"

حارث کے اس انکشاف پر قاصد پھولا نہیں سما رہا تھا۔ وہ امید تک نہیں کر سکتا تھا کہ اسے اس قدر عاجزی سے جواب دیا جائے گا۔ وہ اس بات کی بھی امید نہیں کر رہا تھا کہ اسے تحائف سے نوازا جائے گا' لہٰذا عجیب سے نشے میں وہ حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بول پڑا۔

"نبطیوں کے بادشاہ جو کچھ آپ نے کہا ہے' وہ بہتر اور درست ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں یہاں رکوں گا نہیں' میں واپس دمشق چلا جاتا ہوں اور بادشاہ حداد بن حدار کو یقین دلاؤں گا کہ نبطیوں کے حاکم کو اوزال کا نہیں پتا۔ مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے شہر میں اوزال کو تلاش کرے گا اور جونہی وہ مل جائے

بحفاظت دمشق پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔"

حارث شاید دمشق کے اس قاصد سے ایسے ہی جواب کی توقع رکھتا تھا' بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر ایسی بات ہے تو تم صرف ایک روز یہاں قیام کرو تاکہ ہم وہ تحائف تیار کر سکیں جو تمہارے اور تمہارے بادشاہ حداد بن حدار کے لیے ہیں۔ اب تم میرے ساتھ جاؤ اور آج کی شب ہمارے یہاں قیام کرو۔" پھر حارث نے اپنے چوبدار کو قاصد کو ساتھ لے جانے کے لیے کہا۔ اس پر قاصد اٹھ کھڑا ہوا۔ چوبدار آگے بڑھا اور قاصد کو ساتھ لے گیا تھا۔

قاصد کے جانے کے بعد حارث کچھ دیر تک اپنے سالاروں اور دیگر اراکین سلطنت کے ساتھ مشورہ کرتا رہا۔ پھر اس نے وہ محفل برخاست کر دی تھی۔

دوسرے روز قاصد کو بہترین تحائف پیش کیے گئے۔ جو تحائف اس کو پیش کیے گئے وہ بہت قیمتی اور متاثر کر دینے والے تھے اور جو تحائف حداد بن حدار کی طرف سے پیش کیے گئے تھے' وہ بھی بیش بہا تھے۔ اس طرح قاصد مطمئن ہو کر رقیم سے روانہ ہوا۔ دمشق پہنچ کر اس قاصد نے حارث کی بہترین وکالت کی۔ اس لیے کہ جو تحائف اسے ملے تھے' وہ تحائف اسے ایسا کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔ اپنے قاصد کی گفتگو سے دمشق کا بادشاہ حداد بن حدار بھی مطمئن ہو گیا تھا۔ وہ یہی خیال کر رہا تھا کہ حارث نے جو اس کی طرف تحائف بھجوائے ہیں تو ایک طرح سے نبطیوں کا سر اس کے سامنے جھک گیا ہے اور پھر حداد بن حدار کو یہ بھی امید ہو گئی تھی کہ اسے اوزال ملے گی' حارث اسے مسلح دستوں کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ کر دے گا۔ لہٰذا حارث کی طرف سے مطمئن ہو کر حداد بن حدار بڑی بے چینی سے اوزال کی آمد کا انتظار کرنے لگا تھا۔ نبطی بھی یہی چاہتے تھے۔

○

www.pdfbooksfree.pk

اپنی جنگی تیاریوں کو مکمل کرنے میں ہیرودیس نے کچھ زیادہ وقت نہ لیا۔ وہ زیادہ دیر بھی نہ کرنا چاہتا تھا' اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو رومنوں کا شہنشاہ اس پر برہم اور ناراض ہوگا' لہٰذا دن رات محنت اور کوشش کرکے اس نے ایک جرار لشکر اکٹھا کر لیا اور اس کی بہترین تربیت کا بھی کام سرانجام دیا۔ لشکر کے ساتھ کوچ کرنے سے پہلے اس نے اپنی تیاریوں کی اطلاع مصر کے رومن حاکم گالس کو کر دی۔ ساتھ ہی وہ لشکر لے کر بحرلوط کی طرف نکلا۔ ادھر ہیرودیس کا پیغام ملتے ہی مصر کا رومن حاکم گالس بھی اپنے لشکر کو لے کر اپنے خونخوار سپہ سالار اسٹرابو کے ساتھ نکلا اور بحرلوط کا رخ کیا۔

نبطیوں کے جاسوس مصر کی حدود کے اندر تک پھیلے ہوئے تھے۔ جونہی گالس اور اسٹرابو نے کوچ کرنا چاہا' انہوں نے فوراً اس کی اطلاع رقیم میں کر دی جس پر حارث حرکت میں آیا۔ لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصے کو لے کر وہ بحرلوط کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے دونوں بیٹے مالک اور زبال اس کے ساتھ تھے۔ سلطنت کا کاروبار سنبھالنے کے لیے سیلاس کو پیچھے چھوڑا گیا جبکہ لشکر کا آدھا حصہ حبیب بن عثمان کی سرکردگی میں دیا گیا۔ اس کا ماموں زاد سعید اس کے ساتھ تھا۔ اس لشکر کو لے کر حارث کی روانگی سے ایک دن پہلے رات کے وقت حبیب بن عثمان رقیم شہر سے کوچ کر گیا تھا۔

حبیب بن عثمان بڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف بڑھا۔ ایلہ کی بندرگاہ کی طرف جانے کے لیے اس نے گمنام راستوں پر سفر کرنا شروع کیا۔ پہلے وہ سیدھا بحر قلزم کی طرف گیا جو شاہراہ بحر قلزم کے ساتھ ساتھ یمن سے فلسطین کی طرف جاتی تھی۔ اس سے ہٹ کر وہ آگے بڑھتا رہا' پھر ایلہ کی بندرگاہ سے دور رہتے ہوئے وہ بائیں جانب

بحر دشت سینا میں داخل ہو گیا تھا۔

صحرا میں داخل ہونے کے بعد گمنام اور بے نام ٹیلوں کے اندر وہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ اس کے ناظر اس کی رہنمائی کر رہے تھے۔ نبطی مخبر اور طلایہ گر بھی ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھے ہوئے تھے اور جب صحرائے سینا اور اس کے پاس کام کرنے والے طلایہ گروں نے اطلاع کر دی کہ گالس اور اسٹرابو دونوں صحرائے سینا میں داخل ہو گئے ہیں۔ تب حبیب بن عثمان نے آگے بڑھنا بند کر دیا۔

ایک محفوظ جگہ اس نے اپنے لشکر کو روک دیا اور جو شاہراہ ارض مصر سے شام کی طرف جاتی تھی۔ اس کے کنارے ریت کے ٹیلوں کے پیچھے اس نے اپنے لشکر کو چھپا لیا۔ لشکر جب وہاں رک گیا تب حبیب بن عثمان نے اپنے پہلو میں کھڑے سعید کو مخاطب کیا۔

سعید میرے بھائی گالس اور اسٹرابو کے ساتھ ہمیں کسی طریقے سے نمٹنا ہوگا جس طرح ہمارے مخبر اور طلایہ گر اطلاع دے چکے ہیں جو لشکر گالس اور اسٹرابو کے ساتھ ہے۔ اس کی تعداد ہمارے لشکر سے زیادہ ہے۔ میں لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے جا رہا ہوں۔ ایک حصہ میرے پاس رہے گا' دوسرے کی تم کمان داری کرو گے۔ جس طرح جس جگہ ہم کھڑے ہیں' تم اپنے لشکر کے ساتھ یہیں گھات میں رہنا ہمارے طلایہ گر اور مخبر تمہیں دشمن کے آنے کی اطلاع دیتے رہیں گے۔ جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو تم اپنی گھات سے نکل کر ان کی راہ روک کر کھڑے ہونا تمہارے مخبر جو دشمن کی نقل و حرکت سے آگاہ کر رہے ہیں' اس کے مطابق آدھی رات کے قریب اسٹرابو اور گالس یہاں سے گزریں گے جب تم ان کی راہ روکو گے تو وہ تم پر حملہ آور ہونے کے لیے ہچکچائیں گے نہیں۔

اس لیے کہ رات چاندنی ہوگی' چاندنی رات میں وہ اندازہ لگا لیں گے کہ تمہارے لشکر کی تعداد ان کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے' لہٰذا وہ تم پر جھپٹیں گے اور تمہارے راستے کا پتھر جان کر ہٹانے کی کوشش کریں گے لیکن جونہی تمہیں ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ میں اپنے کام کی ابتدا کروں گا۔

اس نے اپنے حصے کے لشکر کو لے کر تھوڑا سا آگے جا کر شاہراہ کے بائیں جانب

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

گھات لگاؤں گا۔ جب تم دشمن کی راہ روکو گے اور دشمن تم سے ٹکرائے گا تو میں اپنی گھات سے نکل کر پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی کوشش کروں گا۔ اس طرح دشمن پر دہشت طاری ہو جائے گی اور وہ یہ خیال کرے گا کہ ان کے مقابلے میں صرف وہی لشکر نہیں۔ جس نے ان کی راہ روکی ہے بلکہ یہاں گھات میں اور بھی لشکر ہیں۔ اس طرح ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور رات کی تنہائیوں میں ہم انہیں شکست دے کر مصر کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔

سعید نے اپنے بھائی حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پہلے دونوں بھائیوں نے لشکر کو برابر دو حصوں میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد وہ ایک ٹیلے کے پاس بیٹھ کر باہم صلاح مشورہ کرتے رہے۔ پھر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سعید تو وہیں گھات لگا کر بیٹھ گیا جبکہ حبیب بن عثمان اپنے حصے کے لشکر کو لے کر تھوڑا آگے بڑھا اور پھر شام کی طرف جانے والی شاہراہ کے بائیں ہاتھ اس نے بھی ریت کے بلند ٹیلوں کے پیچھے گھات لگا لی تھی۔ نبطی طلایہ گر دونوں کو دشمن کی نقل و حرکت اور پیش قدمی سے مطلع کر رہے تھے۔

○

انوکھے اور پراسرار صحرائے سینا میں کہکشاؤں کی پرچھائیوں کی طرح فنا کے آنچل آہستہ آہستہ نزول کرنے لگے تھے۔ دودھیا چاندنی نے صحرا کی ہستی کے اسرار کو اور نمایاں کر دیا تھا۔ چاندنی کی کرنیں گھٹا ٹوپ اندھیروں کے اندر پیوست ہوتی ہوئی کائنات کی گہرائیوں اور آہنگ کے جادو اور روح کی جگمگاہٹ کو اور زیادہ واضح کرنے لگی تھیں۔ نجوم اور کہکشاں کا لبادہ اوڑھے آسمان چپ اور خاموش تھا۔ طاقت اور ہیبت کا مظاہرہ کرتا صحرائے سینا آئینے کی طرح پرسکون تھا۔ صحرائی ٹیلوں کے قدیم اور تاریک چہروں پر ماضی کی رقم داستانیں نمایاں ہونے لگی تھیں۔ بنی اسرائیل کے چالیس سال بھٹکنے کی رودادیں من و سلوا کی پرکشش داستانیں' عصائے موسیٰ علیہ السلام کے جلوے بیتے لمحوں کے دوش پر سوار اپنی خوشبو دینے لگے تھے۔

مصر کا حاکم گالس اور اس کا خونخوار سپہ سالار اسٹرابو دونوں اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اس شاہراہ پر سفر کر رہے تھے جو مصر سے شام کی طرف جاتی تھی کہ اچانک وہ رک گئے۔ اس لیے کہ دفعتاً" سعید اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنی گھات سے نکلا اور ان کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ لمحہ بھر کے لیے سنسان رات میں گالس اور اسٹرابو کے چہروں پر بے چین شراروں کے خروج جیسی ناامیدیاں بکھر گئی تھیں۔ پھر جونہی وہ کہر کے غلاف اور سحر کی کرنوں کی طرح پرسکون ہو گئے تھے۔ اس لیے کہ انہوں نے دیکھا جس لشکر نے ان کی راہ روکی تھی' وہ تعداد میں ان سے بہت زیادہ کم ہے۔

گالس اور اسٹرابو نے لمحہ بھر کے لیے آپس میں مشورہ کیا۔ اس کے بعد وہ سعید کے لشکر پر بے ثمر سعاعتوں میں تمازتوں کی طویل اندھی مسافتوں اور خواب کو لہولہان کر دینے والی آندھیوں اور زلزلوں کی یورش کی طرح حملہ آور ہو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

گئے تھے۔

سعید نے اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ کچھ دیر تک دشمن کے حملوں کو روکا۔ جو وہ بھی حملوں کو آواز کی زندگی دینے' سسکتے تڑپتے الفاظ اور لہو کی لکیریں پھیلی داستانوں کی طرح حرکت میں آیا۔ دفاع سے نکل کر وہ بھی جارحیت پر اتر آیا تھا۔ صحرائے سینا کے اندر دشمن کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے والے موت کے سیلابی ریلے اور فضاؤں کو اداس رتوں کو مضمحل کر دینے والے صحرا کے سرابوں کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا۔

خون آشام تلواریں ذرے ذرے کو لہو لہو کرنے لگی تھیں۔ گھوڑوں کے سم ریت کے گراؤنڈ کھڑے کرنے لگے تھے۔ صحرا کی وسعتوں کے اندر جگر دوز چیخیں بلند ہونے لگی تھیں۔

گالس اور اسٹرابو یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ رات کی تاریکی میں جس لشکر نے ان کی راہ روکی ہے' وہ زیادہ دیر ان کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا' اس لیے کہ وہ تعداد میں بہت زیادہ کم تھا۔ پر وہ نہیں جانتے تھے کہ قریب ہی کچھ درویش خصلت مجاہد موت کے متلاشی اور تیز عقابی نگاہوں کی طرح ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ آندھیوں اور طوفانوں سے لڑنے والے کچھ اور مجاہد بھی انا البرق کہنے کے لیے بے چین ہیں جو لمحوں کے اندر مسکراہٹوں کو آنسوؤں کے سیلاب میں بدل دینے کا فن جانتے ہیں اور مایوسی کے اندھیرے' ناامیدی کی گھٹائیں بن کر اپنے مد مقابل کو آتش فشانی دہانے کے سامنے کھڑا کر دینے کا فن جانتے ہیں۔

گالس اور اسٹرابو' سعید اور اس کے لشکریوں پر آخری ضرب لگانے کی کوشش میں تھے کہ دنگ رہ گئے۔ اس لیے کہ اچانک ان کی پشت کی طرف سے حبیب بن عثمان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نکلا۔ مصر سے شام کی طرف جانے والی قدیم کاروانی شاہراہ پر آنے کے بعد حبیب بن عثمان نے اپنی پوری طاقت اور آواز کی پوری قوت کے ساتھ اپنے خداوند قدوس کی کبریت کے نعرے بلند کیے۔ حبیب بن عثمان کی طرف سے خداوند قدوس کی کبرائی کے نعرے بلند ہونا ہی تھے کہ اس کے لشکری بھی عجیب سی خوفناک آوازوں میں اپنے جنگی نعرے بلند کرنے لگے تھے۔ گالس' اسٹرابو اور ان کے لشکریوں نے محسوس کیا کہ جیسے ان کی پشت کی طرف سے ہواؤں کی آہ زاری' بھیڑیے کے نالہ ماتم کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا ہو یا یہ کہ سروں کے برفانی جنگل میں برفانی کی طرح کڑوے' مرگ و قضا کے عناصر نے ایک نہ ختم ہونے والا صداؤں کا طوفان کھڑا کر دیا ہو۔

دیکھتے ہی دیکھتے گالس اور اسٹرابو کی پشت پر حبیب بن عثمان پالے اور سردی کے تیروں سے لیس جاڑے کی شدید ہیجان انگیزیوں' تاریکی کے دل میں پیوست ہونے والی روشنی کی شعاعوں اور رنج و غم کے کھلیان کھڑے کر دینے والی اندھی اور بھوکی موت کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

حبیب بن عثمان کے اس حملے نے جنگ کا نقشہ بڑی تیزی سے بدل دیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے گالس اور اسٹرابو اپنی فتح کی امیدیں لیے بیٹھے تھے' اب انہیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ زندگی کی رمق بڑی تیزی سے تلخ حقائق کا سامنا کر رہی تھی۔ تلواروں کے سایوں اور تیروں کی سنسناہٹوں میں ہر کوئی زندہ رہنے کی جدوجہد کرنے لگا تھا۔

چاروں سمت آتش زنی اور خونریزی خشکی اور بیچارگی رقص کرنے لگی تھی۔ اور ہر سو ہولناک نظر در نظر ویرانیاں اپنا رنگ جمانے لگی تھیں۔ بڑی تیزی کے ساتھ گالس' اسٹرابو اور اس کے لشکریوں میں رگ و پے کے خوف اور ہراعت کرتی چلی گئی تھی۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے رات کی تاریکی میں ایک طرف سے سعید اپنے لشکر کے ساتھ بائیں جانب سے حبیب بن عثمان اپنے حصے کے عسکریوں کے ساتھ دشمن پر غالب آنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ صحرائے سینا میں گالس اور اسٹرابو کو بدترین شکست ہوئی اور وہ دائیں جانب بھاگ کھڑے ہوئے۔

حبیب بن عثمان اور سعید دونوں نے اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اپنے سامنے بھاگتے دشمن کا کچھ اس طرح تعاقب کیا جس طرح بھیڑیئے گورخر کا' شاہین فاختاؤں کا شکار کرنے کے لیے تعاقب کرتے ہیں۔ اسٹرابو اور گالس اپنے بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ صحرا کے اندر اندھے اونٹ کی طرح بھاگ رہے تھے جبکہ حبیب بن عثمان اور

سعید خونی عقابوں کے غول' بگولوں کے اڈتے بادلوں' فنا کی اندھی پکار اور زہر کو شدید ناامیدوں کی طرح ان کے پیچھے لگ گئے تھے۔

صحرائے سینا میں دور تک یہ تعاقب جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسٹرابو اور گالس اپنے چند بچے کھچے ساتھیوں کو لے کر ٹیلوں کی اوٹ میں ہوتے ہوئے اپنی جانیں بچا کر مصر کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

سورج ابھی مشرق سے طلوع ہی ہو رہا تھا کہ حارث اور اس کے بیٹے مالک اور زبال کو اطلاع دی گئی کہ حبیب بن عثمان کی طرف سے ایک قاصد آیا ہے اور فی الفور ملنا چاہتا ہے۔

وقت ضائع کیے بغیر حارث نے حبیب بن عثمان کی طرف سے آنے والے قاصد کو طلب کیا۔ جب قاصد حارث کے سامنے آیا تو اس وقت حارث کے پاس اس کے دونوں بیٹے مالک اور زبال بیٹھے ہوئے تھے۔ قاصد کو دیکھتے ہی حارث نے پوچھ لیا۔

"میرے عزیز! بتا تو میرے بیٹے ابن عثمان کی طرف سے کیا پیغام لے کر آیا ہے؟"

حارث کے اس سوال پر لمحہ بھر کے لیے قاصد کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

"مالک میں ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ رات کے وقت صحرائے سینا کی وسعتوں کے اندر حبیب بن عثمان اور اس کے ماموں زاد سعید نے گالس اور اسٹرابو دونوں کو بدترین شکست دی ہے۔ گالس اور اسٹرابو کے لشکر کا ایک بڑا حصہ تہ و تیغ کر دیا ہے جبکہ گالس اور اسٹرابو بڑی تیزی سے رات کے وقت صحرائی ٹیلوں کی اوٹ میں ہوتے ہوئے مصر کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ ان کے لشکر کو مکمل طور پر فنا کر دیا گیا ہے۔"

اس خبر سے حارث' مالک اور زبال ایسے خوش ہوئے کہ کچھ دیر تک وہ ایک دوسرے سے کچھ نہ کہہ سکے۔ بس ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے رہے۔ پھر حارث کی آواز سب کو سنائی دی' وہ کہہ رہا تھا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے تم یقیناً ان جوانوں میں سے ہو جو بلوغت کے موڑ پر کھڑے ہو کر زندگی کے اوراق میں فوزمندی کے الفاظ تلاش کر لیتے ہیں۔ تم ان

ں میں سے ایک ہو جو امیدوں کی بالکونیوں میں کھڑے ہو کر موت کی چاپ' درد ستوں کو محبت کے آنگنوں میں' اندیشوں کی ریت پیاسے سرابوں کو کاسہ خوشبو ے کراں سمندر میں تبدل کرتے چلے جاتے ہیں۔

ن عثمان میرے بیٹے میں تیری لطافت اور سطوت بھرے ان کہے پیغام جیسی ی مندی' اخلاص اور استقامت جیسی تیری شجاعت کو سلام کرتا ہوں۔ تو نے اپنی ے لیے وہ کام سرانجام دیا ہے جو ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔"

ارث کے ان الفاظ کو سب نے بڑی خاموشی اور اطمینان بھرے انداز میں سنا۔ ارث نے اپنے سالاروں اور اپنے دونوں بیٹوں کو جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا ے فیصلہ کیا گیا کہ اگلے روز صبح سویرے دشمن سے ٹکرایا جائے گا۔

دوسرے روز عبیرہ کے بادشاہ حارث نے اپنے لشکر میں طبل بجوا دیئے تھے۔ ی جانب ہیرودیس بھی جنگ کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے حارث جبر ب رنگ دھول' چراغوں کو گل کرتی طوفانی ہواؤں اور فصیلوں کو گرا دینے والی ا المناک ظلمت کی طرح ہیرودیس کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ ہیرودیس بھی اسی انداز میں عبیرہ پر ٹوٹ پڑا تھا۔ یوں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے موت کے ے خونخوار جلاد رقص کرنے لگے تھے۔ چاروں طرف وحشی تماشے اٹھ کھڑے ے تھے۔

ہ کہ ہیرودیس اور اس کے لشکری ذہنی طور پر اس جنگ کے لیے تیار نہ تھے۔ ے کہ انہیں مصر کے حاکم گالس اور اس کے خونخوار سپہ سالار اسٹرابو کا انتظار ا یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اس بار گالس اور اسٹرابو کی مدد سے عبیرہ کو بدترین ے دیں گے لیکن جب قبل از وقت حارث نے جنگ کی ابتدا کر دی تو ناچار انہوں ی جنگی مقابلے کی ٹھانی۔ تاہم وہ مطمئن تھے کہ ہو سکتا ہے کہ جنگ کے دوران ا حاکم اپنے لشکر کے ساتھ آملے لیکن ان کی بدقسمتی کہ وہ یہ نہ جانتے تھے کہ ے صحرائے سینا کے اندر حبیب بن عثمان' گالس اور اسٹرابو کے لشکر کو بدترین ے چکا ہے۔

ب لشکر اپنی پوری آب و تاب سے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے کہ حبیب

بن عثمان بھی اپنے لشکر کے ساتھ آن پہنچا۔ بے تاب امنگوں کے جنون اور دھرتی پر پھیلتے ظلمت کے غبار کی طرح وہ ہیرودیس کے لشکر کے پہلو کی طرف آیا۔ پھر زیست کو اندھا کر دینے والی آویزش و پیکار' آمریت کی رعونت کا جنازہ نکالتے طوفانی حوادث اور دہر کی پنہائیوں میں تاریخ کا سرمایہ بن کر اتر جانے والے خونی حادثوں کی طرح حبیب بن عثمان ہیرودیس کے لشکر کے بائیں پہلو پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

ہیرودیس اور اس کے سالار پہلے ہی بڑی مشکل سے حارث اور اس کے لشکریوں کا سامنا کر رہے تھے' اب جو ان کے پہلو پر جنگی نعرے بلند کرتے ہوئے حبیب بن عثمان حملہ آور ہوا تو ہیرودیس ہی نہیں' اس کے لشکریوں کے دل بھی خوف سے بھر گئے تھے۔ حبیب بن عثمان کے حملہ آور ہونے سے عبیرہ کے حوصلے بھی مزید بلند ہوئے۔ پہلے کی نسبت اور زیادہ موت کے پیغام بن کر دشمن کو وہ موت کی گہری نیند سلانے لگے تھے۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد عبیرہ کے سامنے ہیرودیس اور اس کے لشکریوں کی حالت بنجر کھیت' ویران بستیوں اور بے ہنر اور درماندہ مسافروں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ پھر وہ لمحہ بھی آیا جب عبیرہ کے ہاتھوں ہیرودیس اور اس کے لشکریوں کو بدترین شکست ہوئی۔ ہیرودیس اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا۔

فلسطین کے شہروں میں جب ہیرودیس کی شکست کی خبر پہنچی تو چاروں طرف سے ایک ماتم سا بچھ گیا تھا۔ لوگوں پر عبیرہ کا خوف و ہراس طاری ہو گیا تھا۔ ہیرودیس بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر اپنے مرکزی شہر پہنچا تھا۔ واپس پہنچ کر اسے خبر ہوئی کہ عبیرہ کے ایک لشکر نے صحرائے سینا کے اندر گالس اور اسٹرابو کے لشکر کا کام تمام کر دیا تھا اور وہ دونوں بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر مصر کی طرف بھاگے تھے' اب ہیرودیس کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اکیلا یا رومنوں کو اپنے ساتھ ملانے کے باوجود عبیرہ کو شکست سے دوچار نہیں کر سکتا۔

دوسری جانب حارث نے چند روز تک میدان جنگ کے اندر قیام کیا۔ وہ مال غنیمت جو حبیب بن عثمان اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اور جو ہیرودیس کے پڑاؤ سے ملا تھا' وہ سب کچھ سمیٹنے کے بعد حارث واپس اپنے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

○

حسین اور خوبصورت اوزال اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی نجانے کن سوچوں میں گم تھی کہ اچانک وہ چونک پڑی' اس لیے کہ اس نے دیکھا اس کے کمرے کی طرف حبیب بن عثمان آرہا تھا۔ اس نے اپنے دونوں کندھوں پر دو بڑی بڑی چرمی خرجینیں ڈال رکھی تھیں۔

حبیب بن عثمان کو دیکھتے ہی اوزال خوشی اور مسرت میں جھوم اٹھی تھی۔ بڑی تیزی کے ساتھ وہ اپنی جگہ سے اٹھی' کمرے سے باہر آئی۔ اتنی دیر تک حبیب بن عثمان بھی دروازے کے قریب آگیا تھا۔ اپنے چہروں پر بڑا گہرا اور دلربا تبسم بکھیرتے ہوئے اس نے شہد اور قند برساتی آواز میں حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"میں آپ کو قصر میں داخل ہونے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ ساتھ ہی صحرائے سینا میں رومنوں اور بحر لوط کے کنارے ہیرودیس کو شکست دینے پر بھی میں آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔"

حبیب بن عثمان مسکراتا رہا۔ اوزال برابر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر وہاں رکنے کے بعد حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"کیا تم مجھے اپنے کمرے کے دروازے پر ہی روکے رکھو گی' اندر جانے کے لیے نہیں کہو گی؟"

اوزال جو ابھی تک حبیب بن عثمان کو دیکھنے میں محو تھی' چونک سی پڑی۔ ایک دم پیچھے ہٹی اور کہنے لگی۔ "کمرے میں آنے کے لیے آپ کو کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" پھر اوزال نے حبیب بن عثمان کا ہاتھ تھام لیا۔ اپنے ساتھ اسے کمرے میں لے گئی۔ دونوں نشستوں پر بیٹھ گئے۔ حبیب بن عثمان نے اپنے کندھوں پر لٹکتی خرجینیں ڈال رکھی تھیں' وہ اس نے اتاریں۔ دونوں خرجینیں اس نے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

اوزال کے سامنے رکھ دیں اور اسے مخاطب کیا۔

"اوزال ان دونوں خرجینوں میں تمہارا سامان ہے۔ انہیں خالی کر دو۔ اس کے بعد انہیں گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھنا ہے۔"

اوزال نے اس موقع پر تیز اور جواب طلب نگاہوں سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا۔ حبیب بن عثمان نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ تب وہ دونوں خرجینوں کے منہ کھولتے ہوئے جائزہ لینے لگی تھی۔

ایک خرجین میں اس کے لیے انتہائی قیمتی کپڑے تھے۔ دوسری خرجین میں تازہ پنیر' کھجوریں' خشک کیا ہوا گوشت' خشک پھل اور نقدی کی کچھ تھیلیاں تھیں۔

کچھ دیر تک ان ساری چیزوں کا جائزہ لیتے ہوئے اوزال مسکراتی رہی' پھر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

"یہ سب کچھ آپ کہاں سے لے کر آئے؟"

حبیب بن عثمان نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"لانا کہاں سے ہے' کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں کہیں سے چوری کرکے لایا ہوں؟"

اس پر اوزال نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔ "میں نے یہ تو نہیں کہا۔ یہ جو اتنی ساری نقدی میرے حوالے کر رہے ہیں' یہ کس خوشی میں ہے؟" اس پر حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"دونوں جنگوں میں جو کچھ ہمیں ملا' یہ نقدی میرے حصے میں آئی ہے۔ یہ نقدی اب تمہاری تحویل میں رہے گی۔ جہاں چاہے خرچ کرو۔"

اوزال نے پھر حبیب بن عثمان کی طرف گھورنے کے انداز میں دیکھا تھا۔

"یہ کیا معاملہ ہوا۔ اس نقدی کی حقدار میں نہیں ہوں۔ آپ کی ماں ابھی زندہ ہے۔ ابھی تو آپ کی میرے ساتھ شادی بھی نہیں ہوئی۔ اگر شادی ہو چکی ہوتی تب بھی آپ کی ماں نقدی کی مجھ سے زیادہ حقدار ہے۔ ہاں اگر مجھے ضرورت ہوئی تو آپ سے یا آپ کی ماں سے مانگ لیا کروں گی۔"

حبیب بن عثمان نے خوش کن انداز میں اوزال کی طرف دیکھا۔ پھر لبوں پر ہلکا سا تبسم بکھیرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"مجھے اتنی گہری نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میدان جنگ سے لوٹتے ہوئے ہمارا لشکر ہمارے نخلستان کے پاس سے ہی گزرا ہے۔ میں نقدی کا ایک بڑا حصہ ماں کے حوالے کرکے آیا ہوں۔ نقدی کی ایک تھیلی میں نے علی اور عبیرہ کو بھی دی ہے۔ یہ جو نقدی میں نے تمہیں دی ہے' یہ تمہارے حصے کی ہے۔ اس میں کوئی حقدار یا حصے دار نہیں ہے۔ جہاں تک خشک پھل' خشک گوشت' پنیر اور کھجوروں کا تعلق ہے تو یہ عبیرہ اور ماں نے تمہارے لیے بھیجے ہیں۔ یہ جو کپڑے ہیں' یہ بھی ماں اور عبیرہ سیتی رہی ہیں۔ اب کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے اوزال خوش ہو گئی تھی۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے کمرے کے کونے میں گئی۔ لکڑی کا صندوق کھولا۔ اس میں سے کچھ سامان نکالے اور لا کر حبیب بن عثمان کی گود میں رکھ دیئے۔

"یہ دیکھیں' یہ دو لباس میں نے آپ کے لیے بنائے ہیں۔ مجھے امید ہے آپ کو پسند آئیں گے۔"

حبیب بن عثمان نے دونوں لباسوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر گود میں ہی انہیں تہہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اوزال یہ کپڑے تم نے سی کر دیئے ہیں تو میں انہیں کیسے ناپسند کر سکتا ہوں۔ یہ ہر پسند میری پسند ہے۔" جواب میں اوزال کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ایک دم اسے خاموش ہو جانا پڑا' اس لیے کہ عین اسی وقت کمرے میں سعید اور رعما' مالک اور زبال اور السار' عریب' تیمان' حویلہ اور یوناہ داخل ہوئے تھے۔

انہیں دیکھتے ہی اوزال اور حبیب بن عثمان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اندر آنے کے بعد عریب ان دونوں کے کچھ زیادہ قریب ہوئی۔ کچھ دیر تک ان کے چہروں کا جائزہ لیتی رہی' پھر بول پڑی۔

"لگتا ہے دونوں ایک دوسرے کو تحائف پیش کر رہے ہو۔" پھر وہ سامنے پڑی چیزوں کا جائزہ لیتی رہی۔ جو لباس حبیب بن عثمان کی گود میں پڑے تھے' انہیں اٹھایا اور معنی خیز انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ دونوں لباس تو اوزال نے میرے بھائی کے لیے بنائے ہیں۔ یہ میں نے پہلے

www.pdfbooksfree.pk

بھی دیکھ رکھے ہیں۔" پھر جو چیزیں حبیب بن عثمان لایا تھا' عریب نے ان سب کا جائزہ لیا۔ کمرے میں داخل ہونے والے سارے لوگوں کو وہ چیزیں دکھائیں۔ پھر کہنے لگی۔

"حبیب میرے بھائی لگتا ہے یہ آپ میری بہن اوزال کے لیے لے کر آئے ہیں۔ سعید نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کے گھر والوں نے اوزال کے لیے کچھ سامان بھیجا ہے۔ بہرحال یہ بہت اچھا ہے۔ اب معاملہ کچھ یوں ہے کہ پہلے تو ہم سب آپ کو دونوں جنگوں کی فتح مندی پر مبارکباد دینے آئے ہیں۔" عریب کے بعد الیار' ریزا' حویلہ اور شہیر نے بھی حبیب بن عثمان کو مبارکباد دی' پھر سب وہاں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد گفتگو کا آغاز مالک نے کیا۔

"حبیب میرے بھائی ہم سب ایک طے شدہ لائحہ عمل کے تحت یہاں آئے ہیں۔ پہلے تو سب مل کر آپ کے ساتھ کھانا کھائیں گے' اس کے بعد ہم سب نے متفقہ طور پر آپ سے ایک بات کہنی ہے۔"

حبیب بن عثمان عجیب سے انداز میں اوزال کی طرف دیکھنے لگا' پھر اس کی نگاہیں مالک پر جم گئیں۔ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مالک بول پڑا۔

"حبیب میرے بھائی تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کھانے کے لیے میں کہہ کر آیا ہوں۔ کھانا ابھی آتا ہے۔ کھانا کھائیں گے' اس کے بعد جو کچھ کہنا چاہتا ہوں' کہوں گا۔"

مالک کہتے کہتے چپ ہو گیا' اس لیے کہ محل کے کچھ خدام کھانا لے کر آئے تھے۔ سب نے خاموشی کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب کھانے کے برتن اٹھائے جا چکے تب مالک نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"حبیب میرے بھائی! کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ برابا سے انتقام لینے سے قبل اوزال سے شادی کر لیں۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ قصر میں داخل ہونے کے بعد میرے باپ نے جو سب سے پہلے بات کہی' وہ یہی ہے کہ جو میں نے تم سے کہہ دی ہے۔ اس کے علاوہ جس قدر لوگ میرے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے ہیں' ان سب کا بھی یہی ارادہ ہے۔"

حبیب بن عثمان نے سب کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا' اس کا ماموں زاد سعید

بھی چرا رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر کہنے لگا۔

"میں جانتا ہوں یہ بات کہنے میں سب سے زیادہ سرگرم میرا بھائی ہوگا۔ مالک میرے بھائی تم جانتے ہو اور دوسرے لوگ بھی آگاہ ہیں کہ میں جب تک برابا سے انتقام نہیں لیتا' شادی نہ کرنے کی قسم اٹھا چکا ہوں اور میں اپنی قسم کو توڑنا نہیں چاہتا۔ اس سلسلے میں اوزال بھی پوری طرح میرے ساتھ ہے۔ اگر آپ کو میری بات پر اعتبار نہ ہو تو اوزال اس وقت میرے پاس بیٹھی ہے۔ اس سے پوچھ لیں۔"

اوزال کی طرف دیکھتے ہوئے مالک کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی اوزال بول پڑی۔

"مالک میرے بھائی آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دونوں نے مل کر شادی کا معاملہ طے کیا ہے' اس پر میں بالکل متفق ہوں۔ سعید اور علی کی شادی ہو گئی ہے۔ یوں جانیں یہ ایک مجبوری تھی اور وہ دونوں شادیاں ہو جانی چاہیے تھیں۔ جہاں تک میرا اور حبیب کا معاملہ ہے تو میں اب ان کے حالات کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ ان کے نخلستان میں دو دفعہ رہ کر آئی ہوں۔ ان کی ماں کی حالت دیکھتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ جب تک برابا سے انتقام نہیں لیا جاتا' اس وقت تک ہمیں شادی کرنے پر کوئی روحانی خوشی نہ ہوگی' لہٰذا میرے خیال میں آپ لوگوں میں سے کوئی بھی اس معاملے پر زور نہ ڈالے۔ میرا دل کہتا ہے کہ عنقریب برابا ان کے سامنے زیر اور مغلوب ہوگا۔ اس سے انتقام لینے کے بعد جب ہم دونوں شادی کریں گے' وہ شادی صحیح معنوں میں ہم دونوں میاں بیوی کی روحانی خوشی کا باعث بنے گی۔"

اوزال کی اس گفتگو کے جواب میں کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور سب وہاں بیٹھ کر دوسرے موضوعات پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

جنگ سے لوٹنے کے بعد حبیب بن عثمان اپنا زیادہ وقت اوزال کے ساتھ گزارنے لگا تھا۔ ایک روز وہ اوزال کے کمرے سے نکلا ہی تھا کہ حارث کا چوبدار اس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابن عثمان! میرے محترم! آپ کو آقا نے طلب کیا ہے۔"

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان نے غور سے چوبدار کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے سے کچھ پڑھنے کی کوشش کی' پھر ہاتھ کے اشارے سے اسے کہنے لگا۔ "چلو میرے ساتھ۔"

چوبدار آگے آگے ہو لیا۔ دونوں قصر کے کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے میں پہلے سے حارث کے علاوہ اس کا بیٹا مالک اور زیبال حبیب بن عثمان کا ماموں زاد سعید اور حارث کے ساتھ کام کرنے والے دو نئے جرنیل قلیس اور شناطر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک جانب سلطنت کا وزیر سیلاس اور اس کے ساتھ رقیم شہر کا کوتوال زوجدان بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

حبیب بن عثمان جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو ہاتھ کے اشارے سے حارث نے اسے اپنے پہلو میں بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب وہ بیٹھ گیا تب گفتگو کا آغاز حارث نے کیا۔

"حبیب میرے بیٹے تمہاری آمد سے پہلے یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کے ساتھ میں نے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کی ہے۔ یوں جانو ہم نے ایک مہم پر نکلنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن اس مہم پر اس وقت تک نہیں نکلا جا سکتا جب تک تمہاری رضامندی شامل نہ ہو۔ اس لیے کہ اب تم عبیرہ کے سارے لشکریوں کے سالار اعلیٰ ہو۔

میرے بیٹے گزشتہ جنگ سے لوٹنے کے بعد میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ جس طرح دوسرے بچوں کی شادی ہوئی ہے' تمہاری اور اوزال کی بھی شادی کر دی جائے۔ یوں جانو اس خواہش کی تکمیل میرے دل کا اطمینان' میرے ضمیر کی طمانیت تھی لیکن تمہارا اور اوزال کا متفقہ فیصلہ دیکھتے ہوئے میں نے بھی تمہاری قسم نہ توڑنے کا عہد کر لیا تھا۔

میرے بیٹے تم جانتے ہو' دمشق کا حاکم حداد بن حدار ہمارے بدترین دشمنوں میں سرفہرست ہے۔ جس وقت مصر کا حاکم گالس اور ہیرودیس ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے پر تول رہے تھے' اس نے ہم سے ہماری بیٹی اوزال کا مطالبہ کیا تھا لیکن اس وقت حالات کا تقاضا تھا کہ ہم خاموش رہیں' جھک جائیں۔ سو ہم جھکے۔ اس کے قاصد کو تحائف دے کر ہم نے ٹال دیا۔

اب معاملہ اور ہے۔ گالس اور ہیرودیس دونوں کو ہم اپنے سامنے سرنگوں کر چکے

ہیں۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان دونوں کی شکست کی خبر جب رومنوں کے شہنشاہ کے پاس پہنچے گی تو یاد رکھنا وہ ہمیں زیر کرنے کے لیے ہیرودیس اور گالس کی مدد کے لیے ایک بہت بڑا لشکر روانہ کرے گا لیکن ایسا ہونے میں وقت لگے گا۔

میں چاہتا ہوں کہ جب تک رومن بڑی قوت کے ساتھ حرکت میں نہیں آتے' اس وقت تک ہم اپنے بدترین دشمن حداد بن حدار کو اپنے سامنے زیر کر لیں۔ اس لیے کہ اگر مستقبل میں رومنوں کے ساتھ ہماری لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو کم از کم دمشق کی طرف سے ہم محفوظ ہو جائیں گے۔

دمشق پر حملہ آور ہونے سے ہمیں دو فوائد حاصل ہوں گے۔"

حارث کہتے کہتے رکا' دم لیا۔ ایک نگاہ اس نے اپنے سامنے بیٹھے لوگوں پر ڈالی' پھر بڑی توجہ' بڑے انہماک سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میں تمہاری آمد سے پہلے ان سب لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ حداد بن حدار پر حملہ آور ہونے سے ہمیں دو فوائد حاصل ہوں گے۔ پہلا یہ کہ آنے والی جنگوں میں رومنوں سے ٹکرانے کے لیے ہم دمشق کی طرف سے محفوظ ہو جائیں گے۔ حداد بن حدار کی طرف سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔

دوئم یہ کہ اس طرح ہم تمہاری قسم پوری کرنے کے نزدیک پہنچ جائیں گے۔ اس لیے کہ برابا اور اس کے ساتھی حداد بن حدار کی سرحدوں پر ہی آباد ہیں۔ اگر حداد بن حدار کے ساتھ ہماری جنگوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو یاد رکھنا برابا اور اس کے ساتھی ضرور ان جنگوں میں حداد بن حدار کا ساتھ دیں گے۔ دمشق کے حاکم کے ساتھ ساتھ مجھے امید ہے کہ ہم برابا اور اس کے ساتھیوں کو بھی کچل کر رکھ دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ ان جنگوں میں ہم برابا اور اس کے ساتھیوں کو زندہ یا مردہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر حداد بن حدار کو شکست دینے کے بعد تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے گی اور جب تمہاری قسم پوری ہو جائے گی تو میری خواہش بھی پوری ہو جائے گی کہ تمہاری اور اوزال کی شادی کر دی جائے۔

میں جانتا ہوں کہ حداد بن حدار کی عسکری طاقت انتہائی مضبوط ہے لیکن

www.pdfbooksfree.pk

اس کے ساتھ ہمیں ہر حال میں ٹکرانا ہے۔ اس لیے اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہ
والے وقت میں کسی بھی لمحہ یہ حداد بھی حدار ہمارے لیے خطرات کا طوفان بن کر
ہو سکتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ ایسی نازک صورتحال اختیار کرے۔"

حارث رکا' کچھ سوچا۔ پھر دوبارہ قصر کے اس کمرے میں اس کی آواز گونج
تھی۔

"حبیب بن عثمان میرے بیٹے میں نے جو کچھ کہنا تھا' کہہ دیا ہے۔ اب مجھے
تمہارے ردعمل کا انتظار ہے۔ کہو اب تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

کمرے میں بیٹھے سب لوگ خاموش تھے۔ حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک مسکرا
رہا' پھر حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میرے محترم آپ نے جو کچھ کہا' یہ میرے دل کی آواز ہے۔ یہ بات میں آپ
سے بہت پہلے کہنا چاہتا تھا کہ دمشق پر حملہ آور ہونا چاہیے لیکن میں خاموش رہا۔
اس لیے کہ میرے دل میں یہ آواز اٹھتی تھی کہ شاید آپ یہ نہ سوچیں کہ براہ
انتقام لینے کے لیے میں سلطنت کے امور کو خطرات میں ڈال رہا ہوں۔ اب جبکہ خود
آپ نے اس کی پہل کر دی ہے تو میں آپ کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا
ہوں۔ مجھے امید ہے جس طرح ہم نے ماضی میں ہیرودیس کو کئی بار اپنے سامنے زیر
کیا' پیلاطس اور ڈیکاپولس کو بدترین شکست دی اور مصر کے حاکم گالس اور اس کے
خونخوار سپہ سالار اسٹرابو کو اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ اسی طرح ایک
روز حداد بن حدار کو بھی اپنے سامنے زیر کر لیں گے بلکہ میری ایک خواہش ہے۔

اور وہ یہ کہ جب حداد بن حدار کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہو اور ہم اسے شکست
دینے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کا تعاقب کر کے اسے چھوڑ نہیں دینا چاہیے بلکہ
اس کے مرکزی شہر کا رخ کرنا چاہیے اور دمشق پر قبضہ کر لینا چاہیے تاکہ آنے والے
دنوں میں دمشق کی طرف سے ہمارے لیے خطرے کا کوئی طوفان نہ اٹھے۔ اگر ہم
دمشق پر قبضہ کر لیتے ہیں تو یاد رکھئے گا رومنوں پر ایک طرح سے ہمارا رعب طاری ہو
جائے گا اور رومن جو انطاکیہ میں اپنی قوت جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' وہ
سے بھی باز رہیں گے اور انطاکیہ کو بڑا مرکز بنانے کی کوشش نہیں کر
گے۔"

حبیب بن عثمان خاموش ہو گیا۔ حارث کچھ دیر تک اسے توصیفی انداز میں دیکھتا
رہا' پھر کہنے لگا۔

"بیٹے! جو کچھ تم نے کہا ہے' اس پر عمل کیا جائے گا۔ اب میں تمہیں ایک
خوشخبری بھی دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ

جب زندان سے نکال کر پہلی بار تمہیں میرے سامنے پیش کیا گیا تھا تو تم نے
اپنے مذہب کے متعلق تفصیل سے بتایا تھا اور تم نے کہا تھا کہ تم دین ابراہیمی کے
پیروکار ہو اور عرب کے صحراؤں کے اندر ایک آخری نبی کی آمد کے منتظر ہو۔ اس
سلسلے میں تم نے کچھ الہامی کتابوں سے اس نبی کی آمد کی بشارتیں بھی سنائی تھیں۔ میں
نے اس وقت اپنے وزیر سیلاس کو حکم دیا تھا کہ جو جو بشارتیں تم نے سنائی ہیں' ان
کے اقتباسات سے مجھے آگاہ کیا جائے۔

سیلاس نے بڑی محنت اور مشقت سے کام لیتے ہوئے وہ اقتباسات میرے سامنے
پیش کیے۔ میں تمہیں جو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں' وہ یہ کہ سیلاس بھی تمہاری طرح
دین ابراہیمی کا پیروکار ہو چکا ہے اور آنے والے رسول کا منتظر ہے جس کا تم انتظار کر
رہے ہو۔ میں وہ اقتباسات پڑھ چکا ہوں۔ ان سے خاصا متاثر ہوں۔ یقیناً دین ابراہیمی
ہی سچا دین ہے۔ میں اسے مانتا ہوں' اسے تسلیم کرتا ہوں بلکہ یوں جانو اس پر ایمان
بھی لاتا ہوں۔ کاش جس نبی کا تمہیں انتظار ہے' وہ ہمارے جیتے جی آئیں تو ہم اپنی
آنکھیں ان کے لیے فرش راہ کر دیں۔

حبیب میرے بیٹے تم جانتے ہو میری قوم قدیم دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرنے والی
ہے۔ میں انہیں اس پرانی روش سے ہٹا نہیں سکتا۔ اگر میں ہٹاؤں گا تو میری قوم
میرے خلاف بغاوت کر دے گی۔ اس بنا پر میں اس قوم کو اس کے حال پر چھوڑتا
ہوں۔ قوموں کو بدلنے کے لیے کسی ہادی اور رہنما کی ضرورت ہے اور یہ فرض میں
نہیں ادا کر سکتا۔

ایک اور معاملہ ہے جس پر میں تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ پسند
کروں گا کہ ایک ہفتہ اپنی تیاریوں پر صرف کیا جائے۔ اس کے بعد لشکر کے ساتھ
حداد بن حدار پر حملہ آور ہونے کے لیے کوچ کیا جائے۔

www.pdfbooksfree.pk

بیٹی اوزال کی حفاظت کی ذمہ داری پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ہیرودیس کو پتا ہے کہ اوزال یہاں ہے۔ وہ اوزال کو یہاں سے اٹھا کر حداد بن حدار کو پیش کر کے اسے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حداد بن حدار کو بھی خبر ہو چکی ہو کہ اوزال نے ہمارے قصر میں قیام کر رکھا ہے اور وہ اپنے آدمیوں کے ذریعے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

تم سب لوگوں کو بلانے سے پہلے اس موضوع پر میں نے اوزال کی حفاظت کے خصوصی انتظامات کر دیئے ہیں۔ چند مسلح دستے اس کی حفاظت پر مقرر کیے ہیں۔ وہ مسلح دستے کوتوال زوجدان کی نگرانی میں کام کریں گے۔ میرے خیال میں اب تم سب لوگ اٹھو' آج ہی سے جنگی تیاریوں کو اپنے عروج پر پہنچا دو۔

حارث کے ان الفاظ کے ساتھ ہی سب لوگ اٹھ کر نکل گئے تھے۔

○

حبیب بن عثمان قصر کے اس کمرے سے نکل کر سیدھا اوزال کے کمرے میں آیا۔ اوزال شاید اس کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ جونہی وہ اس کے کمرے میں آیا' اوزال نے پوچھ لیا۔

"قصر میں آپ کو کس سلسلے میں بلایا گیا تھا؟"

حبیب بن عثمان پہلے ایک نشست پر بیٹھا۔ اوزال کو اپنے سامنے بیٹھنے کے لیے کہا۔ اوزال جب بیٹھ گئی تو حبیب نے کہنا شروع کیا۔

"چند روز تک لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ ہم دمشق کے حکمران حداد بن حدار پر حملہ آور ہوں گے۔ ساتھ ہی میں برابا اور اس کے ساتھیوں سے بھی نبٹنے کی کوشش کروں گا۔ ایسا کرنے کے بعد ہی میں اور تم ازدواجی زندگی کی ابتداء کر سکتے ہیں۔ ایک ہفتے تک لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر لمحہ بھر کے لیے دنیا بھر کی ویرانیاں اور اداسیاں اوزال کے چہرے پر رقص کر گئی تھیں۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ اٹھی۔

"کیا ایسا ممکن نہیں' جس وقت آپ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کریں' اس سے ایک دن پہلے مجھے اپنے نخلستان میں چھوڑ آئیں؟"

حبیب بن عثمان چونک سا پڑا' کہنے لگا۔

"نہیں اوزال' ایسا ممکن نہیں۔ ان دنوں تمہاری حفاظت پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہیرودیس کو پتا ہے کہ تم نے یہاں قیام کر رکھا ہے۔ اس کے آدمی تمہیں یہاں سے اٹھا کر حداد بن حدار کو پیش کر سکتے ہیں۔ حداد بن حدار کے آدمی بھی تمہیں دمشق لے جا سکتے ہیں' لہٰذا تمہاری حفاظت کے خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں۔

سنو اوزال ہمارے بادشاہ حارث نے تمہاری حفاظت کے لیے چند مسلح دستے مختص کیے ہیں۔ یہ دستے کوتوال زوجدان کی نگرانی میں کام کریں گے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میری غیر موجودگی میں قصر سے باہر نہ نکلنا۔ اگر کوئی ضرورت پڑ بھی جائے' اپنا چہرہ ڈھانپ کر نکلنا اور جو مسلح دستے تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کیے جائیں گے' ان کے ساتھ نکلنا۔ اپنی نقل و حرکت کی اطلاع زوجدان کو دینا' وہ تمہاری حفاظت کا بہترین انتظام کرے گا۔ میرے بعد تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس لیے کہ ہیرودیس کی کمر ہم پہلے ہی توڑ چکے ہیں۔ وہ بڑی سازش کرنے کی کوشش نہیں کرے گا' میرے خیال میں نہ ہی وہ اس قابل ہے۔

جہاں تک دمشق کے حاکم حداد بن حدار کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ساتھ جنگ میں الجھ جائے گا اور اسے ہوش ہی نہ رہیں گے کہ تمہارے متعلق سوچ سکے۔ میرا دل کہتا ہے کہ آنے والی جنگ میں ہم حداد بن حدار کو شکست دے کر اس کے مرکزی شہر پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ آنے والے دنوں میں یہ ہمارے لیے کسی طرح کے خطرے کا باعث نہ بنے۔

اوزال تم نخلستان میں جا کر قیام نہیں کرو گی' یہی قصر میں رہو گی۔ یہاں تمہاری حفاظت کا عمدہ انتظام کیا گیا ہے۔ اب آرام کرو' میں جاتا ہوں۔ مجھے مستقر کی طرف جا کے اپنے لشکریوں کے کوچ کے انتظامات کرنے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان اوزال کے کمرے سے نکل گیا تھا۔ ٹھیک ایک ہفتے بعد عبیرہ کے بادشاہ حارث

www.pdfbooksfree.pk

نے ایک لشکر کے ساتھ دمشق کے حکمران حداد بن حدار پر حملہ آور ہونے کے لیے رقیم سے کوچ کر لیا تھا۔

○

دمشق کا بادشاہ حداد بن حدار ایک روز اپنے عمائدین سلطنت اور عسکری سالاروں کے ساتھ اپنے کمرہ انصاف میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے اپنے چوبدار کو طلب کیا۔ چوبدار جب حداد بن حدار کے سامنے آیا تو اسے مخاطب کرتے ہوئے حداد بن حدار کہنے لگا۔

"اس قاصد کو بلا کر لاؤ جو ہمارے کہنے پر عبیرہ کے مرکزی شہر رقیم گیا تھا اور عبیرہ کے بادشاہ حارث سے اس نے یروشلم کی ساحرہ اوزال کا مطالبہ کیا تھا جسے عبیرہ کے بادشاہ حارث نے قیمتی تحائف دے کر واپس کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ رقیم شہر میں اوزال کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔

تم جانتے ہو' اس واقعہ کو کئی دن گزر گئے ہیں۔ ابھی تک اوزال کے ملنے یا نہ ملنے کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ اس قاصد کو بلاؤ' اسے ایک بار پھر رقیم کی طرف روانہ کیا جائے گا اور عبیرہ کے بادشاہ حارث کو تاکید کی جائے گی کہ مزید وقت ضائع کیے بغیر اوزال کو ہماری طرف بھیجا جائے ورنہ جو حالات رونما ہوں گے' اس کی ذمہ داری حارث پر ہی ہوگی۔ اسے یہ بھی دھمکی دی جائے کہ اگر اوزال کو ہمارے حوالے نہ کیا تو پھر نبطی جنگ کے لیے تیار رہیں۔"

حداد بن حدار جب خاموش ہوا تو اپنے آپ کو خم کرتے ہوئے داروغہ بول اٹھا۔

"آقا ہمارے دو سرحدی مخبر آئے ہیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ دونوں کے پاس مختلف قسم کی خبریں ہیں۔ میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے ہی لگا تھا کہ آپ نے مجھے بلا لیا۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ جس قاصد کو ہم نے رقیم کی طرف بھیجا تھا' اس کو یہاں بلانے سے پہلے آپ سرحدوں کی طرف سے آنے والے اپنے مخبروں سے مل لیں؟"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

حداد بن حدار نے کچھ سوچا' پھر اپنے داروغہ کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو' اس قاصد کو بلانے سے پہلے ان مخبروں کو لاؤ جو ہمارے لیے خبریں لے کر آئے ہیں۔"

حداد بن حدار کا یہ حکم پا کر داروغہ باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد داروغہ اپنے دو مخبروں کو لے کر آیا۔ وہ حداد بن حدار کے سامنے کھڑے ہوئے' اسے تعظیم دی۔ اس موقع پر حداد بن حدار نے ان دونوں کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"میرا چوبدار تم دونوں کے آنے کی اطلاع دے چکا ہے اور جس مقصد کے لیے تم آئے ہو' اس سے بھی آگاہ کر چکا ہے۔ کہو تمہارے پاس کیا خبریں ہیں؟"

اس پر دونوں مخبروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر ان میں سے ایک نے پہل کی اور حداد بن حدار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آقا میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بار پھر عبیرہ کے ہاتھوں ہیرودیس کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ گو رومن شہنشاہ کے کہنے پر اس کے مصری حاکم گالس اور اس کے خونخوار جرنیل اسٹرابو نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ ہیرودیس کی مدد کے لیے مصر سے کوچ کیا تھا لیکن حیرت کی بات ہے کہ عبیرہ کے جاسوس ان کی ہر نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہے۔

عبیرہ کے بادشاہ نے اپنے ایک جرنیل کو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا جس نے صحرائے سینا کے اندر گالس اور اسٹرابو دونوں کو بدترین شکست دی۔ دونوں کے لشکر کی اکثریت کو تہہ تیغ کر دیا۔ اسٹرابو اور گالس بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر مصر کی طرف بھاگے۔ اس کے بعد عبیرہ کے بادشاہ نے بحیرہ لوط کے کنارے ہیرودیس کو ایک بار پھر بدترین شکست دی اور اپنے لشکر کا بے پناہ نقصان کرانے کے بعد ہیرودیس پھر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ بس میرے پاس یہی خبر ہے جو میں آپ سے کہنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔"

یہ خبر سن کر حداد بن حدار تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا' پھر حاضرین کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"میں پہلے ہی جانتا تھا کہ عبیرہ کے بادشاہ حارث کو ہمارے علاوہ کوئی بھی زیر نہیں کر سکتا۔ مجھے یہ بھی امید تھی کہ حارث ہیرودیس اور گالس کے متحدہ لشکر کو بھی بدترین شکست دے گا۔ میں نے اسی لیے قاصد کو بلایا ہے۔ اسے رقیم کی طرف روانہ کیا جائے اور جس لڑکی کا ہم نے مطالبہ کیا ہے' وہ ہمارے حوالے نہ کی گئی تو پھر دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمارے اور عبیرہ کے درمیان جنگ کو روک نہ سکے گی۔"

حداد بن حدار رکا' کچھ سوچا۔ اس کے بعد دوسرے قاصد کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"تم کہو' تم ہمارے لیے کیا خبر لے کر آئے ہو؟"

وہ قاصد بھی پہلے دست بستہ ہوا' پھر کہنا شروع کیا۔

"آقا جو خبر میرے ساتھی نے کہی ہے' میں اس سے بھی بدترین خبر لے کر آیا ہوں اور وہ یہ کہ عبیرہ کا بادشاہ ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے ایک جرار لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر رقیم سے کوچ کر چکا ہے۔ بس میرے پاس یہی خبر ہے جو میں کہنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اگر ہم نے اس کی راہ روکنے میں سرعت سے کام نہ لیا تو وہ ہماری حدود میں داخل ہو کر تباہی و بربادی کا وہ کھیل کھیلے گا جس کی راہ نہ روکی جا سکے گی۔"

یہ خبر سن کر حداد بن حدار چونکا۔ ایک طرح سے وہ اپنی نشست پر اچھل پڑا تھا۔ پھر دہاڑتے ہوئے کہہ اٹھا۔

"عبیرہ کے معمولی بادشاہ حارث کی یہ مجال کہ وہ ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے ایک جرار لشکر کے ساتھ اپنے شہر سے کوچ کرے۔ ہم تو پہلے ہی اس پر حملہ آور ہونے کے لیے پر تول رہے تھے۔ لگتا ہے' وہ اوزال کو ہمارے حوالے نہیں کرنا چاہتا۔ اس نے جو قاصد کے ہاتھ قیمتی تحائف پیش کیے تھے' وہ اس بنا پر پیش کیے تھے تاکہ وہ گالس اور ہیرودیس کی جنگ کو ٹال سکے۔ اب جبکہ وہ ایسا کر چکا ہے تو میرے خیال میں ہم سے ٹکرانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔ اگر وہ ایسا چاہتا ہے تو ہم ایک ہی جنگ میں اسے پاش پاش کرکے رکھ دیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی حداد بن حدار اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے سالار اعلیٰ کی

طرف دیکھتے ہوئے پہلے سے زیادہ گرجتی ہوئی آواز میں اس نے مخاطب کیا۔

"ابھی اور اسی وقت اپنے لشکریوں کو کوچ کا حکم دو۔ میں بھی جنگی لباس پہن کر آتا ہوں۔ اپنے لشکر کی کمان داری میں خود کروں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ حارث کیسے ہمارے سامنے جنگ میں ٹھہرنے کی جرات کرتا ہے۔" اس کے ساتھ ہی حداد بن حدار اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ اس روز شام کے وقت حداد بن حدار اور اس کے سالاروں نے اپنے لشکر کے ساتھ دمشق سے کوچ کیا تھا تاکہ حارث کی راہ روک سکیں۔

○

عبیرہ کا بادشاہ حارث اپنے لشکر کے ساتھ رقیم سے نکلا۔ اس نے پہلے جبل سعیر رخ کیا۔ اس کوہستانی سلسلے میں ہوتے ہوئے آگے بڑھ کر موآب کی سطح مرتفع سے زرنے کے بعد وہ شام کے کوہستانی سلسلے جلعاد کے قریب پہنچا تھا کہ اس کے سامنے ام کا بادشاہ حداد بن حدار اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو چکا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ئے حارث نے بھی اس کے سامنے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

یہ حکم ملتے ہی نبطی لشکر بڑی تیزی سے اپنا پڑاؤ کرنے لگا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے بیرہ نے کوہستانی سلسلے کے دامن میں خیموں کا ایک شہر آباد کر دیا تھا۔

شام کا بادشاہ حداد بن حدار اپنی طاقت اور قوت کے گھمنڈ میں تھا۔ دو روز تک نے اس بنا پر جنگ نہ کی کہ نبطی ستا لیں اور بعد میں یہ نہ کہیں کہ وہ تھکے ئے آئے تھے' لہٰذا ان کو حداد بن حدار کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

دوسرے روز جس وقت حداد بن حدار اپنے خیمہ گاہ میں گھومتے پھرتے ہوئے پنے لشکریوں کے احوال کا جائزہ لے رہا تھا تو اس کا چوبدار اس کے قریب آیا اور ے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آقا برابا اور اس کے دونوں بڑے سردار سمولا اور زابو آپ کی خدمت میں ضر ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ ایک بڑا لشکر لے کر آئے ہیں جو ان کے ساتھیوں شتمل ہے۔ وہ آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

اپنا خیمہ گاہ میں بڑھتے ہوئے حداد بن حدار رک گیا۔ اس کے لبوں پر گہری راہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اپنے چوبدار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "برابا' سمولا اور زابو ں کو یہیں بلا لاؤ' وہ ہمارے محسن ہیں اور ماضی میں انہوں نے ہمارے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

چوبدار مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھ انتہائی بھیانک چہروں والے شخص آئے۔ ان میں سے ایک برابا تھا جو اس دور کا مانا ہوا ڈکیت تھا۔ قد خوب لمبا تھا، جسم بھاری، مونچھیں بڑی، چہرے پر زخموں کے داغ۔ یہی وہ شخص تھا جسے اللہ کے نبی مسیح علیہ السلام کے ساتھ سزا ہوئی تھی لیکن یہودیوں کے کہنے پر برابا کو چھوڑ دیا گیا تھا اور مسیح علیہ السلام کو سزا دے دی گئی۔

برابا کے ساتھ اس کے دو دست راست تھے۔ وہ بھی اس کی طرح کوہ پیکر اور اپنے چہرے سے خوفناک انسان لگتے تھے۔ وہ دونوں سمولا اور زابو تھے۔ تینوں جب حداد بن حدار کے سامنے آئے، حداد بن حدار نے آگے بڑھ کر تینوں سے بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔ وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ برابا بول پڑا۔

"مجھے پتا چلا کہ عبیرہ کا بادشاہ حارث آپ سے ٹکرانا چاہتا ہے، لہٰذا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ کی مدد کے لیے پہنچ گیا ہوں۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو آپ کے لشکر کے دائیں جانب خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا ہے اور میرے لشکری بڑی تیزی سے اپنے خیمے نصب کر رہے ہیں۔"

حداد بن حدار کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر کہنے لگا۔

"برابا اس کی ضرورت تو نہ تھی، اس لیے کہ میں نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ میں اکیلا ہی عبیرہ کے بادشاہ حارث کو بدترین شکست دوں گا اور اس کے مرکزی شہر رقیم تک اس کا تعاقب کروں گا لیکن اب چونکہ تم آگئے ہو، لہٰذا میں اب تمہارا، سمولا اور زابو تینوں کا شکرگزار ہوں۔ میں جانتا ہوں ماضی میں تم نے مالی لحاظ سے میری بڑی مدد کی ہے، مختلف سلطنتوں کے خزانوں کو تم نے لوٹا اور اس سے میری مدد کی۔ اب جبکہ عبیرہ کے خلاف ہماری جنگ ہونے والی ہے تو ان کی شکست کے بعد جو مال غنیمت ہمیں ملے گا، اس کا ایک بڑا حصہ تمہارے حوالے کیا جائے گا تاکہ تم مزید اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر سکو۔"

برابا، سمولا اور زابو تینوں حداد بن حدار کی اس گفتگو سے خوش ہو گئے تھے۔ پھر وہ حداد بن حدار اور اس کے سالاروں کے ساتھ لشکریوں کے احوال کا جائزہ لینے لگے تھے۔

دو روز بعد شام کے بادشاہ حداد بن حدار نے اپنے لشکر میں صبح سویرے جنگ کے طبل بجوائے تھے جو عبیرہ کے لیے اشارہ تھا کہ اب حداد بن حدار ان کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے لگا ہے۔ دوسری جانب حارث کے کہنے پر اس کے لشکر میں بھی بڑے بڑے طبل اور دفیں بج اٹھی تھیں اور لشکری بڑی تیزی سے اپنی صفیں استوار کرنے لگے تھے۔

حارث نے اپنے لشکر کو چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھا، قلیس اور شناطر دونوں اس کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ دوسرا حصہ حبیب بن عثمان کی کمان داری میں تھا، پہلے کی طرح اس کا ماموں زاد سعید اس کی نیابت کر رہا تھا۔ تیسرا حصہ مالک بن حارث کی سرکردگی میں تھا۔ اس کا چھوٹا بھائی زیبال اس کے نائب کی حیثیت سے لشکر میں شامل تھا۔ چوتھا حصہ سلطنت کے وزیر بلاس کی سرکردگی میں تھا اور اس کے ساتھ چند چھوٹے سالار کر دیئے گئے اور لشکر کے اس حصے کو بڑے لشکر کے پیچھے پڑاؤ کی حفاظت پر مامور کیا گیا تھا۔

جب لشکر کی صفیں استوار ہو چکیں تو سامنے کھڑے ہو کر عبیرہ کے بادشاہ حارث نے اپنے لشکر پر نگاہ ڈالی۔ قلب لشکر میں وہ خود تھا۔ میمنہ پر حبیب بن عثمان اور اس کا بھائی سعید۔ میسرہ پر مالک اور زیبال دونوں بھائی تھے۔ لشکر کا جائزہ لینے کے بعد سارے سالاروں کو حارث نے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ اس کے پاس جمع ہوئے، تب اس نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"میرے عزیز دوست! سب سے پہلے میں تمہیں ایک اچھی خبر سناتا ہوں۔ جس وقت لشکر اپنی صفیں استوار کر رہا تھا، میرے دو مخبر آئے اور انہوں نے اطلاع دی ہے کہ برابا اور اس کے دونوں دست راست سمولا اور زابو بھی اپنے سارے ساتھیوں کے ایک جو ایک خاصے بڑے لشکر کی صورت میں ہیں، حداد بن حدار سے آن ملے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ خداوند قدوس کا نام لیتے ہوئے جب ہم اپنے دشمن پر وارد ہوں گے تو حداد بن حدار کے ساتھ ساتھ برابا، سمولا اور زابو کو بھی اپنے سامنے بساط کی طرح لپیٹتے چلے جائیں گے۔"

حارث کچھ دیر رکا، سوچا پھر اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنا شروع

www.pdfbooksfree.pk

کیا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے اس موقع پر میں تمہاری مشاورت کو سارے مشوروں پر ترجیح دوں گا۔ جنگ سے پہلے تم کچھ کہنا چاہو تو کہو۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ کہنے لگا۔ "آپ دشمن کے لشکر کو دیکھ چکے ہیں۔ میں بھی اس کا جائزہ لے چکا ہوں۔ تعداد میں حداد بن حدار کے لشکر کی تعداد ہم سے زیادہ ہے۔ میرے ذہن میں دشمن سے نمٹنے کے لیے ایک تجویز ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں اگر آپ اسے قابل قبول سمجھیں تو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔"

حارث نے بڑے پیار سے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کہو میرے بیٹے' تمہاری تجویز ہی تو ہماری فتح مندی کا باعث بن سکتی ہے۔"

حبیب بن عثمان نے پھر حارث پر ایک گہری نگاہ ڈالی اور کہنا شروع کیا۔

"میرے ذہن میں یہ تجویز ہے کہ جس وقت دونوں لشکر آپس میں ٹکرائیں اور گھمسان کی جنگ شروع ہو جائے' تب میں اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹ جاؤں۔ یہ پسپائی آہستہ آہستہ اختیار کی جائے گی۔ دشمن پر یہی ظاہر کیا جائے گا کہ ہم اس کا دباؤ برداشت نہیں کر سکے' اس لیے پیچھے ہٹنا پڑا ہے۔ جب میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹوں گا تو ظاہر ہے دشمن کے لشکر کا وہ حصہ جو مجھ سے ٹکرا رہا ہوگا' مجھ پر چڑھ دوڑے گا' پیش قدمی کرے گا۔ میرے پسپائی کو مزید تیز کرنے کی کوشش کرے گا۔ جب میں کافی پیچھے ہٹ جاؤں تب میں اپنے خداوند قدوس کی کبریائی کا نعرہ بلند کروں گا۔ میرے وہ لشکری جو میرے ساتھ کام کرتے ہیں' میرے ان نعروں سے خوب آشنا ہیں اور جواب میں انہوں نے بھی ایسے نعرے بلند کرنا سیکھ لیا ہے۔

جب میں اپنے خداوند قدوس کو پکاروں گا تو آپ کے لیے یہ اشارہ ہوگا کہ آپ نے بھی ایک کام کی ابتدا کرنا ہے۔

آپ اپنے لشکر کے بڑے حصے کے ساتھ اپنے سامنے دشمن کے ساتھ ٹکراتے رہیں لیکن آپ کے لشکر کی جو بائیں صفیں ہوں گی' ان کو آپ حکم دیجئے گا کہ وہ صفیں دشمن کے لشکر کے اس پہلو پر ٹوٹ پڑیں جو مجھے پسپا ہوتے دیکھ کر آگے بڑھیں

گی۔ اس موقع پر میں بھی اپنے حصے کے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دوں گا۔ ایک حصے کو لے کر میں دشمن پر سامنے سے ضرب لگاؤں گا۔ دوسرا حصہ میرے بھائی سعید کی سرکردگی میں ہوگا۔ یہ پہلے اس جانب ہٹے گا' پھر پوری طاقت اور قوت کے ساتھ آگے بڑھنے والے دشمن پر پہلو سے ضرب لگائے گا۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ لشکر کے اس حصے کو ہم پوری طرح کچل کر رکھ دیں گے۔ جب ایسا ہو جائے تو دشمن کے لشکر میں بددلی اور پسپائی شروع ہوگی۔ اس سے فائدہ اٹھا کر مجھے امید ہے کہ ہم حداد بن حدار کے لیے شکست' بدبختی اور ذلت کے دروازے کھولنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

حارث تھوڑی دیر تک توصیفی سے انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتا رہا' پھر کہنے لگا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے تمہاری پیش کردہ تجویز آخری ہے' اسی پر عمل کیا جائے گا۔ تم اپنے لشکریوں کو بھی اس کے متعلق آگاہ کر دینا۔ میں بھی اپنے لشکریوں کو ہدایات جاری کر دوں گا کہ اس تجویز پر عمل کیا جانا چاہیے۔ میرے خیال میں اب تم کو اپنے لشکریوں کے آگے چلے جاؤ۔" اس کے ساتھ ہی سارے سالار وہاں سے اٹھ گئے تھے۔

دوسری جانب حداد بن حدار کے لشکر میں ابھی تک طبل اور بڑی بڑی دفیں پیٹی جا رہی تھیں۔ اس موقع پر خود حداد بن حدار' دنیا کا مانا ہوا ڈاکو برابا اور اس کے دونوں ساتھی سمولا اور زابو اور حداد بن حدار کے بہت سے سالار اپنے لشکر کے سامنے ایک جگہ کھڑے تھے۔

کچھ سوچتے ہوئے حداد بن حدار نے اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"میرے جانثاروں! میں لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر چکا ہوں۔ تین حصے براہ راست دشمن کے ساتھ ٹکرائیں گے۔ ان میں سے ایک حصہ میرے پاس' دوسرا میرے سالار اعلیٰ کے پاس اور تیسرا نائب سالار کے پاس ہوگا۔ میں اپنے لشکر کے وسط

www.pdfbooksfree.pk

میں رہوں گا۔ اس موقع پر برابا تم میرے ساتھ رہو گے۔ اس لیے کہ جنگ کے دوران مجھے تمہاری مشاورت کی ضرورت ہوگی۔

جو لشکر تمہارے ساتھیوں پر مشتمل ہے' اس کی کمان داری تمہارے دست راست سمولا اور زابو کریں گے۔ اب سمولا اور زابو کے ذمے میں ایک بہت اہم کام لگا رہا ہوں۔

میرے لشکر کے تینوں حصے تو براہ راست دشمن سے ٹکرائیں گے جو لشکر سمولا اور زابو کے پاس ہوگا' یہ جنگ میں حصہ نہیں لے گا بلکہ پیچھے رہے گا۔ پھر دشمن کی نگاہوں سے اوجھل رہتے ہوئے پہلو کی پہاڑیوں کی اوٹ میں سمولا اور زابو اپنے حصے کے لشکر کو لے کر آگے بڑھیں گے اور دشمن کی پشت پر جا کر دشمن کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ میرے مخبر مجھے یہ اطلاع دے چکے ہیں کہ حارث نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اپنے پڑاؤ کی حفاظت کے لیے چھوڑا ہے۔

سمولا اور زابو کا کام یہ ہوگا' سب سے پہلے یہ پڑاؤ پر حملہ آور ہوں۔ پڑاؤ کی حفاظت کے لیے حارث کا جو لشکر ہے' اسے تہہ تیغ کر دیں اور پڑاؤ کو آگ لگا دیں۔ حارث کے لشکری جب اپنے پڑاؤ کو آگ لگی دیکھیں گے تو یاد رکھنا آگے بڑھنے کے بجائے وہ پشت کی طرف بھاگیں گے اور ان کا بھاگنا ہمارے لیے سودمند ہوگا۔ اس طرح وہ خود ہی ہمارے لیے ہماری کامیابی اور فتح مندی کا دروازہ کھولیں گے۔"

برابا' سمولا' زابو اور حداد بن حدار کے باقی سارے سالاروں نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور یہ طے پایا کہ اس تجویز پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔

پھر حداد بن حدار کے خاموش ہونے پر برابا نے اسے مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"آپ نے جو تجویز پیش کی ہے' اسے ہم نے پسند کیا ہے اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ اس موقع پر میرے ذہن میں بھی ایک تجویز ہے۔ میرے خیال میں اس پر اگر عمل کیا جائے تو ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ عبیرہ کے اندر بدحواسی اور حوصلہ شکنی پیدا ہو جائے گی۔"

چونکنے کے انداز میں حداد بن حدار نے برابا کی طرف دیکھا' پھر کہا۔

"کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اگر کوئی اچھی تجویز تمہارے پاس ہے تو اس پر ضرور عمل کیا جائے گا۔ اگر ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور عبیرہ کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے تو یہ بھی عبیرہ کی شکست اور ہماری فتح مندی کی ایک نشانی ہوگی۔"

برابا نے اس موقع پر ایک نگاہ اپنے پہلو میں کھڑے اپنے دست راز زابو پر ڈالی' حداد بن حدار کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں چاہتا ہوں کہ جنگ کی ابتدا پہلے زابو کو انفرادی مقابلے کے لیے میدان میں اتارا جائے۔ زابو ایک ایسا تیغ زن ہے کہ دنیا کا کوئی بھی تیغ زن اس کا تیغ زنی میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ زابو میدان میں اتر کر پہلے اپنا تعارف کروائے گا' پھر انفرادی مقابلے کے لیے للکارے گا۔

میرے دست راست کی حیثیت سے زابو دور دراز کی سرزمینوں میں مشہور ہے۔ جب یہ مقابلے کے لیے للکارے گا تو زابو کا نام ہی خوف و ہراس طاری کر دینے کے لیے کافی ہے۔ زابو کی للکار پر دو طرح کا ردعمل سامنے آسکتا ہے۔

اول یہ کہ کوئی اس کے مقابلے میں نہیں آئے گا۔ اگر حارث کے لشکر سے کوئی بھی زابو کا مقابلہ کرنے کے لیے نہیں نکلتا' تب بھی یہ بات ہمارے حق میں جائے گی۔ ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ حارث کے لشکر پر ایک طرح کی حوصلہ شکنی اور کمتری چھا جائے گی۔

اگر زابو کے مقابلے میں حارث کا کوئی تیغ زن نکلتا ہے تو ظاہر ہے زابو کے مقابلے میں کوئی عام تیغ زن تو نہیں آئے گا یا تو حارث کا کوئی جرنیل آئے گا یا منجھا ہوا کوئی شہسوار تیغ زن آئے گا۔ انفرادی مقابلے کے دوران اگر زابو اس کی گردن کاٹ دیتا ہے تو یہ بھی حوصلے ہمارے ہی لشکریوں کے بلند ہوں گے اور حارث کے لشکر میں بددلی چھا جائے گی۔ بس میں تو یہی آپ سے کہنا چاہتا تھا۔"

برابا کے یہ الفاظ سن کر حداد بن حدار کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی جس سے ظاہر تھا کہ اس نے برابا کی تجویز کو پسند کیا ہے۔ پھر حداد بن حدار نے کہنا شروع کیا۔

"برابا یہ ایک بہت اچھی تجویز ہے۔ زابو کا نام واقعی دور تک کی سرزمینوں میں

www.pdfbooksfree.pk

شناسا ہے۔ اب تم لوگ اپنے اپنے حصے کے لشکروں کی طرف چلے جاؤ۔ برابا تم میرے ساتھ رہو گے۔ تمہارے لشکر کی کمان داری سمولا کرے گا' زابو بھی یہیں رہے۔ جب تم لوگ اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ جاتے ہو' تب زابو اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائے گا' میدان میں اترے گا اور انفرادی مقابلے کے لیے للکارے گا۔"

حداد بن حدار کے ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے سالار اور سمولا وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ برابا اور زابو دونوں ہی حداد بن حدار کے سامنے کھڑے رہے۔ پھر برابا نے زابو کو مخصوص اشارہ کیا جس پر اس نے اپنے سیاہ رنگ کے گھوڑے کو ایڑ لگائی' پھر گھوڑے کو اس نے آگے بڑھایا۔ میدان کے وسط میں جا کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں ایک جھٹکے کے ساتھ کھینچیں جس پر گھوڑا بری طرح سیخ پا ہوا' ہنہنایا۔ اپنی اگلی ٹانگیں بلند کرتے ہوئے فضا میں الف ہوا۔ جونہی اس نے اپنی دونوں ٹانگیں زمین پر جمائیں' زابو نے اپنی تلوار ایک جھٹکے سے بے نیام کی۔ ڈھال سنبھالی' پھر اپنی تلوار بلند کی اور پوری طاقت سے عبیرہ کے لشکر کی طرف منہ کر کے اس نے کہنا شروع کیا۔

"نبطی و! میں دنیا کے مانے ہوئے ڈکیت برابا کا دست راست زابو ہوں۔ تم لوگ یقیناً میری تیغ زنی' میرے نام سے شناسا ہو گئے۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنے لشکر سے نکلے اور میرے ساتھ انفرادی مقابلہ کرے۔"

زابو کے ان الفاظ پر حارث اور حبیب بن عثمان ہی نہیں سعید' مالک اور زیبال کے چہرے غصے میں سرخ ہو گئے تھے۔ زابو کے نام سے وہ سب شناسا تھے۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے اپنے پہلو میں گھوڑے پر سوار اپنے ماموں زاد سعید سے رازدارانہ مشورہ کیا۔ تب اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ گھوڑے کو بھگاتا ہوا وہ اس جگہ آیا جہاں حارث کھڑا ہوا تھا' اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے میرے محترم محسن! لگتا ہے خداوند قدوس اس جنگ میں بھی میری رہنمائی پر آمادہ ہے۔ قدرت آپ سے آپ میری کامیابی کا دروازہ کھول رہی ہے۔ میرے باپ کو قتل کرنے والے' میری ماں کو بینائی سے محروم کرنے والے تین بڑے اشخاص ہیں۔ برابا' سمولا اور زابو۔

زابو انفرادی مقابلے کے لیے میدان میں اترا ہے۔ میرے لیے یہ ایک سنہری موقع ہے کہ میں اس سے ٹکراؤں اور اس سے اپنا انتقام لوں' لہٰذا میں میدان میں اترتا ہوں۔"

حارث کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ گھوڑے کو آگے بڑھایا۔ حبیب بن عثمان کی پیٹھ تھپتھپائی' پھر کہنے لگا۔

"میں تمہیں دنیا جہان کے اس آقا اور مالک کے سپرد کرتا ہوں جو ہر چیز کا خالق ہے۔ جاؤ مجھے یقین ہے تم فتح مند لوٹو گے۔ اس موقع پر میں تمہیں مشورہ بھی دیتا ہوں۔ تمہارا کتا جو سدھایا ہوا ہے' تمہارا وفادار اور جانثار ہے۔ اس وقت پڑاؤ میں موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں تم تھوڑی دیر رکو۔ تمہارے کتے کو منگوایا جاتا ہے۔ کتا بھی تمہارے ساتھ میدان میں اترے۔ میں چاہتا ہوں کہ زابو کے مقابلے میں تمہارا کتا بھی تمہارے ساتھ ہو اور تمہاری مدد کرے۔ تم جانتے ہو زابو خوف اور دہشت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ میں ایسا احتیاط کے تحت کرنا چاہتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"نہیں میرے محترم۔ میں ایسا کرنا پسند نہیں کروں گا۔ میرا کتا پڑاؤ ہی میں رہے گا۔ زابو کے مقابلے میں میں اکیلا جاؤں گا۔ کتے کو اپنے ساتھ زابو کے خلاف استعمال نہیں کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے گھوڑے کو حبیب بن عثمان نے ایڑ لگائی اور آگے بڑھ گیا تھا۔

جس وقت حبیب بن عثمان میدان میں اترا' شام کا بادشاہ حداد بن حدار اور اس کے پاس کھڑا برابا اس کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ اس موقع پر برابا کی طرف دیکھتے ہوئے حداد بن حدار نے کہنا شروع کیا۔

"برابا یہاں آنے کے بعد میں دو چیزوں سے متاثر ہوا ہوں۔ پہلی یہ کہ عبیرہ کے لشکر کی شان و شوکت نے بے حد متاثر کیا ہے۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ عبیرہ کے پاس مختصر سا لشکر ہو گا لیکن نبطیوں کے لشکر اور ان کی آرائش کو دیکھتے ہوئے میں متاثر ہوا ہوں اور اب جو دوسری بات مجھے متاثر کر رہی ہے' وہ یہ کہ زابو کے مقابلے کے لیے ایک نبطی جوان نکل کھڑا ہوا ہے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

برابا میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ کسی نبطی میں دم خم نہیں ہوگا کہ زابو کے مقابلے آئے بلکہ زابو کا نام سنتے ہی ان پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ تم دیکھتے ہو ایک جوان بڑی بے باکی سے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان کی طرف آرہا ہے۔"

حداد بن حدار جب خاموش ہوا' تب برابا نے کہنا شروع کیا۔

"آپ کی طرح میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ نبطیوں میں سے کوئی بھی زابو کے مقابلے کے لیے نہیں نکلے گا لیکن اگر یہ جوان مقابلے کے لیے نکل ہی آیا ہے تو یوں جانیں یہ اس کی بدقسمتی ہے آج کا دن اس کی زندگی کا آخری دن ہوگا اور اس کے مقدر میں آنے والی شب تک زندہ رہنا نہیں لکھا ہوگا۔

دمشق کے عظیم بادشاہ ذرا مقابلے کی ابتداء ہونے دیں' پھر آپ اپنی آنکھوں سے دیکھئے گا کہ مقابلے کے دوران زابو کیسے اپنی تیغ زنی کا رنگ جماتا ہے۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ آنے والا نبطی جوان چند لمحے بھی زابو کے آگے نہیں ٹھہر سکے گا اور زابو اس کا سر قلم کرکے رکھ دے گا۔"

○

برابا کی اس گفتگو کا حداد بن حدار نے کوئی جواب نہیں دیا بس خاموش رہ کر وہ میدان کے وسطی حصے کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

عین اسی وقت برابا کا باغی ساتھی یوساف جو حبیب بن عثمان کیلئے کام کر رہا تھا وہ نبطیوں کے لشکر کی پشت کی طرف آیا۔ اپنے گھوڑے کو اس نے وہاں روکا پھر صفوں میں سے ہوتا وہ حارث کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں یوساف ہوں۔ آپ یقیناً مجھے جانتے ہیں۔"

حارث نے اثبات میں گردن ہلا دی۔ اس پر یوساف اس کے گھوڑے کی اوٹ میں کھڑے ہوکر کہنے لگا۔ "بظاہر برابا مجھے اپنا جانثار اور وفادار خیال کرتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے' میں نے آپ لوگوں کیلئے کام کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ میں جو خبر آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں وہ بڑی اہم ہے۔"

"حداد بن حدار نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ علیحدہ

رکھا ہے۔ باقی تین حصے آپ سے ٹکرائیں گے جو حصہ علیحدہ رکھا ہے اس کی کمانڈری سمولا اور زابو کریں گے۔ زابو کے متعلق ان کا خیال ہے وہ انفرادی مقابلہ جیتنے کے بعد واپس جائے گا جبکہ برابا کو حداد بن حدار نے اپنے قلب لشکر میں صلاح مشورے کے لئے ساتھ رکھا ہے۔"

"لشکر کا چوتھا حصہ جو برابا کے ساتھیوں پر مشتمل ہے جو سمولا اور زابو کی کمانڈری میں ہوگا وہ عین اس وقت جب جنگ اپنے عروج پر ہوگی اپنے کام کی ابتداء کرے گا۔ یہ لشکر کوہستان سعیر کے اونچے نیچے ٹیلوں کی اوٹ میں سے ہوتا ہوا آپ کے لشکر کی پشت کی طرف آئے گا اور آپ کے پڑاؤ پر جو حفاظتی لشکر ہے اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کرے گا اور آپ کے پڑاؤ کو آگ لگا دے گا تاکہ آپ کے لشکر کی توجہ پشت کی طرف ہو اور آپ کی شکست کو یقینی بنایا جا سکے۔"

جب تک یوساف بولتا رہا حارث بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا جب وہ خاموش ہوا تو وہ کہنے لگا۔

"یوساف میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے ایک انتہائی خبر بروقت مجھ تک پہنچائی۔ اب تو جاؤ کیا تم پیدل آئے ہو اس پر یوساف کہنے لگا۔"

"نہیں میں اپنے گھوڑے کو آپ کے لشکر کی پشت پر کھڑا کر کے آیا ہوں۔ میں آپ کے لشکر میں سے ہوتا ہوا واپس جاتا ہوں۔ مجھے دراصل برابا نے یہ دیکھنے کیلئے بھیجا تھا کہ میں جائزہ لوں کہ آپ کے پڑاؤ کی حفاظت کیلئے کس قدر لشکر ہے۔ اب میں واپس اس کے پاس جاؤں گا اور جس لشکر کے ساتھ سمولا اور زابو نے آپ کے لشکر پر حملہ آور ہونا ہے اس لشکر کی تعداد سے کم تعداد آپ کے لشکر کی بتاؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوصاف مڑا اور لشکر میں ہوتا ہوا پیچھے چلا گیا۔"

○

اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا حبیب بن عثمان دونوں لشکروں کے درمیان پڑنے والے میدان کے وسطی حصے میں آیا۔ بالکل اس جگہ جہاں زابو اس سے مقابلہ کرنے کیلئے منتظر تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان نے زابو کے قریب جا کے اپنے گھوڑے کو روکا تب زابو نے اسے مخاطب کیا۔

"میرے مقابلے میں آنے والے نبطی جوان موت کے اس میدان میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی زابو اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے جنگ کرنے کا لطف نہیں آتا نہ ہی بہتر انداز میں اپنے تیغ زنی کے جوہر دکھانے کا لطف آتا ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرو گے کہ اپنے گھوڑے سے اتر کر میرا مقابلہ کرو۔"

حبیب بن عثمان اپنے گھوڑے سے نیچے اترا پھر تھوڑا سا زابو کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

"زابو جس طرح تو پسند کرے گا مقابلہ اسی طرح ہو گا۔"

زابو نے ایک قہقہہ لگایا اور طنزیہ سے انداز میں بول پڑا۔

"بڑے فرماں بردار قسم کے تیغ زن لگتے ہو۔"

حبیب بن عثمان نے اپنے سامنے اپنی تلوار لہرائی' غور سے زابو کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"زابو میں واقعی ہی بڑا فرمانبردار انسان ہوں لیکن میری تلوار جب تمہارے خلاف حرکت میں آئے گی تو بڑی نافرمانی کا مظاہرہ کرے گی۔"

"زابو بڑا مطمئن تھا۔ بڑے پرسکون انداز میں پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"کچھ اپنے متعلق بھی کہو تمہارا کیا نام ہے۔ لشکر میں تمہاری کیا حیثیت ہے کون ہو؟"

حبیب بن عثمان چند قدم مزید زابو کی طرف بڑھا اور بول اٹھا۔

"نام میرا حبیب بن عثمان ہے۔ رقیم شہر کے نواح ایک نخلستان کا رہنے والا بدو ہوں۔"

زابو نے پھر قہقہہ لگایا اور پہلے سے زیادہ طنزیہ آواز میں کہنے لگا۔ "کیا تمہارے

بادشاہ حارث کو میرے مقابلے پر بھیجنے کیلئے ایک بدو ہی ملا تھا۔ کیا تمہارے لشکر میں تم جیسے بدو کے علاوہ کسی اور کو ہمت نہیں پڑی کہ میرے مقابل آئے۔"

حبیب بن عثمان نے زابو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"زابو لگتا ہے تو بدوؤں سے بیزار ہے یا رقیم شہر کے نواحی بدوؤں سے پہلے ہی تیرا پالا پڑ چکا ہے۔"

زابو نے اپنے سر کو جھٹک دیا۔

"میرا کسی بدو سے پالا نہیں پڑا تم پہلے بدو ہو جو میرے ہاتھوں قتل ہو گے۔"

حبیب بن عثمان نے کھا جانے والے انداز میں زابو کی طرف دیکھا پھر گھولتے ہوئے لہجے میں بول پڑا۔

"زابو تم بکتے ہو جھوٹ بولتے ہو کیا تم اس بات سے انکار کرتے ہو کہ برابا سمولا اور تمہارے کہنے پر تمہارے کچھ ساتھی رقیم شہر کے ایک نواحی نخلستان پر حملہ آور ہوئے۔ وہاں کے ایک شخص عثمان کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو آنکھوں سے محروم کر دیا۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے لمحہ بھر کیلئے زابو چونکا تھا پھر کھا جانے والے انداز میں اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"پر تیرا اس قتل سے کیا تعلق۔"

حبیب بن عثمان کھولتے ہوئے لہجے میں بول پڑا۔

"جس شخص کو تم نے قتل کیا وہ میرا باپ تھا اور جس خاتون کو تم نے اندھا کیا وہ میری ماں ہے۔ میرا پورا نام حبیب بن عثمان ہے۔ میں اپنے خداوند قدوس کا انتہا درجہ کا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ مقابلے کے اس میدان میں تو انفرادی جنگ کیلئے آیا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں میں تجھ سے اپنے باپ' اپنی ماں کی بصارت کی محرومی کا انتقام اس میدان میں لوں گا اور تجھے تیرے ہارتے ہوئے مقدر لیکر واپس نہ جانے دوں گا۔"

زابو لمحہ بھر کیلئے سوچوں میں کھو گیا پھر اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"کن بدو تو میری پہچان کرتے ہوئے بھول رہا ہے۔ میں برابا کا ساتھی ہوں۔ ہم

www.pdfbooksfree.pk

لوگ تو خواہشوں کو وہموں' بہاروں کو فزاؤں' وصل کو ہجر' محبت کو نفرت میں تبدیل کر دینے والے لوگ ہیں۔ مہتاب شعاعوں کی تاریک فضاؤں' شجر کو بے سایہ اور سحر کو بے اعتبار کرنا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

تو ابھی نادان ناتجربہ کار لگتا ہے۔ کیوں اپنے آپ کو وقت کی ان خونی آہٹوں کے اندر دکھ کے راستوں کا مسافر بناتے ہو۔ سن ابن عثمان ہم پھولوں کی خوشبو چھیننے والے لوگ ہیں۔ سوالوں کی سی اس یخ بستہ خاموشی میں اپنے آپ کو میرے ہاتھوں ہزیمت کی دھند کا شکار مت کرو۔ کیوں مقابلے کے اس میدان میں اپنی زندگی کے سفر کو موت کی تھکاوٹ کے دشت میں ڈالتے ہو۔ ابھی وقت ہے اپنی ہار تسلیم کرو لوٹ جاؤ ورنہ جب میری تلوار اٹھ گئی تو تم جذبات کی حدت اور اپنے لہجے کی نرماہٹ سے محروم ہوجاؤ گے۔"

حبیب بن عثمان نے کاٹ کھانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر اس کی کھولتی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

"زابو تیرے اور برابا جیسے باؤلے غلیظ کتے اپنی زندگی میں میں نے بہت دیکھ رکھے ہیں۔ اگر میں نے تیری رگوں میں مچلتے لہو کو شراروں میں تبدیل نہ کردیا' تیرے بے خواب ساعتوں کے خمار کو گریہ شبنم اور قصہ الم میں نہ بدل دیا تو ابن عثمان مت کہنا۔ سن چہروں کی مقدس حیا چھیننے والے شیطان! سروں کو بے ردا کرنے والے بے حمیت مجرم یہ موت کا میدان ہے اور موت کے اس میدان کے اندر میں تیری عداوتوں کی ساری گھاتوں' تیری ساری بے لباس خواہشوں کو لہو لہو کرتا چلا جاؤں گا۔ ان گنت جرائم بے پناہ مظالم کے مجرم !یوں جاننا اب تو وقت کے کٹہرے میں آن کھڑا ہوا ہے اور فطرت کا محتسب بن کر میں تیرا بہترین انصاف کروں گا۔ سن جب میری تلوار تیرے خلاف حرکت میں آئے گی تو میری تلوار یہ نہیں دیکھے گی کہ تو برابا کا ساتھی ہے۔ ظالم میں تو تیرے چہرے پر موت کی آنکھیں چپکا دوں گا۔ تیری نبض کی جنبش کو روک کر تیرے اوہام کی زنجیریں کاٹوں گا اور تجھے روح' تیری جان کو موت کے گرد غبار اور قضا کے شور بے پناہ میں غرق کرکے رکھ دوں گا۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو سے زابو بدرکار گھوڑے کی طرح بھڑک اٹھا تھا۔

ن کی ضبط نا آشنا طبیعت حبیب بن عثمان کے یہ الفاظ برداشت نہ کرسکی۔ لہٰذا اپنے ہنے اس نے اپنی تلوار کو لہرایا پھر وہ بدمستیوں کی ہیجان انگیزیوں' وقت کے گہرے مندر کے اندر سے اچانک اٹھ کھڑے ہونے والے مصائب کے ہجوم کی طرح حبیب ن عثمان پر حملہ آور ہوتے ہوئے ٹوٹ پڑا تھا۔

پر برابا کا وہ ساتھی زابو یہ نہ جانتا تھا کہ اس کے سامنے کوئی معمولی بدو' کوئی عام تیغ زن نہیں۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے مقابلے کیلئے اس کے سامنے ایک حرف ناس مجاہد' زندگی کے موسموں سے شناسا' صحرا نشین' جسم و جان کا قرب بن جانے والا بدو' افلاک کی خواہشوں پر کمند پھینکنے والا تیغ زن اور اپنے مدمقابل سے مداوائے الم زخموں کے مرہم اور درد کا درمان تک چھین لینے والا ایک نایاب اور بے مثل جنگجو ہے۔

تھوڑی دیر حملہ آور ہونے کے بعد زابو کو مایوسی ہوئی اس لئے کہ بڑی آسانی کے ساتھ حبیب بن عثمان نے اس کے حملوں کو روک دیا تھا۔ اس کے بعد حبیب بن عثمان نے بھی جارحیت اختیار کی اور وہ جوابی کارروائی کرتے ہوئے اسی طرح حملہ آور ہوا تھا جیسے شیطانوں کی ازلی پیکار کے خلاف طوفانوں کی ہیبت رکھنے والا نیکی کا کوئی رغوبان حرکت میں آگیا ہو۔ جیسے محرومیت کی رازداں مشیت کا کوئی امین روحوں کو سلگا دینے والے عمل کی ابتداء کرتے ہوئے المناکیوں کا پیکر بن گیا ہو۔ حبیب بن عثمان کچھ اس تیزی سے اس برق رفتاری سے زابو پر حملہ آور ہوا تھا جیسے وحشت گہرے اندھیروں کے اندر ہوائیں چیخ چلا اٹھیں ہوں اور خونی بگولوں نے نہ رکھنے نہ تھمنے والا رقص شروع کردیا ہو۔

"کچھ دیر تک دونوں جم کر ایک دوسرے پر وار کرتے رہے۔ اس مقابلے کے دوران زابو نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اپنے مدمقابل کو وہ کسی بھی صورت زیر نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اس نے دیکھا اس کا مدمقابل اس سے بھی زیادہ خوفناک اور خطرناک وار کررہا تھا۔" ایک موقع پر جب دونوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں تو زابو نے حبیب بن عثمان کے چہرے کا نشانہ لیتے ہوئے اپنی ڈھال اس کے چہرے پر مارنا چاہی پر حبیب بن عثمان مستعد تھا۔ اس کی ڈھال کو اپنی ڈھال پر روک لیا۔

پھر دونوں زور آزمائی کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے زابو کو مخاطب کیا۔

"زابو اپنا پورا زور لگا لو پھر دیکھتے ہیں کس کی طاقت و قوت کسے پیچھے دھکیلتی ہے۔"

زابو نے اپنا زور صرف کیا پر حبیب بن عثمان کو پیچھے نہ دھکیل سکا۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے اپنے خداوند قدس کی تکبیر کا ایک نعرہ بلند کیا پھر ایسا ایک زور دار جھٹکا اس نے زابو کو دیا کہ زابو لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا۔

بس اس کی اس لڑکھڑاہٹ سے حبیب بن عثمان نے فائدہ اٹھایا' آگے بڑھ کر دو تین وار اس طاقت و قوت سے اس نے اپنی ڈھال کے اس کی کنپٹی پر مارے کے زابو لڑکھڑا اٹھا۔ بل کھاتے ہوئے زمین پر گر گیا تھا۔

حبیب بن عثمان آگے بڑھا' اس کی تلوار والے ہاتھ پر اپنے پاؤں کی ایسی سخت ٹھوکر ماری کہ زابو کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر دور جاگری۔ دوسری ٹھوکر حبیب بن نے دوسرے ہاتھ پر ماری جس کے نتیجے میں اس کی ڈھال بھی چھوٹ کر دور چلی گئی۔ اس موقع پر زابو نے بڑی عیاری سے کام لیا۔ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔"

"حبیب بن عثمان بھی سمجھ گیا کہ وہ میدان جنگ سے بھاگ جانا چاہتا ہے۔ ایک جست کے ساتھ وہ اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ گھوڑے کو ایڑی لگائی اور اس کی گردن تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

"اے رفیق مہربان! تیرا میرا یہ دشمن بھاگ کر اپنے لشکر میں نہ جانے پائے۔"

"گھوڑا بری طرح ہنہنایا پھر اس تیزی سے بھاگا کہ زابو کے گھوڑے کے آگے آتے ہوئے اس کی راہ روک کر ہوا۔ اس موقع پر زابو کانپ رہا تھا۔ حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"شیطان زادے! تیرے جیسا تھوڑ دلا جنگجو میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ کوئی بھی شخص جب انفرادی مقابلے کے لئے آتا ہے تو اپنی ہار کو سامنے دیکھتے ہوئے تیری طرح دم دبا کر لومڑی کی طرح تو نہیں بھگتا تو کیسا ذلیل کم ہمت انسان ہے۔ تو تو یہ رہا تھا کہ تو برابا کا ساتھی ہے اور تو تیغ زنی میں اپنی کوئی مثال نہیں رکھتا۔ میں میدان میں تیری مثال دیکھ کیسے نکالتا ہوں۔"" اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان نے اپنی تلوار بلند کرکے گرائی اور زابو کو کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ میدان میں ایک دردناک چیخ بلند ہوئی۔ زابو لاش کی صورت میں اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔

○

شام کا حکمران حداد بن حدار ابھی تک برابا کے ساتھ اپنے لشکر کے سامنے کھڑا تھا۔ جب زابو موت سے ہمکنار ہوکر گھوڑے سے نیچے گر گیا تب اپنے پہلو میں کھڑے برابا کو مخاطب کرتے ہوئے حداد بن حدار کہنے لگا۔

"برابا تم کہتے تھے اس زابو کے مقابلے کا کوئی تیغ زن ہی نہیں ہے۔ تم نے یہ بھی کہا تھا کہ اول تو نبطیوں کے لشکر سے اس کا مقابلہ کرنے کیلئے کوئی نکلے گا ہی نہیں اور اگر نکلے گا تو چند لمحوں سے زیادہ نہیں ٹھہر سکے گا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ نبطیوں کی طرف سے جو سورما نکلا ہے اس کے سامنے تو زابو چند لمحے نہیں نکال سکا۔"

حداد بن حدار کی اس گفتگو سے برابا خجل اور شرمندہ سا اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ پھر اس نے حدار بن حدار کو مخاطب کیا۔

"سمجھ نہیں آئی کہ نبطیوں کی طرف سے مقابلے کیلئے نکلنے والا جوان کون ہے۔ کاش یہ نزدیک ہوتا تو میں اس کا چہرہ پہچان سکتا اور آنے والے دنوں میں اس کا انتقام لے سکتا۔"

برابا کے ان الفاظ پر حداد بن حدار تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا کچھ سوچتا رہا اس کے بعد برابا کو اس نے پھر مخاطب کیا۔

"برابا یہ نبطی جوان بھی خوب نکلا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے یہ ستم کے کوزہ گر حسد کے الاؤ اور اندھیروں کے شیطانوں کی طرح لمحوں کے اندر زابو پر چھا گیا۔ تھوڑی دیر کے مقابلے کے بعد ہی زابو کی حالت اس کے سامنے جنون کے صحرا میں حواس کی بے ہوئی چھیلتی اور سلگتی سسکتی تھکی زندگی جیسی ہوکر رہ گئی تھی۔ نبطیوں کا یہ جوان

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

یقیناً" ان تیغ زنوں میں سے ایک ہے جو اپنے مد مقابل کے شعور کی سرحدوں پر ہزیمت کی کہر پھیلا دیتے ہیں۔ تیغ زن ایسے جنگجو اپنی مہارت اپنی بصیرت میں کوئی کنارا کوئی گہرائی نہیں رکھتے۔

حداد بن حدار کو کہتے کہتے خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ میدان کے وسط میں حبیب بن عثمان نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑا اپنا منہ اس نے حداد بن حدار کے لشکر کی طرف کیا۔ پھر فضاؤں میں اس کی شوربا آواز بلند ہوئی تھی۔

"شام کا بادشاہ حداد بن حدار اور دنیا کا بدترین ڈاکو برابا آگاہ ہوں کہ انہوں نے زابو نام کے جس جوان کو انفرادی مقابلے کیلئے نکالا اس کا میں نے کام تمام کردیا ہے۔ برابا تم اور تمہارا دوسرا دست راست سمولا اگر میری آواز سن رہے ہوں تو میں تمہیں مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم دونوں شیطان کے نہیں انسان کے بچے ہو تو باری باری میرے مقابلے میں آؤ پھر میں موت کے اس میدان میں تم پر ثابت کروں کہ اہل وفا جب جفا پر اترتے ہیں تو کیسا عتاب بن کر نازل ہوتے ہیں۔ میدان میں اترو تاکہ میں تمہارے جسم کی پرتو کھولوں۔ ستم کدوں کے لہو سے اپنے ہاتھ رنگین کرنے والو! میدان میں اترو تاکہ وقت کے جوش مارتے سمندر میں تم دونوں کی حالت خونی قصے کہانیوں' لہو لہو حکایتوں اور پرانی کتھاؤں جیسی بنا کر رکھوں۔"

شام کا بادشاہ تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں میدان کے وسط میں اپنے گھوڑے پر سوار حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتا رہا پھر اپنے پہلو میں کھڑے برابا کو اس نے مخاطب کیا۔

برابا یہ کیسا نڈر اور بے وقوف جوان ہے۔ زابو کا خاتمہ کرنے کے بعد یہ تمہیں اور تمہارے دست راست سمولا کو مقابلے کیلئے للکار رہا ہے۔ لگتا ہے مقابلے سے پہلے اس کے اور زابو کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس گفتگو کے دوران زابو نے شاید اس کے سامنے تمہارا اور اپنے ساتھی سمولا کا ذکر کیا ہوگا۔ اس بنا پر یہ خصوصیت کے ساتھ تمہیں اور سمولا کو مقابلے کی دعوت دے رہا ہے۔ بہرحال اس کی یہ گفتگو ہمارے لشکریوں کیلئے حوصلہ شکنی کا باعث بنے گی۔ لہٰذا آؤ اپنے لشکر کے وسط میں چلیں اور جنگ کی ابتداء کریں۔

برابا نے حداد بن حدار کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں اپنے لشکر کے سامنے ہٹ کر وسطی حصے میں آئے پھر حداد بن حدار نے حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا

دوسری جانب حبیب بن عثمان کچھ دیر انتظار کرتا رہا پھر جب دشمن کے لشکر سے کوئی بھی مقابلہ کرنے کیلئے نہ نکلا تب اس نے مرنے والے زابو کے گھوڑے کی باگ کھینچی اور اپنے لشکر کی طرف گیا۔ حارث کے سامنے جاکر وہ رک گیا۔ حارث نے اس کی فتح پر حبیب بن عثمان کو مخاطب کرتے ہوئے اسے مبارکباد دی۔ اتنی دیر تک مالک بن سعید شناطر قلیس اور دیگر سالار بھی وہاں آج جمع ہوئے تھے۔ وہ بھی حبیب بن عثمان کو مبارکباد دینے لگے تھے۔ اس پر جلدی جلدی حارث نے سب کو مخاطب کیا۔

"حبیب بن عثمان میرے بیٹے جس وقت تم انفرادی مقابلے کیلئے نکلے اس وقت زابو نام کا برابا کا باغی جوان آیا جو تمہارے لئے کام کرتا ہے۔ اس نے اطلاع دی ہے۔ حداد بن حدار کے تین حصے تو براہ راست ہم سے ٹکرائیں گے چوتھا حصہ جو برابا کے ساتھیوں پر مشتمل ہوگا اور جس کی کمانڈری سمولا کررہا ہوگا۔ وہ کوہستانی سلسلے کی پشت میں رہتے ہوئے ہماری پشت پر جاکر ہمارے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ وہ پڑاؤ کو آگ لگانا چاہے گا تاکہ ہمارے لشکر کا دھیان ادھر ہوجائے اور وہ اپنی فتح مندی کو یقینی بنا سکیں۔"

یہ ساری گفتگو سن کر حبیب بن عثمان نے کچھ دیر سوچا پھر کہنے لگا۔

"آپ اس کا کوئی فکر نہ کریں جس جانب سے سمولا نے آنا ہے اس سمت میں سعید ہیں۔ میں لشکر کا ایک حصہ سعید کیلئے مختص کردوں گا اور وہ سمولا اور اس کے لشکریوں پر نگاہ رکھے گا۔ جونہی سمولا ایسا کرنا چاہے گا سعید اس سے ٹکرا جائے گا۔ ساتھ ہی میری یہ بھی تجویز ہے کہ شناطر اور قلیس جو آپ کے ساتھ کام کررہے ہیں انہیں پڑاؤ کی طرف بھجوا دیں۔ پڑاؤ میں موجود ہمارا لشکر جو اس وقت سیلاس کی کمانڈری میں ہے اس کی کمانڈری قلیس اور شناطر سنبھال لیں جب سمولا اپنے لشکر کے ساتھ ادھر آنے کی کوشش کرے تب اس لشکر کو لیکر پڑاؤ کی طرف سے نکلیں اور پیچھے کی طرف سے اس پر حملہ آور ہوجائیں۔ اس طرح جب سامنے کی طرف سے

www.pdfbooksfree.pk

قلیس اور شناطر اور ایک پہلو سے سعید سمولا اور اس کے لشکریوں پر حملہ آور ہوگا تو سمولا کے سامنے بھاگنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں رہے گا۔

حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا۔ پھر سب اپنے اپنے حصے کے لشکر کے سامنے چلے گئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد حداد بن حدار نبطیوں پر دکھوں کے عمیق زخم لگاتی دکھتی سلگتی آتش اور زندگی کے فیصلوں کی ساری عبارتیں مٹاتی ہیبت ناک اذیت کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

نبطیوں نے بڑی جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حداد بن حدار کے حملوں کو نہ صرف روک دکھایا بلکہ جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی اندھیرے کی بھاری تہوں تک میں رقص کر جانے والی آتشی شعاعوں اور ہر شے کی کوکھ میں خوف اگاتی خوف بھری قوت کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ یوں دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے جبل سعیر کے قریب مرگ و زیست کا خونی تماشا شروع ہوگیا تھا۔ امن کے سارے سندیسے اندیشوں کے سیل بے اماں میں بہہ نکلے تھے۔

جنگ جب اپنے عروج پر آئی تو حداد بن حدار اور برابا کے پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق سمولا اپنے حصے کے لشکر کو لیکر نکلا۔ کوہستانی سلسلے کی چھوٹی چھوٹی گھاٹیوں میں ہوتا ہوا جب وہ آگے بڑھتے ہوئے نبطیوں کے پڑاؤ کے قریب گیا تب ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس لئے کہ مخبر اس کی ایک ایک نقل و حرکت کی اطلاع سعید اور پڑاؤ کے اندر قلیس اور شناطر کو دے رہے تھے۔"

"پھر طوفانی انداز میں قلیس اور شناطر اس لشکر کے ساتھ نکلے جو پڑاؤ کی حفاظت پر مقرر تھا اور سامنے کی طرف سے انہوں نے سمولا پر حملہ کردیا۔ لشکر کا وہ حصہ جو حبیب بن عثمان نے سعید کیلئے مختص کیا تھا اس کے ساتھ اس نے بھی اپنا رخ بدلا اور سمولا کے پہلو پر حملہ آور ہوگیا تھا۔ اس طرح لمحوں کے اندر اس لشکر کو جو سمولا کے ساتھ تھا کچل کر رکھ دیا گیا۔ سمولا بھاگ کر اپنے لشکر کی طرف چلا گیا تھا۔ کچھ دیر تک گھمسان کا رن پڑتا رہا پھر صورتحال واضح ہونے لگی۔ نبطی آہستہ آہستہ حداد بن حدار کے لشکر میں گھسنے لگے تھے۔ حداد بن [illegible] اور برابا برابر اپنے لشکریوں کو ابھار رہے تھے لیکن ان کی ہر کوشش ان کا ہر جتن رائیگاں ہوتا دکھائی دے رہا تھا اس لئے

نبطی اب کچھ اس طرح ان کی صفوں میں گھسنے لگے تھے جیسے زہر خون کے اندر [illegible]ت کرتا چلا جاتا ہے پھر وہ موقع بھی آیا جب نبطیوں نے حداد بن حدار کے لشکر [illegible]گلی صفوں کا مکمل صفایا کردیا اور وہ اپنے جنگی نعرے بلند کرتے ہوئے پچھلی صفوں [illegible]طرف آگ کے شعلوں کی طرح لپکنے لگے تھے۔ نبطی کچھ اس آسانی سے حداد بن [illegible] پر غالب آنے لگے کہ انہیں حبیب بن عثمان کی تجویز پر عمل کرنے کی ضرورت [illegible]پیش نہ آئی۔"

حداد بن حدار نے جب دیکھا کہ اس کی قسمت میں شکست اور ہزیمت کے سوا [illegible] نہیں لکھا تب اس نے میدان جنگ سے منہ موڑا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ حارث [illegible] قلیس شناطر اور سیلاس کو حکم دیا کہ وہ اپنے پڑاؤ کو سمیٹنے کے علاوہ حداد بن حدار [illegible] مرکزی شہر دمشق کا رخ کریں جبکہ خود حارث اور حبیب بن عثمان اپنے سارے [illegible]ساتھیوں کو لیکر حداد بن حدار کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

راستے میں برابا نے جب یہ محسوس کیا کہ نبطی تعاقب ترک نہیں کرتے اور وہ [illegible] دمشق تک حداد بن حدار کا پیچھا کریں گے لہٰذا اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے برابا [illegible] سمولا دونوں اپنے بچے کچے ساتھیوں کو لیکر حداد بن حدار سے علیحدہ ہوگئے اور [illegible] نے مغرب کے کوہستانی سلسلوں کا رخ کرلیا تھا۔

حداد بن حدار اپنے بچے کھچے لشکر کو لیکر نبطیوں کے آگے آگے بھاگتا ہوا [illegible] شہر میں داخل ہوا اور محصور ہوگیا۔

اس کے پیچھے پیچھے نبطی اپنے لشکر کے ساتھ دمشق پہنچ گئے۔ دمشق شہر سے باہر [illegible]ث نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

"اگلے روز سیلاس شناطر اور قلیس نے بھی اپنے اور حداد بن حدار کے پڑاؤ کی [illegible] کو سمیٹتے ہوئے دمشق کے نواح میں حارث کے پاس پہنچ گئے تھے۔ شہر کے باہر [illegible] کردیئے گئے اور لشکریوں کو اپنی خیمہ گاہ میں آرام کرنے کا حکم دیدیا گیا تھا۔ [illegible]ث شاید حبیب بن عثمان کے کہنے پر ہر صورت میں دمشق پر قبضہ کرنے کا تہیہ کئے [illegible] تھا۔"

[illegible] دمشق کا محاصرہ جاری رہا۔ حبیب بن عثمان اور مالک کے ساتھ

www.pdfbooksfree.pk

حارث چند روز تک شہر کے گردونواح کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر ان دونوں سے مشورہ کرنے کے بعد شہر کی فصیل پر چڑھنے کیلئے بڑے بڑے برج تیار کئے گئے جن کے اوپر پختہ ڈال کر مٹی سے لیپ دیا گیا تاکہ اگر فصیل کے اوپر سے ان پر تیر اندازی کی جائے تو ان پر اثر نہ ہو۔ ان برجوں کی تعمیر کے بعد ان کے اندر مسلح جوان بٹھائے گئے برجوں کو کھینچ کر فصیل کے قریب لایا گیا پھر ان برجوں کے ذریعے فصیل پر چڑھنے کی کوششیں شروع ہوئیں۔

"حداد بن حدار نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ نبطیوں کو دمشق شہر کی فصیل کے قریب نہ آنے دیا جائے لیکن اس کی ہر کوشش ناکام ہوئی۔ آخر کار نبطی دمشق شہر کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہوگئے۔ کچھ دیر تک فصیل پر ہولناک جنگ ہوئی پھر جب لشکر کا بڑا حصہ فصیل پر چڑھ گیا تب دمشق شہر کے محافظ فصیل سے نیچے اتر گئے۔"

نبطیوں نے بڑے خوفناک انداز میں فصیل سے نیچے اتر کر تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ لڑتے مرتے انہوں نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ شہر پناہ کا دروازہ کھلنا تھا کہ پورا لشکر دمشق شہر میں داخل ہوگیا۔ ایک بار پھر دمشق شہر کے اندر گھمسان کا رن پڑا۔ اس جنگ کے دوران دمشق کا بادشاہ حداد بن حدار مارا گیا اور شہر پر نبطیوں کا قبضہ ہوگیا۔

"دمشق شہر پر قبضہ کرنے کے بعد حارث' حبیب بن عثمان اور اپنے بیٹے مالک اور زبیال کے ساتھ شہر کے نظم و نسق میں لگ گیا تھا۔"

دمشق ہمیشہ سے شام کا بڑا شہر رہا ہے۔ یہ شہر سطح سمندر سے تقریباً" سات سو میٹر بلند صحرا کی حد پر اور لبنان کے مشرقی سلسلہ کوہ کے مشرقی حصے یعنی جبل قاسیون کے دامن میں واقع ہے۔

دمشق کے جنوب مشرق میں تل الصالحیہ کے مقام پر جو کھدائیاں ہوئیں ان سے چار ہزار قبل مسیح تک دمشق کے شہری مرکز ہونے کا انکشاف ہوتا ہے۔

یہ شہر کبھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں فتح ہوا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں دمشق کے حکمران نے شمال کے شاہان آشور اور جنوب کے مملوک

اسرائیل کے خلاف جنگ میں کامیابی حاصل کی۔ 732 ق م میں تگلت پلیسرز نے آشوریوں کا بادشاہ تھا دمشق کی بادشاہت کا خاتمہ کردیا۔"

اس شہر نے عجیب و غریب دور دیکھ رکھے ہیں۔ آٹھویں صدی قبل مسیح میں یہ آشوریوں کے پاس رہا۔ ساتویں صدی میں بابلیوں کے پاس چھٹی صدی میں ایران کے ہخامنشی حکمرانوں کے پاس' چوتھی صدی میں یونانیوں اور پہلی صدی قبل مسیح میں یہ نبطیوں کے قبضے میں رہا۔

"چونسٹھ قبل مسیح میں دمشق رومن سلطنت کا صوبہ بنا۔ اس کے بعد سن 612ء میں ایران کے بادشاہ خسرو ثانی نے دمشق پر قبضہ کرلیا۔ 627ء میں ایرانی شہنشاہ کی شکست پر دمشق خالی کردیا گیا اور سن 626ء میں رومنوں کا شہنشاہ ہرقل شام پر قابض ہوا۔"

635ء میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عبیدہ بن جراحؓ نے دمشق فتح کیا۔ دمشق کی فتح نے مغرب کی ہزار سالہ سیاست کا خاتمہ کردیا۔ مسلمانوں کے دور میں حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے یزید بن ابوسفیانؓ کو دمشق کا والی مقرر کیا۔ بہت جلد دمشق شہر کو مقدس شہر کا درجہ حاصل ہوگیا۔

یزید بن ابوسفیان کے بعد دمشق کی قیادت حضرت معاویہؓ کے ہاتھ میں آئی۔ انہوں نے دمشق میں اقامت اختیار کی۔ ایک صدی تک یہ خلافت کے مرکزی صوبے کا دارالحکومت مرکز رہا۔ عباسی خلیفہ ابوالعباس کے چچا عبداللہ بن علی نے خاندان امیہ کا خاتمہ کرنے کے بعد ہجری 132 میں دمشق فتح کیا اور وہ دمشق کا پہلا عباسی والی مقرر ہوا۔ اس نے اموی عمارتیں تباہ و برباد کردیں۔ یوں دمشق کی حیثیت ایک صوبائی شہر کی رہ گئی۔

عباسی خلیفہ المتوکل دمشق سے بڑی محبت کرتا تھا۔ اس نے اپنا دارالخلافہ دمشق منتقل تبدیل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف اڑتیس یوم قیام کرنے کے بعد سامرہ شہر کی طرف چلا گیا۔ ہجری 254 میں بخارا کے ترک احمد بن طولون کو خلیفہ نے دمشق کا والی مقرر کیا۔ اس نے خلافت کی کمزوریوں کے مدنظر دمشق پر قبضہ کرلیا۔ بنوطولون کے زوال کے بعد قرامطہ کی روز افزوں سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے خلیفہ وقت نے اپنی

www.pdfbooksfree.pk

فوجیں دمشق روانہ کیں قرامطیوں کو خلیفہ کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے اور ایک بار پھر دمشق خلفاء کے تحت آگیا۔

مختلف اتار چڑاؤ دیکھتا ہوا یہ شہر 549 ہجری میں نورالدین زنگی کے تحت آیا۔ نورالدین زنگی حلب پر قابض ہوچکا تھا۔ اس نے دمشق میں اقامت اختیار کرلی۔ بنو امیہ کے دور کے بعد پہلی بار دمشق پھر ایک وسیع' متحد اور خودمختار اسلامی سلطنت کا دارالحکومت بنا۔

نورالدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا الملک صالح اسماعیل تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین اس شہر پر قابض ہوا۔ اسی شہر میں سلطان صلاح الدین نے وفات پائی اور یہیں دفن ہوا۔ سلطان صلاح الدین کے بعد جب یہاں کے حکمران کمزور ہوگئے تو ہلاکو خان نے دمشق پر قبضہ کرلیا لیکن ہلاکو خان کی بدقسمتی کہ اس کے مقابلے میں مصر کا سلطان رکن الدین بیبرس حرکت میں آیا۔ اس نے تاتاریوں کو مار بھگایا اور دمشق پر اس نے قبضہ کرلیا۔ زمانہ آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ ترکوں کے آل عثمان کا دمشق پر قبضہ ہوگیا۔

پھر دمشق نے وہ وقت بھی دیکھا۔ جب اگست 1860ء میں فرانس کے حکمران نپولین کی فوجیں دمشق کے ساحل پر اتر گئیں۔ پھر 1920ء کے ایک معاہدے کی رو سے فرانس کو دمشق پر قابض رہنے کی اجازت مل گئی۔ آخر 16 ستمبر 1951ء کو شام کی آزادی کا اعلان ہوا اور اگست 1945ء میں شکری القوتلی دمشق میں شام کے صدر کی حیثیت سے حکمران بنا۔

اس کے چند مقامات زائرین کے دیکھنے کے قابل ہیں۔ پہلا جبل قاسیون کے پاس کہف آدم نام کا غار جس کے قریب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔

دوسرا برزہ کا مقام جہاں حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی ولادت ہوئی اور اس مقام کو تعظیم و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سوئم دمشق کے نواح میں غوطہ کا علاقہ جہاں دمشق کی طرف آنے والی ساری ندیاں ملتی ہیں اور ایک جھیل کی صورت اختیار کرتی ہیں۔ سردی کے موسم میں یہ جھیل پھیل جاتی اور پانی کناروں سے باہر ہوجاتا ہے۔ ندی نالوں کے علاوہ برف کا پگھلتا ہوا پانی بھی اس جھیل میں آکر گرتا ہے۔

اللہ کے نبی حضرت ذکریا علیہ السلام کا مقبرہ ہے جس پر سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا پڑا رہتا ہے اور اس پر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں مقبرے کے قریب ہی اللہ کے نبی حضرت یحییٰ علیہ اسلام کی قبر بھی ہے۔

قدیم مورخین کا کہنا ہے کہ دنیا میں دو شہروں کو دنیا کی دلہن کہا گیا ہے۔ ایک دمشق دوسرا رے شہر اس کے علاوہ مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا میں اگر کسی مقام کو دیکھ کر حقیقی خوشی حاصل ہوسکتی ہے تو وہ دنیا میں صرف تین مقامات ہیں۔

"پہلا وادی سمرقند' دوسرا دمشق کا نواحی سرسبز علاقہ غوطہ اور تیسرا بغداد کے نیچے حصہ یعنی نہر ابلہ۔)

○

نبطیوں کا بادشاہ حارث کئی روز تک دمشق شہر میں قیام کرکے اس کے نظم و نسق کو درست کرتا رہا۔ پھر اپنے اس قیام کے دوران اس نے اپنے وزیر سیلاس کو دمشق کا حاکم مقرر کیا۔ پھر وہ واپس رقیم کی طرف جانے کی تیاریاں کررہا تھا کہ ایک روز حارث' حبیب بن عثمان' سعید اپنے بیٹے مالک' زبال' قیس' شاطر اور دوسرے سالاروں کے ساتھ بیٹھا دمشق کے انتظامات کے متعلق گفتگو کررہا تھا کہ حارث کے چوبدار نے یوساف کے آنے کی اطلاع دی۔

یوساف کا نام سن کر حبیب بن عثمان چونکا تھا کیونکہ یوساف برابا کا باغی ساتھی اور بڑی دلجمعی اور جانثاری کے ساتھ حبیب بن عثمان کیلئے کام کر رہا تھا۔ لہٰذا حبیب بن عثمان یہ توقع رکھتا تھا کہ وہ برابا کے۔ متعلق کوئی خبر لیکر آیا ہوگا۔

حارث نے چوبدار کو فوراً" یوساف کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ تب تھوڑی ہی دیر میں چوبدار نے یوساف کو سب کے سامنے لا کھڑا کیا۔

یوساف کو دیکھتے ہی حارث نے پوچھ لیا۔

"میرے عزیز کیا تو کوئی اچھی خبر لیکر آیا ہے۔" یوساف نے ایک گہری نگاہ حارث کے پہلو میں بیٹھے۔ حبیب بن عثمان پر ڈالی اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔

www.pdfbooksfree.pk

آقا میں یقیناً ایک اچھی خبر لیکر آیا ہوں جس وقت جنگ میں دمشق کے بادشاہ حداد بن حدار کو شکست ہوئی اور وہ بھاگا تو برابا اور اس کا دست راست سمولا اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ حداد بن حدار کے لشکر میں شامل تھے لیکن جب آپ نے حداد بن حدار کے لشکر کا لگاتار تعاقب کیا۔ تب برابا اور سمولا نے جان لیا کہ نبطی تعاقب ترک نہیں کرتے اور دمشق تک ایسا ہی کریں گے۔ تب اپنے ساتھیوں کو لیکر برابا اور سمولا حداد بن حدار کا ساتھ چھوڑ گئے اور انہوں نے مغرب کا رخ کیا۔

برابا اور سمولا کی بدقسمتی کہ راستے میں ان کے تقریباً" سارے ہی ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے اس لئے کہ انہیں یقین تھا کہ حداد بن حدار کی شکست کے بعد نبطی یقیناً برابا اور اس کے ساتھیوں کا رخ کریں گے اور ان کا خوب قتل عام کریں گے۔

"اب برابا اور سمولا کے ساتھ چند گنتی کے آدمی ہیں۔ یوں سمجھیں کہ ان کے ساتھ چار پانچ سے زیادہ ان کے جانثار نہیں ہیں جو ان کے محافظ کے طور پر کام کرتے ہیں۔"

حداد بن حدار کے لشکر سے نکلنے کے بعد برابا اور سمولا اپنے ان چند محافظوں کے ساتھ لگاتار مغرب کی طرف سفر کرتے رہے۔ میں ان کے پیچھے لگ گیا تھا۔ دراصل میں جاننا چاہتا تھا کہ برابا اور سمولا کہاں پناہ لیتے ہیں۔ اب انہوں نے شہر کے نواح میں ایک سرائے میں قیام کرلیا ہے۔ میں برابا اور سمولا سے ملا نہیں صرف ان کا تعاقب کیا ہے۔ اس سرائے کو بھی دیکھ کر آیا ہوں جس میں وہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ اس سرائے میں ایک لمبا عرصہ قیام کریں گے اس لئے کہ برابا اور سمولا کے پاس کافی دولت ہے۔ ان کے گھوڑوں کی خرجینیں نقدی اور قیمتی زیورات اور جوہرات سے بھری ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں سے انتقام لینے کا بہترین وقت ہے۔ بس یہی وہ خبر ہے جو کہنے آیا ہوں۔"

یوساف کی اس گفتگو سے جہاں حبیب بن عثمان کے چہرے پر امیدوں بھری چمک پیدا ہوگئی تھی وہاں حارث کے علاوہ دیگر سارے لوگ بھی طمانیت کا اظہار کررہے تھے۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میں جانتا ہوں، آپ دمشق سے واپس رقیم جانے کا ارادہ کرچکے ہیں۔ میرے خیال میں آپ لشکر کو لیکر رقیم کی طرف کوچ کر جائیں۔ لشکر کا جو حصہ آپ نے سیلاس کی نگرانی میں دیا ہے اس سے سیلاس یہاں کی بہترین نگرانی کرے گا۔ میں یہاں سے صیدا شہر کی اس سرائے کا رخ کروں گا جس میں برابا اور سمولا نے قیام کیا ہے۔ میں ہر صورت میں ان سے انتقام لوں گا۔ برابا اور سمولا دونوں کو میں زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کروں گا اس لئے کہ ان سے انتقام لینے کے بعد ہی میں اپنی بصارت سے محروم ماں کی نگاہوں میں سرخرو ہوسکتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان خاموش ہوا ہی تھا کہ سعید بول پڑا۔

"حبیب میرے بھائی میں تمہیں اکیلا نہیں جانے دوں گا۔ اس مہم میں میں تمہارے ساتھ نکلوں گا۔ مجھے امید ہے تم انکار نہیں کرو گے۔ اگر تم اکیلے گئے تو یاد رکھنا میرے خاندان کے سب لوگ مجھے معاف نہیں کریں گے۔" حبیب بن عثمان اپنے ماموں زاد سعید کی گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ حارث بول پڑا۔

"میرے بچو! یوساف بتا چکا ہے کہ برابا اور سمولا کے ساتھ اس کے چند محافظ بھی ہیں۔ لہٰذا صرف تم دونوں بھائی ان کے تعاقب میں نہیں جاؤ گے بلکہ اس مہم میں قلیس اور شناطر بھی تمہارا ساتھ دیں گے۔ پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے حارث نے پوچھ لیا۔

" قلیس اور شناطر جو کچھ میں نے کہا ہے تم اس کیلئے تیار ہو؟ کیا تم اس مہم کیلئے بخوشی حبیب بن عثمان اور سعید کے ساتھ نکلنا پسند کرو گے۔"

حارث کے ان الفاظ کے ساتھ ہی قلیس اور شناطر دونوں کی چھاتیاں تن گئی تھیں پھر قلیس بول پڑا۔

"آقا آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں اس مہم میں حبیب بن عثمان اور سعید کا ساتھ دینا یوں جانیں ہمارے لئے بڑی سعادت کی ہوگی۔ حبیب بن عثمان جب بھی یہاں سے کوچ کرنا چاہے گا ہم اس کا ساتھ دیں گے اور ہمیں امید ہے کہ برابا اور سمولا کو ان کے ساتھیوں سمیت اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔"

حبیب بن عثمان نے اس بار براہ راست قلیس اور شناطر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

"قلیس اور شناطر جو الفاظ تم نے ادا کئے ہیں اس کے لئے میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں۔ جنگ کے دوران جو تمہاری کارگزاری تھی اس نے بھی ہمیں بے حد متاثر کیا ہے۔ گو شروع شروع میں زندان کے اندر میرا تمہارا ٹکراؤ ہوا تھا۔ وہ ایک غلط فہمی تھی جسے میں بھول چکا ہوں۔ میرے خیال میں تم بھی اسے فراموش کر چکے ہوگے۔" اس پر شناطر بول پڑا۔

"حبیب بن عثمان میرے بھائی تمہیں یہ الفاظ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زندان میں تم نے ہمیں پیٹا تھا وہ ہماری غلطی تھی۔ اس وقت ہم انسان نہیں حیوان تھے۔ اب ہم حیوانیت سے انسانیت کی طرف کوچ کر چکے ہیں۔ ہم دو پرخلوص بھائیوں کی طرح تمہاری ہر مہم میں تمہارا ساتھ دیں گے۔"

حبیب بن عثمان نے پھر شکر گزار انداز میں ان کی طرف دیکھا پھر دوبارہ کہنے لگا۔

"میرے خیال میں تم دونوں کو میرے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو گزشتہ مہمیں مجھے پیش آئیں اس میں میں نے اندازہ لگا لیا کہ ایک پراسرار قوت ہر ضرورت کے وقت میری مدد کرتی رہی ہے۔ مجھے امید ہے وہ قوت جو ماضی میں میری مدد کرتی رہی ہے برابا اور سمولا کے خلاف بھی اچانک نمودار ہو کر میری مدد پر آمادہ ہوگی۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر قلیس اور شناطر نے ایک گہری نگاہ باری باری مالک اور حارث پر ڈالی اور پھر قلیس بول پڑا۔

"حبیب بن عثمان میرے بھائی ہر کام امیدوں پر نہیں کیا جاسکتا۔ ہم دونوں تمہارا ساتھ دیں گے۔ تمہیں اور سعید دونوں بھائیوں کو اکیلے برابا اور سمولا کے تعاقب میں نہیں نکلنے دیں گے۔ میں اور شناطر دونوں تمہارے ساتھ ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ ہم چاروں مل کر بڑے احسن طریقے سے اس مہم کو سر کرلیں گے۔"

حبیب بن عثمان قلیس کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی حارث بول پڑا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے قلیس اور شناطر کی اس پیشکش کو ٹھکرانا نہیں۔ ان دونوں کی کارگزاری جنگ میں بڑی اعلیٰ پائے کی رہی ہے۔ یہ دونوں تمہارے ساتھ

جائیں گے۔ ان کے ساتھ جانے سے مجھے بھی اطمینان رہے گا کہ تم بڑے اچھے طریقے سے اپنی اس مہم کو سر کرلو گے۔ اس مہم کا سر کیا جانا انتہائی ضروری اور اہم ہے۔ اس لئے کہ اس مہم کے بعد ہی تمہاری اور اوزال کی شادی کا اہتمام کیا جاسکتا ہے اور تم دونوں کی شادی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے۔"

یوں حبیب بن عثمان نے حارث کے کہنے پر قلیس اور شناطر کی اس پیشکش کو قبول کرلیا تھا۔

دمشق پر نبطیوں کے اس دور حکومت کے دوران موجودہ عیسائیت کا بانی پولوس یعنی سینٹ پال نبطیوں کے ہاتھ گرفتار ہوا۔ نبطیوں نے اسے زندان میں ڈال دیا۔ آخر پولوس رسی لٹکا کر اس کے سہارے زندان سے بھاگ نکلا۔

پولوس موجودہ عیسائیت کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ ورنہ شروع شروع میں جب عیسائیت کا آغاز ہوا تو یونانی اور اور لاطینی مصنف اس مذہب کے خلاف اپنے پورے ہتھیار سنبھال کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس لئے کہ لاطینی اور رومنوں کو اس نئے مذہب کے خدوخال اپنے لئے اجنبی معلوم ہوتے تھے اور وہ اپنے اور نئے مذہب کے درمیان ایک خلاء محسوس کرتے تھے۔

اس خلاء کو اسی پولوس نے پر کیا۔ پولوس شروع میں یہودی تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سخت اور بدترین مدخالف تھا۔ ان کے بعد عیسائیت کی طرف راغب ہوا۔

اس پولوس نے لاطینیوں یونانیوں اور عیسائیت کے درمیان پل بندی کا انتظار کیا۔ ایسا اس لئے ہوا کہ پولوس یونانی فلسفیہ بھی جانتا تھا اور یونانی زبان سے بھی خوب واقف تھا۔ اس نے مذہب میں فلسفیانہ ترکیبیں اور اصطلاحیں استعمال کیں اور پرانے مذاہب میں سے کچھ نقطے لئے۔ غرض پولوس نے عیسائی مذہب کو یونانیوں اور لاطینیوں کیلئے ایسا پرکشش بنایا کہ ان کے درمیان مصالحت ہوگئی۔

پولوس نے ایک طرح سے مسیحیت پر یونانی رنگ چڑھا دیا۔ وہ یونانیوں اور رومیوں کیلئے خوشگوار بن گیا۔

نبطیوں نے پولوس کے گرفتار ہونے' زندان میں ڈالنے پھر زندان سے بھاگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

جانے کو کوئی زیادہ اہمیت نہ دی۔

بہرحال جب حارث اور حبیب بن عثمان کے درمیان معاملات طے ہوگئے تب حارث اپنے لشکر کو لیکر دمشق سے رقیم کی طرف چلا گیا تھا جبکہ حبیب بن عثمان، سعید، قلیس اور شناطر اپنی نئی مہم سر کرنے کیلئے صیدا شہر کا رخ کر گئے تھے۔

○

یوساف جو حبیب بن عثمان کی رہنمائی کرتے ہوئے اس کے ساتھیوں کے آگے آگے چل رہا تھا صیدا شہر کے نواح میں ایک سرائے کے قریب رک گیا۔

جب اس نے اپنے گھوڑے کو روکا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان اور قلیس اور شناطر بھی اپنے گھوڑوں کو روک چکے تھے۔ یوساف کچھ دیر تک اپنے سامنے دکھائی دینے والی ایک عمارت کو دیکھتا رہا پھر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے عزیز یہ جو سامنے عمارت دکھائی دے رہی ہے یہی وہ سرائے ہے جس میں برابا اور سمولا نے دونوں اپنے چند محافظوں کے ساتھ قیام کر رکھا ہے۔ میرے خیال میں ہمارا اس سرائے میں قیام کرنا مناسب نہیں ہے۔ پہلے پانچوں کسی دوسری سرائے میں قیام کرتے ہیں پھر میں اس سرائے کی طرف آتا ہوں۔ برابا اور اس کے ساتھیوں کا پتا کرتا ہوں۔ ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ برابا اور سمولا کس وقت سرائے سے باہر نکلتے ہیں۔ آخر وہ دن رات سرائے کے اندر تو نہیں رہتے ہوں گے۔ کام کاج یا دوڑ دوڑ کیلئے نکلتے ہوں گے۔ گھومنے پھرنے کیلئے بھی نکلتے ہوں گے۔ میرے خیال میں یہاں وہ اپنے آپ کو کسی خطرے میں نہیں محسوس کر رہے ہوں گے اس لئے برا شہر کی اس سرائے میں وہ اپنے آپ کو محفوظ خیال کرتے ہوں گے۔"

حبیب بن عثمان نے یوساف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"یوساف میرے بھائی تم جانتے ہو ہم سب تو ان سرزمینوں میں اجنبی ہیں تم ان علاقوں سے خوب واقف اور شناسا ہو پہلے ہمیں کسی قریبی سرائے میں لے چلو وہاں قیام کرتے ہیں اس کے بعد تم برابا اور سمولا پر نگاہ رکھنا۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

یوساف اس کیلئے تیار ہوگیا۔ اس سرائے سے ذرا ہٹ کے وہ آگے بڑھے ایک دوری سرائے میں داخل ہوئے۔ وہاں انہوں نے قیام کرلیا۔ سرما کا موسم چونکہ اپنے عروج پر آگیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے گھوڑوں کو اصطبل میں بندھوانے کے بعد ان کے دانے چارے کا بندوبست کیا۔ پھر وہ چاروں سرائے کے اس کمرے کی طرف چلے گئے تھے جو ان کے لئے مختص کیا گیا تھا۔

چاروں کمرے میں داخل ہوگئے۔ اندر لگی مسہریوں پر بیٹھ گئے۔ کتا دروازے کے قریب ہو بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی پھر حبیب بن عثمان نے قلیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"قلیس یہ پہلا موقع ہے کہ میں تمہارے اور تمہارے ساتھی شناطر کے ساتھ کس مہم پر نکلا ہوں۔ میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں کہ تم دونوں نے اس مہم میں میرا ساتھ دینے کا عہد کیا۔ میرا خیال ہے کہ برابا اور سمولا کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں یوساف کچھ وقت لگائے گا کیا تم پہلے ان سرزمینوں کی طرف آتے رہے ہو کیا تم صیدا شہر کے متعلق کچھ جانتے ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے اس سوال پر قلیس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابن عثمان یہ سارا علاقہ میرا اور شناطر دونوں کا دیکھا بھالا ہے۔ صیدا شہر ہی نہیں اس سے آگے طرابلس اور صیدا سے پیچھے مکہ شہر میں بھی ہم کئی بار گئے اور یہ سارے شہر ہماری گھومے پھرے ہوئے ہیں۔"

شناطر کے اس جواب پر حبیب بن عثمان خوش ہوگیا تھا۔ دوبارہ اس نے کچھ سوچا اس کے بعد اس نے قلیس کو مخاطب کیا۔

"قلیس کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم اس صیدا شہر کے متعلق کچھ تفصیل بتاؤ۔ اس طرح ہمارا وقت بھی اچھا کٹ جائے گا اور جب تک تم تفصیل بتاؤ گے ہوسکتا ہے یوساف بھی برابا اور سمولا کے متعلق اطلاعات لیکر لوٹ آئے۔"

قلیس اس کیلئے تیار ہوگیا۔ اس نے اپنا گلہ صاف کیا۔ پھر اس کے بعد وہ حبیب بن عثمان اور سعید دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"عزیز یہ شہر سمندر کے کنارے آباد ہے۔ یہاں کثرت کے ساتھ نیشکر کی کاشت کی جاتی ہے۔ شہر کی بہت بڑی اور مضبوط پتھروں سے بنی فصیل ہے اور اس کے چار دروازے ہیں۔ صیدا شہر سے متعلق روایت ہے کہ یہ شہر صیدون بن سنکا بن کنعان بن نوح علیہ اسلام نے آباد کیا تھا۔ یہاں بے شمار نباتات ہوتی ہیں۔ خاص کر نرگس کی یہاں فراوانی ہوتی ہے۔

یہاں دوسرے میوہ دار درخت بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ انجیر، کشمش اور روغن زیتون یہاں کی خاص پیداوار ہے۔

"اس شہر کے اردگرد بہت سے ندی نالے ہیں لیکن شہر کے لوگ وہ پانی پیتے ہیں جو ایک نہر کے ذریعے شہر کے اندر لایا جاتا ہے۔ خرد میں ایک چشمہ بھی ہے۔ جہاں بہار میں خاص قسم کی جھینگا مچھلی ہوتی ہے۔ یہ مچھلی انگلی کے برابر لمبی ہوتی ہے لیکن نر مادہ کے اعضائے مخصوص کے باعث الگ پہچان ہوجاتی ہے۔ انڈے رکھنے کے زمانے میں اسے پکڑتے ہیں اور سکھا رکھتے ہیں۔ پھر اوپر سے کھرچ کر اسے خشک حالت میں کھایا جاتا ہے۔ صیدا شہر سے دوسرا اہم شہر صور۔ صرف چھ فرسنگ کے فاصلے پر ہے جبکہ دمشق صیدا شہر سے لگ بھگ بائیس فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔"

قلیس جب خاموش ہوا تو سب حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"صیدا شہر کے متعلق تم نے تفصیل بتائی ہے تو لگے ہاتھوں صور شہر کے متعلق بھی تفصیل بتا دو اس طرح ہمارا وقت اچھا کٹ جائے گا۔ یوساف کے تو ابھی آنے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔

قلیس اس کیلئے تیار ہوگیا۔ دوبارہ اس نے کہنا شروع کیا۔

"عزیزو جہاں تک صور شہر کا تعلق ہے تو یہ بھی ایک بہت بڑا شہر ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا اسلحہ خانہ ہے۔ صور سمندر کے کنارے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ سمندر کے اندر کا قلعہ بند شہر ہے کیونکہ اس میں داخل ہونے کا ایک دروازہ ہے اور اس میں بھی پل اتر کر جاسکتے ہیں۔ ورنہ اس کے ہر طرف سمندر پھیلا ہوا ہے۔

شہر کے دو حصے ہیں ایک پختہ زمین پر آباد ہے دوسرا یعنی بندرگاہ اس کے آگے تری فصیل سے گھرا ہوا ہے جس کی بنیاد تہہ آب ہے۔ اسی بندرگاہ میں ہر رات جہاز

www.pdfbooksfree.pk

آتے ہیں اور پھر ایک زنجیر ان کے پار کھینچ دی جاتی ہے تاکہ رات کی تاریکی میں کوئی دشمن اس شہر پر حملہ آور نہ ہو۔

سمندر کے اندر یہ شہر کچھ اس طرح آباد ہے کہ شہر پناہ صرف سو گز تک تو خشک زمین پر ہے۔ باقی حصے کی بنیاد پانی کے اندر سے اٹھائی گئی ہے۔ پتھر تراش کر یہ دیواریں بنائی گئی ہیں اور ان کو سفیدی کے مسالحے سے جوڑا گیا ہے کہ پانی ان کے اندر سراعت نہ کر سکے۔

اس شہر میں جتنی بھی سرائے ہیں پانچ یا چھ منزلہ ہیں۔ پانی کے بہت سے فوارے بھی ہیں۔ بازار نہایت صاف دولت اور مال کی بڑی فروانی ہے۔ حقیقت میں شام کے سارے ساحلی شہروں میں صور کی ثروت و قوت مشہور ہے۔

اس شہر کے بازاروں میں قالینوں' پردوں' فانوسوں اور سونے چاندی کی قندیلوں کی کثرت ہے۔ خود آبادی بلندی پر واقع ہے۔ اس میں پہاڑوں سے پانی لاتے ہیں اور شہر کے دروازے تک نہر کی صحرابیں بنی ہوئی ہیں جن کے اندر سے شہر میں پانی پہنچتا ہے۔

قدیم روایتوں کا کہنا ہے کہ صور ساحل بحر کا بہت اچھا شہر ہے جس میں جہازوں کے ٹھہرنے کی لنگر گاہ اور چلنے کا مقام بنا ہوا ہے۔ یہ ایک مورچہ بند اور ایک پرانی بستی ہے اور اس کے تین طرف سمندر محیط ہے۔ مضافات میں ایک بڑی آبادی لمبی بستی ہے۔ شیشے اور مٹی کی صراحیاں یہاں بہت بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک خاص قسم کا سفید کپڑا بھی یہاں بنتا ہے اور پھر ملک ملک برآمد کیا جاتا ہے جو نہایت باریک اور لاجواب بنا ہوتا ہے۔ قیمت میں بھی گراں ہے لیکن آس پاس کے ملکوں میں ایسا اچھا کپڑا بمشکل ہی بنتا ہوگا۔

قلیس مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسے رک جانا پڑا اس لئے کہ عین اسی وقت دروازے پر یوساف نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی حبیب بن عثمان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ا۔ حبیب کی طرف دیکھتے ہوئے سعید' قلیس اور شاطر بھی اپنی جگہوں پر کھڑے ئے۔ یوساف اندر آیا ابھی وہ بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ حبیب بن عثمان نے اسے کرکے پوچھ لیا۔

"میرے عزیز تو کیا خبر لایا ہے۔" ساتھ ہی حبیب بن عثمان نے اسے اپنے سامنے یلئے کہا وہ چاروں بھی بیٹھ گئے۔ یوساف بیٹھا پھر کہنے لگا۔

"برابا اور سمولا دونوں اس سرائے میں نہیں ہیں۔ میں جب اس سرائے میں گیا مجھے پتا چلا کہ وہ یہاں سے چلے گئے ہیں۔ میں بڑا پریشان ہوا۔ کچھ دیر تک میں ے کے اندر گھومتے پھرتے جائزہ لیتا رہا کہ شاید مجھ سے کسی نے غلط بیانی کی ہو۔ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ شاید ان دونوں نے یہیں کہیں قیام کیا ہو اور مجھے نظر آجائیں ن وہ مجھے دکھائی نہیں دیئے جو اس بات کی علامت ہے کہ وہ اب اس سرائے میں ہیں۔

یہ جان کر کہ وہ یہاں سے چلے گئے ہیں۔ میں بڑا افسردہ اور پریشان ہوا۔ میں یہ ہ رہا تھا کہ واپس آپ کو کیا جواب دوں گا۔ میں سرائے سے نکل کر چند ہی قدم ے چلا تھا کہ وہ درپردہ قوتیں جو ہر ضرورت کے وقت آپ کی مدد کرتی ہیں اور ہوں نے میرے ذریعے آپ کے ساتھ رابطہ قائم رکھا ہے ان کا ایک فرد مجھے مل ہ وہ اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھا۔ ان کا چونکہ مخصوص لباس ہے۔ لہٰذا میں ے پہچان گیا۔ وہ میرے قریب آیا اور مجھے مخاطب کرکے پوچھنے لگا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں تو تم حبیب بن عثمان کیلئے برابا اور سمولا کی تلاش میں ہو۔"

جب میں نے اثبات میں جواب دیا تو وہ کہنے لگا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ برابا اور سمولا دونوں تھوڑی دیر پہلے صیدا شہر سے صور کی طرف کوچ کر گئے ہیں۔ ہیں ان کے جاننے والے ہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ شاید اپنی آئندہ زندگی وہ صور شہر ں گزاریں گے۔ اس شخص کا یہ بھی کہنا تھا کہ برابا اور سمولا ابھی دور نہیں گئے۔ پ لوگ انہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کا تعاقب کریں وہ بڑی سست روی صور شہر کا رخ کئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ تیزی سے ان لوگوں کا تعاقب کریں تو شخص کا کہنا ہے کہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو فرسنگ تک آپ انہیں پکڑ سکتے ہیں۔

حبیب بن عثمان یہیں تک سننے پایا تھا کہ اس نے ہاتھ کے اشارے سے یوساف ہ رہنے کیلئے کہا پھر اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

www.pdfbooksfree.pk

"تم فوراً" نیچے جاؤ اور سب کے لئے کھانا یہیں لے آؤ۔ میرے کتے کیلئے روٹیاں بھی لے آنا۔ کھانا کھانے کے بعد فوراً" یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ برابا اور سمولا اپنے ساتھیوں کے ساتھ صور شہر میں داخل نہ ہونے پائے راستے ہی میں ہم ان سے ٹکرا جائیں۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر یوساف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ حبیب بن عثمان نے اسے پھر مخاطب کیا۔

"یوساف رک جاؤ۔ اس طرح وقت ضائع ہوگا۔ ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔ کھانا وہیں کھالیں گے اس کے بعد سرائے والے کو ادائیگی کرنے کے بعد یہاں سے ہم کوچ کرتے ہیں۔"

یوساف رک گیا۔ حبیب بن عثمان' سعید' قلیس اور شناطر چاروں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنا سامان انہوں نے سمیٹ لیا۔ کمرے سے باہر آئے کتا ان کے پیچھے تھا۔ بٹیار خانے میں جاکر انہوں نے کھانا کھایا۔ ادائیگی کی اصطبل میں داخل ہوئے۔ اپنے گھوڑوں کو تیار کیا پھر وہ سرائے سے نکلے اور اس شاہراہ پر سفر کرنے لگے جو صیدا سے صور کو جاتی تھی۔

حبیب بن عثمان' سعید' قلیس اور شناطر چاروں صور کی طرف جانے والی شاہراہ پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔ وہ لگ بھگ تین فرسنگ سے آگے گئے ہوں گے کہ ایک بار پھر یوساف ان کے پاس آیا اور حبیب بن عثمان کو اطلاع دی کہ برابا اور سمولا دونوں اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ صرف آدھ فرلانگ کے فاصلے پر آگے جارہے ہیں۔

یوساف کی اس اطلاع پر وہ چاروں خوش ہوگئے تھے۔ اس موقع پر قلیس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔ "ابن عثمان میرے بھائی اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ کے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔" حبیب بن عثمان نے اس کی طرف دیکھا۔ منہ سے کچھ نہ بولا۔ اثبات میں گردن ہلا دی۔ تب قلیس پھر بول پڑا۔

"بھائی میرے جیسا کہ یوساف بتا چکا ہے کہ برابا' سمولا اور اس کے ساتھی صرف آدھ فرلانگ ہم سے آگے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم شاہراہ کو چھوڑ دیں۔ میں اور

دائیں جانب سے اور آپ شاہراہ کو چھوڑ کر بائیں جانب سے آگے بڑھیں۔ گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور برابا اور سمولا کی راہ روکتے ہیں۔ اگر ہم پیچھے سے ان کا تعاقب کرتے ہیں تو وہ محتاط ہوجائیں گے اور جان گے کہ کوئی ان کے تعاقب میں ہے۔"

حبیب بن عثمان نے قلیس کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر انہوں نے شاہراہ کو دیا۔ قلیس اور شناطر شاہراہ کے دائیں جانب رہ کر آگے بڑھنے لگے جبکہ حبیب ن اور سعید شاہراہ سے بائیں جانب ذرا ہٹ کر گھوڑے دوڑاتے ہوئے آگے رہے تھے۔

کوہستانی سلسلے سے گھری ہوئی ایک کھلی وادی کے اندر برابا' سمولا اور ان کے داخل ہوئے تھے کہ سامنے کی طرف سے حبیب بن عثمان اور سعید نمودار اس موقع پر سعید نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔ "میرے عزیز بھائی کہیں ہو کہ یہ قلیس اور شناطر بھی ہمارے ساتھ دھوکہ کررہے ہوں۔ دیکھو ہم تو پہنچ گئے ہیں لیکن وہ دونوں نہیں آئے سامنے وہ جو چھوٹا سا مختصر سا قافلہ آرہا یہ برابا' سمولا اور اس کے ساتھی ہوسکتے ہیں۔

میرے بھائی مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ کہیں آپ کا زندان کے اندر جو قلیس اور کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا اس کا انتقام وہ یہاں نہ لیں اگر ایسا ہوا تو ہم دونوں کے حق میں برا ہوگا۔

اس موقع پر حبیب بن عثمان کے چہرے پر زہریلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ مخاطب کرکے کہنے لگا۔

عزیز بھائی اول تو ایسا ممکن ہی نہیں مجھے قلیس اور شناطر سے ایسی امید نہیں کہتا ہے کہ وہ اب ہمارے ساتھ مخلص ہیں اور اگر موت کی اس وادی میں ہمارے ساتھ دھوکہ دہی سے کام لینے کی کوشش کی تو یاد رکھنا وہ قوتیں جو درپردہ میری اور اوزوال کی مدد کرتی رہی ہیں وہ بھی کہیں آس پاس ہوں اگر شناطر نے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو مجھے امید ہے وہ قوتیں ان دونوں کا گی۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

سعید، حبیب بن عثمان کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اچانک ان کے بائیں جانب قلیس اور شناطر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے نمودار ہوئے۔ ان کے پیچھے پیچھے یوساف تھا۔ حبیب بن عثمان نے پھر سعید کو مخاطب کیا۔

سعید میرے بھائی تمہارا اندازہ درست نہیں ہے دیکھو وہ دونوں آگئے ہیں۔ ان دونوں کے ساتھ یوساف بھی ہے۔ سعید خاموش رہا۔ قلیس، شناطر اور یوساف تینوں حبیب بن عثمان اور سعید کے پاس آن رکے اتنی دیر تک سامنے کی طرف سے برابا سمولا اور اس کے ساتھی بھی آگئے تھے بالکل قریب آکر برابا جو ایک دیوپیکر انسان تھا اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔ سمولا بھی اپنے گھوڑے کو روک چکا تھا۔ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے ان کے ساتھیوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک دیا۔ تھوڑی دیر تک برابا اور سمولا بڑے عجیب سے انداز میں حبیب بن عثمان، سعید، قلیس شناطر اور یوساف کی طرف دیکھتا رہا پھر بلند آواز میں انہیں مخاطب کیا۔

"اجنبیو! تم ہمارے سامنے کیوں آن کھڑے ہوئے ہو۔ کیا تم نے ہماری راہ روکی ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اپنے حق میں بہت برا کیا۔"

حبیب بن عثمان نے اپنے گھوڑے کی پیٹھ تھپتھپائی اس کے چہرے پر بڑی زہریلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے اپنے قریب ہی کھڑے یوساف کو مخاطب کیا۔

"یوساف ذرا دھیمی سی آواز میں بتاؤ کہ ہم کون لوگ ہیں۔"

یوساف نے ایک بار سامنے دیکھا پھر اپنے گھوڑے کو مزید حبیب بن عثمان کے قریب لایا۔ اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

ابن عثمان جس شخص نے ہم لوگوں کو مخاطب کیا ہے۔ یہ برابا ہے اس کے بائیں جانب اس کا ساتھی سمولا ہے۔ باقی چھ محافظ ان کے ساتھ ہیں۔ یوساف کی اس گفتگو سے حبیب بن عثمان خوش ہوگیا تھا۔ ایک بار پھر اس نے اپنے گھوڑے کی پیٹھ تھپتھپائی کتے کی طرف دیکھا جو برابر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی دم ہلا رہا تھا۔ پھر حبیب بن عثمان نے برابا کو مخاطب کیا۔

"برابا تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہم نے واقعی تمہاری راہ روکی ہے۔ ہمارا تمہارا ایک پرانا حساب ہے جو بے باک ہونے والا ہے میں چاہتا ہوں جس جگہ

کھڑے ہیں۔ پہاڑوں سے گھری اس وادی کے اندر ہم تمہارے ساتھ اپنا حساب بے باک کریں اور اس وادی کو تمہارے لئے موت کی وادی میں تبدیل کریں۔"

برابا بدآموز گھوڑے کی طرح بھڑک اٹھا کہنے لگا۔

"سن مورکھ انسان تو اپنی بصارت دلیری اور بہادری بھی آزمانے آیا ہے تو کس جگہ ان کوہستانی بیابانوں کے اندر اور وہ بھی برابا جیسے زہریلے اور خونی مزاج رکھنے والے انسان کے سامنے۔

تو مجھے کوئی بدیشی مسافر لگتا ہے جو میری ذات سے نا آشنا ہے اور اس طرح دھمکی آمیز لہجے میں میرے ساتھ گفتگو کررہا ہے۔ نوجوان قضا کو آواز نہ دو مرگ کی اس رسدگاہ میں جب میرے ساتھی مجوب اور پوشیدہ قوتوں کی طرح لاوا اگلنے والے آتش فشاں کی طرح تمہارے خلاف اٹھیں گے تو اے بدآموز اور کمینی ذہنیت کے انسان تیری حالت میرے ساتھیوں کے سامنے شام کے سایوں اور تباہ کن طوفانوں میں گھرے نامکمل خاکوں جیسی ہوکر رہ جائے گی۔ میں تمہیں اب بھی مشورہ دوں گا کہ یہاں سے دفع ہوجا ورنہ تیرا اور تیرے ساتھیوں کا انجام سرکٹی لاشوں سے مختلف نہ ہوگا۔"

جب تک برابا بولتا رہا حبیب بن عثمان کی حالت بڑی تیزی سے تبدیل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ زرد آنکھوں والے چیتے کی صورت اختیار کرگیا تھا۔ اس کی پراسرار آنکھوں میں ایسے سے رقص کرنے لگے تھے جیسے رات کے پچھلے پہر کے کنوارے لمحوں میں بھڑکتے شعلے پیچ و تاب کھانے لگے ہوں۔ اس کی رگیں کھنچ گئیں۔ چہرہ تانبا ہوگیا پھر وہ بھڑکتی ہوئی آواز میں بول اٹھا۔ "لاریب برابا تو ایسی ہی بے حمیت زیست کا بدترین اور غلیظ انسان ہے سن بندہ نا آبکار۔

میں جانتا ہوں تو برابا ہے اور ڈس لینے والے سانپ جیسا زہریلا ہے پر یاد رکھنا میں بھی نخلستانوں کا رہنے والا ہوں اور میرا باپ ساری عمر مجھے تیرے جیسے سانپوں سے کھیلنے کا فن ہی سکھاتا رہا۔ برابا تیغ زنی ہم عربوں کو ورثے میں ملتی ہے۔ موت سے ہم لوگ اس لئے نہیں ڈرتے کہ ہمارا خداوند قدوس پر ایمان ہے اور ہم جانتے ہیں کہ موت کا ایک دن معین ہے۔ جب وہ آتا ہے تو ٹلنے کا نہیں۔ برابا میں ابھی ننھا بچہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

ہی تھا کہ میرے باپ نے میرے ہاتھ میں تلوار تھمائی تب سے میری تربیت ہوتی رہی۔ دیکھ اب میں تیرے سامنے جوانی کی حالت میں ہوں۔ اتنا عرصہ تیغ زنی کرنے کے بعد کیا تو سمجھتا ہے کہ میں یوں ہی تیری راہ روک کر کھڑا ہوا ہوں۔ میں تو تجھے اجل کے طوفانوں کے درمیان کھڑا کردوں گا۔

برابا تیرا میرا حساب اسی وادی کے اندر بے باک ہوگا کسی دھوکے کسی فریب میں مت رہنا۔ وہ لمحے آن پہنچے جب میں قضا بن کر تم پر وارد ہوں گا۔ تجھے لہوے کی لگام چڑھاؤں گا۔ برابا تیرے خلاف میرے دل اور ذہن میں جو تباہ کاری ہے میرے سینے میں جو تیرے خلاف طوفان تلاطم برپا ہے وہ تیری اس دھمکی آمیز گفتگو سے تھم تو نہیں جائے گا۔ تو تو میری گم گشدہ خوشیوں کا سراغ ہے۔ تجھ سے انتقام لینا تو میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو کے جواب میں برابا واقعی ڈس لین والے سانپ کی صورت اختیار کرگیا تھا۔ حبیب بن عثمان کے خاموش ہونے پر فوراً" بول پڑا۔

"سن بدبخت انسان برابا حیات کے پردے میں بھٹکتی جوش مارتی آبدار موت ہے۔ میں اور میرے ساتھی تو کالی صدیوں کے اندر بگولوں کی طرح سرگرداں بے باک شعلے ہیں۔ اگر تو افلاس کے ہاتھوں جینے سے بیزار ہے تو جا کسی اور کے ہاتھوں مرا ور اگر تو نہیں ٹلنے والا تو پھر تیری گردن تو ہم نے کاٹنی ہی ہے۔"

حبیب بن عثمان نے جواب میں قہقہہ لگایا پھر بولا پڑا۔

"سن تیرے جیسے بٹ مار پیٹ کے کتے ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ ٹکرا پھر دیکھ میں تیری غلیظ زندگی کو سلگتی فضا اور تیرے پر ہوس جذبوں کو آگ و خون کے ہیجان میں کیسے مبتلا کرتا ہوں۔"

برابا نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"قبل اس کے کہ تیرا میرا حساب بے باک ہو بتا تو کون ہے۔ تو مجھ سے کس قسم کا انتقام لینا چاہتا ہے اپنا تعارف تو کہہ۔"

حبیب بن عثمان بھڑکتی کھولتی ہوئی آواز میں بول پڑا۔

"برابا میرا نام حبیب بن عثمان ہے۔ میں رقیم کے ایک نواحی نخلستان کا رہنے والا

ہوں۔ میرے باپ کو تیرے کہنے پر قتل کیا گیا۔ میری ماں کو اندھا کیا گیا۔ میرے باپ کا نام عثمان بن عبادہ تھا۔ تو یقیناً اس شخص کو جانتا ہے۔"

حبیب بن عثمان کے اس انکشاف پر برابا تھوڑی دیر تک قہقہہ لگاتا رہا۔ بڑا ہولناک قہقہہ جس کی آواز کوہستانی سلسلے کے اندر گونجتی رہی۔ پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"سن بدبخت باپ کے ذلیل بیٹے تو اپنے ان چار ساتھیوں کے ساتھ برابا سے انتقام لینے کیلئے تل گیا ہے۔ تیرے باپ کو قتل کرنا میرے فرائض کی فہرست میں بالکل اوپر تھا۔ سو میں نے تیرے باپ کو قتل کروا دیا۔ تیری ماں کو اندھا کروا دیا یوں جانو میں نے اپنا فرض پورا کردیا۔"

حبیب بن عثمان نے بھی اس سے زیادہ زہریلے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"موت کی اس وادی میں جتنی بدبختیاں میں تیری اور سمولا کی جھولی میں ڈالوں گا۔ ان کا تو اندازہ بھی نہیں کرسکتا۔" برابا پھر غرا اٹھا۔

"برابا اور سمولا کا نام لینا آسان ہے لیکن ان سے ٹکرانا ناممکن نہیں تو حد درجہ مشکل ضرور ہے۔

حبیب بن عثمان نے بھی جواب میں قہقہہ لگایا پھر بول اٹھا۔

"برابا یہ تو کہو تمہارا تیسرا ساتھی زابو کہاں ہے۔" زابو کا نام سن کر برابا بری طرح چونکا پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"تم زابو کو کیسے جانتے ہو۔"

حبیب بن عثمان نے پھر کہنا شروع کیا۔

"برابا تم شیخیاں تو بہت مارتے ہو اس وقت کو یاد کرو جب نبطیوں کے ہاتھوں تمہیں اور شام کے بادشاہ حداد بن مدار کو شکست ہوئی اور میدان جنگ سے تو حداد بن مدار کے ساتھ شام کی طرف بھاگا لیکن تو ایسا بے وفا ایسا بے غیرت انسان ہے کہ حداد بن مدار کے ساتھ دمشق کی طرف جانے کے بجائے تو بائیں جانب مڑا اور صیدا شہر کی طرف چلا آیا۔ ظالم کے بچے' میدان جنگ میں جس وقت انفرادی مقابلہ ہوا تو تو راست زابو کے مقابلے میں میں حبیب بن عثمان ہی آیا تھا اور تو نے

www.pdfbooksfree.pk

دیکھا تھا کہ میں نے کس قدر آسانی کے ساتھ تیرے ساتھی زابو کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ حالانکہ تیرے اس بزدل کتے ساتھی نے مجھ سے شکست کھانے کے بعد میدان جنگ سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی لیکن تو نے دیکھا میں نے اسے بھاگنے نہیں دیا۔ اس کا سر قلم کرکے رہا۔"

برابا کی آواز پھر سنائی دی۔

"تو پھر سن عثمان کے بیٹے اب پتا چلا تو کون ہے اور ہمارے ساتھ کس قسم کا حساب بے باک کرنا چاہتا ہے۔ پر تیری بدقسمتی تو ہمارے ساتھ حساب بے باک نہ کرنے پائے گا بلکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موت سے ہمکنار ہوجائے گا۔ ذرا اپنے پیچھے نگاہ دوڑا۔"

حبیب بن عثمان، سعید، قلیس، شناطر اور یوساف نے جب پیچھے دیکھا تو ذرا فاصلے پر کچھ مسلح جوان اپنے گھوڑوں پر تیار کھڑے تھے۔ اس موقع پر برابا نے قہقہہ لگایا۔

"عثمان کے بیٹے میں یہ تو نہیں جانتا تھا کہ میرے تعاقب میں تو ہے لیکن میرے ساتھیوں نے بتا دیا تھا کہ کوئی قوت میرے پیچھے لگی ہوئی ہے سو میں محتاط تھا۔ اب دیکھ میری احتیاط نے تمہیں ایک طرح سے موت کے اندھے کنویں میں لا کھڑا کیا ہے۔"

عین اس موقع پر حبیب بن عثمان اور اس کے ساتھیوں کی پشت پر برابا کے جو مسلح جوان نمودار ہوئے تھے ان کے دائیں بائیں ذرا بلندی پر مسلح جوانوں کی دو بڑی بڑی ٹولیاں نمودار ہوئیں۔ ان کی کمر سے ان کی تلواریں لٹک رہی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں کمانیں تھیں جن کے چلے کھنچے ہوئے تھے جن پر تیر چڑھے ہوئے تھے۔ اس موقع پر اچانک یوساف نے اپنے قریب کھڑے قلیس سے کچھ کہا۔ قلیس نے لمحہ بھر کیلئے پیچھے مڑ کر دیکھا اس کا رنگ غصے اور غضبناکی میں سرخ ہوگیا تھا۔ پھر اس نے برابا کو مخاطب کیا۔

"سن دشتی کتے! تو کیا سمجھتا تھا کہ ہماری پشت پر اپنے ساتھیوں کو کھڑا کرکے تو ہمیں اپنے سامنے بے بس اور لاچار کردے گا۔ ذرا اپنے ساتھیوں کے دائیں بائیں

دیکھ ہمارے ساتھی ان کا کام تمام کرنے کیلئے تیر کھینچے ہوئے ہیں۔ ہماری طرف سے ایک اشارہ ملتے ہی انہیں چھلنی کرکے رکھ دیں گے۔

برابا تو کوئی اتنا بڑا شمشیر زن ہے نہ جنگ آزما۔ صولت زن نہ تو کوئی پرقوت انسان ہے جو ہمیں اس طرح کی دھمکی دے۔ ہمارا امیر حبیب بن عثمان جو تمہارے سامنے کھڑا ہے موت کی مانند طاقتور اور فطرت کی پراسرار قوتوں جیسا جرات مند ہے۔

برابا! کوہستانی سلسلے میں دھری ہوئی وادی ہمارے لئے نہیں تمہارے لئے موت کا میدان بنے گی۔ لکھ رکھو کہ اس وادی کے اندر ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بے حرارت اور بے حلاوت کریں گے۔"

قلیس خاموش ہوگیا۔ تھوڑی دیر تک جب برابا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تب قلیس دوبارہ بول پڑا۔

"برابا تم نے میری گفتگو کا جواب کیوں نہیں دیا۔ بولتے کیوں نہیں ہو کیا ہماری پشت پر ہمارے ساتھیوں کو دیکھ کر تم بے کراں المناکیوں کے سرسام کا شکار ہوگئے ہو یا تمہاری آواز بند ہوگئی ہے۔ جو تم بول نہیں سکتے۔ تھوڑی دیر پہلے تم چنگاڑتی چیختی آندھیوں کی طرح ہمیں مخاطب کررہے تھے۔ اب ایسے چپ اور خاموش ہوگئے ہو جیسے سرکش لہروں پر سکوت چھا جاتا ہے جیسے فضا کی سانسیں بوجھل ہوجاتی ہیں۔ بولو پہلے جیسا دھمکی آمیز لہجہ ہمارے خلاف استعمال کرو تاکہ ہم تمہارے خلاف اپنے انتقام کی ابتداء کریں۔"

برابا کچھ دیر تک اپنے گھوڑے پر بیٹھا سوچتا رہا پھر اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا۔ چند قدم آگے بڑھا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"ابن عثمان کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اپنے ساتھیوں کو موت کی منڈی میں نہ دھکیلیں۔ تیری میری دشمنی ہے میں اپنے ہتھیار ایک طرف پھینک دیتا ہوں تو بھی نہتا ہو جا دونوں ایک دوسرے سے انفرادی مقابلہ کرتے ہیں تو اپنی قوت آزما میں بھی تیرے خلاف اپنا زور صرف کرتا ہوں۔ اس مقابلے میں اگر میں نے تجھے ہرا دیا تب تو میرے راستے کی دیوار نہیں بنے گا۔ اپنے ساتھیوں کو ہٹا لے گا۔ میری مرضی میں

www.pdfbooksfree.pk

جہاں چاہوں چلا جاؤں اور اگر اس انفرادی مقابلے میں تو نے مجھے زیر اور مات کر لیا ہے تو پھر تیرے اختیار میں ہے تو جو چاہے میرے اور میرے ساتھیوں کے ساتھ سلوک کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تو جوان مرد ہے تو میرے مقابلے کی اس دعوت کو قبول کرے گا۔"

حبیب بن عثمان کا رنگ سرخ ہوگیا تھا۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے برابا نے اپنے ہتھیاروں کی چرمی پیٹی اتار کر دور پھینک دی تھی۔ حبیب بن عثمان بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اتار اپنے ہتھیار اتر کر اس نے اپنے گھوڑے کی زین پر رکھ دیئے۔ ایک بار اس نے آسمان کی طرف دیکھا پھر اپنے خداوند قدوس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے اللہ میرے مالک میں اپنے کرب آشنا دل کی ساری میٹھی تڑپ کے ساتھ تیرے سامنے اپنی دعا کے حروف پیش کرتا ہوں۔ میرے مالک شیطان کی طرح سیاہ اور تخریب کا پیاسا میرا بدترین دشمن میرے سامنے ہے اور شیطانیوں کے سامنے تیرے ہی در پر پناہ مل سکتی ہے۔ میرے اللہ میری مدد فرما کہ میں فطرت کے گیتوں کا نوحہ بن کر' بلوغت کے موڑ پر کھڑے ہو کر' ان خبیث شیطانوں کیلئے اذیتوں کا شمشان بن جاؤں۔ میرے اللہ گلوں کے نغمے ستاروں کے گیت صرف تیرے دم سے ہیں۔ آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستاروں کے گیت صرف تیرے دم سے ہیں۔ آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستاروں کی سرگوشیاں اور دنیا کے انتہا و آغاز کی ساری ابدی صداقتیں میرے اللہ صرف تیرے حکم کے تحت ہی قائم دائم ہیں۔ میرے اللہ درندوں کی طرح دھاڑتا میرا دشمن میرے سامنے ہے مجھے توفیق دے میں آتشی لہروں کی سرسراہٹ کی طرح اس کے چہرے کو جھلساتا چلا جاؤں۔

میرے مالک اس قافلہ ارتقائے انسانی میں صرف آپ کی ذات ہے جس کے سامنے دست طلب دراز کیا جاسکتا ہے۔ اللہ پاک آپ ہی بھٹکے قافلوں کی راہنمائی کرنے والے ہیں۔ میرے مولا میری مدد فرما کہ میں اپنے دشمن کو جانوروں کی طرح ہانک دوں اور اس کی غلیظ خواہشوں کے شبستانوں میں شعلوں کے رقص کی طرح داخل ہوجاؤں۔ میرے مالک میری نصرت فرما کہ میں کسی گرم تند آتشی فشانی طوفان کی

طرح انہیں کھیتوں کی مٹی' کھلیانوں کے تنکے کی طرح اڑتا چلا جاؤں اور ان کے دل کی دھڑکنوں کو بے ربط کرتے ہوئے ان کے نفس کو لرزشوں میں سموتا چلا جاؤں۔

"میرے اللہ میں آپ کا ایک عاجز اور خاکسار بندہ ہوں۔ ضرورت کے وقت ہمیشہ آپ ہی کے سامنے دست طلب دراز کیا ہے۔ اس موقع پر بھی جبکہ دشمن میرے سامنے موت بن کر تانک جھانک کرنے والا ہے۔ میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس بدترین دشمن کے سامنے مجھے کامیاب اور کامران رکھنا۔"

دعا مانگنے کے بعد حبیب بن عثمان پرسکون ہوگیا تھا۔ پھر وہ اس وقت چونکا جب برابا آگے بڑھا تھا۔ حبیب بن عثمان بھی چھاتی تانے ہوئے آگے بڑھا تھا۔ جب وہ برابا کے قریب گیا تو چونکا اس نے دیکھا اس کا کتا اس کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ وہ بڑے عجیب سے انداز میں برابا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دم ہلا رہا تھا۔ حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے کتے کو اپنی دو انگلیوں کا مخصوص اشارہ کیا جس پر کتا ذرا پیچھے ہٹا اور پرسکون ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

قریب آنے کے بعد برابا نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"ابن عثمان مقابلے کی ابتداء تو کرے گا یا مجھے کرنی ہے۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر بڑی پرسکون سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اس لئے کہ وہ اپنے خداوند قدوس کے ساتھ عہد کرچکا تھا پھر وہ کہنے لگا۔

"برابا ابتداء تو ہی کر۔"

برابا آگے بڑھا تھوڑا سا فضا میں اچھلا ایک زور دار مکہ اس نے حبیب بن عثمان کے شانے پر مارا تھا۔ حبیب بن عثمان نے اپنا دفاع نہیں کیا بلکہ پرسکون کھڑا رہا۔ جس وقت برابا کا مکہ اس کے شانے پر پڑا اس وقت درد کی شدت سے وہ تھوڑا سا جھکا ضرور تھا پھر حبیب بن عثمان نے برابا کو مخاطب کیا۔

"برابا میں ہتھوڑے کی طرح برسنے والے تیرے اس مکے کو فضا میں روک بھی سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں تیرا پہلا مکہ کھانا چاہتا تھا تاکہ میں پوری طرح تیرے خلاف برانگیختہ ہوجاؤں۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ کا برابا نے کوئی جواب نہ دیا اس نے پھر اپنا مکہ

www.pdfbooksfree.pk

حرکت میں لاتے ہوئے جب حبیب بن عثمان کے اسی شانے کو ہدف بنانا چاہا تب حبیب بن عثمان نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا بازو پکڑا پھر ایسی قوت ایسے زور کا مکہ اس نے برابا کے جبڑے کے نچلے حصے پر لگایا تھا کہ برابا کراہتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا۔

جلد ہی برابا سنبھل گیا۔ سیدھا کھڑا ہوا اور دوبارہ حبیب بن عثمان پر ضرب لگانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اب دونوں طوفانی صورتحال اختیار کرچکے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر مکوں کی بارش شروع کردی تھی۔ کچھ دیر تک ایسا ہی سماں رہا پھر ایک موقع پر حبیب بن عثمان برابا کے برسنے والے مکے کو اپنے بازو پر روکا پھر دائیں ہاتھ کا زوردار مکہ برابا کے ناک پر اس زور سے مارا کہ برابا بوکھلا سا گیا۔ چکرا گیا۔ سر کو جھٹک کر پیچھے ہٹا جونہی پیچھے ہٹا حبیب بن عثمان تیزی سے آگے بڑھا پہلے سے بھی زیادہ قوت کے ساتھ مکہ اس نے برابا کی گردن کے پچھلے حصے پر مارا تھا برابا جھک گیا تھا۔"

دوسری جانب حبیب بن عثمان کا کتا وہیں بیٹھا تھا جہاں حبیب بن عثمان نے اسے اشارہ کیا تھا۔ تاہم زمین پر بیٹھے ہی بیٹھے اس نے اپنے دونوں بازو اپنے سامنے پھیلا رکھے تھے۔ دم کو بار بار ہلا رہا تھا۔ ہلکی ہلکی آواز میں غرا رہا تھا۔ شاید حبیب بن عثمان کیلئے یہ کوئی پیغام تھا۔

حبیب بن عثمان نے پھر ہاتھ کے اشارے سے کتے کو اپنا کوئی پیغام دیا جسے سن کر کتے نے تھوڑی دیر کیلئے تیزی سے دم ہلائی پھر وہ پرسکون سا ہو گیا تھا۔

حبیب بن عثمان پھر برابا پر ٹوٹ پڑا تھا۔

برابا اب پوری طرح حبیب بن عثمان کے سامنے بے بس دکھائی دے رہا تھا۔ جونہی حبیب بن عثمان اس پر ضرب لگاتا وہ لڑکھڑانے لگتا۔

برابا کی یہ حالت دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان پر پوری طرح وحشت اور بربریت چھا گئی تھی۔ ایک موقع پر اس کا مکہ کھانے کے بعد برابا جب دوہرا ہوا تو اپنے دونوں ہاتھ اس نے فضا میں بلند کئے۔ پھر ایک ساتھ دائیں اور بائیں ہاتھ کے دونوں مکے اس نے اس قوت کے ساتھ برابا کی پیٹھ پر مارے کہ برابا بری طرح کراہتا ہوا زمین پر گرا اور لیٹ کر آہ و زاری کرنے لگا تھا۔

حبیب بن عثمان پر اب غصہ پوری طرح سوار تھا۔ ایک طرف سے آگے بڑھا اچانک وہ سمولا پر وارد ہوا۔ گھوڑے پر بیٹھے ہوئے سمولا کو اس نے نیچے کھینچا پھر اس پر ایسی مکوں کی بارش کی کہ سمولا سنبھل ہی نہ سکا اور وہ اپنے دفاع میں اپنے ہاتھوں کو حرکت میں بھی نا لاسکا اور حبیب بن عثمان نے اسے مار مار کر ادھ موا کردیا۔ پھر اسے فضا میں اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا۔ فضا میں بلند کرتے ہوئے خوب زور کے ساتھ برابا پر پٹخ دیا تھا۔ دونوں چلا اٹھے تھے۔

جس وقت حبیب بن عثمان نے سمولا اور برابا کو اپنے سامنے بے بس کردیا تھا تب قلیس اور یوساف کے درمیان سرگوشی ہوئی جس کے جواب میں یوساف نے پشت پر کھڑے ساتھیوں کو کوئی اشارہ کیا۔ یہ اشارہ ملنا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک گروہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتا ہوا یوساف کے قریب آگیا۔ دوسرے گروہ نے ایسی تیر اندازی کی کہ حبیب بن عثمان اور اس کے ساتھیوں کی پشت پر جو برابا کے ساتھی نمودار ہوئے تھے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

ساتھیوں کا دوسرا گروہ جو یوساف کے قریب آکر کھڑا ہوا تھا اور جو سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے اور چہروں پر سفید رنگ کے انہوں نے ڈھاٹے باندھ رکھے تھے۔ قریب آکر انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا پھر وہ سامنے کھڑے برابا اور سمولا کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور لمحوں کے اندر انہیں موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا تھا۔

حبیب بن عثمان نے جب دیکھا کہ سمولا اور برابا مقابلے کیلئے اٹھتے نہیں تو وہ آگے بڑھا سمولا کی جو ہتھیاروں کی پیٹی تھی وہ اس نے اتارتے ہوئے قلیس اور شناطر کی طرف پھینک دی۔ پھر اس نے دونوں کو پاؤں کی ٹھوکر ماری اور اٹھنے کیلئے کہا۔

برابا اور سمولا دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ دیر تک بڑی بے بسی سے وہ حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر اردگرد کا جائزہ لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ ان کے سب ساتھیوں کا خاتمہ کردیا گیا ہے۔ اس موقع پر برابا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"حبیب بن عثمان میں اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو طوفانوں سا طاقتور اور

ناقابل تسخیر بگولا سمجھتا تھا لیکن آج پتا چلا کہ تم ہم سے بھی زیادہ تند اور تیز طوفان ثابت ہوئے۔ میں یہ بھی دیکھتا ہوں کو تو نے ہمارے سارے ساتھیوں کا خاتمہ کرا دیا۔ اب ہمیں زیادہ کیوں تڑپاتا ہے۔ میں جانتا ہوں تو ہم دونوں سے انتقام لے گا اور ہماری گردنیں کاٹے گا۔ لہٰذا دیر نہ لگا ہماری گردنیں کاٹ اور اپنے انتقام کی تکمیل کر۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کچھ دیر وہ خاموش رہا۔ بڑے غور سے برابا اور سمولا کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور برابا کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"برابا اب مجھ سے مار کھانے کے بعد یکایک تیرے اظہار کا پیمانہ کیوں تبدیل ہوگیا ہے۔ اس مقابلے سے پہلے تو تباہی کی آگ سے کھردرے لہجے اور گریبان شک کرتی طوفانی یلغار کے سے انداز میں گفتگو کرتا تھا۔ اب تھکے مرجھائے لہجے اور گھٹی گھٹی سی آواز میں کیوں گفتگو کرتا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے تو' تو زندگی کی تاریک شب میں بے چین شراروں کے خروش کی طرح مجھے دھمکیاں دیتا تھا۔ اب تیری آواز سردی کی طویل رات میں ٹمٹماتے چراغوں جیسی کیوں ہوگئی ہے۔ تیرے فکر کی وہ پہلی اڑانیں تیرا وہ کھردرا تپتا لہجہ کہاں گیا۔ تو نے کیوں اپنے آپ پر بے چارگی طاری کرلی ہے۔ میرے ساتھ وہی پہلے جیسا آتش زنی اور خون ریزی اور مہیب و وحشی انسانوں سا رویہ اختیار کر تاکہ میں ایک بار پھر تجھ پر وارد ہوں اور تجھ پر ثابت کروں کہ میں تیرے ساتھی زابو کا قاتل بیک وقت تم سے اور سمولا سے نمٹ سکتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو کا جواب برابا اور سمولا میں سے کسی نے نہ دیا۔ کچھ دیر تک وہ گردنیں جھکائے کھڑے رہے۔ اس کے بعد برابا نے پھر حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا اور ٹوٹتی بکھرتی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

"میں جانتا ہوں ہم دونوں تمہارے سامنے اس وقت بے بس ہیں۔ لہٰذا تو جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کر۔ تجھے اس کا حق پہنچتا ہے۔"

حبیب بن عثمان نے برابا کی بات کاٹ دی۔ برابا میں تمہیں یہاں قتل نہیں کروں گا میں تجھے اسی نخلستان میں لیکر جاؤں گا جہاں میرے باپ کو تو نے قتل اور میری ماں

بصارت سے محروم کیا۔

پھر حبیب بن عثمان پیچھے ہٹا۔ اچانک اسے کوئی خیال گزرا رکا برابا کے ہتھیار کی پیٹی اس نے اٹھائی۔ اپنے گھوڑے کی طرف گیا۔ وہاں سمولا کے ہتھیاروں کی پیٹی پڑی ہوئی تھی۔ دونوں پیٹیاں اس نے شناطر کو تھما دیں۔ پھر اس نے ان گمنام مجاہدوں کی طرف دیکھا جو ہمیشہ ضرورت کے وقت اس کی مدد کو پہنچتے تھے۔ پھر قدرے بلند آواز میں حبیب بن عثمان نے انہیں مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"خلوص اور جانثاری کی تاریخ اپنے لہو سے لکھنے والے جانثاروں' سرفروشی کی قندیلیں روشن کرنے والے مجاہدوں' شعور تب و تاب رکھنے والے دیدہ ورو!' زمین کا کمربند پکڑ کر ہلا دینے والے نا آشنا رفیقو! تم ہمیشہ بجلیوں کے گہواروں اور دفاع کے شہاب ثاقب کی طرح ضرورت کے وقت میری مدد کو پہنچے۔ میرے دل و دماغ ہمیشہ تمہارے ہی متعلق سوچتے رہتے ہیں۔

میرے ذہن میں ہمیشہ یہی آوازیں اٹھتی رہتی ہیں کہ تم کون ہو' کہاں سے آئے ہو۔ تمہارا تعلق کن سرزمینوں سے ہے۔ تم کیوں اور کس کے کہنے پر شاہینوں کی طرح میری مدد کے لئے پہنچ جاتے ہو۔

میں تم لوگوں کا ممنون اور شکر گزار ہوں۔ تم لوگوں نے ہمیشہ اذیتوں کے بھنور اور خطرات کے گرداب میں ریگ اور صرصر کے طوفانوں اور امیدوں کے سورج کی طرح میری مدد کی۔ بے قرار تپتے حالات میں ہمیشہ تم میرے سامنے آئے اور لمحوں کے اندر زخموں کی زنجیریں اور بے صلہ زخم لگا دینے والے مجاہدوں کی طرح میری مدد کرکے آتی جاتی رتوں کی طرح غائب ہوگئے۔

تم کب تک گمنام رہ کر میرے دشمنوں کے خلاف قہرمانیت کا اظہار اور تشنگی کا طوفان بنتے رہو گے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آج تم مجھے بتاؤ تمہارا میرے ساتھ کیا تعلق' کیا رشتہ' کیا رابطہ ہے۔ تم کون ہو' کہاں سے آتے ہو' کن سرزمینوں سے تمہارا تعلق ہے۔ کس کے کہنے پر میری مدد کرتے ہوئے اپنی جانوں کو خطرات میں ڈالتے ہو' کیوں تم لوگ اپنے خون کا نذرانہ پیش کرکے میری حفاظت کا سامان کرتے ہو۔

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان خاموش ہوا تو ان میں سے ایک بھاری بھرکم آواز میں بول پڑا۔

"امیر حبیب بن عثمان یوں جانیں ہم آپ کے عقیدت مند ہیں۔ ہم پر صبر آزما پابندیاں ہیں جن کی بناء پر ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ ہم کون ہیں۔ کہاں سے آتے ہیں، کیسے آپ پر نگاہ رکھتے ہیں اور جو کام ہم نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے یہ کام کس نے ہمارے سپرد کر رکھا ہے لیکن آپ سمے کا انتظار کریں۔

عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ قریب اور بعید کا امتیاز ختم ہوجائے گا۔ بوس پرستی کے سمے تمام ہوجائیں گے۔ آپ اپنے ذہن میں ایک بات محفوظ رکھیں کہ ہم سب آپ کے تحفظ کا شانہ آپ کی رفاقتوں کا فروغ اور آپ کیلئے اراتمندی کی صبح کا جمال ہیں۔ بس اس کے علاوہ نہ میں کچھ کہہ سکتا ہوں نہ مجھے کہنے کی اجازت ہے۔ جب مجھے اجازت ملی کہ ہم آپ پر یہ ظاہر کردیں کہ ہم کون ہیں کیوں آپ کی مدد کرتے ہیں تو امیر حبیب بن عثمان آپ یقین جانئے میں اپنا آپ ظاہر کرنے کیلئے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کروں گا۔

وہ مجاہد اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ ان کا جواب سن کر حبیب بن عثمان کی گردن جھکی رہی۔ وہ بیچارہ گہری سوچوں میں غرق تھا۔ اس موقع پر سعید قلیس اور شناطر تینوں بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ حبیب بن عثمان نے اپنی گردن سیدھی کی اور ان مجاہدوں کو اس نے دوبارہ مخاطب کیا۔

بہرحال اگر فی الوقت تم پر کوئی صبر آزما پابندیاں ہیں یا کسی مصلحت کے تحت تم مجھ پر اپنی ذات کا اظہار نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی اس کے باوجود میں حبیب بن عثمان تمہاری جانثاری تمہارے خلوص کو سلام کرتا ہوں۔ میری خداوند قدوس سے دعا ہے کہ وہ تمہاری سرفروشی تمہاری عزت اور عظمت میں اور اضافہ کرے۔

اس پر مجاہدوں کا وہ ساتھی جس نے پہلے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا تھا اس نے بلند آواز میں حبیب بن عثمان کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اپنے گھوڑں کی باگ موڑنا ہی چاہتا تھا کہ اسے کچھ خیال گزرا۔ دوبارہ اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"اے امیر میں آپ سے ایک بات تو کہنا ہی بھول گیا۔ برابا کے سارے ساتھی جو یہاں اور ہماری پشت پر مرے ہیں اگر اجازت دیں تو ان سب کے گھوڑوں کو ہم

اپنے ساتھ لے جائیں۔ یوساف کو بھی ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ ان سارے گھوڑوں کو یوساف رقیم شہر میں پہنچا دے گا۔ یہ گھوڑے لشکر میں کام آئیں گے۔ میں جانتا ہوں آپ برابا اور سمولا دونوں کو زندہ گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ مجھے یہ بھی خبر ہے کہ ان کو لیکر آپ رقیم نہیں اپنے نخلستان کا رخ کریں گے۔"

کہنے والا رک گیا۔ حبیب بن عثمان نے تھوڑی دیر تک شکر گزار انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"تم گھوڑوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس طرح ہمارے لئے آسانی ہوجائے گی۔ ان گھوڑوں کو سنبھالنا ہم چاروں کیلئے مشکل ہوجائے گا۔ صرف برابا اور سمولا کے گھوڑے رہنے دو انہی پر بٹھا کر ہم انہیں ساتھ لیکر جائیں گے۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ نوجوان جو اس سے مخاطب ہوا تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا جس پر مرنے والوں کے سارے گھوڑوں کو انہوں نے ہانک لیا۔ سمولا اور برابا کا گھوڑا وہیں رہنے دیا گیا پھر وہ وہاں سے ہٹے پشت کی جانب وہاں گئے جہاں ان کے دوسرے ساتھی کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے بعد برابا کے جو ساتھی وہاں مرے تھے ان سب کے گھوڑوں کو بھی انہوں نے ہانکا تھا۔ اس کے بعد وہ کوہستانی سلسلے کے اندر حبیب اور اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئے تھے۔

ان سب کے جانے کے بعد حبیب بن عثمان برابا اور سمولا جو اپنی جگہ بے بس اور مجبور کھڑے تھے ان کی طرف مڑا۔ انہیں مخاطب کرکے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ برابا نے اسے مخاطب کرلیا۔

"ابن عثمان میں جانتا ہوں تو ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ہم سے اپنا انتقام ضرور لے گا۔ پر اس انتقام کو لینے میں تم دیر کیوں کرتے ہو۔ اپنی تلوار بے نیام کرو اور ہماری گردنیں کاٹ کر ہمیں انتظار کی اذیت سے آزاد کردو۔"

حبیب بن عثمان نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر برابا کو مخاطب کیا۔

"برابا میں سمجھتا تھا تم بڑے صابر اور دلیر شخص ہوگے لیکن تم تو مجھے لومڑی کی طرح بزدل دکھائی دے رہے ہو۔ زندگی بھر تم لوگوں کا قتل عام کرتے رہے' لوٹ مار تمہارے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اب جبکہ وقت تمہارے کارناموں کو تم پر ہی دہرانے

www.pdfbooksfree.pk

لگا ہے جو کھیل تم ماضی میں کھیلتے رہے ہو وہی کھیل تمہارے ساتھ کھیلا جانے لگا ہے تو بے صبری کا اظہار کیوں کرتے ہو۔ تحمل سے کام لو جس اذیت' جس عذاب سے تم دوسروں کو گزارتے رہے ہو اس عذاب سے تم بھی صبر کے ساتھ گزرنا۔"

برابا میں تم دونوں کو یہاں قتل نہیں کروں گا۔ تمہیں اپنے ساتھ اپنے نخلستان لیکر جاؤں گا وہاں تمہیں میں عبرت کا نشانہ بناؤں گا تاکہ لوگوں کو خبر ہو کہ بے گناہ لوگوں کا قتل عام کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔"

اس کے بعد حبیب بن عثمان نے اپنا رخ بدلا۔ سعید اور قلیس کو مخاطب کیا۔

"عزیزو آگے بڑھو ان کے چمڑے کی پیٹیوں سے ہتھیار نکال لو۔ ان کی پیٹیاں ان کی کمر پر باندھ دو انہیں ان کے گھوڑوں پر سوار کراؤ پھر ان کی پیٹیاں پشت کی طرف سے مضبوط رسی ڈال کر زین کے ساتھ باندھ دو تاکہ اپنی مرضی کے مطابق یہ اپنے گھوڑے سے اتر نہ سکیں۔ اس کے بعد ان دونوں کے گھوڑوں کی لگامیں اپنے گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ باندھ لو۔ تم دونوں آگے آگے ہوگے میں اور شناطر پیچھے ہوں گے تاکہ ان پر نگاہ رکھ سکیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی سعید اور قلیس بڑی برق رفتاری سے حرکت میں آئے۔ برابا اور سمولا کی دونوں کی چرمی پیٹیاں اٹھائیں۔ انہیں اسلحہ سے محروم کیا۔ پیٹیاں ان کی کمر سے باندھیں۔ دونوں کو گھوڑوں پر بٹھایا پشت کی جانب سے ان کی پیٹیوں میں رسی ڈال کر زین کے ساتھ کس کر باندھ دی گئیں۔ پھر انکے گھوڑوں کی لگامیں سعید اور قلیس نے اپنے گھوڑوں کی زینیوں سے باندھ لیں۔ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ہانک دیا۔ اس طرح آگے آگے سعید اور قلیس برابا اور سمولا کو لیکر چلے ان کے پیچھے پیچھے نگرانی کیلئے حبیب بن عثمان اور شناطر ہو لئے تھے۔

تھوڑا آگے جاکر اچانک برابا کو کچھ خیال گزرا۔ مڑ کر پیچھے دیکھا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"ابن عثمان تم نے حماقت کا ثبوت دیا ہے۔ تم خود ہماری رہائی کا سامان کر رہے ہو۔ راستے میں میرے ادھر ادھر بکھرے ہوئے ساتھی جب یہ خبر پاگئے کہ تم نے مجھے اور سمولا کو گرفتار کیا ہے تو یاد رکھنا وہ تم پر ایسے انداز میں حملہ آور ہوں گے کہ تم

ب کو خون میں نہلا دیں گے۔ اس لئے اب بھی موقع ہے مجھے اور سمولا کو چھوڑ دو۔ اپنی راہ لو نہ ہم تم سے کوئی غرض رکھتے ہیں نہ تم ہم سے کوئی تعرض کرنا۔ رہی بات انتقام کی تو اسے بھول جاؤ جو کچھ ہونا تھا ہوچکا اس لئے کہ اگر ہم نے تمہارے باپ کو قتل کیا اور تمہاری ماں کو بصارت سے محروم کیا تو تم یہ نہیں سوچتے کے تم نے ہمارے کتنے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا کیا یہ بات انتقام لینے سے کم تو نہیں ہے۔

حبیب بن عثمان برابا کی اس بات کا کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی قلیس مڑا اور غراتے ہوئے لہجے میں اس نے برابا کو مخاطب کیا۔

"برابا تم بکتے ہو' اول تو تمہارا کوئی بکھرا بھٹکا ہوا ساتھی ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات نہیں کرے گا۔ اس کے باوجود ایک بات یاد رکھنا اگر تمہارے کسی گروہ نے ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو یاد رکھنا کوہستانی سلسلے کے اندر وہ درپردہ لوگ جو اچانک ہماری مدد کو پہنچے تھے وہ قدم قدم پر لحہ بہ لحہ ہم پر نگاہ رکھیں گے اور ہماری حفاظت کا انتظام کریں گے۔ یاد رکھنا وہ ہمارے لئے ہمارے راستوں کو صاف کرتے چلے جائیں گے۔ وہ ایسے مجاہد ہیں کہ ہماری پاسبانی ہماری حفاظت کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتے ہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کوہستانی سلسلے میں قیم شہر کے نواحی نخلستانوں تک تمہاری کوئی بھی قوت نہ ہمارے سامنے آئے گی نہ ہمارا راستہ روکنے کی جرات کرسکے گی۔ اس لئے کہ پوشیدہ رہ کر ہماری حفاظت کرنے والے مجاہد ایسی ساری قوتوں کا صفایا کرتے چلے جائیں گے۔ اب بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

برابا نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا سفر خاموشی سے جاری رہا۔

○

www.pdfbooksfree.pk

رومنوں کے شہنشاہ ٹائبرس کو جب یہ خبریں پہنچیں کہ **نبطیوں** کے بادشاہ حارث نے پہلے گالس سٹرابو اور ہیرودیس کے مشترکہ لشکر کو بدترین شکست دی۔ گالس اور اسٹرابو مصر کی طرف بھاگ گئے جبکہ ہیرودیس ذلت آمیز شکست اٹھا کر اپنے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد رومن شہنشاہ کے پاس یہ خبر بھی پہنچی کہ **نبطیوں** کے بادشاہ حارث نے رومنوں کے حلیف اور شام کے بادشاہ حداد بن مدار کو بدترین شکست دی۔ حداد بن مدار کا خاتمہ کردیا اور دمشق پر قبضہ کرلیا۔

ان خبروں نے رومنوں کے شہنشاہ ٹائیبرس اور سلطنت کے اکابرین کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ یہ سوچنے لگے تھے کہ اگر نبطی اسی طرح اپنی عسکری طاقت اور قوت کو بڑھاتے رہے تو وہ **انطاکیہ** کے علاوہ فلسطین میں رومنوں کے مفادات کی بساط لپیٹ کر رکھ دیں گے۔ انہیں یہ بھی خطرہ ہوگیا تھا کہ اگر **نبطیوں** نے مزید پھیلنے کی کوشش کی تو وہ انہیں مصر جیسی سرزمین سے بھی محروم کرسکتے ہیں۔

جب یکے بعد دیگرے ٹائیبرس کے پاس گالس' اسٹرابو' ہیرودیس اور حداد بن مدار کی بدترین شکست کی خبریں پہنچیں تو اس نے سب سے پہلے اپنے عمائدین سلطنت سے مشورہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے چیدہ چیدہ جرنیلوں کی ایک مجلس طلب کی۔ اس میں صلاح مشورے ہوئے۔ ان سارے صلاح مشوروں کے نتیجے میں ٹائیبرس نے **نبطیوں** کے خلاف حرکت میں آنے کا تہیہ کرلیا۔

ایک بہت بڑا بحری بیڑا ٹائیبرس نے مصر کی طرف روانہ کیا۔ اس بحری بیڑے کے اندر دو لشکر تھے۔ ایک لشکر کیلئے حکم تھا کہ وہ مصر میں اتر جائے گا اور خشکی کے راستے صحرائے سینا کو عبور کرتے ہوئے فلسطین کا رخ کرے گا۔ ساتھ ہی اس نے مصر میں اپنے حاکم گالس اور اس کے جرنیل اسٹرابو کو حکم دیا تھا کہ جو ایک لشکر روم

سے ان کی مدد کیلئے بھیجا جارہا ہے۔ اپنے طور پر بھی وہ ایک لشکر تیار کریں۔ اس طرح ایک بھرپور قوت کے ساتھ دونوں لشکروں کو یکجا کرکے صحرائے سینا کے راستے **نبطیوں** سے جنگ کرنے کیلئے بڑھیں اور مشترکہ لشکر کی کمانڈری مصر میں رومنوں کے گورنر گالس کو سونپی گئی تھی جبکہ مصر میں گالس کے سپہ سالار سٹرابو کو نائب مقرر کیا گیا تھا۔

ساتھ ہی رومنوں کے شہنشاہ ٹائیبرس نے تیز رفتار قاصد ہیرودیس کی طرف روانہ کئے اور اسے اطلاع دی کہ اس کی مدد کیلئے رومنوں کے دو لشکر آرہے ہیں۔ لہٰذا ان سے رابطہ قائم کرے اور ہر صورت میں **نبطیوں** کو شکست دینے کی کوشش کرے۔

بحری بیڑے کے ذریعے جو دوسرا لشکر روانہ کیا گیا تھا اس نے بحری بیڑے کے ساتھ سیدھا ایلہ کی بندرگاہ کا رخ کیا۔

اب ٹائبرس کی حکمت عملی یہ تھی کہ ایک لشکر مصر سے گالس اور اسٹرابو کی کمانڈری میں صحرائے سینا سے ہوتا ہوا آگے بڑھے۔ ایک لشکر براہ راست بحری بیڑے کے ذریعے ایلہ کی بندرگاہ کا رخ کرے۔ عین اس وقت ہیرو دیس بھی اپنے لشکر کے ساتھ نکلے۔ اس طرح رومنوں کا شہنشاہ ٹائبرس چاہتا تھا کہ تین مختلف سمتوں سے تین بڑے بڑے لشکر **نبطیوں** کے مرکزی شہر کا رخ کریں۔ شہر کا گھیراؤ کریں اور ہر صورت میں **نبطیوں** کو اپنے سامنے جھکانے کی کوشش کریں۔ ادھر نبطی طلایہ گر اور جاسوس بھوکے پرندوں کی طرح اپنے دشمنوں کے ارد گرد منڈلاتے پھر رہے تھے۔ نبطی طلایہ گر مصر کے اندر دور تک اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔ لہٰذا رومنوں کے شہنشاہ ٹائبرس نے جو لشکر **نبطیوں** کو زیر کرنے کیلئے روانہ کئے تھے اس کی خبریں نبطی طلایہ گروں نے اپنے بادشاہ حارث تک پہنچا دی۔ تھیں۔ لہٰذا حارث دشمن سے نمٹنے کیلئے محتاط اور تیار ہوگیا تھا۔

○

حبیب بن عثمان ایک روز سعید قلیس اور شناطر کے ساتھ اپنے نخلستان میں ٹہل رہا تھا اور سمولا دونوں اس کے ساتھ تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

اپنی حویلی کے باہر حبیب بن عثمان اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سعید قلیس اور شناطر بھی اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تھے۔ پھر حبیب بن عثمان نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والا سعید کا بڑا بھائی اور حبیب بن عثمان کا ماموں زاد علی تھا۔ جونہی علی نے اپنے سامنے حبیب بن عثمان اور سعید کو دیکھا اس کی خوشی اس کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بھاگ کر آگے بڑھا۔ باری باری وہ حبیب بن عثمان اور سعید سے ملا۔ پھر دروازے پر کھڑے ہوکر اپنے اہل خانہ کو زور زور سے پکارتے ہوئے وہ حبیب بن عثمان اور سعید کی آمد کی اطلاع کررہا تھا۔

علی کی پکار پر گھر کے سارے افراد صحن کی طرف بھاگے اور باری باری حبیب بن عثمان اور سعید سے ملنے لگے تھے۔ آخر میں عبیرہ اپنی خالہ اور حبیب بن عثمان کی ماں کو لیکر حویلی کے اندرونی حصے سے نکلے۔ اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان اور سعید دونوں اس کی طرف بڑھے۔ حبیب کچھ دیر تک بڑھے غور سے اپنی ماں کی طرف بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اس دوران عبیرہ نے بڑی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حبیب اور سعید دونوں کو خوش آمدید کہا پھر وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی اس لئے کہ اس نے دیکھا کہ حبیب بن عثمان بڑا سنجیدہ تھا۔

کچھ دیر تک اپنی ماں کو غور سے دیکھنے کے بعد حبیب بن عثمان آگے بڑھا۔ اپنی ماں کے پاؤں کے قریب وہ بیٹھ گیا۔ اپنے دونوں ہاتھ اپنی ماں کے پاؤں پر رکھے پھر لرزتی ہوئی آواز میں اس سے کہہ رہا تھا۔

"اے میری ماں! جس گروہ نے تمہیں تمہاری بصارت سے اور مجھے میرے باپ سے محروم کیا اس گوہ کے تین سرکردہ رہنما تھے۔ ایک میرے ساتھ انفرادی مقابلے میں مارا گیا دو کو پکڑ کر میں تمہارے پاس لیکر آیا ہوں۔"

حبیب بن عثمان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسے رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی ماں نے نیچے جھک ٹٹولتے ہوئے اس کے شانوں سے پکڑا اوپر اٹھایا پھر اسے اپنے گلے سے لگاتے ہوئے اس کا منہ اس کی پیشانی چومی پھر ایک عجیب سی مامتا بھری حدت میں اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"میرے بیٹے میرے بچے تو نے اپنی کامیابی کو حاصل کرکے میری روح کو جگمگا دیا۔ میرے کٹھن لمحوں کو پگھلا کر رکھ دیا ہے۔ لاریب تو نے میرے لئے اس گھٹاٹوپ اندھیروں کی شب کا کام تمام کردیا ہے جو اندھے خیالات کی تخم ریزی کرتی تھی۔ میں اس رب ذوالجلال کی ممنون اور شکر گزار ہوں جس نے تمہیں اس بے کتراں اور بے پایاں مہم اور شعلہ فشاں آتش جیسی منزل میں کامیاب اور کامران رکھا۔

میرے بیٹے تو نے اپنی کارگزاری سے میرے ماضی اور حال کو روشن مستقبل سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ میرے فرزند تو میری مامتا کے آسمان پر ٹھنڈی کرنیں بکھیرتا مہتاب ساون بھادوں کا رنگ صحرا میں کھلتا پھول ہے۔

تیرے باپ کے لہو کی لکیریں میرے لئے ہر روز سسکتے تڑپتے الفاظ کی داستانیں رقم کرتی تھیں۔ پر تو نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیکر اور ان کے سرکردوں کو زندہ پکڑ کر میری آنسوؤں کی پھوار کو التفات کے پھولوں' غم دہر کی تلچھٹ کو امیدوں کے کھلوں اور شب ہجر کے زہر کو میرے لئے خواب زادوں کے سکون میں تبدیل کردیا ہے۔ تو نے کیا خوب قدیم رسموں' کہنہ روایات اور پرانے اساطیری قوانین اور عقائد کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے باپ کے قاتلوں پر گرفت کی۔ میرے بچے تو یقیناً میری اور اپنے مرنے والے باپ کی عظمت کی سطوت' ہمارے خاندان کے ترکش کا آخری تیر انقلاب زمانہ میں قانون فطرت کے رخ حرکت میں آنے والا نیک خو فرزند ہے۔ میں تیری شجاعت' تیری فرمانبرداری اور تابعداری' تیری سعادت مندی پر اپنی خوشی اور اپنے اطمینان کا اظہار کرتی ہوں۔"

یوباب جب خاموش ہوئی تب حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"اے میری مہربان ماں! تجھے میری تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تیرا بیٹا ہوں۔ جب تک میرے جسم کے اندر خون کا آخری قطرہ بھی رواں دواں ہے میں اسے بھی تیرے لئے خوشیاں حاصل کرنے کیلئے نچھاور کرسکتا ہوں۔

ماں میں پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں کہ جن دشمنوں نے ہم پر مظالم کئے ان کی کثیر تعداد کو تہہ تیغ کردیا گیا ہے۔ کچھ اپنی جانیں بچا کر انجانی منزلوں کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ تاہم ان کے جو تین رہنما تھا ان میں ایک تو میں پہلے ہی قتل کرچکا ہوں۔ دو

www.pdfbooksfree.pk

یہاں پکڑ کر لایا ہوں وہ اس وقت میری پشت پر کھڑے ہیں۔ بتا میری ماں ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔ انہیں کیا سزا دینی چاہئے۔ اس موقع پر یوباب کے چہرے پر بڑی خوش کن سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ ایک بار پھر اس نے حبیب بن عثمان کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اس نے کان میں سرگوشی کی۔"

"میرے بیٹے تیرا گھر آباد کرنا میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ تو نے قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک تو دشمنوں سے انتقام نہیں لے لیتا اس وقت تک تو شادی نہیں کرے گا۔ میرے بچے اب جبکہ تو اپنی قسم کو پورا کر چکا ہے تو کیا تو شادی پر آمادہ ہو جائے گا۔"

اپنی ماں کے ان الفاظ پر حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی۔ اپنا منہ وہ اپنی ماں کے کان کے قریب لے گیا اور مسکراتی سرگوشی میں کہنے لگا۔

"اے میری ماں میں ضرور تیری خواہش کا احترام کروں گا۔"

یوباب پھر کھلکھلاتی آواز میں بول پڑی۔ کیا تو روزال سے شادی کرے گا۔ تمہاری غیر موجودگی میں عبیرہ مجھے بتاتی رہی ہے کہ اس جیسی خوبصورت لڑکی مشکل سے ہی ملے گی۔ عبیرہ نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ روزال بے پناہ حد تک تمہیں چاہتی اور تم بھی اسے پسند کرتے ہو۔"

حبیب بن عثمان کچھ دیر تک اپنی ماں کی طرف دیکھتا رہا اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھلتی رہی۔ پھر وہ چہکنے والے انداز میں بول پڑا۔

"اے میری ماں جو کچھ تم کہہ رہی ہو بالکل درست ہے میں روزال کو پسند کرتا ہوں۔ وہ بھی مجھے چاہتی ہے اور میں اس سے شادی کروں گا۔ اے میری ماں جن دو بڑے مجرموں کو میں پکڑ کر لایا ہوں ان کو سزا دینا دینے بعد میں رقیم شہر جاؤں گا وہاں سے روزال کو میں اپنے نخلستان میں لاؤں گا اور یہیں اپنے نخلستان میں ہی اس سے شادی کروں گا۔"

اپنا چہرہ آگے بڑھاتے ہوئے اور حبیب بن عثمان کا منہ ٹٹولتے ہوئے یوباب نے پھر ایک بار اس کی پیشانی چومی اور کہنے لگی۔

"میرے بچے میرے فرزند میری دعا ہے کہ خداوند قدوس تیری ساری زندگی کی

خوشیوں اور طمانیت سے مامور کرے۔"

اپنی ماں کو بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دیکھ کر حبیب بن عثمان پھر اپنے اصل موضوع پر آیا۔

"ماں تو نے مجرموں کیلئے سزا تجویز نہیں کی اس لئے کہ اب تو ہی ان کیلئے سب سے بڑی عدالت' اب تو ہی ان کیلئے قاضی اور محتسب ہے۔ بتا میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ جو سزا تو ان کیلئے تجویز کرے گی اس پر عمل کیا جائے گا۔"

یوباب کا مسکراتا چہرہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اب اس کے چہرے پر قہرمانیاں اور انتقام کی چنگاریاں رقص کرنے لگی تھیں۔ تھوڑی دیر تک اس کی ایسی ہی کیفیت رہی۔ وہ سوچتی رہی پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"حبیب میرے بیٹے جن دو مجرموں کو تم پکڑ کر لائے ہو ان کے نام کہو۔"

حبیب نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی ماں کے کندھوں پر رکھ دیئے۔

"ماں ان دونوں کے نام برابا اور سمولا ہیں۔ اور ان کا تیسرا ساتھی جس کا نام زابو تھا پہلے ہی میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ جس گروہ کے لوگوں نے میرے باپ کو قتل کیا برابا اس گروہ کا سرکردہ ہے اور سمولا اس کا دست راست ہے۔"

یوباب پھر کچھ دیر سوچتی رہی۔ پھر آخری فیصلہ دینے کے انداز میں بول پڑی۔

"میرے بچے اپنے دونوں دشمنوں کو اپنے باپ کی قبر پر لے جاؤ وہیں جا کر ان دونوں کا خاتمہ کرو تاکہ تیرے باپ کی روح بھی پرسکون ہو کہ تو نے اپنے باپ کے قاتلوں سے کیا خوب انتقام لیا۔ ساتھ ہی دیکھنے والوں کو بھی عبرت ہو کہ برائی کا انجام کیا برا اور بھیانک ہوتا ہے۔"

حبیب بن عثمان پیچھے ہٹا۔ سعید کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سعید میرے بھائی اپنے' میرے' قلیس اور شناطر چاروں کے گھوڑوں کو اصطبل لے جاؤ۔" پھر حبیب بن عثمان نے عبیرہ کو مخاطب کیا۔

"عبیرہ میری بہن میرے گھوڑے کے ساتھ جو خرجینیں بندھی ہیں وہ سنبھال لینا ان میں کافی سامان ہے۔"

عبیرہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی۔ پھر وہ حبیب بن عثمان کے

www.pdfbooksfree.pk

گھوڑے کی طرف چلی گئی تھی۔

حبیب بن عثمان نے پھر سعید کو مخاطب کیا۔

"سعید گھوڑوں کو اصطبل میں باندھنے کے بعد واپس آؤ اس کے بعد اپنے کام کی ابتداء کریں۔ سعید چاروں گھوڑوں کو پکڑ کر اصطبل کی طرف چلا گیا تھا جبکہ عبیرہ حبیب بن عثمان کے گھوڑے سے سامان اتارنے لگی تھی۔ سعید پھر واپس آکر قلیس اور شناطر کے پاس آن کھڑا ہوا تھا۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان نے اپنے اہل خانہ کو مخاطب کیا۔ "آپ سب لوگ یہیں رہیں میں اپنے ان دو ساتھیوں اور سعید کے ساتھ جاتا ہوں اور ان مجرموں کیلئے میری ماں نے جو سزا تجویز کی ہے اس پر عمل کرتا ہوں۔"

گھر کے سارے افراد نے حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر حبیب بن عثمان نے برابا اور سمولا کی طرف دیکھا۔ "برابا اور سمولا یہ خاتون جو بصارت سے محروم ہے یہ میری ماں ہے اور اسے بصارت سے محروم تم لوگوں نے ہی کیا ہے۔ میری ماں نے تم دونوں کیلئے سزا تجویز کردی ہے میں تم دونوں کو اپنے باپ کی قبر پر لے جاؤں گا اور وہاں تم دونوں کے سر کاٹوں گا۔ تم دونوں کے سر کاٹنا ہی میرے اور میرے خاندان والوں کی خوشی اور خوشنودی ہے۔

تم دونوں کو پکڑ کر لانا ضروری تھا۔ اس لئے کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک تم لوگوں سے انتقام نہیں لیتا اس وقت تک شادی نہیں کرتا۔ اگر خاتمہ ہی کرنا ہوتا تو میں تم دونوں کا وہیں صیدا اور صور شہر کے درمیان ہی کردیتا۔ لیکن تمہیں یہاں زندہ پکڑ کر لانا ضروری تھا اس لئے کہ تم سے انتقام لینے کے بعد ہی میں اپنی ازدواجی زندگی کی ابتداء کرسکتا ہوں۔ اب میرے آگے آگے ہو لو میرا بھائی سعید تم دونوں کے آگے چلے گا تم دونوں کو قبرستان کی طرف لے جایا جائے گا وہاں میں اپنے باپ کی قبر پر تم دونوں کا خاتمہ کروں گا تاکہ میرے باپ کی روح کو سکون ہو اور وہ جانے کہ جن اوباشوں اور بدمعاشوں نے اس کا خاتمہ کیا ان کا انجام کیسا برا اور عبرتناک ہوا۔"

برابا اور سمولا دونوں اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ وہ کپکپا رہے تھے۔ ایسا محسوس

کررہے تھے کہ جیسے ان کے پاؤں تلے سے کسی نے زمین کھینچنا شروع کردی ہو۔ ان کی حالت دیکھتے ہوئے حبیب بن عثمان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"تم لوگ ساری زندگی ڈاکہ زنی کرتے رہے ہو۔ بے گناہ لوگوں پر موت مسلط کرتے رہے ہو۔ اب جبکہ خود تم پر قضا اور مرگ سائبان کی طرح چھانے لگی ہے تو کانپنے کیوں لگے ہو۔ چلو حویلی سے باہر نکلو۔" ساتھ ہی حبیب بن عثمان نے سعید کی طرف دیکھا۔ "سعید تم آگے چلو سیدھا قبرستان کا رخ کرو۔ برابا اور سمولا تمہارے پیچھے پیچھے چلتے ہیں جبکہ میں، قلیس اور شناطر ان دونوں کے پیچھے رہتے ہیں۔"

سعید دروازے کی طرف ہو لیا۔ برابا اور سمولا بے حس و حرکت اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ اس موقع پر بڑے ہولناک انداز میں حبیب بن عثمان غرایا۔

"برابا اور سمولا تم نے میرے الفاظ نہیں سنے۔ میرا بھائی سعید باہر نکل گیا ہے۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم دونوں اس کے پیچھے پیچھے ہو لو گے فوراً" مڑو اور قبرستان کی طرف چلو۔ اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے کے ساتھ حبیب بن عثمان نے اپنی تلوار بے نیام کرلی تھی۔ اس کی تلوار کی چمک اور تیزی دیکھتے ہوئے برابا اور سمولا لرز گئے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف بھرپور نگاہوں سے دیکھا۔ کوئی فیصلہ کیا پھر مڑے اور چپ چاپ سعید کے پیچھے ہولئے تھے جبکہ حبیب بن عثمان، قلیس اور شناطر ان دونوں کے پیچھے چل دیئے تھے۔

قبرستان میں داخل ہونے کے بعد سعید، حبیب بن عثمان کے باپ کی قبر کے قریب رک گیا۔ حبیب بن عثمان نے پہلے قبر کا جائزہ لیا۔ قبر پر تازہ پھول بکھرے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر حبیب بن عثمان تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا۔ پھر اچانک اس پر جنون سوار ہوا۔ ایک دم وہ برابا کی طرف بڑھا۔ اس کی گردن پر اپنی تلوار کے دستے کی ایسی ضرب لگائی کہ برابا قبر کے قریب گر گیا۔ برابا کو گھسیٹ کر حبیب بن عثمان قبر کے پاؤں کی طرف لایا۔ پھر اس کی تلوار اٹھی اور ایک ہی وار میں اس نے برابا کی گردن کاٹ دی تھی۔

فضاؤں میں ہولناک چیخ بلند ہوئی تھی۔ برابا کا خون قبرستان میں بہنے لگا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے سمولا کا رنگ ہلدی اور سرسوں ہوکر رہ گیا تھا۔ اپنی خون آلود

تلوار لہراتا ہوا حبیب بن عثمان سمولا کے قریب آیا۔

پشت کی جانب سے اس نے اس کی گردن پر گرفت کی۔ اسے گھسیٹتا ہوا وہیں لایا جہاں اس نے برابا کی گردن کاٹی تھی۔ پھر اچانک باری باری حبیب بن عثمان نے سمولا کے گھٹنوں پر ایسی ضربیں لگائیں کہ سمولا دو زانوں سا ہو کر زمین پر گر گیا۔

جونہی وہ زمین پر گرا حبیب بن عثمان نے پھر اپنی تلوار بلند کی۔ برابا کی طرح اس نے سمولا کی بھی گردن کاٹ دی تھی۔

حبیب بن عثمان کچھ دیر تک اپنے چہرے پر انتہا درجہ کی سختی بکھیرے برابا اور سمولا کی لاشوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنی تلوار صاف کرکے اس نے نیام میں ڈال لی۔ اس کے بعد وہ قلیس اور شناطر کی طرف آیا۔ کچھ دیر تک دونوں کو غور سے دیکھتا رہا پھر ان دونوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"میرے مہربان ساتھیو! اس سے پہلے میں تم دونوں کا شکریہ ادا نہ کرسکا۔ تم دونوں نے میرے اور سعید کے ساتھ جس کارگزاری کا مظاہرہ کیا ہے اس کیلئے میں تم دونوں کو سلام کرتا ہوں۔ تم دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ شناطر بول پڑا۔

"امیر! آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں ہم نبطی ہیں۔ آپ نبطیوں کے لشکر کے سالار اعلیٰ ہیں۔ سالار اعلیٰ کی حیثیت سے آپ ہمارے امیر ہیں۔ اس لئے کہ ہم دونوں بھی لشکر میں شامل ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر ہمارا اور آپ کا زندان میں جھگڑا ہوا تھا۔ لیکن اسے تو ہم اپنے ذہن سے کھرچ کر نکال چکے ہیں۔ قسم ہمیں آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے کی میں اور قلیس دونوں آپ کی خوشی اور خوشنودی کیلئے اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتے ہیں۔"

حبیب بن عثمان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ آگے بڑھ کر اس نے شناطر کا شانہ تھپتھپایا پھر اس نے دونوں کو مخاطب کیا۔

"میری تم دونوں سے التماس ہے کہ چند روز تک تم ہمارے ہاں ہمارے نخلستان میں قیام کرو۔ اس کے بعد میں، سعید اور تم دونوں اکٹھے ہی رقیم شہر کا رخ کریں گے۔"

قلیس اور شناطر نے حبیب بن عثمان کی اس پیشکش کو قبول کرلیا۔ پھر حبیب بن عثمان اور سعید دونوں قلیس اور شناطر کو لیکر اپنی حویلی کی طرف جارہے تھے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

چاند کی شمع اپنی پوری آب و تاب سے روشن تھی۔ رات کے آخری لمحوں پر نیند کی بازگشت ختم ہوچکی تھی۔ آسمان سے چاندنی آبشاروں کی طرح بہہ نکلی تھی۔ زخموں کا مرہم بنتے وقت صحرائی ٹیلے سرجھکائے چپ کھڑے تھے۔

صحرائی بستیوں اور نخلستانوں میں لوگ بیدار ہونے لگے تو مرغ اذانیں دے رہے تھے۔ خاموشی کی زبان آہستہ آہستہ کھل رہی تھی۔ سنسان رات کی اذیت پوشی میں دائم خانہ بدوش صحرائی بھیڑیئے گوشہ گیر ہو گئے تھے۔

حبیب بن عثمان اچانک نیند سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے سے نکل کر حویلی کے صحن کی طرف بھاگا۔ اس لئے کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے نخلستان میں کچھ اس طرح چاروں طرف بلند شور کھڑا ہوا تھا۔ گویا رات کے سینے کے ویران گوشوں اور دشت کے خارداروں میں بے شمار لوگوں نے صحرا کے شکستہ کواڑوں پر برہم مزاج دستک دینی شروع کردی ہو۔ ختم ہوتی سنگیں رات میں اچانک چاروں طرف شور و غل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

صحن میں آکر حبیب بن عثمان نے ایک جگہ کھڑے ہوکر آوازوں کو سننا چاہا تھا۔ اسے کوئی خیال گزرا۔ بھاگتا ہوا وہ اپنے کمرے میں گیا اور اپنے آپ کو مسلح کرکے لوٹا۔ اتنی دیر تک سعید' علی اور گھر کے دوسرے افراد بھی صحن میں آن جمع ہوئے تھے۔ اپنے آپ کو مسلح کرنے کے بعد جب حبیب بن عثمان نے حویلی کے صدر دروازے کی طرف جانا چاہا تو اچانک عبیرہ اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ "میرے بھائی باہر کیا ہورہا ہے۔ ابھی تک ہمیں کوئی خبر نہیں آپ باہر نہیں جائیں گے۔ اگر آپ نے جانے کی کوشش کی تو میں آپ کو نہیں جانے دوں گی۔

دروازے کی طرف جاتے جاتے حبیب بن عثمان رک گیا۔ اتنی دیر تک سعید اور

علی بھی اس کے سامنے آن کھڑے ہوئے۔ گھر کے دیگر افراد اس کے پاس آگئے۔ عبیرہ پھر بول پڑی۔ "ضد نہ کیجئے گا میں کہہ رہی ہوں میں آپ کو باہر نہیں جانے دوں گی۔"

حبیب بن عثمان مسکرا دیا۔ بڑے پیار سے اپنا ہاتھ عبیرہ کے سر پر رکھا پھر شفقت بھری آواز میں کہنے لگا۔

"میری بہن مجھے باہر جانے دو میں دیکھوں تو یہ ہمارے نخلستان کے چاروں طرف شور کیسا ہے۔"

عبیرہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ دروازے پر زور دار دستک ہوئی۔ حبیب بن عثمان نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کرلی تھی۔

علی اور سعید پہلے ہی مسلح ہوکر صحن میں آئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی تلواریں کھینچ لی تھیں۔ عبیرہ کا رنگ ہلدی ہوگیا تھا۔ گھر کے سارے افراد فکر مند تھے۔ عبیرہ خود دروازے کی طرف گئی اور دھیمے لہجے میں اس نے پوچھا۔

"کون ہے۔"

جواب میں مسکراتی خوشیاں برساتی آواز سنائی دی۔

"عبیرہ دروازہ کھول میں عریب ہوں۔"

ان الفاظ پر عبیرہ حبیب بن عثمان' سعید علی اور گھر کے دیگر افراد کے چہروں پر اطمینان اور مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر حبیب بن عثمان نے سب کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"یہ ختم ہوتی رات کے وقت عریب یہاں کیا کرنے آئی ہے لگتا ہے پورا لشکر ہمارے نخلستان کے اردگرد خیمہ زن ہوچکا ہے۔ عریب اکیلی نہیں اس کے ساتھ اور بہت سے لوگ ہیں۔"

عبیرہ نے ابھی دروازہ کھولنا ہی شروع کیا تھا کہ باہر سے عریب کی آواز سنائی دی۔

"ابن عثمان میرے بھائی میں آپ کی گفتگو سن چکی ہوں۔ میں اکیلی نہیں میرے ساتھ اور بہت سے لوگ ہیں۔"

www.pdfbooksfree.pk

عبیرہ دروازہ کھول چکی تھی۔ دروازہ کھلنا تھا کہ سب لوگ مزید دنگ رہ گئے اس لئے کہ دروازے پر خود نبطیوں کا بادشاہ حارث' اس کا بیٹا مالک بن حارث' دوسرا بیٹا زیبال بن حارث' ان کے علاوہ عریب' حویلہ' شہیر' رعما' السار سب سے بڑھ کر عریب کے پہلو میں اوزال کھڑی ہوئی تھی۔

حبیب بن عثمان کچھ دیر تک بڑی حیرت سے سب کو دیکھتا رہا پھر حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کرسکوں۔ میں اپنی حویلی کے اندر ایسی کوئی جگہ نہیں پاتا جہاں میں نبطیوں کے عظیم الشان حکمران کے قیام کا اہتمام کروں۔"

اس پر حارث نے ایک قہقہہ لگایا اندر داخل ہوکر حبیب بن عثمان کے قریب آیا۔ اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اس کا شانہ تھپتھپایا پھر کہنے لگا۔

"سب سے پہلے تو میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں کہ تم نے برابا اور اس کے ساتھی سمولا دونوں کو زندہ گرفتار کیا۔ اس لئے کہ جو خفیہ قوتیں یوساف کے ساتھ رابطہ رکھتیں اور یوساف ان کی خبریں تم تک پہنچاتا ہے وہی یوصاف میرے پاس گیا اور مجھے تمہارے پورے حالات سے تفصیل سے آگاہ کیا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ برابا اور سمولا کا تم نے کیا کیا۔"

حبیب بن عثمان جھٹ سے بول پڑا۔

"میں نے ان دونوں کا فیصلہ کرنے میں تاخیر نہیں کی۔ یہاں پہنچنے کے بعد میں نے اپنی ماں سے گفتگو کی۔ اسے اپنی مہم کی کامیابی کی خبر دی پھر ان دونوں کو میں اپنے باپ کی قبر پر لے گیا اور دونوں کا خاتمہ کردیا۔"

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو پر اوزال بڑے فخریہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس وقت چونکہ حارث' ابن عثمان سے مخاطب تھا۔ لہٰذا آگے بڑھ کر وہ حبیب بن عثمان سے مخاطب نہ ہوسکی تھی۔ تاہم وہ بڑے پیارے اور عجیب و غریب مٹھاس بھرے انداز میں حبیب بن عثمان کی طرف دیکھے جارہی تھی۔ حارث نے پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

بیٹے میرے سوال کا جواب تو تم نے دے دیا۔ اب میں تمہارے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ تم نے کہا تھا میرے قیام کا کہاں بندوبست کروں تو سنو یہ حویلی میرے بیٹے حبیب بن عثمان کی حویلی ہے اور بیٹے کی حویلی میں اگر میں صحن میں بھی بیٹھ گیا تو یہ میرے لئے فخر کا مقام ہوگا۔ میں تمہارے نخلستان میں دو اہم کاموں کے سلسلے میں آیا ہوں۔

حبیب بن عثمان نے بیچ میں بولتے ہوئے فوراً" بات کاٹ دی۔

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اندر آئیں اور حویلی میں سکون سے بیٹھ کر بات کریں۔" حارث کہنے لگا۔

بیٹے اس طرح تمہارے گھر کے افراد زحمت کا شکار ہوں گے۔ سب لوگوں کو آرام کرنے دو میرے خیال میں تم اور سعید میرے ساتھ لشکر گاہ میں چلو وہاں میرے خیمے میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں۔

میں تم سے دو موضوعات پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک موضوع پر تو میں یہیں گفتگو کرلیتا ہوں دوسرا موضوع لشکر گاہ میں جاکر چھیڑیں گے۔

پہلا موضوع یہ ہے کہ تم نے قسم کھائی تھی کہ جب تک برابا اور اس کے ساتھیوں سے انتقام نہیں لے لیتے شادی نہیں کرو گے۔ اب جبکہ تم اپنے اس فرض کو ادا کرچکے ہو تو سب سے پہلے یہاں تمہارے نخلستان میں تمہاری شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔

پہلے میرا ارادہ تھا تمہیں تمہارے نخلستان سے رقیم شہر لایا جائے گا اور وہیں بڑے شاہانہ طریقے سے تمہاری شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔

لیکن سارے بچوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ جس طرح ان سب کی شادیاں تمہارے نخلستان میں ہوئیں اس طرح تمہاری اور اوزال کی بھی شادی بڑی دھوم دھام سے تمہارے نخلستان میں ہوگی۔ تم دونوں کی شادی نہ صرف بڑی بلکہ تمہاری ماں اور تمہارے اہل خانہ کی سب سے بڑی خوشی ہوگی۔

یہ تو ایک موضوع ہے جس پر میں تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا تھا دوسرا موضوع لشکر گاہ میں جاکر چھیڑیں گے۔

www.pdfbooksfree.pk

حارث رکا لمحہ بھر کیلئے کچھ سوچا پھر عبیرہ کی طرف اس نے دیکھا۔

عبیرہ بیٹی تم ان سب بہنوں کا اپنی اس حویلی میں رہنے کا بندوبست کرو۔ آنے والا دن ہم سب کیلئے بے پناہ خوشیوں کا دن ہے۔ سب مل کر حبیب بن عثمان اور روزال کی شادی کی تیاریاں شروع کرو اور روزال بھی تمہارے ساتھ یہیں رہے گی۔ میں حبیب بن عثمان اور سعید کو اپنے ساتھ لے جارہا ہوں۔

حارث کے ان الفاظ پر عبیرہ بے پناہ خوشی کا اظہار کررہی تھی۔ پھر حبیب بن عثمان اور سعید کو اپنے ساتھ لے گیا۔ مالک اور زیبال بھی ساتھ چلے گئے تو عبیرہ نے حویلی کا دروازہ بند کیا پھر وہ سب کو حویلی کے اندرونی حصے کی طرف لے جارہی تھی۔

حارث' حبیب بن عثمان' مالک' زیبال اور سعید لشکر گاہ میں داخل ہوئے۔ حارث کا خیمہ نصب ہوچکا تھا۔ لہٰذا وہ سب کو لیکر اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ نشستوں کا بھی اہتمام کیا جاچکا تھا۔ سب وہاں بیٹھ گئے۔ دیر تک گفتگو کا آغاز کرنے کیلئے حارث سوچتا رہا پھر بول اٹھا۔

"حبیب بن عثمان تمہاری شادی کے موضوع پر تمہاری حویلی میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کرچکا ہوں۔ اب اس موضوع پر میں مزید گفتگو نہیں کروں گا۔

میرے بیٹے میں اب اصل موضوع کی طرف آرہا ہوں۔ تم دیکھتے ہو کہ میں اپنے سارے لشکر کے ساتھ تمہارے نخلستان کی طرف آیا ہوں۔ لشکر کا ایک چھوٹا حصہ میں نے رقیم شہر کی حفاظت پر چھوڑا ہے۔ حبیب جو گفتگو میں تم سے کرنے والا ہوں وہ بڑی اہم ہے۔

بات کچھ یوں ہے کہ رومنوں کے شہنشاہ ٹائیبرس کے پاس رومنوں اور ہیرودیس کی شکستوں کے علاوہ دمشق کے بادشاہ حداد بن مدار کی شکست کی بھی خبر پہنچ چکی ہے۔ یہ خبریں سن کر وہ بے حد سیخ پا اور برہم ہوا ہے۔

اس نے اپنے بحری بیڑوں کے ذریعے دو لشکر روانہ کئے ہیں۔ ایک مصر کی سر زمین پر اتر گیا ہے۔ وہ لشکر گالس اور سٹرابو کی کمانڈری میں کام کرے گا۔ گالس اور سٹرابو کو رومنوں کے شہنشاہ ٹایبرس نے حکم دیا ہے کہ وہ اپنے طور پر بھی ایک لشکر تیار کریں پھر دونوں لشکروں کو لیکر ہماری سرزمینوں کی طرف بڑھیں۔

رومنوں کا دوسرا بڑا لشکر اپنے بحری بڑے میں ایلہ کی بندرگاہ کا رخ کئے ہوئے ہے۔ ابھی تک وہ ایلہ کی بندرگاہ تک نہ پہنچا نہ وہاں لنگر انداز ہوا ہے۔

"جس طرح خبریں ہمارے ناظروں نے پہنچائی ہیں ان کے مطابق اسٹرابو اور گالس متحدہ لشکر کو لیکر مصر سے نکلیں گے۔ رومنوں کا جو لشکر بحری بیڑے کے ذریعے ایلہ پہنچے گا وہ ایلہ کو اپنا مرکز بنائے گا۔ اپنی قوت وہاں استوار کرنے کے بعد وہ بھی ہمارے مرکزی شہر کا رخ کرے گا اور تیسری بڑی قوت کے طور پر ہیرودیس اپنی سرزمینوں سے نکل کر ہمارے شہروں کا رخ کرے گا۔ اس طرح تین اطراف سے تین مختلف قوتیں ہم پر حملہ آور ہونے کی کوششیں کریں گی۔"

رومنوں کے شہنشاہ ٹائیبرس نے صاف طور پر احکامات جاری کئے ہیں کہ اس بار ہر صورت میں نبطیوں کو شکست سے دوچار کیا جائے۔ اس نے اپنے جرنیلوں کو یہ بھی احکامات دیئے ہیں کہ وہ کسی بھی صورت شکست کی خبر سننا پسند نہیں کرے گا۔"

حارث رک گیا۔ کچھ دیر گہری سوچوں میں کھویا رہا اس کے بعد اس نے حبیب بن عثمان کو دوبارہ مخاطب کیا۔

"ابن عثمان یہی وہ موضوع ہے جس پر میں تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے میں نے یہ خبر اپنے بیٹے مالک اور زیبال سے کہہ دی ہے لیکن ہم نے ابھی تک یہ طے نہیں کیا کہ دشمن سے کس طرح نمٹا جائے گا۔ اب جبکہ تم بھی یہاں موجود ہو سعید بھی یہیں ہے تو باہم صلاح مشورہ کرو اور یہ طے کرو کہ تین محاذوں سے ہم پر وارد ہونے والے دشمن سے کس طرح نمٹا جائے گا۔"

حبیب بن عثمان کی گردن جھک گئی تھی۔ سعید مالک اور زیبال بھی گہری سوچوں میں کھو گئے تھے۔ خود حارث بھی تفکرات میں ڈوب چکا تھا۔ کچھ دیر تک خیمے کے اندر گہری خاموشی چھائی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ حبیب بن عثمان نے گردن سیدھی کی۔ اس موقع پر اس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم تھا۔ پھر اس نے حارث کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے وہ میں آپ سے کہتا ہوں۔ اگر آپ یہ تجویز [illegible] پر عمل کرکے ہم تینوں قوتوں کو رفع اور دفع کرسکتے ہیں تو میرے خیال

www.pdfbooksfree.pk

میں وہ تجویز ہمارے لئے سود مند رہے گی۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر حارث ہی نہیں مالک اور زبال بھی چونکے تھے۔ پھر سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔ حبیب بن عثمان پھر بول پڑا۔

"جو تجویز میرے ذہن میں آئی ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمیں پیرو دیس کے علاقوں کا رخ کرنا چاہئے۔ یقیناً ہیرودیس ہمارے حملے کیلئے تیار نہیں ہوگا۔ وہ تو یہ امید لگائے بیٹھا ہوگا کہ ہم مصر اور ایلہ کی بندرگاہ کی طرف سے آنے والے رومنوں کے لشکروں سے نمٹنے کیلئے تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔"

"میری تجویز کچھ اس طرح ہے کہ پوری طاقت اور قوت سے ہیرودیس پر حملہ آور ہوں۔ اس کی طاقت اور قوت کو تہس نہس کر دیں جس طرح ہم نے دمشق کے بادشاہ حداد بن مدار کی کمر توڑ کر رکھ دی اس طرح ہیرودیس کو بھی بالکل تھوڑ پھوڑ دیا جائے۔ کوشش یہ کی جائے کہ ہیرودیس کی بیوی ہیرودیہ کو زندہ گرفتار کرلیا جائے کیونکہ اس کے کہنے پر اللہ کے نبی یحییٰ علیہ اسلام کو قتل کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس ہیرودیہ کو اپنے اس جرم کی سزا ضرور ملنی چاہئے۔

ہیرودیس کی مملکت کو تباہ و برباد کرنے اور اس کی کمر توڑنے یا ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ دونوں کو قتل کرنے کے بعد ہم اگلا قدم کچھ اس طرح اٹھائیں گے کہ لشکر کو دو برابر حصوں میں تقسیم کردیا جائے۔ میں اور سعید اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف بڑھیں۔ راستے میں یہ مشہور کرتے جائیں کہ چونکہ گالس اور سٹرابو مصر سے نکل کر نبطیوں کے علاقوں کی طرف آنے والے ہیں لہٰذا ہم گالس اور سٹرابو پر شب خون ماریں گے۔ اس طرح ہمارے مخبر ہمارے طلایہ گر بھی یہ خبر چاروں طرف مشہور کرتے رہیں گے۔

میں دن کی روشنی میں سفر کرتا رہوں گا۔ رات کو پڑاؤ کرکے لشکریوں کو آرام فراہم کرتا رہوں گا۔ میرے پیچھے پیچھے آپ بھی جنوب کی طرف مالک اور زبال کو لیکر کوچ کرجایئے گا۔ آپ کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ آپ دن کے وقت پڑاؤ کرلیا کریں رات کے وقت سفر کیا کریں گے۔ میرے اور آپ کے درمیان ایک دن کی منزل کا فرق ہونا چاہئے۔"

صحرائے سینا میں پہنچ کر میں پڑاؤ کرلوں گا۔ ساتھ ہی مخبر بھی صحرائے سینا اور ایلہ کی بندرگاہ کی طرف پھیلا دوں گا تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت پر گہری نگاہ رکھیں۔

"پھر آپ سے مکمل رابطہ رکھنے کے بعد میں ایک روز رات کے پہلے حصے میں آگے پیش قدمی کرنے کے بجائے ایک دم ایلہ کی بندرگاہ کی طرف کوچ کرجاؤں گا اور کوشش کروں گا کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے میں ایلہ کے قریب پہنچ جاؤں۔"

جہاں تک ہمارے مخبر اطلاع دے چکے ہیں اس کے مطابق رومنوں کا بحری بیڑا چند روز تک ایلہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوگا۔ اگر میں ان سے پہلے پہنچ گیا تو میں مناسب جگہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرلوں گا۔ لشکر کا نظم و نسق درست کروں گا اور جونہی رومن ساحل پر اترتے ہیں میں ان پر ایسا شب خون ماروں گا کہ سب کو خاک و خون میں ملا کر رکھ دوں گا۔

آپ اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پڑاؤ قائم رکھئے گا جہاں سے میں نے کوچ کیا ہوگا۔ ظاہر ہے گالس اور سٹرابو کے مخبر انہیں بتا دیں گے کہ نبطیوں کے لشکر نے صحرائے سینا میں کسی جگہ قیام کر رکھا ہے۔ لہٰذا گالس اور سٹرابو آپ پر حملہ آور ہونے کیلئے آپ کا رخ کریں گے۔ آپ کے سامنے پڑاؤ کرنے کی کوشش کریں گے۔

اس وقت تک مجھے امید ہے کہ میں رومنوں کے اس لشکر سے نمٹ چکا ہوں گا جو ایلہ کی بندرگاہ پر اترنے کی کوشش کرے گا۔ گالس اور سٹرابو کے پہنچنے تک میں منظر عام پر نہیں آؤں گا۔

بلکہ ایلہ پر اترنے والے رومن لشکر کا خاتمہ کرنے کے بعد میں ان سے حاصل ہونے والے سامان پر چند دستے نگران کے طور پر مقرر کروں گا اور لشکر کے ساتھ میں صحرائے سینا کی بھول بھلیوں میں کھو جاؤں گا لیکن رہوں گا میں آپ کے آس پاس۔

جب گالس اور سٹرابو آپ سے ٹکرائیں گے جنگ کی ابتداء کریں گے تو آپ ان کے سامنے ڈٹ جایئے گا۔ مالک اور زبال آپ کے ساتھ ہیں۔"

"یہاں تک کہتے کہتے حبیب بن عثمان رک گیا پھر یوں بولا جیسے اسے کوئی بات یاد آگئی ہو؟"

یہاں مجھے قلیس اور شناطر کی یاد آئی کیا انہیں آپ نے اپنے لشکر میں شامل

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

نہیں کیا۔

اس موقع پر حارث مسکرایا اور کہنے لگا۔

"وہ دونوں میرے لشکر میں شامل ہیں۔ تمہارے نخلستان سے وہ جس وقت رقیم پہنچے اس کے تھوڑی ہی دیر بعد میں نے اپنے لشکر کے ساتھ رقیم سے تمہارے نخلستان کی طرف کوچ کرلیا۔ وہ لشکر میں شامل ہیں۔ ان کے ذمہ میں نے لشکر کے خیمے اپنی نگرانی میں نصب کرانے کا حکم دے رکھا ہے وہ دونوں میرے خیال میں اس کام میں مصروف ہیں۔"

حارث کی اس گفتگو سے حبیب بن عثمان مطمئن ہوگیا تھا پھر دوبارہ بول پڑا۔

"قلیس اور شناطر بڑے کام کے آدمی ہیں۔ برابا اور سمولا کی مہم میں انہوں نے بہترین انداز میں میرا ساتھ دیا۔ میری مدد کی۔ وہ دونوں انتہا درجہ کے قابل اعتبار اور بھروسے کے جرنیل ہیں اور ضرورت کے وقت بہترین انداز میں شانے سے شانہ ملا کر چلنے والے جوان ہیں۔"

تو میں کہہ رہا تھا کہ "جب گالس اور سٹرابو رومنوں کے متحدہ لشکر کے ساتھ ٹکرائیں گے تو آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ مالک زیبال قلیس اور شناطر آپ کی زیر کمان ہوں گے۔ اس طرح چار جرنیلوں کے ساتھ آپ اپنا بہترین دفاع کرسکیں گے۔ رومن جب آپ سے ٹکرائیں تو زیادہ کوشش یہی کریں کہ اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھیں۔ میں مناسب وقت پر نمودار ہوں گا۔"

"اور رومنوں کے کسی بھی پہلو پر اچانک نمودار ہو کر ضرب لگانے کی کوشش کروں گا۔ جس وقت میں حملہ آور ہوں تو میرے حملہ آور ہونے کی نشانی یہ ہوگی کہ میں اپنے خداوند قدوس کی کبریائی کے نعرے بلند کروں گا اور یہی میرے حملہ آور ہونے کا اشارہ ہوگا۔"

"جب آپ دیکھیں کہ میں حملہ آور ہوگیا ہوں تو آپ اپنے سارے جرنیلوں کے ساتھ دفاع کا لبادہ پھینک کر جارحیت پر اتر آیئے گا۔ مجھے امید ہے جب دو مختلف سمتوں سے رومنوں پر حملہ آور ہوا جائے گا تو رومن ہمارے سامنے زیادہ دیر ٹھہر نہ سکیں گے۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر صحرائے سینا میں ہم نے اس تجویز پر عمل کرلیا جس کا میں نے ذکر کیا ہے تو ایک لمبے عرصے تک کوئی بھی دشمن ہماری طرف میلی نگاہ سے دیکھنا پسند نہیں کرے گا۔ اور اگر ہم نے اپنی طے شدہ تجویز کے مطابق صحرائے سینا کے اندر گالس اور سٹرابو کو پہلے کی طرح شکست دیدی تو یاد رکھئے گا آنے والے دنوں میں کئی سالوں تک کوئی بھی قوت مصر سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات نہیں کرے گی بلکہ خود رومنوں کا شہنشاہ ٹائیبرس بھی مزید لشکر کشی کرنے سے پہلے کافی عرصہ کیلئے سوچ و بچار سے کام لے گا۔ اس کے بعد ہم سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔"

جب تک حبیب بن عثمان بولتا رہا حارث' مالک' زیبال' سعید چپ چاپ سنتے رہے۔ عین اسی وقت خیمے میں قلیس اور شناطر داخل ہوئے۔ ہاتھ کے اشارے سے حارث نے انہیں بیٹھنے کیلئے کہا پھر مختصر الفاظ میں جو تجویز حبیب بن عثمان نے پیش کی تھی وہ حارث نے ان سے کہی۔ ان دونوں نے بھی اس تجویز کو پسند کیا۔ پھر حارث نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے جو تجویز تم نے بتائی ہے یہ ہمارے لئے بے حد سود مند ثابت ہوسکتی ہے۔ میں مالک' زیبال' سعید کی طرف دیکھ چکا ہوں۔ یہ تینوں یقیناً اس تجویز سے متفق ہیں۔ قلیس اور شناطر بھی اپنی رضامندی کا اظہار کرچکے ہیں۔ بیٹے تمہاری تجویز پر پوری طرح عمل کیا جائے گا۔

اب جو کچھ ہم نے کرنا ہے غور سے سنو۔

سورج طلوع ہونے کے بعد تمہاری شادی کی تیاریاں شروع کردی جائیں گی۔ شام تک تمہاری شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں عریب نے اوزال سے بات کی ہے۔ شادی کے بعد اوزال کو تم لشکر گاہ میں رکھ سکتے ہو۔ لشکر میں بہت سے لشکریوں کی بیویاں بھی شامل ہیں۔ لہٰذا ان کی حفاظت کا عمدہ انتظام کیا گیا ہے۔ کل تمہاری شادی ہوگی۔ پرسوں لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ سب سے پہلے تمہاری تجویز کے مطابق ہیرودیس کا رخ کیا جائے۔ اسے تباہ و برباد کرنے کے بعد ہم اگلا قدم اٹھائیں گے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حارث نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"میں نے قلیس اور شناطر کو حکم دیا تھا کہ تمہارے اور سعید کے خیمے بھی نصب کریں۔ میرے خیال میں صبح ہونے میں تھوڑی دیر ہے جاؤ اپنے اپنے خیموں میں جاکر کچھ دیر ستا لو' آرام کرلو اس کے بعد ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے۔"

حارث کے کہنے پر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے خیموں کی طرف چلے گئے تھے۔ اگلے روز بڑی دھوم دھام سے حبیب بن عثمان اور اوزال کی شادی کا اہتمام کیا گیا۔ اگلی رات بھی لشکر نے وہیں قیام کیا۔ حبیب اور اوزال نے میاں بیوی کی حیثیت سے وہ شب اپنی حویلی میں گزاری اس سے اگلے روز لشکر نخلستان سے ہیرودیس کی طرف بڑھا تھا۔

ہیرو دیس اور اس کے حواریوں کو جب خبر ہوئی کہ نبطیوں کا بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ ان کا رخ کررہا ہے تو ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ اس لئے کہ وہ تو یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اب رومن براہ راست نبطیوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور ان کی گزشتہ جنگوں کا نبطیوں سے انتقام لیں گے۔

ہیرودیس کے مخبر اسے یہ خبریں بھی پہنچا چکے تھے کہ رومنوں کا ایک بہت بڑا بحری بیڑہ حرکت میں آچکا ہے۔ ایک لشکر انہوں نے مصر کی سرزمین پر اتارا ہے اور باقی لشکر کو لیکر بحری بیڑہ ایلہ کی بندرگاہ کا رخ کئے ہوئے ہے۔

ہیرو دیس کو امید تھی کہ شاید اسے جنگ میں حصہ لینے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے اس لئے کہ رومنوں کا ایک لشکر مصر کی طرف سے نبطیوں کا رخ کرے گا۔ دوسرا ایلہ کی بندرگاہ پر اترے گا۔ دونوں لشکر براہ راست نبطیوں کے شہر رقیم کا رخ کریں گے اور انہیں نیست و نابود کرکے رکھ دیں گے۔

لیکن یہاں معاملہ بالکل الٹ دکھائی دے رہا تھا۔ رومنوں کے دونوں لشکر ابھی اپنی نامعلوم منزلوں کی طرف تھے نہ رومن ایلہ کی بندرگاہ پر نمودار ہوئے تھے اور نہ ہی ان کا کوئی لشکر مصر سے نکل کر نبطیوں کی طرف بڑھا تھا۔ ہیرودیس نے بہرحال اپنا دفاع کرنے کا عزم کیا جو لشکر اس کے پاس تھا اسے لیکر وہ نکلا۔ اس کا ارادہ تھا کہ نبطیوں کو اپنی سرزمین سے باہر روکے گا لیکن جب تک وہ نبطیوں کی راہ روکتا نبطی لشکر اس کی سلطنت میں داخل ہوچکا تھا۔

بہرحال ہیرودیس نے جس قدر لشکر مہیا ہوسکا اس کے ساتھ نبطیوں کی راہ روکی اس وقت اور جہاں راہ روکی گئی وہیں حارث نے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا اس لئے کہ ہیرودیس اپنے لشکر کے ساتھ پہلے ہی اس کے سامنے پڑاؤ کرچکا

www.pdfbooksfree.pk

تھا۔

ہیرو دیس نے اپنے سالاروں' اپنی خوبصورت بیوی ہیرودیہ کے ساتھ یہ لائحہ عمل تیار کیا تھا کہ **نبطیوں** کے ساتھ جنگ کیلئے تاخیری حربے استعمال کئے جائیں گے۔ جنگ کو طول دیا جائے گا اگر **نبطی** حملہ آور ہونے میں پہل نہیں کرتے تو جب تک وہ خود جنگ کی ابتداء نہیں کرتے اس وقت تک وہ ان کے سامنے پڑاؤ کئے رہے گا۔

اس نے اپنے سالاروں کو یہ بھی تاکید کردی تھی کہ اگر **نبطیوں** کے مقابلے میں جنگ میں شکست ہو تو پھر بڑی تیزی سے بھاگا جائے اور اپنے مرکزی شہر میں محصور ہوا جائے شہر کی فصیل کے اوپر ہیرودیس نے پہلے ہی پتھر اور آگ برسانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ بہرحال اس کا لائحہ عمل یہی تھا کہ اگر شکست ہو تو محصور ہوا جائے۔ اپنے مرکزی شہر میں **نبطیوں** کو داخل نہ ہونے دیا جائے اور جب جنگ طوالت پکڑے گی تو اس جنگ کی خبریں رومنوں تک پہنچ جائیں گی۔ لہٰذا رومن بڑی تیزی سے اس کے علاقوں کا رخ کریں گے۔ ان کی آمد کا سن کر **نبطی** خود ہی اپنی سرزمینوں کی طرف بھاگ جانے میں اپنی عافیت خیال کریں گے۔

دونوں لشکر صرف ایک دن ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کرسکے۔ اس لئے کہ **اگلے** روز صبح ہی صبح حارث کے کہنے پر اس کے لشکر میں جنگ کی ابتداء کرنے کیلئے بڑے بڑے طبل گونج اٹھے تھے۔ طبلوں کی آواز سن کر ہیرودیس اور اس کے سالاروں کے حواس جاتے رہے تھے۔ وہ تو یہ ارادہ کئے ہوئے تھے شاید انہیں کچھ دن تک **نبطیوں** کے سامنے یونہی پڑاؤ کرنے کا موقع ملے لیکن نبطی خود جنگ کی ابتداء کرنے کیلئے بے چین تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے اس نے بھی اپنی صفیں درست کرنا شروع کیں۔

اپنے لشکر کی صفیں درستے کرنے سے پہلے حارث حبیب بن عثمان' سعید' مالک' زبال' قلیس اور شناطر اپنے لشکر کے سامنے ایک جگہ جمع ہوئے۔ اس موقع پر حبیب بن عثمان حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے میری ایک خواہش ہے جس کا اظہار میں کرنا چاہتا ہوں اور میرا جو پیغام ہے وہ سارے لشکریوں تک بھی پہنچنا چاہئے۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر حارث کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگا۔

"کہو میرے بیٹے کیا کہنا چاہتے ہو۔"

حبیب بن عثمان نے کچھ سوچا پھر کہنا شروع کیا۔

"میری خواہش کہ اس جنگ کے دوران ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ کو زندہ گرفتار کیا جائے۔ ان دونوں کے جرم اور گناہ ایسے ہیں کہ ان دونوں کو کڑی سزا ملنی چاہئے۔"

حبیب بن عثمان خاموش ہوا تو حارث کہنے لگا۔

"میرے بیٹے تم فکر مت کرو میں ابھی مالک' زبال' قلیس' شناظر کو بھیجتا ہوں۔ سارے لشکر میں یہ اعلان کردیں گے کہ ہر صورت میں ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ کو زندہ گرفتار کیا جائے۔ مزید کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ حبیب بن عثمان مسکرا دیا۔

"بس اس وقت میری یہی خواہش ہے اگر ہیرودیس اور ہیرودیہ زندہ گرفتار ہوگئے تو میں سمجھوں گا میں ایک خیر کا کام کرنے میں کامیاب ہوگیا ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے خاموش ہونے پر حارث نے اسے مخاطب کیا۔

"میں بھی تم سے ایک نئی بات کہنا چاہتا ہوں۔

ہمارے مخبروں نے یہ اطلاع دی ہے کہ جس وقت ہیرودیس اور ہیرودیہ اپنے لشکر کو لیکر اپنے مرکزی شہر سے نکلنا چاہتے تھے تو ہیرودیس کا بیٹا جو اس کی پہلی بیوی سے ہے اور جس کا نام اگرپا ہے اس نے اپنے باپ کو منع کیا کہ **نبطیوں** کے ساتھ جنگ کی ابتداء نہ کی جائے۔

یہ بھی سنا گیا ہے کہ اگرپا نے اپنے باپ پر زور دیا کہ ان علاقوں میں ہم رومنوں کو ساتھ ملا کر خواہ مخواہ **نبطیوں** سے دشمنی مول لے رہے ہیں اور ان سے باربار جنگوں کی ابتداء کررہے ہیں۔ اگرپا نے اپنے باپ کو یہ بھی مشورہ دیا کہ ہمیں **نبطیوں** سے صلح کرلینی چاہئے۔

کہنے والوں کا کہنا ہے کہ اگرپا نے اپنے باپ کو پیشکش کی کہ اگر وہ **نبطیوں** کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

بادشاہ کے پاس جانا اپنی توہین سمجھتا ہے تو مجھے اجازت دی جائے میں خود نبطیوں کے پاس جاتا ہوں۔ ان سے سارا معاملہ ٹھیک کرلیتا ہوں۔ تاکہ آنے والے دور میں نبطی اور ہم پرامن دن گزار سکیں۔ اس نے اپنے باپ کو یہ بھی تاکید کی کہ تیز رفتار قاصد رومنوں کے دونوں لشکروں کی طرف بھجوائے جائیں اور انہیں پیغام بھجوایا جائے کہ نبطیوں کے ساتھ ہماری صلح ہوگئی ہے لہٰذا وہ واپس چلے جائیں۔

سب کہتے ہیں کہ ہیرودیس نے اپنے بیٹے کی اس پیشکش کو بالکل نظرانداز کردیا ہے بلکہ اسے ڈانٹا ہے کہ وہ نبطیوں کے ساتھ صلح کا خواہشمند ہے۔ اس موقع پر میرے عزیز و میں تم سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جنگ کے دوران اگرپا کا خیال رکھا جائے۔

جس وقت میرے طلایہ گروں نے یہ خبر دی اس وقت میں نے یہ عہد کرلیا تھا کہ ہیرودیس سے نمٹنے کے بعد اس کے علاقوں کا حکمران اس کے بیٹے اگرپا کو بنایا جائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طبیعت سے مجھے امن پسند لگتا ہے۔ لہٰذا لشکریوں کو یہ تاکید کی جائے کہ جہاں ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ کو زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے وہاں اگرپا کو کچھ نہ کہا جائے۔ اگر وہ جنگ میں گرفتار ہوجائے تو اسے باعزت رکھا جائے۔ اگر کسی کے ساتھ جنگ کے دوران اس کا سامنا ہو تو اس پر وار نہ کرے۔ اسے گرفتار کرلیا جائے تاکہ وہ محفوظ رہے۔ کوئی دوسرا اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کرے جنگ کے خاتمے کے بعد میں اس سے گفتگو کرنا پسند کروں گا۔

حبیب بن عثمان میرے بیٹے مجھے یقین ہے اس جنگ میں ہم ہیرودیس کو بدترین شکست دیں گے۔ جیسا کہ میرے اور تمہارے درمیان طے ہے۔ ہیرودیس کو شکست دینے کے بعد اس کے علاقے میں خون ریزی نہیں کی جائے گی۔ اس کی شکست کے بعد نہ ہم اس کے مرکزی شہر کی طرف جائیں گے۔ اگرپا اگر گرفتار ہوجاتا ہے تو اسے میں بڑی عزت اور احترام کے ساتھ رکھوں گا اور اسے اس کے باپ کی جگہ حکمران بناؤں گا بلکہ میں اس سے بھی بڑا قدم اٹھانا چاہتا ہوں۔

اور وہ یہ کہ جس وقت ہیرودیس کو شکست ہوگی تو تم جنوب کی طرف پیش قدمی

کرنا، جیسا کہ پہلے سے طے شدہ ہے کہ میں ایک منزل پیچھے رہ کر تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گا۔ تم جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے پیلاطس پر بھی حملہ آور ہونا اور اس کی پوری طاقت کو کچل کر رکھ دینا جو بھی رومن لشکری تمہیں نظر آئے اسے قتل کرتے چلے جانا۔ اس طرح فلسطین کی سرزمینوں میں رومنوں کا پوری طرح صفایا کردیا جائے اور پورے فلسطین کا حاکم اگرپا کو بنایا جانا چاہئے تاکہ آنے والے دنوں میں فلسطینیوں اور نبطیوں کے درمیان امن رہے اور دونوں قومیں اپنے اپنے علاقوں کے اندر باعزت زندگی بسر کرسکیں۔

ایک اور بات جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اس جنگ کے بعد اگر میں اگرپا کو فلسطین کا حاکم مقرر کرنے میں کامیاب ہوگیا تو نہ اس سے کوئی خراج وصول کیا جائے گا نہ اس پر کوئی جنگی جرمانہ عائد کیا جائے گا۔"

حارث کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا۔ اس کے بعد حارث کے کہنے پر مالک، زیبال، قیس، شناطر، سعید اور حبیب بن عثمان اپنے اپنے لشکروں میں گھس گئے اور اپنے اپنے لشکریوں کو تاکید کرنے لگے کہ جنگ کے دوران ہر صورت میں ہیرودیس، اس کی بیوی ہیرودیہ اور ہیرودیس کے بیٹے اگرپا کو زندہ گرفتار کیا جائے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

○

ہیرودیس کے لشکر میں وہ جوش وہ جذبہ نہ تھا جس کا اظہار نبطی کررہے تھے۔ اپنی صفیں درست کرنے ہیرودیس ہیرودیہ اور اگرپا کو زندہ گرفتار کرنے کا پیغام اپنے لشکریوں تک پہنچانے کے بعد حارث نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔

یہ حکم ملنا تھا کہ نبطیوں کے لشکر میں ایک ہول آفرین طوفان اٹھ کھڑا۔ وہ برہم اور پریشان کر دینے والی آوازوں میں شور ستیز اور بانگ رجز بلند کرتے ہوئے مہیب اور پرہول انداز میں نعروں کی گونج کرنے لگے تھدے۔

کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ نبطی لشکریوں کی آوازیں کچھ دیر تک اس طرح بلند ہوتی رہیں جیسے رمز خودگری کے اندر نگاہوں کا التہاب اٹھ کھڑا ہوا ہو۔ اس کے بعد حارث کا دوسرا حکم ملنے پر نبطی لشکری دل و جان میں چھپے سیل وفا کی طرح آگے

www.pdfbooksfree.pk

بڑھے تھے۔ پھر وہ ہیرودیس کے لشکر پر عجب سے انداز میں نعرے بلند کرتے ہوئے ہجر کی تلخیاں کھڑی کرتے کھولتے غموں کے طوفان اور لہو کے ذرے ذرے میں دھکتی سلگتی چنگاریوں کی طرح حملہ آور ہوگئے تھے۔

اپنی پہلی ہی یلغار میں نبطی حارث' حبیب بن عثمان' مالک' زبال' سعید' قلیس اور شناطر کی سرکردگی میں ہیرودیس کے لشکر میں اس طرح گھسنے لگے تھے جیسے صدیوں کی رفتار میں فتنہ بے محابا اٹھ کھڑا ہوا ہو۔ جیسے تندو سفاک لمحات کے اندر زہر آگئیں۔ نشتر دشمن کو ریزہ ریزہ کرنے کیلئے حرکت میں لائے گئے ہوں۔ نبطیوں کا یہ حملہ ایسا پر زور تھا کہ ہیرودیس کے لشکری اس مسافر کی طرح بدحواس ہوگئے تھے جس کے سامنے نہ کوئی منزل ہو نہ کوئی راہ۔

ہیرودیس نے اپنے لشکر کو جارحیت اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ وہ دفاع تک محدود رہا۔ جنگ جب اپنے عروج پر آگئی تب بھی اس کے لشکے اپنے دفاع تک ہی محدود رہے جس کا ایک عجیب سا ردعمل ہوا اور وہ یہ کہ ہیرودیس کے لشکری بدظن ہونے لگے۔ ان کی حوصلہ شکنی ہونے لگی جبکہ نبطیوں کا ردعمل مختلف تھا۔

نبطیوں نے جب اندازہ لگایا کہ ان کے خلاف ہیرودیس کے لشکری جارحیت اختیار نہیں کررہے اور وہ اپنی شکست سے بچنے کیلئے اپنے آپ کو صرف دفاع تک محدود کررہے ہیں۔ تب ان کے حوصلے مزید بلند ہوئے۔ ان کے ولولے مزید جوانی کی ترنگ اختیار کرتے چلے گئے۔ وہ ایک دوسرے کو اپنے جذبوں سے آگاہ کرنے کیلئے کچھ دیر تک نعرے بلند کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ قوت اور بے باکی کے ساتھ رگ و پے میں پیوست ہوجانے والے تفکرات کے سائبانوں اور پاشکستہ اور ہراساں کردینے والے موت کے کاروانوں کی طرح چھانے لگے۔

ہیرودیس کے لشکریوں نے جب دیکھا کہ ان کا بادشاہ ہیرودیس جوابی حملے کی ابتداء نہیں کررہا اور اس نے انہیں نبطیوں کے حوالے کرتے ہوئے دفاع تک محدود کردیا ہے جبکہ خود وہ اپنے لشکر کے وسط میں زور زور سے چلاتے ہوئے اپنے لشکریوں کے حوصلے بلند کررہا ہے۔ تب وہ مزید بددل ہوئے۔ ان کی اس بددلی کا نبطیوں نے مزید فائدہ اٹھایا اور وہ خون میں لتھڑی گھٹاؤں اور سلگتے چہروں کے کرب بن کر پوری طرح

چھاتے ہوئے ان کی صفوں کا قتل عام کرنا شروع کرچکے تھے۔

ہیرودیس کے لشکری زیادہ دیر تک نبطیوں کے اس دباؤ کو برداشت نہ کرسکے۔ اب نبطی ان کی اگلی صفوں کو روندتے ہوئے ان کے وسطی حصے میں اس طرح گھسنے لگے تھے جیسے تحیر کے آسمان سے نزول کرتی فضا بھری فطرت کی آغوش نے ہر چیز کو اپنے دامن میں سمیٹنا شروع کردیا ہو۔ جس طرح خاموش کے ساغر اور احساس کے سینوں کو ہوا کی اندھی سرسراہٹیں روند کر رکھ دیتی ہیں۔ بالکل ایسے ہی نبطیوں نے اپنے سامنے آنے والی ہیرودیس کے لشکریوں کی ہر صف کو روند کر رکھ دیا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نبطیوں کے ہاتھوں ہیرودیس کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور ہیرودیس کے حکم کا انتظار کئے بغیر اس کے لشکری اپنی شکست قبول کرتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔

نبطی لشکریوں کو پہلے ہی احکامات مل چکے تھے کہ انہوں نے ہیرودیس اس کی بیوی ہیرودیہ' بیٹے اگرپا کو زندہ گرفتار کرنا ہے۔ لہٰذا نبطی چاروں طرف چھا گئے جو لشکری میدان جنگ سے بھاگے تھے ان کا کسی بھی صورت تعاقب نہ کیا گیا جب کہ ہیرودیس اور اگرپا کو گرفتار کرلیا گیا تو بچے کھچے وہ لشکری جو جنگ سے منہ موڑ رہے تھے۔ انہیں خود بھاگ جانے کا موقع فراہم کیا گیا۔ اس طرح ہیرودیس کے سارے لشکری اس کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

حارث کو اطلاع کردی گئی کہ ہیرودیس' ہیرودیہ اور ہیرودیس کے بیٹے اگرپا کو زندہ گرفتار کرلیا گیا ہے۔ حارث نے فی الفور ان کے متعلق کوئی حکم جاری نہ کیا۔ پہلے اس نے ہیرودیس کے پڑاؤ پر قبضہ کیا۔ پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا۔ اپنی لشکر گاہ کو درست کیا۔ جنگ میں زخمی ہونے والوں کی مرہم پٹی کا حکم دیا۔ جب ان سارے امور سے فارغ ہوگیا تب وہ حبیب بن عثمان' مالک زبال' سعید' قلیس اور شناطر کے ساتھ ایک جگہ بیٹھا۔

حارث کے پہلو میں ایک طرف اس کا بیٹا مالک دوسری طرف زبال تھا۔ اس موقع پر حارث نے کچھ سوچا پھر زبال کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"مہ ر بیٹے جس جگہ تم بیٹھے ہو یہاں حبیب بن عثمان کو بیٹھنے دو۔" زبال

www.pdfbooksfree.pk

فوراً" اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ حارث نے حبیب بن عثمان کو اپنے قریب آنے کو کہا۔ حبیب بن عثمان اٹھ کر حارث کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ پھر حارث نے اپنے بیٹے زیبال کو مخاطب کیا۔

"زیبال میرے بچے جاؤ اگرپا کو اس کے باپ ہیرودیس سے علیحدہ کر دو۔ اس سے میں بعد میں گفتگو کروں گا پہلے ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ کو لیکر آؤ۔

زیبال وہاں سے ہٹ گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد لوٹا۔ اس کے ساتھ ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے کچھ مسلح جوان تھے۔ ہیرودیس اور ہیرودیہ دونوں کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ دونوں کو حارث کے سامنے لا کھڑا کیا گیا۔

دونوں سر جھکائے ہوئے تھے۔ حارث سے نگاہیں ملانے کی جرات نہ کر رہے تھے۔ اس موقع پر ہاتھ کے اشارے سے حارث نے اپنے بیٹے زیبال کو قریب بلایا۔ اس کے کان میں کچھ دیر سرگوشی کرتا رہا جسے سن کر زیبال مسکراتا رہا پھر وہ تقریباً" بھاگتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد زیبال لوٹا۔ اس کے ساتھ اوزال' عریب' شہیر' السار اور رعما تھیں۔

جب وہ قریب آئیں تو ان سب کو ہاتھ کے اشارے سے حارث نے حبیب بن عثمان کے قریب بیٹھنے کو کہا۔ حبیب بن عثمان کے ساتھ پہلے اوزال بیٹھی اس کے بعد عریب' شہیر' السار اور رعما بھی بیٹھ گئی تھیں۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد حارث نے پہلی بار ہیرودیس کو مخاطب کیا۔

"ہیرودیس تمہارا معاملہ میں خود طے کروں گا اس لئے کہ تم میری ذات کے زیادہ مجرم ہو۔ جہاں تک تمہاری بیوی ہیرودیہ کا تعلق ہے۔ اس کا معاملہ میں اپنے لشکریوں کے سالار اعلیٰ حبیب بن عثمان کے حوالے کروں گا۔

ہیرودیس! تو ایک نہیں ان گنت گناہوں میں ملوث ہے۔ تیری پہلی غلطی یہ ہے کہ تو نے ناحق میری بیٹی عریب کو طلاق دی۔ ذرا نگاہیں اٹھا کر سامنے دیکھ تیرے سامنے میری بیٹی عریب بیٹھی ہوئی ہے۔ میں اس کی شادی اپنے وزیر سیلاس کے بیٹے تیمان سے کر چکا ہوں۔"

"ہیرودیس اگر تو طلاق پر ہی اکتفا کرتا تو معاملہ اس قدر سنگین نہ ہوتا تو ایسا بدبخت انسان نکلا کہ تو نے میری بیٹی کو طلاق دیکر فارغ کیا' ساتھ ہی اس کے ساتھ مسلح جوان لگا دیئے اور انہیں حکم دیا کہ راستے میں عریب کو قتل کر دیا جائے اور پھر مجھے جاکر یہ اطلاع کر دی جائے کہ جب وہ عریب کو لا رہے تھے تو راستے میں بٹ ماروں نے ان پر حملہ کر دیا۔ عریب کو قتل کر دیا۔

تیرے گناہوں کی فہرست میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تو ہمارے مقابلے میں رومنوں کو لیکر آیا۔ سب سے پہلے تو نے پیلاطس اور ڈیکاپولس کو اپنے ساتھ ملایا۔ جب ہم نے تمہارے ساتھ انہیں بھی بدترین شکست دی تب بھی تیری جان کو چین اور قرار نہ آیا۔

تو نے مصر کے رومن حاکم گالس اور اسٹرابو کو ہمارے خلاف کھڑا کیا۔ ساتھ ہی تو نے تیز رفتار قاصد دمشق کے بادشاہ حداد بن مدار کی طرف بھجوائے اور اسے بھی ترغیب دی کہ وہ ہم پر حملہ آور ہونے کیلئے تمہارا ساتھ دے۔

"لیکن تمہاری بدبختی تمہارے ساتھ تھی۔ تمہیں گالس اور اسٹرابو کو بھی ہم نے شکست دی تمہاری مزید بدقسمتی کہ حداد بن مدار نے بروقت تمہاری مدد نہ کی۔ اس طرح حداد بن مدار نے خود اپنی بدبختی کو بھی آواز دی۔

"اس نے قاصد بھیج کر ہم سے اوزال کو طلب کیا۔ وقتی طور پر تو ہم اسے ٹال گئے لیکن گالس' سٹرابو اور تمہیں شکست دینے کے بعد ہم نے اس بدبخت کا بھی رخ کیا اور اس کی سلطنت پر حملہ آور ہو کر نہ صرف اسے اس کی حکومت سے محروم کیا بلکہ اسے اس کے زندگی کے سفر سے بھی محروم کر کے رکھ دیا۔

ہیرودیس! تو اب بھی خوش اور مطمئن تھا کہ رومن ایک بار پھر تیری مدد پر آمادہ ہیں۔ رومنوں کے شہنشاہ ٹائیبرس نے اپنا بحری بیڑہ روانہ کیا جس نے ایک لشکر مصر میں اتارا دوسرا ایلہ کی بندرگاہ کی طرف روانہ کیا۔ ان دونوں لشکروں کی خبر سن کر تیرے حوصلے پھر جوان ہو گئے تھے۔ پھر دیکھ ہم نے تیرے لشکر کے کثیر حصے کو موت کے گھاٹ اتارا۔ تجھے تیری بیوی اور تیرے بیٹے اگرپا تینوں کو زندہ گرفتار کر لیا ہے۔

ہیرودیس تو بار بار ہمارے خلاف بدیسی قوتوں کو آزماتا رہا لیکن ہر بار ہم نے تیرے

www.pdfbooksfree.pk

دامن تیری جھولی میں شکست کے روگ ڈالے لیکن تیری آنکھیں پھر بھی نہ کھلیں تو باربار ہمارے خلاف بغاوت کرتا رہا۔ ہم سے کرودھ' دشمنی کا اظہار کرتا رہا جو الزامات تم پر لگائے ہیں ہیرودیس ان کے دفاع میں کچھ بولنا چاہتے ہو تو میں تھوڑی دیر کا وقفہ تمہیں دیتا ہوں تم بول سکتے ہو۔"

ہیرودیس نے اس موقع پر نگاہ اٹھا کر حارث کی طرف دیکھا لمحہ بھر کیلئے اس کی نگاہیں عریب پر جم گئیں۔ پھر اس نے اپنی نگاہیں جھکالیں۔ اس پر حارث نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"اس موقع پر تمہارا نہ بولنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تم اپنے جرائم کو قبول کرتے ہو اس کے بعد حارث نے ہاتھ کے اشارے سے پھر اپنے بیٹے زبال کو بلایا۔

زبال قریب آیا۔ حارث نے پھر اس سے سرگوشی کی جس کے جواب میں زبال پیچھے ہٹ گیا تھا۔

زبال کچھ دیر تک مسلح جوانوں کو کچھ سمجھاتا رہا جس کے جواب میں دو مسلح جوان آگے بڑھے ہیرودیس اور ہیرودیہ کے ہاتھ جو پشت پر بندھے ہوئے تھے وہ اس نے کھول دیئے تھے۔

دونوں میاں بیوی کچھ دیر تک اپنے ہاتھوں کو سہلاتے رہے۔ اس دوران حارث کی آواز ان دونوں میاں بیوی کی سماعت سے ٹکرائی۔

"ہیرودیس تم اپنے جرائم کو قبول کرچکے ہو لہٰذا میں تمہارے لئے قتل کی سزا کا حکم دیتا ہوں۔"

اپنی سزا سن کر ہیرودیس کا رنگ ہلدی اور سرسوں ہوکر رہ گیا تھا۔ وہ چکرا کر گرنے لگا تھا کہ پیچھے کھڑے مسلح جوانوں نے اسے سنبھال لیا اور پھر اسے وہیں زمین پر بٹھا دیا تھا۔

حارث کچھ دیر تک ہیرودیس کی حالت پر مسکراتا رہا پھر حبیب بن عثمان کو اس نے مخاطب کیا۔

"ابن عثمان میرے بیٹے میں اپنے کام کی تکمیل کر چکا ہوں۔ ہیرودیہ تمہارے

سامنے ہے جو کچھ تم اس سے کہنا چاہتے ہو کہو۔"

اس کے بعد حارث نے ہیرودیہ کو مخاطب کیا۔

"سن ہیرودیس کی بھتیجی اور بیوی! ہیرودیس کا معاملہ تو میں نے طے کردیا ہے لیکن تیرا معاملہ میں سپہ سالار اعلیٰ حبیب بن عثمان کے سپرد کرتا ہوں وہی تیرے ساتھ گفتگو کرے گا۔

حارث جب خاموش ہوا تو حبیب بن عثمان نے ہیرودیہ کو مخاطب کیا۔

"ہیرودیہ اپنی نگاہیں اوپر اٹھا اور جو لڑکی میرے بائیں پہلو میں بیٹھی ہے اس کی طرف غور سے دیکھ اور بتا کیا تو اسے پہچانتی ہے؟"

ہیرودیہ نے نگاہیں اٹھائیں پھر حبیب بن عثمان کے پہلو میں اوزال کو دیکھ کر سکتہ سا طاری ہوگیا تھا۔ رعشہ کے کسی مریض کی طرح وہ لرزنے لگی تھی۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے عریب اور اوزال مسکرانے لگی تھیں۔ حبیب بن عثمان نے ہیرودیہ کو مخاطب کیا۔

"ہیرودیہ تمہارا پہلا جرم یہ ہے کہ تم نے اوزال سے بغیر کسی وجہ کے رقابت کا اظہار کرنا شروع کیا۔ صرف اس وجہ سے کہ یہ خوبصورتی اور رقص میں تم سے بالا اور اعلیٰ تھی۔ تم نے اپنے آدمی اس کے پیچھے لگائے تاکہ اسے قتل کردیا جائے۔ سنو ہیرودیہ یروشلم کے جہنم سے اوزال کو نکالنے والا میں ہی ہوں۔ میرا نام حبیب بن عثمان ہے اور اوزال اس وقت میری بیوی ہے۔

ہیرودیہ تمہارے دامن میں صرف یہی گناہ اور جرم ہوتا تو قسم مجھے اپنے اس خداوند قدوس کی جو سارے جہان کو پالنے والا اور زمین و آسمان کا خالق ہے میں تجھے عورت جان کر معاف کردیتا۔ تیرے لئے کوئی سزا تجویز نہ کرتا لیکن تیرے نامہ اعمال پر ایک ایسے گناہ کا دھبہ ہے جسے بندا تو بندا اس کائنات کا خالق بھی معاف نہیں کرے گا۔

بدنام زمانہ ہیرودیہ تیرے کہنے پر تیرے چچا اور تیرے شوہر ہیرودیس نے اللہ کے نبی کو زندان میں ڈالا۔ اس لئے کہ تو اپنے چچا سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام نے اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ تیرے کہنے پر ہیرودیس نے انہیں زندان

www.pdfbooksfree.pk

میں ڈال دیا۔

تیری بدبختی کی انتہا یہاں بھی نہ ہوئی تو مزید آگے بڑھی۔ اپنے چچا ہیرودیس سے محبت اور الفت کی پینگیں بڑھاتی رہی اور اس کی مملکت کی ملکہ بننے کی خواہش تیرے دل' تیرے دماغ میں رچ بس گئی۔"

"ایسا کرنے کیلئے تو نے بڑے اچھے موقع کو تلاش کیا۔ ہیرودیس کی سالگرہ پر تو نے جان توڑ رقص کیا۔ خوب بن سنور کے سامنے آئی اور اپنے اعضاء کی پوری نمائش اس کے سامنے کی جس سے متاثر ہوکر اس نے تم سے کہہ دیا مانگ کیا مانگتی ہے اور تو ایسی بدبخت گناہ گار اور سیاہ رو عورت نکلی کو تو نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کا سر مانگ لیا اور اس بدبخت ہیرودیس نے اللہ کے نبی کا سر کاٹ کر تجھے پیش کر دیا۔

ہیرودیہ یہ ایسا جرم ہے جسے کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جاسکتا۔"

اس کائنات میں اللہ کے نبی' پیغمبر اور رسول کا بڑا اعلیٰ اور ارفع مقام ہوتا ہے۔ وہ گناہوں سے تپتی دھوپ اور اندیشوں کی ریت جیسے ماحول میں اپنے کردار' اپنی سیرت سے کرن کرن کو جگمگا دینے والا ہوتا ہے۔ بے درد رسموں کی صلیبوں اور خود ساختہ مشرکانہ روایات کے اندر اللہ کے پیغمبر کورے کاغذ پر نیکی کی پہلی لکیر کی مانند اٹھتا ہے اور انسانیت کی شریانوں میں محبت کی خوشبو بھرتا چلا جاتا ہے۔

ہیرودیہ اللہ کے یہ پیغام رساں زندگی کے خونی حوادث اور مسائل کے شب و روز کے عتاب میں نیکیوں اور خوبیوں کی مشعل لیکر اٹھنے والے ہوتے ہیں۔ بے یارو بے نوا ہونے کے باوجود اس بحرو بر شہرونگر اور سم آلودہ ماحول میں وہ خداوند قدوس کی رضا مندی اور اس کی رضا کے امین بن کر انسان کے سامنے آتے ہیں۔

اس کارگاہ میں کھارے پانیوں سے شرکت اور بنجرپن جیسی بدعتوں کے اندر پیغمبر خداوند قدوس کی طرف سے وحدانیت کی صبح نو کے قافلوں کا امین ہوتا ہے۔ ہیرودیہ تو نے اپنی شہرتوں کا راز حاصل کرنے کیلئے ہیرودیس کے سامنے اپنے حسن بدن کو ساز بنا کر پیش کیا اور اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کا سر مانگ لیا۔ تو ایک شیطانی وراثت رکھنے والی عورت ہے اور ابد تک ملعون و مطعون رہے گی۔

تو نے ایسا برا فعل کیا ہے جس کی کوئی معافی نہیں۔ تو نے پیغمبر کے خلاف ہر روائی کرکے خداوند قدوس کی خوشنودی کو ٹھکرایا ہے۔ ہیرودیہ اللہ کے یہ بندے تو بت کی رفتار اور تاریخ کے کردار میں پرچم امن اور عافیت بلند کرنے والے ہوتے ہیں۔ صداقت کا تراشا ستارہ ہوتے ہیں۔ اعلیٰ اخلاق اور تقدس کے امین ہوتے ہیں۔ تو نے کائنات کے تخلیقی اصولوں سے بغاوت کی ہے۔ اخلاقی اور روحانی انحطاط کا شکار ہوئی ہے تو نے اپنے طور پر خدائی قانون کی ساخت کرنے کی کوشش کی ہے۔ تیری اس اندھی سوداگری اور آمرانہ رعونت کی تجھے سزا ضرور ملے گی۔

"ہیرودیہ چونکہ اللہ کے نبی خداوند قدوس کی رضامندی اور اس کی خوشنودی کے امین ہوتے ہیں۔ تو نے کیونکہ ایک پیغمبر کے ساتھ زیادتی کرائی ہے لہٰذا تو نے دوسرے الفاظ میں خداوند قدوس کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش کی ہے اور جو خداوند قدوس کا باغی ہوتا ہے اسے کسی بھی صورت اس سرزمین پر زندہ رہنے اور اس پر چلنے کا کوئی حق نہیں۔ لہٰذا جس طرح ہمارے محترم حارث نے تمہارے شوہر ہیرودیس کو قتل کرنے کا فرمان جاری کیا ہے اس طرح میں بھی تیرے قتل کئے جانے کا فیصلہ دیتا ہوں۔"

جب تک حبیب بن عثمان بولتا رہا وہاں بیٹھے ہوئے سارے لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ کھیلتی رہی اس کے خاموش ہونے پر ایک بار پھر حارث نے اپنے بیٹے زیبال کو اشارے سے بلایا۔ اس کے کان میں پھر اس نے رازدارانہ سرگوشی کی۔

اس سرگوشی کو سن کر زیبال پیچھے ہٹ گیا جو مسلح جوان پیچھے کھڑے تھے ان کے ساتھ اس نے دھیمے لہجے میں بات کی۔ پھر وہ مسلح جوان حرکت میں آئے۔ ہیرودیس اور ہیرودیہ کو پکڑ کر وہ ایک طرف لے گئے اور دونوں کی انہوں نے گردنیں اڑا دی تھیں۔

یہ کام جب تکمیل کو پہنچ چکا۔ تب حارث پھر بولا اور اپنے بیٹے زیبال کو مخاطب کیا۔

"زیبال مرے بیٹے اب اگرپا کو میرے سامنے پیش کرو۔"

زیبال مسلح جوانوں کو لیکر وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اب مسلح

www.pdfbooksfree.pk

جوانوں کے درمیان وہ اگرپا کو لیکر آیا تھا اور اپنے باپ حارث کے سامنے لاکھڑا کیا تھا۔

اگرپا کے ہاتھ بھی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ حارث نے ایک ہمدردانہ نگاہ اگرپا پر ڈالی پھر اپنے بیٹے زیبال کو مخاطب کیا۔

"اس کے ہاتھ کھول دو۔" زیبال پشت کی طرف گیا۔ اگرپا کے بندھے ہوئے ہاتھ اس نے کھول دیئے تھے۔

کچھ دیر تک حارث اگرپا کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اگرپا نے صرف ایک نگاہ حارث کے چہرے پر ڈالی تھی۔ اس کے بعد اس کی گردن جھک گئی تھی اور وہ زمین کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ حارث نے اسے مخاطب کیا۔

"اگرپا تمہیں ایک جنگی قیدی کی حیثیت سے میرے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اس سے قبل تمہارے باپ ہیرودیس اور ہیرودیہ کو بھی میرے سامنے پیش کیا گیا اس لئے کہ تمہاری طرح انہیں بھی جنگ کے دوران زندہ گرفتار کرلیا گیا تھا اور تمہاری آمد سے پہلے ان کی گردنیں کاٹی جا چکی ہیں۔ اب تم میرے سامنے پیش ہو کہو تم میری طرف سے کیسے سلوک کی امید رکھتے ہو۔"

اگرپا نے آہستہ آہستہ اپنی گردن سیدھی کی۔ حارث کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"نبطیوں کے عظیم بادشاہ آپ ایک فاتح ہیں اور میں ایک شکست خوردہ سپاہی کی طرح آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ آپ حق رکھتے ہیں میرے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔ مجھے بولنے یا اعتراض کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔"

اگرپا رکا کچھ سوچا پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"تاہم اگر آپ نے میرے خیالات جاننے کی خواہش کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں اس جنگ کے خلاف تھا۔ میرا باپ ہمیشہ اپنی مرضی لشکریوں پر مسلط کرتا رہا۔ میرا کہا اس نے کبھی نہیں مانا۔ میں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ رومنوں کو اس سرزمین میں دعوت نہیں دینی چاہئے۔ میں نے اس سے یہ بھی گزارش کی تھی کہ ہمیں نبطیوں کے ساتھ اپنے معاملات مل بیٹھ کر طے کر لینے چاہئیں تاکہ آنے والے

دنوں میں دونوں قومیں دو بہترین ہمسایوں کی طرح گزر بسر کرسکیں۔ افسوس میرے باپ نے میری اس نصیحت پر کوئی کان نہ دھرے اور امن پر اس نے ہمیشہ جنگ کو ترجیح دی۔"

حارث کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا۔ اس دوران کبھی کبھی بڑے غور سے اپنے سامنے اگرپا کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا اس کے بعد اس نے دوبارہ اگرپا سے کہنا شروع کیا۔

"اگرپا میری نگاہوں میں تمہارا ماضی بالکل صاف ہے۔ میں تم سے جھوٹ نہیں کہوں گا۔ بددیانتی سے کام نہیں لوں گا۔ تمہارے باپ کے سامنے میں نے اس کے جرائم کی فہرست پیش کی وہ کوئی خاطر خواہ جواب نہ دے سکا۔ اپنا دفاع نہ کرسکا لہٰذا میں نے اس کا کام تمام کرنے کا حکم دے دیا۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں۔"

"جہاں تک اس کی بیوی اور تمہاری چچا زاد بہن ہیرودیہ کا تعلق ہے تو وہ ایک نہیں کئی بڑے بڑے جرائم کی مرتکب ہوئی۔ اس نے میری بیٹی اوزال کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس نے تمہارے باپ کے سامنے دل ہلا دینے والا رقص پیش کیا اور رقص کی داد وصول کرتے ہوئے اس نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کا سر مانگ لیا۔ اس کا معاملہ میں نے اپنے سالار اعلیٰ حبیب بن عثمان کے سپرد کیا۔ حبیب بن عثمان سے اس کی طویل گفتگو ہوئی۔ جس کے بعد حبیب بن عثمان نے اس کا کام تمام کرنے کا حکم دیدیا۔ لہٰذا تمہارے باپ ہیرودیس کے ساتھ ہیرودیہ کو بھی موت کے گھاٹ اتارا جاچکا ہے۔

میں چاہتا تو تمہارے خلاف بھی ایسا فیصلہ کرسکتا تھا۔ مجھے کوئی روکنے والا نہیں کوئی میرا ہاتھ پکڑنے والا نہیں لیکن میں نے ایسا کرنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ میں تمہیں موقع دینا چاہتا ہوں جو فیصلہ میں نے تمہارے متعلق کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

میں تمہیں سارے فلسطین کا حکمران دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد ہمارا لشکر جنوب کا رخ کرے گا جس طرح تمہارے باپ ہیرودیس کو شکست دی ہے اسی طرح پیلاطس کا کام بھی تمام کریں گے۔ پیلاطس کا خاتمہ کرنے کے بعد فلسطین میں کوئی ایسی قوت نہ رہے گی۔ جو حکومت میں تمہاری شراکت داری کی

www.pdfbooksfree.pk

خواں ہو۔ لہٰذا میں تمہیں پورے فلسطین کا حاکم مقرر کردوں گا لیکن اس کیلئے میری چند شرائط ہیں۔

اگرپا! میری جو شرائط ہیں وہ بھی میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ اگر تجھے منظور دں تو ہاں کر دینا ورنہ میں تمہارے قتل کا فیصلہ نہیں کروں گا۔ تمہیں آزاد کردوں گا اور فلسطین کا حاکم کسی اور کو مقرر کردوں گا۔

پہلی بات جو میں انتہائی ضرورت کے تحت کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری خواہش ہے کہ آنے والے دور میں فلسطینیوں اور **نبطیوں** کے درمیان اتفاق رہے نہ **نبطی**، فلسطینیوں کے خلاف کسی دوسری قوم کی مدد حاصل کریں نہ ہی فلسطینی ایسا کریں۔ دونوں ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں اور پرامن زندگی بسر کریں۔

"دوسری بات جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یوں ہے کہ تمہارا باپ ہیرودیس ہمیشہ ہمارے مقابلے میں رومنوں سے مدد حاصل کرتا رہا میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ حکمران کی حیثیت سے رومنوں سے ہمارے متعلق کوئی مدد حاصل نہ کرو گے۔ نہ ان کے ساتھ کوئی رابطہ قائم رکھو گے۔"

اگر تم میری ان تجاویز کو قبول کرتے ہو تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں ہمارے اور تمہارے درمیان بہترین اتفاق رہے گا۔ اگر تم ہماری بات مانتے ہوئے ہمارے حلیف بن کر رہتے ہو تو یاد رکھنا اگر کسی بھی قوت نے تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں اس وقت تمہارا پورا پورا دفاع کروں گا۔ اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

حارث کی اس گفتگو سے اگرپا کے چہرے پر گہری مسکراہٹ کھل گئی تھی۔ بڑے تشکر آمیز انداز میں کچھ دیر تک وہ حارث کی طرف دیکھتا رہا پھر بول پڑا۔

"**نبطیوں** کے عظیم اور رحمدل بادشاہ جو باتیں آپ نے کہی ہیں یہی باتیں میں ماضی میں اپنے باپ سے کہتا رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے فلسطین کا حاکم مقرر کرتے ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں آپ کو میری طرف سے کوئی شکایت نہیں ملے گی۔

فلسطین کے اندر نہ ہی میں اپنے باپ جیسا کردار ادا کروں گا۔ آپ کے خلاف نہ ہی دوسری قوت کو جنگ کی دعوت دوں گا بلکہ اگر آپ کے اور ہمارے درمیان اختلاف رائے ہوتا ہے تو اسے باہم مشورے سے طے کرلیا جائے گا۔"

کچھ دیر کیلئے اگرپا رکا۔ سوچا پھر دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"**نبطیوں** کے محترم تاجدار میں آپ کو یہ بھی ضمانت دیتا ہوں کہ **نبطیوں** اور فلسطینیوں کے درمیان جو کچھ ہونا تھا ہوچکا۔ یوں جانیں کہ فلسطینیوں کی بدقسمتی ہے کہ ہم لوگ **نبطیوں** کے ساتھ ٹکرائے۔ اس طرح ہونا نہیں چاہئے تھا۔ بہرحال میں ان سرزمینوں میں اپنے باپ جیسا کردار ادا نہیں کروں گا۔ آپ مجھے ہمیشہ اپنا حلیف اور فرمابردار پائیں گے۔ میں آپ کو یہ بھی ضمانت دیتا ہوں کہ آپ کے خلاف کبھی بھی کسی بھی موقع پر رومنوں کے ساتھ کوئی سازباز نہیں کروں گا۔"

اگرپا کا جواب سن کر حارث تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا۔ شاید جو معاملہ طے ہوا تھا اس سے لطف انداز ہوتا رہا۔ ایک بار پھر اس نے اپنے بیٹے زیبال کو اشارے سے بلایا۔

زیبال اس کے قریب آن کھڑا ہوا۔ حارث نے پھر اس سے سرگوشی کی جسے سن کر زیبال وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد زیبال لوٹا اس کے ساتھ ایک سائیس تھا جو ایک عمدہ نسل کے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے تھا۔ گھوڑے پر زین ڈلی ہوئی تھی۔ گھوڑا سائیس نے حارث کے سامنے لاکھڑا کیا جبکہ زیبال پھر اپنی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ حارث نے اگرپا کو مخاطب کیا۔

اگرپا تو نے مجھے اپنی گفتگو سے مطمئن اور خوش کردیا ہے۔ میں تجھے پورے فلسطین کا حاکم اعلیٰ مقرر کرتا ہوں جو گھوڑا تمہارے قریب کھڑا ہے یہ تمہارے لئے منگوایا گیا ہے۔ اس پر سوار ہو اور اپنی سرزمینوں کی طرف چلے جاؤ اب تم فلسطین کے حکمران ہو۔

اگرپا کے چہرے پر بے پایاں خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ عجیب سے انداز میں وہ آگے بڑی عاجزی اور انکساری سے اس نے حارث کے دونوں گھٹنوں کو پکڑ لیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حارث نے فوراً" اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔ اس کی پیٹھ تھپتھپائی پھر اس کے ساتھ پرجوش مصافحہ کیا۔

حارث کے بعد اگرپا نے حبیب بن عثمان' مالک' زیبال' سعید اور دوسرے سالاروں سے مصافحہ کیا۔ پھر حارث سے اجازت لیکر وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور وہاں سے کوچ کرگیا تھا۔

اگرپا کے جانے کے بعد کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ حارث نے باری باری مالک اور حبیب بن عثمان کی طرف دیکھا پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

"میرے عزیزو جو معاملہ میں طے کرنا چاہتا تھا وہ بڑے احسن طریقے سے طے ہوگیا ہے۔ ماضی میں ہیرودیس یقیناً ہمارے لئے خدشات اور خطرات کا باعث بنا ہوا تھا لیکن اس خطرے کو ہم نے ہمیشہ کیلئے ٹال دیا ہے۔ اگرپا نے میری خواہشوں کے مطابق عمل کرنے کا اظہار کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آنے والے دور میں یہ ہمارے لئے سود مند ثابت ہوگا۔"

حبیب بن عثمان میرے بیٹے اب تم یہ کہو کہ تم کب تک یہاں سے کوچ کرنا پسند کروں گے۔

حبیب بن عثمان حارث کو دیکھتے ہوئے فوراً" بول پڑا۔

"میں چاہتا ہوں کہ میرے لشکری ایک رات یہاں قیام کرکے آرام کرلیں۔ اگلے روز میں صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کرجاؤں گا۔"

حبیب بن عثمان کا جواب سن کر حارث شاید مطمئن ہوگیا تھا۔ دوبارہ وہ بول پڑا۔

"بیٹے جیسا کہ تم لوگوں نے سنا میں اگرپا کو سارے فلسطین کا حاکم اعلیٰ مقرر کرچکا ہوں جبکہ تم جانتے ہو یروشلم پر اس وقت رومنوں کا گورنر پیلاطس حکمران ہے۔ میں چاہتا ہوں پیلاطس سے یروشلم خالی کرالیا جائے اور پورے فلسطین میں ایسی فضاء قائم کی جائے کہ فلسطین میں اگرپا کسی شراکت کے بغیر حکمرانی کرے۔"

حبیب بن عثمان شاید پہلے ہی اس موضوع کے متعلق سوچ چکا تھا لہٰذا فوراً" بول پڑا۔

"آپ بالکل مطمئن رہیں۔ اس پیلاطس کی ہمارے سامنے اب کوئی حیثیت نہیں

ہے۔ جب تک یہ پیلاطس ہم سے ٹکرایا نہ تھا وہ اپنے آپ کو بڑی قوت خیال کرتا تھا۔ پہلی شکست کے بعد اس کے سارے ارمان ٹوٹ گئے۔ اس کے بعد جب ہم نے رومنوں کے حاکم گالس اور اس کے جرنیل اسٹرابو کو بھی بدترین شکست دی تب اس پیلاطس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوچکے تھے۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ وہ ہم سے ٹکرانے کی کوشش نہیں کرے گا۔"

میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف بڑھوں گا۔ اگر پیلاطس نے مجھ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان سرزمینوں میں پیلاطس کیلئے عبرت خیزی کا سامان بن جاؤں گا۔ میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ جب تک آپ میرے پیچھے پیچھے یروشلم کے نواح میں پہنچیں گے تب تک میں پیلاطس سے نمٹ چکا ہوں گا۔ پیلاطس کے بعد فلسطین میں ایسی کوئی قوت نہیں رہتی جو اگرپا کے ساتھ کئے ہمارے معاہدے کی خلاف ورزی کرے۔

حبیب بن عثمان کی اس ساری تجویز سے حارث نے اتفاق کیا۔ آنے والی شب حبیب بن عثمان نے اپنے خیمے میں اپنی بیوی اوزال کے ساتھ بسر کی۔ اگلے روز وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنوب کا رخ کر رہا تھا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان کا ارادہ تھا کہ جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے یروشلم کا رخ کرے گا۔ وہاں رومنوں کے جرنیل پیلا طس سے ٹکرائے گا اور اسے شکست دیکر اس کا خاتمہ کرتے ہوئے یروشلم کو رومنوں سے آزاد کرا لیا جائے گا۔

اس نیت کے ساتھ وہ بڑی تیزی کے ساتھ جنوب کی طرف بڑھا تھا۔ ادھر جب پیلا طس کو یہ خبر ہوئی کہ **نبطیوں** نے ہیرودیس کو بدترین شکست دی ہے اور ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ دونوں کو قتل کردیا گیا ہے اور **نبطیوں** کے بادشاہ حارث نے ہیرودیس کے بیٹے اگرپا کو پورے **فلسطین** کا حاکم اعلیٰ مقرر کردیا ہے۔ تب وہ بڑا فکر مند اور پریشان ہوا۔

ہیرودیس کے انجام کے ردعمل کے طور پر وہ کوئی کارروائی کرنا ہی چاہتا تھا کہ اسے ایسی خبریں ملیں جس نے اس کے پاؤں تلے سے زمین ہلا دی۔ پیلا طس کا پہلے یہ ارادہ تھا کہ ہیرودیس اور اس کی بیوی کے قتل کی خبر، اس کی شکست اور اس کے علاقوں پر **نبطیوں** کے قبضے کی اطلاع وہ رومنوں سے کرے گا اور رومنوں کے شہنشاہ ٹائیبرس سے گزارش کرے گا کہ **نبطی** اپنی عسکری اور لشکری طاقت میں اپنے عروج پر پہنچ چکے ہیں اور اگر ان کو نیچا نہ دکھایا گیا تو آنے والے دنوں میں ان کے ہمسایہ کسی بھی طور ان سے محفوظ نہ رہ سکیں گے۔

لیکن پیلا طس کی بدقسمتی کہ وہ رومنوں کے شہنشاہ ٹائیبرس کو خبر نہ دے سکا۔ اس لئے کہ ان ہی دنوں اسے یہ اطلاع دی گئی کہ **نبطیوں** کا عظیم سپہ سالار حبیب بن عثمان ایک لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے یروشلم کا رخ کئے ہوئے ہے اور ہر صورت میں پیلا طس سے ٹکرائے گا اور پیلا طس کو فلسطین سے نکال باہر کرے گا۔

حبیب بن عثمان کا نام پیلا طس نے پہلے ہی سن رکھا تھا۔ اس لئے کہ اس سے

پہلے جو جنگیں ہوئی تھیں حبیب بن عثمان کا نام دشمنوں کیلئے وحشت اور خوف کا باعث بنا ہوا تھا۔

پیلا طس کو جب خبر ہوئی کہ **نبطیوں** کا سپہ سالار ایک لشکر کے ساتھ اس کا رخ کئے ہوئے ہے تو اس پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا۔ مشیروں میں سے صرف چند ایک نے پیلا طس کا حوصلہ بڑھایا کہ **نبطیوں** کی طاقت سے مقابلہ کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں فی الفور مصر سے مدد مانگنی چاہئے۔ ساتھ ہی مشیروں نے پیلا طس کو بھی یہ ڈھارس دی کہ عنقریب رومنوں کے دو بڑے لشکر ایک مصر کی طرف سے ایک ایلہ کی بندرگاہ سے **نبطیوں** پر وارد ہونے والے ہیں لہٰذا شہر میں محصور ہوکر اس جنگ کو طول دینا چاہئے تاکہ رومنوں کے دونوں لشکر اپنے کام کی ابتداء کرسکیں۔

لیکن زیادہ مشیروں نے پیلا طس کو یہی مشورہ دیا کہ وہ کسی بھی طور سیلاب کے ریلے کی طرح بڑھتی ہوئی **نبطیوں** کی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ایسا کرنے کی کوشش کی تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

اس مشورہ نے پیلا طس پر اور زیادہ خوف و ہراس طاری کردیا۔ لہٰذا یروشلم کے لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑتے ہوئے ایک رات وہ یروشلم سے نکل بھاگا۔ اب یروشلم میں ایسی کوئی قوت نہ تھی جو حبیب بن عثمان کا مقابلہ کرسکتی۔

حبیب بن عثمان ابھی یروشلم پہنچا ہی نہ تھا کہ اسے خبر ہوگئی کہ رومنوں کا جرنیل پیلا طس شہر چھوڑ کر بھاگ چکا ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کے مشیر اور سرکردہ بھی شہر چھوڑ چکے ہیں۔ یہ خبر یقیناً حبیب بن عثمان کے لئے حوصلہ افزا تھی اس نے آگے بڑھنے کی رفتار پہلے سے بھی تیز کردی یہاں تک کہ وہ یروشلم کے نواح میں پہنچا اور وہاں اس نے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیدیا تھا۔

جس وقت خیمے نصب ہوچکے اور حبیب بن عثمان اور روزال اپنے خیمے میں آئے تب چند ہی ثانیوں بعد سعید اور رعما دونوں میاں بیوی ان کے خیمے میں داخل ہوئے۔ سعید نے آتے ہی حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"میرے بھائی میں آپ کیلئے اچھی خبر لیکر آیا ہوں۔ پیلا طس اور اس کے مر

www.pdfbooksfree.pk

لوگ پہلے ہی شہر چھوڑ کر بھاگ چکے ہیں۔ ہمارے وہ مخبر جو ہمارے آگے آگے تھے وہ یروشلم میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان میں سے کچھ واپس آئے ہیں انہوں نے یہ اطلاع دی ہے کہ یروشلم کے لوگ ہمارے مطیع اور فرمانبردار بن کر رہنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی وہ لوگ بڑی فراخدلی سے اگرپا کو اپنا حاکم اعلیٰ تسلیم کر رہے ہیں۔ شہریوں کا وفد امان کی خاطر آپ سے ملنے بھی آنے والا ہے۔

حبیب بن عثمان ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اس کے پہلو میں اوزال بیٹھ گئی۔ سعید اور رعما بیٹھ گئے۔ پھر حبیب بن عثمان نے سعید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سعید میرے بھائی ہم نے یروشلم کے لوگوں سے کوئی تعرض نہیں کرنا۔ ہمارا اصل مقصد یروشلم کے لوگ نہیں اس سمت آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ جہاں جہاں سے بھی ہم گزریں لوگوں کو یہ تاثر دیتے چلے جائیں کہ ہم لوگ صحرائے سینا کی طرف بڑھ رہے ہیں تاکہ رومنوں کا جو لشکر مصر سے نکل کر ان سرزمینوں کی طرف آنا ہے اس کی راہ روکی جائے جبکہ حقیقت میں ہم نے ایسا نہیں کرنا۔

مصر سے آنے والے لشکر کی راہ خود حارث اور مالک روکیں گے میں اور تم ایلہ کی بندرگاہ کی طرف نکل جائیں گے۔ یروشلم کے سرکردہ لوگ اگر وفد کی صورت میں اپنے اور شہریوں کیلئے امان طلب کرنے کیلئے آتے ہیں تو میں انہیں خوش آمدید کہوں گا اس لئے کہ ہمارا ان سے کوئی جھگڑا کوئی لین دین نہیں ہے۔

یہاں ہم اتنی دیر ہی قیام کریں گے جتنی دیر لشکری کھانا کھا لیں اور کچھ دیر سستا لیں۔ اس کے بعد یہاں سے ہم کوچ کر جائیں گے۔

حبیب بن عثمان کو رک جانا پڑا تھا اس لئے کہ اس موقع پر ایک مسلح جوان اندر آیا اور حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"امیر یروشلم سے کچھ لوگ آئے ہیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔

حبیب بن عثمان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سعید رعما اور روزال بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر حبیب بن عثمان نے اوزال کی طرف دیکھا۔

اوزال تم اور رعما یہیں رہو میں اور سعید جاتے ہیں اور ان سے ملتے ہیں۔

ہمارے خیمے کے ساتھ ہی جو سعید کا خیمہ ہے اس میں ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔

اوزال اور رعما دونوں اکٹھی بیٹھ کر گفتگو کرنے لگیں۔ تمہیں حبیب اور سعید دونوں بھائی باہر نکل گئے تھے۔

خیمے کے باہر یروشلم کے کچھ سرکردہ لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ حبیب بن عثمان اور سعید نے ان کا بہترین اور پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ان سے مصافحہ کیا۔ پھر حبیب بن عثمان سب کو سعید کے خیمے میں لے گیا۔ سب کو باعزت طریقے سے بٹھایا پھر حبیب بن عثمان انہیں مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی وفد کو جو سرکردہ تھا وہ حبیب بن عثمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نبطیوں کے عظیم سپہ سالار ہم جانتے ہیں کہ ہم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نہ ہی ہمارا ارادہ تھا کہ آپ کا مقابلہ کیا جائے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ سے پہلے یروشلم کے رومن والی پیلاطس کو شکست دے چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ہیرودیس آپ کے خلاف بدترین شکست اٹھا چکا ہے۔ یہی نہیں بلکہ شام کے بادشاہ حداد بن مدار کو آپ لوگوں نے شکست دیکر اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ مصر کا والی گالس اور اس کا خونخوار جرنیل اسٹرابو آپ کے ہاتھوں شکست اٹھا چکے ہیں۔

آپ کے پاس آنے کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ ہم اہل یروشلم آپ کیلئے بالکل بے ضرر ہیں۔ ہم آپ سے پورا پورا تعاون کریں گے اور اس کے صلے میں ہم اہل شہر کیلئے آپ سے امان طلب کرتے ہیں۔"

وفد کا سرکردہ جب خاموش ہوا تب حبیب بن عثمان نے اسے مخاطب کیا۔

"میرے عزیز تو نے بہت اچھی بات کی۔ یروشلم شہر کے لوگوں سے ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ پیلاطس بھاگ چکا ہے۔ ہمارا ہدف وہی تھا۔ میں تم پر انکشاف کروں کہ ہمارا بادشاہ حارث ہیرودیس اور اس کی بیوی کا خاتمہ کرنے کے بعد ہیرودیس کے بیٹے اگرپا کو پورے فلسطین کا حاکم اعلیٰ بنا چکا ہے۔

"پیلاطس نہ بھاگتا اور ہمارے مقابلے میں آتا تو اس کا ہم برا انجام کرتے۔ اس کے خاتمے کے بعد بھی اگرپا پورے فلسطین کا حاکم اعلیٰ ہوتا۔ اب جبکہ پیلاطس خود ہی بھاگ چکا ہے تو میں آپ لوگوں پر انکشاف کروں کہ اب ہیرودیس کا بیٹا اگرپا ہی آپ

کا حکمران ہے۔ پورے فلسطین پر وہی حکمرانی کرے گا۔ میرے خداوند نے چاہا تو اب رومنوں کو یہاں داخل ہونا نصیب نہیں ہوگا۔

یروشلم شہر کے لوگوں کو جاکر یہ خوشخبری سنائیں کہ وہ بالکل محفوظ ہیں۔ بالکل ایسے ہی پرسکون زندگی بسر کرتے رہیں۔ اپنے مال کا لین دین اپنا کاروبار کرتے رہیں جس طرح وہ پیلاطس کے دور میں کرتے رہے ہیں۔ کوئی ان پر بے جا سختی نہیں کرے گا۔ اگر کسی نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو وہ اپنی گردن سے محروم ہوجائے گا۔

میں تھوڑی دیر تک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں قیام کروں گا۔ اس کے بعد میں یہاں سے مزید جنوب کی طرف بڑھوں گا۔ صحرائے سینا کا رخ کروں گا اس لئے کہ رومنوں کا ایک لشکر مصر کی طرف سے ان علاقوں کی طرف پیش قدمی کرنے والا ہے۔ بس میرا مقصد اس لشکر کی راہ روک کر اسے مار بھگانا ہے۔ اب آپ لوگ جاسکتے ہیں اور شہریوں کو آپ میری طرف سے یقین دلا سکتے ہیں کہ ان سے کوئی پوچھ گچھ اور باز پرس نہیں کی جائے گی۔

وفد کے لوگ خوش ہوگئے تھے۔ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ بڑے خوش کن انداز میں سب نے باری باری حبیب بن عثمان اور سعید سے مصافحہ کیا پھر وہ واپس چلے گئے تھے۔

سعید کو لیکر جب حبیب بن عثمان دوبارہ اپنے خیمے میں آیا تو اوزال اور رعما وہاں بیٹھی باہم گفتگو کررہی تھیں۔ جونہی حبیب بن عثمان اوزال کے قریب آکر بیٹھا اوزال نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہاں قیام کے دوران ہم لوگ محترم عاذور اور ان کے اہل خانہ سے مل لیں۔ ان کے ہم پر بڑے احسانات ہیں اس لئے کہ۔۔۔۔"

اوزال کی بات کاٹتے ہوئے حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"ہم لوگوں سے تمہارا کیا مطلب ہے۔"

اوزال کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگی۔

"ہم لوگوں سے مطلب میں آپ سعید اور رعما۔"

حبیب بن عثمان کچھ دیر مسکراتا رہا۔ پھر بڑے غور سے اوزال کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اگر میں اور سعید دونوں عاذور کے پاس چلے جاتے ہیں تو ہمارے بعد لشکر کی نگرانی کون کرے گا۔"

حبیب بن عثمان کے اس استفسار کا اوزال جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ سعید بول پڑا۔

"حبیب میرے بھائی! عاذور کے متعلق آپ نے مجھے تفصیل کے ساتھ بتایا ہے۔ میں اور رعما لشکر ہی میں رکتے ہیں۔ آپ دونوں ان کے ہاں سے ہو آئیں۔ ان سے ملنا ضروری ہے۔ یاد رکھئے اگر وہ تعاون نہ کرتے تو یروشلم شہر سے اوزال کا نکلنا یقیناً ناممکن تھا۔"

حبیب بن عثمان نے سعید کی اس تجویز کو پسند کیا۔ پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اوزال کی طرف دیکھا۔

"اٹھو پھر عاذور کے ہاں سے ہو آئیں۔ لیکن ایک یاد رکھنا۔ وہ اس بات پر زور دیں گے کہ میں اور تم ان کے ہاں رات بسر کریں۔ ایسا نہیں ہوگا۔ اوزال کے چہرے پر گہری مسکراہٹ کھل گئی۔ حبیب بن عثمان کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ لیا پھر کہنے لگی۔

"نہیں اگر انہوں نے روکنے کی کوشش کی تو میں نہیں رکوں گی۔ واپس آئیں گے اس لئے کہ ہم نے یہاں سے کوچ بھی کرنا ہے۔"

اوزال کے جواب سے حبیب بن عثمان خوش ہوگیا تھا۔ پھر دونوں میاں بیوی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر انہیں ایڑ لگاتے ہوئے یروشلم شہر کے نواح میں عاذور کی خانقاہ کا رخ کر رہے تھے۔

دونوں آگے پیچھے خانقاہ میں داخل ہوئے۔ صحن میں گھوڑوں سے اترنے ہی لگے تھے کہ ایک دم خانقاہ کے اندرونی حصے سے عاذور اس کا بیٹا رخیم اس کی بیوی سرایا عاذور کی بیٹی سلانا نمودار ہوئے۔

اتنی دیر تک حبیب بن عثمان اور روزال دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر چکے تھے۔ عاذور اور رخیم آگے بڑھے اور بڑے پرجوش انداز میں حبیب بن عثمان سے گلے ملے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

اتنی دیر تک سرایا اور رسدانا دونوں اوزال سے گلے ملتی رہیں۔ پھر عاذور نے بڑے پیار سے اوزال کے سر پر ہاتھ پھیر۔ اس کے بعد اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

ابن عثمان میرے بیٹے تمہیں اوزال کے ساتھ اس خانقاہ میں دیکھتے ہوئے میں عجیب سا محسوس کر رہا ہوں۔ یہ وہی خانقاہ ہے جہاں سے کبھی تم اوزال کو چوری چھپے لیکر نکلے تھے اور ہر وقت تمہیں اپنی ہر سمت سے موت کا خطرہ تھا۔ لیکن مجھے جو خبریں ملیں ہیں ان کے مطابق نہ صرف تم لوگوں نے رومنوں کو شکستیں دیں بلکہ شام کو فتح کرتے ہوئے دمشق کو بھی اپنی عمل داری میں کر لیا ہے۔

مجھے یہ خبریں بھی مل گئیں کہ تم نے اپنے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے لیا ہے۔ برابا اور اس کے ساتھیوں کا تم نے خاتمہ کر دیا ہے اور اوزال سے تم نے شادی کر لی ہے۔ پھر اچانک یہ بھی خبریں آنی شروع ہوئیں کہ ہیرودیس کو آخری شکست ہوئی۔ حارث نے اس کے قتل کا حکم دیا جبکہ تم نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام سے بدترین سلوک کرنے پر ہیرودیہ کا بھی کام تمام کروا دیا۔

یہاں عاذور رکا تو اچانک رخیم اپنے باپ کو بڑے پیار سے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

پدر محترم! میرے بھائی اور بہن اوزال ایک عرصے بعد ہماری خانقاہ میں امن کے ماحول میں داخل ہوئے ہیں۔ کیا آپ یہیں صحن میں کھڑے کھڑے ملتے رہیں گے۔

"رخیم کے الفاظ پر عاذور چونکا تھا۔" رخیم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے بچے تم ان دونوں کے گھوڑوں کو اصطبل میں باندھو پھر اندر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔

رخیم نے دونوں کے گھوڑوں کی باگیں پکڑیں پھر انہیں اصطبل کی طرف لے گیا۔ عاذور، سدانا، سرایا، حبیب اور اوزال خانقاہ کے اندرونی حصے کی طرف گئے۔ اتنی دیر تک رخیم بھی گھوڑوں کو اصطبل میں باندھنے کے بعد ان سے آن ملا تھا۔

سب خانقاہ کے ایک کمرے میں بیٹھ گئے پھر عاذور نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

ابن عثمان میرے بیٹے یہ تم اور روزال یروشلم کی طرف کیسے نکل آئے۔ کچھ دن

پہلے یہ خبریں یروشلم میں پہنچیں تھیں کہ حارث ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ یروشلم کا رخ کر رہا ہے اور پیلاطس سے ٹکرائے گا۔

پیلاطس ایسا بزدل نکلا کہ شہریوں کو نہتا چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ شہر کے کچھ سرکردہ لوگ تم لوگوں کے لشکر کی طرف گئے اور شہریوں کیلئے امان طلب کر لی۔

بیٹے کیا ایسا ممکن نہیں کیا میں اپنی بیٹی عریب کو بھی دیکھ سکوں۔ اگر وہ لشکر میں شامل ہے تو تمہیں اسے بھی اپنے ساتھ لیکر آنا چاہئے تھا یا پھر ایسا کرو مجھے اپنے لشکر میں لیکر چلو میں اپنی بیٹی عریب سے ملوں گا۔ اس کے علاوہ اس کے باپ اس کے بھائیوں اور دوسرے اہل خانہ سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔"

جب تک عاذور بولتا رہا۔ حبیب بن عثمان مسکراتا رہا اس کے بعد کہنے لگا۔

"میرے محترم اگر عریب میرے ساتھ ہوتی تو وہ ضرور آپ سے ملنے آتی خانقاہ میں حاضر ہوتی۔ ہمارے لشکر کے دو حصے ہیں۔ میں ہراول کے طور پر آگے آیا ہوں لشکر کا دوسرا حصہ پیچھے ہے۔ وہ ہمارے بادشاہ حارث کی کمانڈری میں ہے۔ اس لشکر میں عریب کے علاوہ اس کے دونوں بھائیوں کی بیویاں عریب اور اس کی بہن حویلہ کے شوہر بھی شامل ہیں۔

بزرگ عاذور اس وقت میں صرف اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یروشلم کے نواح میں قیام کئے ہوئے ہوں۔ یروشلم کے شہریوں کو میں نے ہی امان دی ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ یروشلم میں قتل و غارت گری ہو میرا اصل مقصد پیلاطس سے نمٹنا تھا۔ وہ چونکہ اپنے سالاروں اور سرکردہ لوگوں کے ساتھ یروشلم شہر سے مصر کی طرف بھاگ چکا ہے۔ لہٰذا اب میں یہاں کسی سے سروکار نہیں رکھوں گا۔ میں نے لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ وہ پہلے کی طرح پرامن رہیں اور اپنے روز مرہ کے کاموں میں لگے رہیں۔ کوئی ان سے تعرض نہیں کرے گا۔

حبیب بن عثمان جب خاموش ہوا تو عاذور نے پھر پوچھ لیا۔

"بیٹے اگر یہ بات ہے تو تم چند دن یہاں قیام کرو گے اور یہاں سے لوٹ جاؤ گے اور حارث اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ادھر کا رخ نہیں کرے گا اس طرح عریب سے تو میری ملاقات نہیں ہو سکے گی۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

حبیب بن عثمان مسکرایا اور کہنے لگا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے میں یہاں سے لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مزید جنوب کا رخ کروں گا۔ میں آپ پر انکشاف کروں کے رومنوں کے شہنشاہ ٹایبرس نے ایک بہت بڑا لشکر روم سے ہی ہمارا مقابلہ کرنے کیلئے مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔ یہ لشکر رومنوں کا بحری بیڑہ لیکر آیا ہے۔ سکندریہ کی بندرگاہ پر یہ لشکر اترے گا۔ جو رومن پہلے سے مصر میں ہیں اور گالس کی سرکردگی میں کام کررہے ہیں وہ ابھی اس لشکر میں شامل ہوجائیں گے۔ اس طرح گالس متحدہ لشکر کو لیکر شمال کا رخ کرے گا اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔

میں یہاں سے سیدھا جنوب کی طرف جاؤں گا صحرائے سینا کے کسی مناسب محل وقوع میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کروں گا اور رومنوں کی راہ روکوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ ہماری سرزمینوں میں داخل ہوسکیں۔ میں صحرائے سینا ہی میں ریت کے ٹیلوں کے اندر ان کے ساتھ موت کا کھیل کھیلتے ہوئے انہیں بھاگ جانے پر مجبور کروں گا۔

میں کسی بھی وقت رات کو یہاں سے کوچ کرسکتا ہوں۔ لہٰذا سب سے پہلے میں نے اور اوزال نے یہ پسند کیا کہ آپ سے ملاقات کرلیں۔ اس کے بعد شاید اچانک ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا پڑے۔

حبیب بن عثمان کی اس گفتگو کے جواب میں عاذور کی بیٹی سدانا نے گھورنے کے انداز میں باری باری حبیب بن عثمان اور اوزال کی طرف دیکھا۔ پھر حبیب کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"میرے بھائی کا مطلب ہے اب تم میاں بیوی ہمارے ہاں رات بسر نہیں کرو گے۔"

سدانا چونکہ اوزال کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی۔ لہٰذا حبیب بن عثمان کے بجائے اوزال نے ردعمل کا اظہار کیا۔ اپنا بازو اس نے بڑے پیار سے سدانا کے شانے پر رکھا۔ اپنا سر اس کے سر کے قریب لے گئی۔ ایک دوبار اس نے اپنے سر کو اس کے سر سے پیار سے رگڑا پھر کہنے لگی۔

"سدانا میری بہن اگر ہم نے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف کوچ نہ کرنا ہوتا تو یہاں رات بسر کرنا میرے لئے اور تمہارے بھائی کیلئے ایک بہت بڑی سعادت ہوئی لیکن ایک مہم پر نکلے ہوئے ہیں۔ لہٰذا مجھے امید ہے کہ تم محسوس نہیں کرو گی۔"

سدانا کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ عاذور بول پڑا۔

"اوزال میری بیٹی میں تم لوگوں کی مہم کو سمجھا ہوا ہوں۔ ہم میں سے کوئی بھی اعتراض نہیں کرے گا۔ ہمیں تو سب سے بڑی خوشی جو نصیب ہوئی ہے وہ یہ کہ ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ کو تم لوگوں نے مکافات عمل سے گزارا۔ وہ ایک بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے تھے۔ یوں جانیں خداوند قدوس کی طرف سے ان کی گرفت ہوگئی۔ دوسری بڑی خوشی یہ کہ پیلاطس یہاں سے بھاگ گیا۔ یروشلم کے لوگ اب آزاد ہیں۔ تیسری بڑی خوشی کہ دمشق شہر پر بھی نبطیوں کا قبضہ ہوگیا ہے۔"

عاذور جب خاموش ہوا تو مسکراتے ہوئے حبیب بول اٹھا۔

"آپ کی ان تین خوشیوں میں میں ایک چوتھی خوشی کا بھی اضافہ کرسکتا ہوں۔"

حبیب بن عثمان کے ان الفاظ پر رخیم عاذور' سدانا' سدانا چاروں نے بڑی جستجو کے انداز میں اس کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ جس کے جواب میں حبیب بن عثمان پھر بول پڑا۔

آپ لوگوں کیلئے چوتھی اور بڑی خوشخبری یہ ہے کہ ہمارے بادشاہ حارث نے ہیرودیس کے بیٹے اگرپا کو پورے فلسطین کا حاکم اعلیٰ مقرر کردیا ہے۔ اگرپا ایک معتدل مزاج انسان ہے اپنے باپ کی طرح انتہا پسند نہیں نہ ہی خرافات میں الجھنے والا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگرپا کے دور میں نہ صرف یہ کہ اندرونی طور پر فلسطین کے اندر امن رہے گا بلکہ فلسطین کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے اپنے اوروں سے تعلقات بہترین انداز میں استوار رکھے گا۔ کسی بھی دور میں اگر نبطیوں کے ساتھ فلسطینیوں کے اختلافات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تو یہ اختلافات باہمی رضامندی اور باہمی بات چیت سے طے کئے جائیں گے اور اس سلسلے میں کسی بھی صورت کبھی بھی رومنوں کو اپنے معاملات میں الجھانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔"

ن عثمان کے اس انکشاف پر عاذور رخیم سرایا اور سدانا بے پناہ خوشی کا

www.pdfbooksfree.pk

اظہار کررہے تھے۔ عاذور نے پھر حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"بیٹے جب تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف کوچ کررہے ہو تو اپنی غیر موجودگی میں لشکر کی نگرانی کیلئے کسے چھوڑ کر آئے ہو۔"

حبیب بن عثمان مسکراتے ہوئے عاذور کو مخاطب کرکے کہہ دیا تھا۔

"بزرگ عاذور میرے حصے کے لشکر میں میرا ماموں زاد سعید میرے نائب کی حیثیت سے کام کررہا ہے۔ اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ ہے اور اس کا نام رعما ہے اور وہ رقیم شہر کے بچاری ایرخ کی بیٹی ہے۔ میری غیر موجودگی میں میرا بھائی سعید ہی لشکر کا نگران اعلیٰ ہے۔"

عاذور نے اس بار اپنی بیٹی سدانا اور اپنے بیٹے رخیم کی بیوی سرایا کی طرف دیکھا۔

میرے بچو! اٹھو ایک عرصے بعد حبیب بن عثمان اور میری بیٹی اوزال خانقاہ میں آئے ہیں۔ ان کیلئے بہترین دعوت کا اہتمام کرنا ہے۔

عاذور مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حبیب بن عثمان نے اس کی بات کاٹ دی۔

"بزرگ عاذور آپ میرے باپ کی طرح ہیں۔ کسی بڑی دعوت کا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو عام آپ کے ہاں پکتا ہے۔ ہم وہی کھائیں گے۔"

عاذور کے کہنے پر سدانا اور سرایا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اوزال بھی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی میں بھی اپنی بہنوں کے ساتھ جاتی ہوں۔ اس پر وہ تینوں کمرے سے نکل کر مطبخ کی طرف چلی گئی تھیں جبکہ اس کمرے میں عاذور رخیم اور حبیب بن عثمان بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد سب نے ملکر کھانا کھایا۔ اس کے بعد حبیب بن عثمان اور اوزال ان کے ہاں سے رخصت ہوگئے تھے۔ اس روز رات کے وقت حبیب بن عثمان یروشلم کے نواح سے دشت سینا کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

○

حبیب بن عثمان چند میل ہی دور بھاگا تھا کہ اس نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ اس لئے کہ سامنے کی طرف سے چند گھوڑ سوار ان کی طرف آرہے تھے اور ہاتھ ہلاتے ہوئے انہیں رکنے کیلئے اشارہ بھی دے رہے تھے۔

ان کے اشارہ دینے پر حبیب بن عثمان نے اپنے لشکر کو رک جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے پیچھے لشکر رک گیا۔ سامنے کی طرف سے آنے والے گھوڑ سوار جن کی تعداد چھ کے قریب تھی۔ قریب آئے حبیب بن عثمان نے انہیں پہچان لیا گیا۔ وہ نبطی مخبر تھے۔ قریب آکر وہ کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ حبیب بن عثمان نے انہیں مخاطب کرنے میں پہل کی۔

"عزیزو اگر تم کوئی اچھی خبر لائے ہو تو کہو۔"

ان سب نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ان کا ایسا کرنے سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ان میں سے کس کو مخاطب ہونا چاہئے پھر ان میں سے ایک بولا پڑا۔

امیر ابن عثمان ہم دونوں محاذوں کی اچھی خبریں لیکر آئے ہیں۔ ہم میں سے ہمارے دو ساتھی ایلہ کی طرف گئے تھے۔ باقی ہم مصر کے اندرونی حصے کی طرف سے آرہے ہیں۔ ہم نے پہلے سے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کا لائحہ عمل مرتب کر رکھا تھا۔ صحرائے سینا کے اندر ہم اکٹھے ہوئے۔ پہلی خبر جو ہم آپ سے کہنا چاہتے ہیں وہ یوں ہے۔

جس لشکر نے مصر سے نکل کر گالس اور اسٹرابو کی سرکردگی میں ہماری سرزمینوں کا رخ کرنا ہے۔ وہ ایک دو روز تک بڑی تیزی سے صحرائے سینا کی طرف کوچ کرے گا۔

تک رومنوں کے اس لشکر کا تعلق ہے جو بحری بیڑے میں ایلہ کی بندرگاہ کا

www.pdfbooksfree.pk

رخ کئے ہوئے ہے وہ دو روز بعد ایلہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہو سکتا ہے۔

حبیب بن عثمان نے آنے والے ان طلایہ گروں کے انکشافات پر خوشی کا اظہار کیا۔ پھر اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ اطراف میں صحرائے سینا کے اونچے اونچے ٹیلے کھڑے تھے۔ کچھ دیر تک حبیب بن عثمان انہیں دیکھتا رہا۔ مسکراتا رہا پھر آنیوالوں کو اس نے مخاطب کیا۔

میں اپنے لشکر کو یہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دینے لگا ہوں۔ مصر سے آنے والی شاہراہ کے بائیں کنارے میں لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرتا ہوں۔ تم میں سے تین میرے پاس ہی رہیں۔ دو شمال کی طرف رخ کرجائیں۔ اپنے بادشاہ حارث کو اس کے لشکر سمیت یہاں لیکر آئیں اس کے یہاں آنے کے بعد میں اپنی نئی منزل کی طرف کوچ کروں گا۔

حبیب بن عثمان کے کہنے پر دو طلایہ گر شمال کی طرف کوچ کر گئے۔ تین اس کے پاس ہی رہے پھر حبیب بن عثمان نے اپنے لشکر کو مصر سے شام کی طرف جانے والی شاہراہ کے بائیں کنارے ذرا ہٹ کر پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

یہ حکم ملنا تھا کہ صحرا کے اندر خیموں کا شہر آباد ہوگیا تھا۔ آن کی آن میں پڑاؤ کرلیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان نے لشکریوں کو آرام کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

صحرائے سینا میں سیاہ رات کے چوکنے پن کے اندر بدر کامل نمودار ہوا۔ اندھیرے کی چادر پھٹی دشت سینا کی آنکھوں کے سمندر میں اجنبی جزیروں اور اداس سمندروں کی طرف سے آنے والی جذبوں کی شدت سے بھرپور ہوائیں ایک عجیب سی سرسراہٹ میں چمکتی ریت شبنمی پھوار اور بے کراں چاندنی کو گلے لگانے لگی تھی۔ فن کے لمحوں' نشاط ساعتوں روز و شب کے ہنگاموں اور ماضی کی گردش لیل و نہار کا بھیدی صحرائے سینا چپ تھا۔ کتاب حیات کے اوراق کی تحریروں' قضا کے درد الم کی بے رحم وسعتوں اور جرم و عصیان کے عتاب گیروں کی پہچان رکھنے والا صحرا بالکل رات کی گہرائیوں میں ڈوب چکا تھا۔

التہاب نگاہ' تمازت جسم و جان پر تو امن آشتی اور مشعل نگاہ بنتے عکس نور حق کے شناسا صحرا اور اس کی راز دان ریت کسی آنے والے خونی انقلاب کیلئے بے چین

تھی۔

ایسے میں نبطیوں کا بادشاہ حارث اور اس کا بیٹا مالک اور زیبال صحرا کے اس حصے میں نمودار ہوئے جہاں حبیب بن عثمان نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔ حبیب بن عثمان' سعید اور دوسرے سالاروں نے اپنے پڑاؤ سے باہر نکل کر شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا۔

حبیب اور سعید کے ساتھ ان کی بیویاں رعما اور روزال تھیں۔ دوسرے سالاروں کی بیویاں بھی اوزال اور رعما کے ہمراہ تھیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے مالک کی بیوی شہیر' عریب اس کا شوہر حویلہ اور اس کا شوہر' زیبال اور السار کے علاوہ لشکر میں شامل دیگر عورتیں بھی جمع ہوگئی تھیں اور بڑے پرجوش انداز میں رات کے وقت وہ اوزال' رعما اور حبیب بن عثمان کے لشکر کی دیگر عورتوں سے ملنے لگی تھیں۔

اس موقع پر حارث نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"بیٹے یہاں تک تو تیرے اور میرے درمیان پہلے سے معاملہ طے تھا۔ اب بتا اگلا قدم کب اور کس وقت اٹھانا ہے۔ ویسے میں تمہیں یہ بتادوں کہ راستے میں ہم یروشلم کی نواحی خانقاہ کے بزرگ عاذور سے مل چکے ہیں۔ اس کے بیٹے اس کی بہو اور بیٹی نے ہمارا شاندار استقبال کیا۔ بہرحال وہ بڑے اچھے لوگ ہیں اور بتا رہے تھے کہ ہماری آمد سے پہلے تم اور اوزال بھی ان کے پاس کچھ وقت گزار چکے ہو۔ بہرحال کہو بیٹے اب معاملہ کیسے طے کرنا ہے۔

حبیب بن عثمان نے کچھ سوچا۔ حارث کے قریب آیا۔ تھوڑی دیر تک اس کے کان کے قریب منہ لے جاتے ہوئے بڑی رازدارنہ سی سرگوشی کرتا رہا جسے سن کر حارث مسکراتا رہا۔ پھر حبیب بن عثمان جب پیچھے ہٹا تو حارث نے کہنا شروع کیا۔

میرے بیٹے جو لائحہ عمل تم نے طے کیا ہے یہ بہت عمدہ' بہت اچھا ہے۔ میں بعد میں اوزال کے ساتھ مالک اور زیبال دونوں کو آگاہ کردوں گا۔

حارث کے خاموش ہونے پر حبیب بن عثمان بول اٹھا۔

"آپ کے پاس یہ جو جانور ہیں جن پر لشکر کے خیمے لدے ہوئے ہیں انہیں میں شامل کرلیتا ہوں۔ میرا لشکر ابھی خیمے خالی کر دے گا اور ان خیموں کے

www.pdfbooksfree.pk

اندر آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرلیں۔ میں ابھی اور اسی وقت ایلہ کا رخ کروں گا جو لائحہ عمل میں نے راز داری کے ساتھ آپ سے کہا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد میں پلٹوں گا اور پھر دیکھیں مصر سے آنے والوں کا ہم کیا انجام کرتے ہیں۔

حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے حارث نے اتفاق کیا۔ پھر اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ آن کی آن میں خیمے خالی کردیئے گئے۔ حارث کے لشکر میں جو باربرداری کے جانور تھے۔ حبیب بن عثمان نے انہیں اپنے ساتھ لیا اور وہ ایلہ کا رخ کرگیا تھا۔ حارث نے اپنے حصے کے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

○

رات کے وقت حبیب بن عثمان نے اپنے لشکر کے ساتھ ایلہ سے دور ہی ایک مناسب جگہ گھات لگالی تھی۔ ساتھ ہی اس نے اپنے طلایہ گر اور ناظر ایلہ کی طرف روانہ کردیئے تھے تاکہ رومنوں کے بحری بیڑے کی آمد سے بروقت اسے مطلع کریں۔ ناظروں کو حبیب بن عثمان نے یہ بھی تاکید کردی تھی کہ جب رومن ساحل پر اتریں اپنے جہازوں اور کشتیوں سے سارا سامان اتار کر ساحل پر پوری طرح پڑاؤ کرلیں تب وہ آکر اسے ان کی آمد کی اطلاع کریں۔

نبطیوں کے یہ ناظر بڑی برق رفتاری سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے اور ایلہ کے آس پاس پیاسے کووں کی طرح منڈلانے لگے تھے۔ دوسری جانب رومن بھی سمندر میں اس رفتار سے سفر کررہے تھے کہ سورج غروب ہونے کے بعد وہ ایلہ پہنچے۔ ساحل پر لنگر انداز ہونے کے ساتھ ہی رومنوں کے کمانڈر نے حکم دیا کہ جہازوں اور کشتیوں سے سارا سامان اتار کر ساحل پر ڈھیر کردیا جائے۔

یہ حکم سنتے ہی رومن بڑی تیزی سے حرکت میں آئے۔ اپنے جہازوں سے سارا سامان اتار کر انہوں نے ساحل پر ڈھیر کردیا۔ جہازوں اور کشتیوں کو خالی کردیا گیا۔ پھر ساحل پر لشکریوں کے آرام اور قیام کیلئے خیمے نصب کردیئے گئے تھے۔ خورد و نوش کا سامان بڑے بڑے شامیانوں کے نیچے رکھ دیا گیا تھا۔

نبطیوں کے طلایہ گر اور ناظر یہ ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔ رومنوں نے جب سارا سامان جہازوں سے اتار لیا اور اپنا پڑاؤ بھی کرلیا اور یہ اطمینان بھی کرلیا کہ ساحل پر کوئی ایسی قوت نہیں جو ان کا مقابلہ کرے۔ تب نبطی ناظر حبیب بن عثمان کی طرف کوچ کرگئے تھے۔

ا۔ کے پہلے پہر ہی وہ اپنے لشکر میں داخل ہوئے اور حبیب بن عثمان کو رومن

www.pdfbooksfree.pk

بحری بیڑے کے آنے کی اطلاع دی۔ یہ اطلاع ملتے ہی حبیب بن عثمان اور سعید نے لشکر کے اندر جو چھوٹے سالار تھے۔ انہی خیمے کے باہر جمع ہونے کا حکم دیا تھا۔

یہ حکم ملتے ہی سارے سالار خیمے سے باہر جمع ہوئے۔ ننگی زمین پر ہی حبیب بن عثمان کے سامنے بیٹھ گئے۔ تب رات کی گہری تاریکی اور خاموشی میں حبیب بن عثمان نے انہیں مخاطب کیا۔

"میرے ساتھیوں جس مہم کیلئے نکل کر ہم صحرائے سینا کی طرف آئے۔ اس مہم کی ابتداء کرنے کا وقت آگیا ہے۔ ہمارے طلایہ گر لوٹ آئے ہیں اور انہوں نے اطلاع کردی ہے کہ رومنوں کا بحری بیڑہ ایلہ پہنچ چکا ہے۔ جہازوں سے سارا سامان انہوں نے اتار لیا ہے اور ساحل کے قریب ہی پڑاؤ کرلیا ہے۔ آنے والے ناظروں نے لشکر کے پورے محل وقوع سے بھی آگاہ کیا ہے۔ اس محل وقوع کو دیکھتے ہوئے میں نے حملہ آور ہونے کا ایک طریقہ کار ترتیب دیا ہے۔

حسب سابق لشکر دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک میرے دوسرا سعید کے پاس رہے گا۔

حبیب بن عثمان یہاں تک کہنے کے بعد کچھ دیر سوچتا رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھائی سعید کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سعید میرے بھائی لشکر یہاں سے ایک ساتھ کوچ کرے گا۔ ایلہ کے نزدیک جا کر لشکر کی مزید تقسیم کی جائے گی۔ میں بھی اپنے لشکر کو حصوں میں تقسیم کروں گا اور تم بھی یہ دونوں حصے رومنوں کے پڑاؤ کی سمت گھات لگا کر بیٹھ جائیں گے۔ انہیں خاصی تعداد میں تیر مہیا کئے جائیں گے۔ گھات لگانے کے بعد یہ اپنی کمانیں تیار رکھیں گے۔"

لشکر کے دو حصے جو میری اور تمہاری کمانڈری میں ہوں گے براہ راست دشمن پر ضرب لگائیں گے لیکن ضرب لگانے کا طریقہ سن لو کیسے حملے کی ابتداء کی جائے گی۔

یہ جو دونوں لشکر خشکی کی سمت رومنوں کے پڑاؤ کے قریب تیر اندازی کیلئے گھات لگائیں گے۔ میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا اور ان سے ذرا آگے نکل کر رومنوں کے پڑاؤ کے دوسری سمت جا نکلوں گا۔

سعید میرے بھائی تم رومن لشکر کی غربی سمت جانا رہنا جبکہ مشرقی جانب میں جاچکا ہوں گا۔ مشرق کی جانب جاکر میں فضا میں روشنی دیتا ہوا تیر چلاؤں گا جو تمہارے لئے اشارہ ہوگا کہ حملے کی ابتداء کرنی ہے۔

حملے کی ابتداء کچھ اس طرح کی ہوگی کہ دشمن پر مغرب سے اور مشرق سے یکمشت حملہ نہیں کرنا بلکہ تم غربی جانب سے سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھو گے۔ میں ایسا ہی مشرقی جانب سے کروں گا۔ میرے اور تمہارے لشکر سمندر کے کنارے ہی کنارے آپس میں ملیں گے۔ پھر ایک ساتھ نعرے بلند کرتے ہوئے رومنوں پر حملہ آور ہوں گے۔ ایسا میں اس احتیاط سے کررہا ہوں کہ اگر ہم خشکی کی طرف سے رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہیں تو رومن اپنی جانیں بچا کر اپنے بحری بیڑے میں سوار ہوں گے اور بچ نکلنے میں کامیاب ہوجائیں گے میں انہیں بھاگنے کا موقع نہیں دینا چاہتا۔

جب میں اور تم دونوں ملکر سمندر کا راستہ بند کردیں گے تب رومنوں کو راہ فرار اختیار کرنے کیلئے گھمسان کی جنگ کرنی پڑے گی۔ ان کے پاس دو ہی راستے ہوں گے یا تو ہمیں شکست دیں اور اپنی جانیں بچائیں یا لڑتے مرتے اپنی جانیں ضائع کردیں جس وقت سمندر کی طرف سے ہم حملہ آور ہوں گے تو ظاہر ہے رومنوں کے ساتھ ہماری گھمسان کی جنگ شروع ہوجائے گی۔ عین اس موقع پر لشکر کے وہ دو حصے جو تیروں سے مسلح ہوں گے وہ رومنوں کی پشت سے تیر اندازی کریں گے اس تیر اندازی سے یاد رکھنا رومن دو طرح کا تاثر لیتے ہوئے بدنظمی افراتفری اور بے حوصلگی کا شکار ہوجائیں گے۔

پہلے تو وہ یہ سمجھیں گے کہ حملہ آوروں کا کوئی اور لشکر آگیا ہے یا انہیں کمک مل گئی ہے۔ دوسرے وہ یہ بھی خیال کریں گے کہ حملہ آور بڑی تنظیم سے ان پر حملہ آور ہوئے ہیں اور چاروں طرف سے انہوں نے رومنوں کو گھیر لیا ہے۔ بہرحال وہ جو بھی تاثر لیں ایک بار ان کے پاؤں تلے سے اپنی موت اور اپنی قضا کو دیکھتے ہوئے زمین ضرور نکل جائے گی۔

مجھے امید ہے رات کی تاریکی میں رومن کسی بھی صورت ہمارے دوطرفہ حملے کا

www.pdfbooksfree.pk

زیادہ دیر تک دفاع نہ کرسکیں گے اور ہم ان پر غالب آکر رہیں گے۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے ہم رومنوں سے نمٹ چکے ہوں اور جب سورج طلوع ہو تو وہ رومنوں کے خلاف ہمیں ہماری فتح مندی پر مبارکباد دیتا ہوا طلوع ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد حبیب بن عثمان خاموش ہوگیا تھا۔ سعید کے علاوہ جو چھوٹے سالار تھے انہوں نے بھی حبیب بن عثمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر لشکر نے وہاں سے اپنے ہدف کی طرف کوچ کرلیا تھا۔

بندرگاہ کے قریب جاکر حبیب بن عثمان نے اپنی کارروائی کی ابتداء کی۔ لشکر کے مزید دو حصے کئے گئے اور انہیں رومنوں کے پڑاؤ کے خشکی جانب گھات میں بٹھا دیا گیا جبکہ اپنے حصے کو لیکر حبیب بن عثمان مشرق کی طرف چلا گیا تھا۔

سعید نے اپنے حصے کے ساتھ غربی جانب گھات لگا لی تھی۔

مشرقی جانب جانے کے بعد جب حبیب بن عثمان نے روشنی دیتا ہوا تیر فضا میں بلند کیا تو اس کے ساتھ وہ خود بھی حرکت میں آیا۔ اس روشنی کو دیکھتے ہوئے سعید بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ دونوں سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ گیلی ریت پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آناً" فاناً" رومنوں کے پڑاؤ اور سمندر کے درمیان چھا گئے تھے جب دونوں لشکر آپس میں ملے۔ اس کے ساتھ ہی حبیب بن عثمان نے اپنے خداوند قدوس کی تکبیریں بلند کرتے ہوئے حملے کی ابتداء کی۔ اس ابتداء کے ساتھ ہی رات کی گہری تاریکی میں کھولتے گرجتے سمندر کی طرف سے نبطی رومنوں کے قریب اس طرح نمودار ہوئے جیسے دہر کی پہنائیوں کے اندر سے ان دیکھے عناصر اور تقدیر کی لوحیں اٹھائے موت کے پیغامبر نمودار ہوتے ہیں۔ پھر وہ دیکھتے ہی دیکھتے رومنوں پر دھرتی پر پھیلی ظلمت کے غبار میں اندھا کر دینے والی آویزش اور پیکار کی طرح حملہ آور ہوگئے تھے۔

حبیب بن عثمان اور سعید کی طرف سے یہ حملہ ایسا زور دار' ایسا دلیرانہ تھا کہ لمحہ بھر کیلئے سمندر کے کنارے پڑاؤ کئے رومنوں کی حالت دشت کی بیچارگی میں درد و کرب کی تصویر زیست کی بے ثباتی کے قصوں اور آنکھوں کو بے خواب کر دینے والی کراہوں کے بے کراں اضطراب جیسی ہوگئی تھی۔

لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ حملہ آور اپنی پوری مہارت اور تیغ زنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی تعداد کو کم کرنے لگے ہیں تب بڑی تیزی کے ساتھ وہ سنبھلے اپنے آپ کو مسلح کیا۔ جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی نبطیوں پر بستیاں جلاتی آبادیاں خاک کرتی نفرتوں کی اندھی آگ کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

اب سمندر کے کنارے ہولناک جنگ کی ابتداء ہوگئی تھی۔ بندرگاہ میں رن کانپ اٹھا تھا۔

پھر جلد ہی رومنوں کی پچھلی صفوں کے اندر اندیشوں کی ریت' پیاسے سرابوں اور خوفناک سوچوں کی الجھن جیسی کیفیت اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس لئے کہ اچانک پشت کی جانب سے نبطیوں کے دو گروہوں نے ایسی تیز تیر اندازی کی کہ پچھلی کئی صفیں انہوں نے چھید کر رکھ دی تھیں۔

اگلی صفوں کے رومن اس کیفیت کو یوں محسوس کرنے لگے تھے جیسے ان کی پشت پر تلواریں سونتے وحشی جلاد' قضا کا اژدھا اور منحوس جبڑے کھلے موت اچانک نمودار ہوگئی ہو۔ وہ ابھی تک یہ نہ سمجھے تھے کہ پشت کی جانب کیا تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ تاہم نبطیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کے دل لخت لخت' دامن چاک چاک آرزوئیں نوحہ نوحہ ہونی شروع ہوگئی تھیں۔ اس لئے کہ وہ ایک تجسس میں پڑ گئے تھے۔ مختلف افواہیں اڑنے لگیں۔ کچھ کہہ رہے تھے پشت کی طرف سے نبطیوں کا ایک اور لشکر نمودار ہوگیا ہے۔ کچھ کہہ رہے تھے کہ پشت کی طرف سے رومنوں کا قتل عام شروع ہوچکا ہے۔

تاہم رومنوں کے لشکر کے اندر ایک افراتفری کھڑی ہوگئی تھی۔ گو رومن تعداد میں حبیب بن عثمان اور سعید کے لشکر سے کہیں زیادہ تھے۔ پھر بھی دو طرفہ حملے نے انہیں ہلا کر رکھ دیا تھا۔ جلد ہی رومنوں نے اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کرلیا۔ ایک حصہ پشتی حصے کا دفاع کرنے لگا جبکہ دوسرا حصہ سامنے سے حملہ آور ہونے والے نبطیوں سے نبٹنے لگا تھا۔

حبیب بن عثمان اور سعید کو یہ خبر ہوگئی کہ پشت کی جانب سے ان کے ساتھیوں نے تیر اندازی شروع کر دی ہے۔ لہٰذا نئے انداز میں انہوں نے ایک ساتھ اپنے

www.pdfbooksfree.pk

نعرے بلند کئے۔ پھر کچھ اس انداز میں انہوں نے رومنوں پر ہلہ بول دیا جسے فیضان سرمدی میں وحشت اور جنوں اور سوزش دروں سے لیس ہوکر ہاتف کی نوائیں، حشرات ارض اور برساتی کیڑوں کی طرح اپنے دشمنوں پر نزول کرنا شروع کردیتی ہیں۔

رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح مار دھاڑ کرتے ہوئے حملہ آوروں کو پیچھے دھکیلیں۔ انہیں بھگائیں لیکن نبطی ان کی صفوں کے اندر گھستے چلے جارہے تھے۔ پھر تیزی سے بھاگتی رات نے یہ بھی دیکھا کہ نبطی رومنوں پر اس طرح چھانے لگے تھے جیسے بے لباس پیکروں کی عریانیوں کو رات کی سخت گیر بانہیں ڈھانپ لیتی ہیں۔ اب چاروں طرف سے نبطیوں نے رومنوں کا قتل عام شروع کردیا تھا۔ یہاں تک کہ ایلہ کی بندرگاہ پر جس قدر رومن لنگر انداز ہوئے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

رومنوں کا خاتمہ کرنے کے بعد حبیب بن عثمان، سعید اور دیگر سالار ایک جگہ جمع ہوئے پھر حبیب بن عثمان نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیز ساتھیو! رومنوں کے خلاف اس شاندار فتح پر میں سب سے پہلے تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔

ہمیں یہاں اپنے خیمے نصب کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ لشکر کے آرام کیلئے پہلے سے رومنوں کے جو خیمے نصب ہیں انہیں استعمال کیا جائے گا۔ سب سے پہلے جو کام کرنے کا ہے وہ یہ کہ زخمیوں کو خیموں کے اندر منتقل کیا جائے۔ پھر ان کی بہترین مرہم پٹی کا اہتمام کیا جائے اور جنگ میں ہمارے جو ساتھی مارے گئے ہیں ان کی تجہیز اور تکفین کی جائے۔"

ان دونوں کاموں سے فارغ ہونے کے بعد حبیب بن عثمان نے پھر اپنے لشکریوں کو جمع کیا۔ جب سب اس کے سامنے آگئے تب بڑی شفقت بڑی مہربانی سے انہیں مخاطب کرکے کہنے لگا۔

میرے عزیزو! مرنے والوں کی تجہیز و تکفین اور زخمیوں کی دیکھ بھال سے ہم فارغ ہوچکے ہیں۔ اب رات کی تاریکی میں دو اور کام ہیں جو ہم نے سرانجام دینے ہیں۔ پہلا کام میں اپنے بھائی سعید کے ذمہ لگاتا ہوں۔

سعید میرے بھائی پہلے دو تیز رفتار قاصد حارث کی طرف روانہ کرو اور جس انداز میں ہم نے رومنوں کو سمندر کے کنارے بدترین شکست دی ہے یہ ساری کیفیت حارث سے کہی جائے۔ ساتھ ہی حارث کو یہ بھی اطلاع کردی جائے کہ آنے والی شب کو ہم یہاں سے حرکت میں آئیں گے اور جس جگہ اس نے پڑاؤ کر رکھا ہے اس کے آس پاس ہی صحرائے سینا کے بلند ٹیلوں کے اندر ہم بھی گھات لگالیں گے اور جس طرح وہ مصر سے آنے والے لشکر کا منتظر ہے ہم بھی اس کا انتظار کریں گے۔

حارث پر یہ بھی واضح کر دینا کہ جس وقت دشمن اس سے ٹکرائے گا ہم دشمن کے پہلو کی طرف سے نمودار ہوں گے اور اس پر حملہ آور ہوں گے اور اپنی فتح اور اس کی شکست کو یقینی بناتے چلے جائیں گے۔

دوسرا کام جو ہم سب نے ملکر رات کی تاریکی میں کرنا ہے وہ یہ کہ اپنے سامنے سمندر کی طرف دیکھو۔ رومنوں کے بڑے بڑے جہاز اور کشتیاں کھڑی ہوئی ہیں۔ ان سب کو کھینچ کر ہم نے خشکی پر چڑھانا ہے اور انہیں اپنے لئے فائدہ مند بنانا ہے۔

میں جانتا ہوں ہمارا کوئی بحری بیڑہ نہیں لہٰذا سمندر کے اندر کھڑے یہ بحری جہاز اور کشتیاں ہمارے لئے بیکار ہیں۔ انہیں جب کھینچ کر خشکی پر چڑھا دیا جائے گا تو ان سے ہم قلعوں اور برجوں کا کام لیں گے۔ آنے والے دور میں پھر کوئی قوت سمندر کی طرف سے نبطیوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتی ہے۔ تو ان کشتیوں اور جہازوں کے اندر رہتے ہوئے آنے والوں پر ایسی تیر اندازی کریں گے کہ انہیں ایلہ کی بندرگاہ کی طرف آنے ہی نہ دیں گے۔

سعید میرے بھائی جو قاصد تم حارث کی طرف روانہ کرو انہیں یہ بھی بتا دینا کہ حارث کو مطلع کریں کہ رومنوں کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہم نے ان کے جہازوں اور کشتیوں کو بھی سمندر کے کنارے کھڑا کردیا ہے تاکہ آنے والے دور میں وہ ہمارے لئے برجوں اور قلعوں کا کام دیں۔ آؤ اپنے کام کی ابتداء کریں۔

سب سے پہلے سعید حرکت میں آیا۔ دو قاصد اس نے حارث کی طرف روانہ کردیئے تھے۔ پھر حبیب بن عثمان اور سعید دونوں پورے لشکر کے ساتھ ایک طوفانی انداز میں اپنے کام میں مصروف ہوئے۔ سارے جہازوں اور کشتیوں کو انہوں نے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

کھینچ کر ساحل پر کھڑا کردیا تھا۔ اس کے بعد لشکریوں کو آرام کرنے کا حکم دے دیا گیا تھا۔

○

دوسری جانب گالس اور اسٹرابو ایک بہت بڑا لشکر لیکر مصر سے نکلے۔ اس بار ان کی قوت بھی پہلے سے زیادہ تھی۔ دو لشکر ان کی زیر کمان تھے۔ ایک وہ جس کا اہتمام انہوں نے اپنے طور پر کیا تھا دوسرا وہ جو رومن شہنشاہ کی طرف سے ان کی مدد کیلئے بھیجا گیا تھا۔ اس طرح اس متحدہ لشکر کو لیکر گالس اور اسٹرابو بڑی برق رفتاری سے شمال کی طرف بڑھے تھے۔

صحرائے سینا میں داخل ہونے سے پہلے ہی گالس کو اس کے مخبروں اور ناظروں نے اطلاع دیدی تھی کہ **نبطیوں** کا لشکر ان کی راہ روکنے کیلئے پہلے سے دشت سینا میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔

تاہم گالس اور اسٹرابو کی بدقسمتی کہ ان کے طلایہ گر ان کو یہ اطلاع نہ دے سکتے تھے کہ **نبطیوں** کے دو لشکر ہیں۔ ایک صحرائے سینا میں ان کی راہ روکنے کیلئے پڑاؤ کئے ہوئے ہے جبکہ دوسرا ایلہ کی بندرگاہ کی طرف جاچکا ہے۔

ابھی تک گالس اور سٹرابو کو ایلہ کی طرف جانے والے رومنوں کے بحری بڑے اور اس کے اندر حرکت کرنے والے لشکر کی تباہی کی خبریں نہ پہنچی تھیں۔

مصر تک یہ خبر ضرور پہنچ چکی تھی کہ **نبطیوں** کے بادشاہ نے ہیرودیس کو بدترین شکست دی ہے اور یہ کہ ہیرودیس اور اس کی بیوی ہیرودیہ کا کام تمام کرنے کے بعد ہیرودیس کے بیٹے اگرپا کو **نبطیوں** نے پورے فلسطین کا حاکم اعلیٰ مقرر کردیا ہے۔ ساتھ ہی یہ خبریں بھی مصر تک پہنچ چکی تھیں کہ فلسطین میں رومنوں کا گورنر پلاطس اپنے سرکردہ لوگوں کے ساتھ یروشلم سے بھاگ نکلا ہے۔

ادھر جب حارث کو اس کے ناظروں نے اطلاع دی کہ گالس کی کمانڈری میں دشمن کا لشکر بڑی تیزی سے شمال کی طرف کوچ کررہا ہے تب وہ صحرائی ٹیلوں کی گھات سے نکلا اور شاہراہ جو مصر سے شام کی طرف جاتی تھی اس کے دونوں جانب اپنے لشکر

کے ساتھ پڑاؤ کرلیا تھا۔ حارث کی اس حرکت کا مقصد یہ تھا کہ وہ وہیں رومنوں کی راہ روکنے کا تہیہ کر چکا تھا۔

جس روز حارث مالک اور زیبال نے دشت سینا کے ٹیلوں کی گھات سے نکل کر شام کی طرف جانے والی شاہراہ پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تھا اسی شام حبیب بن عثمان کی طرف سے دو قاصد حارث کے لشکر میں داخل ہوئے۔ حارث کو جب ان کے آنے کی اطلاع دی گئی تو حارث نے اپنے دونوں بیٹوں کے علاوہ قلیس، شناطر اور دیگر سالاروں کو اپنے پاس جمع کیا۔ پھر اس نے آنے والے قاصدوں کو مخاطب کیا۔

"میرے عزیزو میں نے تمہیں اس لئے روک رکھا ہے تاکہ سارے سالار جمع ہوں اور ان کی موجودگی میں جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو کہو۔"

حارث کے اس طرح پوچھنے پر دونوں قاصدوں میں سے ایک نے ایلہ کی بندرگاہ پر حبیب بن عثمان اور سعید کے ہاتھوں جو رومنوں کی حالت ہوئی تھی۔ پوری تفصیل کے ساتھ سنا ڈالی تھی۔

یہ خبر حارث اور دیگر سالاروں کیلئے بڑی خوش کن تھی۔ جب آنے والا قاصد اپنی بات مکمل کرچکا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے حارث بول پڑا۔

"عزیزو! خبر جو قاصد نے دی ہے یہ خبر یقیناً" ہم سب کیلئے خوشی اور حوصلہ مندی کی بشارت ہے۔ حبیب بن عثمان اور سعید دونوں نے ملکر رومنوں کے لشکر کا خاتمہ کرکے ایک طرح ہمارے دشمن کی ایک ٹانگ کاٹ دی ہے اور اپنے اس دشمن کی دوسری ٹانگ ہم اس دشت سینا میں کاٹیں گے۔

حبیب بن عثمان نے رومنوں کے جہازوں اور کشتیوں کو جو خشکی پر چڑھا دیا ہے تو یہ بھی بڑا دور اندیشی کا کام سرانجام دیا اور یقیناً" اس میں میری خوشنودی بھی ہے کہ آنے والے دنوں میں انہی جہازوں اور کشتیوں سے ہم سمندر کی طرف حملہ آور ہونے والے دشمنوں پر تیراندازی کرکے اپنی حفاظت کو مزید مستحکم بنا سکیں گے۔

مجھے امید ہے جس طرح حبیب اور سعید دونوں نے ایلہ میں رومنوں کو بدترین شکست دی ہے اس طرح ہم صحرائے سینا میں بھی رومنوں کو مار بھگائیں۔ یوں آئندہ کبھی رومنوں کو ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی جرات اور جسارت

www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہوسکے گی۔ اس کے ساتھ ہی اگرپا کی حکمرانی بھی فلسطین میں مستحکم ہوجائے گی۔ اگرپا کا فلسطین کا حکمران رہنا ہمارے لئے سود مند ہے اس لئے کہ آنے والے دنوں میں وہ نبطیوں کے ساتھ اتفاق اور تعاون سے رہے گا۔

اس کے ساتھ ہی حارث نے وہ مجلس ختم کردی قاصدوں کو اس نے جاکر آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

رومنوں کو خبر ہوچکی تھی کہ نبطیوں کا بادشاہ حارث اپنے لشکر کے ساتھ ان کی راہ روکنے کیلئے دشت سینا میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا وہ شمال کی طرف اپنے لشکر کے ساتھ کچھ اس رفتار سے بڑھے تھے کہ اگلے روز صبح ہی صبح وہ اس جگہ پہنچے جہاں حارث پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ حارث کے بالکل سامنے رومنوں نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے نبطیوں کے لشکر کے سامنے رومنوں نے صحراء کے اندر خیموں کا شہر آباد کردیا تھا۔ بار برداری کے جانور خالی کئے جانے لگے تھے۔ پڑاؤ کو آباد کیا جارہا تھا۔ ہر چیز قرینے اور سلیقے سے سجائی جانے لگی تھی۔

رومنوں کی بدقسمتی ابھی تک انہی ایلہ کی طرف جانے والے اپنے لشکر کی تباہی کا حال نہ معلوم ہوا تھا اور انہیں یہ بھی خبر نہ تھی کہ ان کے سامنے حارث کی سرکردگی میں نبطیوں کا صرف آدھا لشکر ہے جبکہ دوسرا آدھا ان کا گلہ کاٹنے کیلئے ان کے قریب ہی گھات لگا چکا ہے۔

گالس اور سٹرابو جب تک ان کے لشکری خیمہ زن ہوتے رہے۔ دشمن کے لشکر کا جائزہ لیتے رہے۔ وہ اپنے پڑاؤ کے آگے کھڑے رہے۔ کچھ دیر تک جائزہ لینے کے بعد گالس نے اسٹرابو کو مخاطب کیا۔

اسٹرابو میں نبطیوں کے بادشاہ حارث کے لشکر کا جائزہ لے چکا ہوں۔ لگتا ہے اس بار ہم نبطیوں کے خلاف اپنی گزشتہ شکست کا بدلہ لینے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

اسٹرابو تم نے بھی دیکھا ہوگا۔ تعداد میں ہمارے لشکر کے مقابلے میں نبطیوں کا لشکر نہ ہونے کے برابر ہے۔ میرے خیال میں دشت سینا کے اندر یہ نبطی زیادہ

تک ہمارے سامنے ٹھہر نہ سکیں گے۔ مجھے امید ہے کہ ہم انہیں بدترین شکست دیں گے جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے اپنے لشکریوں کو پوری طرح سے سمجھا دینا کہ جب نبطیوں کو ہمارے ہاتھوں شکست ہو تو ان کے مرکزی شہر رقیم تک ان کا تعاقب کرتے چلے جانا ہے صرف چند دستے یہاں مقیم کئے جائیں جو نہ صرف یہ کہ اپنے پڑاؤ کی ہر چیز کی حفاظت کریں گے بلکہ بھاگنے والے نبطیوں کے پڑاؤ پر بھی قبضہ کریں گے۔

اسٹرابو پہلے ہی نبطیوں کے لشکر کی عددی حیثیت دیکھتے ہوئے اطمینان اور خوشی کا اظہار کررہا تھا۔ گالس کی گفتگو نے اس کی خوشی میں اور اضافہ کردیا تھا۔ پھر اس نے گالس کو مخاطب کیا۔

محترم گالس لگتا ہے دشت سینا میں قدرت ہمارا ساتھ دے رہی ہے۔ ایک بار ہم نے دشت سینا میں نبطیوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے تو دنیا کی کوئی طاقت رقیم شہر تک ہمیں نبطیوں پر تباہی اور بربادی کا نزول کرنے سے روک نہ سکے گی۔

نبطیوں کے بادشاہ حارث نے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد ہیرودیس اور اس کی بیوی کو قتل کرکے ہمارے ساتھ بدترین دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ گزشتہ جنگ میں اس نے نہ صرف ہیرودیس بلکہ پیلاطس کو بھی شکست دی اور ہمیں بھی ان کے سامنے ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس بار نبطیوں سے ہم اپنے گزشتہ سارے حساب بے باک کرکے رہیں گے۔

"اسٹرابو کی ساری گفتگو کا جواب گالس نے تھوڑی دیر تک نہ دیا۔ وہ ابھی تک نبطیوں کی طرف دیکھتے ہوئے گہری سوچوں میں غرق تھا پھر اس نے اسٹرابو کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

اسٹرابو گو میں تمہاری طرف دیکھ نہیں رہا لیکن میں نے تمہارے الفاظ کو غور سے سنا ہے۔ میں ابھی تک دشمن کے لشکر کا جائزہ لے رہا تھا۔ اسٹرابو لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ آدھا میرے پاس' آدھا تمہاری کمانڈری میں ہوگا۔ شروع میں لشکر کو یک جا اور متحدہ رکھا جائے گا۔ پہلے نبطیوں کے ساتھ بھرپور جنگ کی جائے گی۔

حد جنگ کی بھٹی کو کچھ اس طرح بھڑکانا ہے کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ

www.pdfbooksfree.pk

سامنے سے لیکر نبطیوں کے لشکر کے دائیں پھیلتے جانا میں سامنے کے حصے سے لیکر نبطیوں کے لشکر کے بائیں پہلو تک پھیلتا جاؤں گا۔ اس طرح گویا سامنے دائیں بائیں تین اطراف سے نبطیوں پر حملہ آور ہو کر ان کیلئے شکست کی بھٹی میں نہ بجھنے والی آگ بڑھکاتے چلے جائیں گے۔

اسٹرابو میں نبطیوں سے آج ہی نمٹ لینا چاہتا ہوں۔ یہ نہ ہو کہ اگر ہم یہاں پڑاؤ کئے رکھیں کسی سمت سے اس حارث کو کمک پہنچ جائے۔ جونہی لشکری اپنا پڑاؤ درست کرلیتے ہیں خیمے نصب کرنے سے فارغ ہوجاتے ہیں۔ لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجوا دینا تاکہ لشکری جنگ کی ابتداء کرنے کیلئے اپنی صفیں درست کرنا شروع کردیں۔

اسٹرابو نے گالس کی اس تجویز کو مانتے ہوئے اس کے ہاں میں ہاں ملا دی تھی۔ پھر دونوں اپنے لشکر کے اندر گھوم پھر کر انتظامات کا جائزہ لینے لگے تھے۔

گالس اور سٹرابو کو جنگ کی ابتداء کرنے کیلئے اپنے لشکر کے اندر نبطیوں سے پہلے جنگ کے طبل بجوانے کی زحمت اٹھانا ہی نہ پڑی تھی۔ اس لئے کہ جونہی وہ اپنا پڑاؤ استوار کرنے سے فارغ ہوئے انہوں نے دیکھا نبطیوں کے لشکر میں بڑے زور دار انداز میں جنگ کے طب بج اٹھے تھے جو اس بات کی نشاندہی تھی کہ نبطیوں کا بادشاہ حارث ان سے جنگ کی ابتداء کرنے پر تل گیا ہے۔

نبطیوں کے لشکر میں جنگ کے طبل بجے تو گالس اور اسٹرابو چونکے تھے۔ وہ حیرات میں تھے کہ عددی لحاظ سے کم تر ہونے کے باوجود نبطیوں کے بادشاہ حارث نے جنگ کی ابتداء کرنے میں پہلی کرنے کی ٹھان لی ہے۔ نبطی لشکر میں طبل بجے اٹھے۔ تب انہوں نے بھی لشکر میں طبل بجوانے کا حکم دیا تھا۔ سارے چھوٹے سالاروں کیلئے احکامات جاری کر دیئے گئے تھے کہ بڑی تیزی کے ساتھ لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کردیں۔

آن کی آن میں صحرائے سینا کے اندر دونوں لشکروں نے اپنی صفیں درست کرلی تھیں۔

حارث نے دیکھا رومنوں نے اپنے لشکر کو صرف دو ہی حصوں میں تقسیم کر دیا

ایک گالس کے پاس دوسرا سٹرابو کی سرکردگی میں تھا۔ صحرائے سینا میں دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے اس طرح کی کیفیت طاری ہونے لگی کہ ہواؤں میں دھویں کی چادر وحشت زدگی صدائیں اور اندیشوں کی دھول پھیلنے بکھرنے لگی تھی۔ انسانی ضمیر کی پکار کلبلاتی روحوں کی چیخیں ہوس اور مستی کا شکار ہوگئی تھیں۔ برسوں سے موسموں کی رم جھم اور آوارہ بدلیوں کی نمی کو ترستا صحرا خون سے اپنی پیاس بجھانے لگا تھا۔

جنگ جب اپنے عروج پر آئی تب قریب ہی گھات لئے حبیب بن عثمان اور سعید اپنے لشکر کے ساتھ غموں کی شدت و جذبات کی حدت کی طرح نمودار ہوئے اور رومنوں کے ایک پہلو پر گمنام بیتے لمحوں نے گمشدہ بے نام اور بے ربط کر دینے والے بے روگ عذابوں کی کندہ کاری کی طرح حملہ آور ہوئے اور جس طرح زیست کی راہ گزر پر بزم آلودہ بستیاں اچانک رزم آلودہ ہو جائیں ویسے ہی حبیب بن عثمان اور سعید نے حملہ آور ہوتے ہوئے رومنوں کی صفوں کو الٹنا شروع کر دیا تھا۔ بڑی تیزی کے ساتھ رومنوں کی جھولی اور ان کے دامن میں ذلت اور پسپائی ناکامی' نامرادی اور شکست اور ہزیمت کے بگولے بھرنا شروع کردیئے تھے۔

پشت کی جانب سے حبیب اور سعید کے اس طرح حملہ آور ہونے سے رومنوں کے اجلے خواب اندیشوں کے سیل بے اماں کا شکار ہونے لگے تھے۔ ان کے اندر بڑی تیزی کے ساتھ وقت کے ٹوٹے کنگروں پر قضا اپنے صحیفے سجانے لگی تھی۔ ہر کولیس اپالو اور ڈائنا کے پیروکار رومن ڈیوب کے چوڑے بھورے پاٹ اور سریا کی بنجر وادیوں کو اپنے گھوڑوں تلے روندنے والے اور اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھنے والے رومن نبطیوں کے سامنے عجیب سی لاچارگی اور بے بسی کا مظاہرہ کررہے تھے۔ نبطی سیلابی ساگروں' طغیانی پر آئی ہوئی ندیوں کی طرح بپھر بپھر کر حملہ آور ہورہے تھے۔ تقدیر کو مات' افلاک کو تسخیر کرنے' آوارہ زمزموں کی طرح وہ ان کے لشکر کے اندر ہی اندر نعرے بلند کرتے ہوئے گھستے جارہے تھے۔

رومنوں نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی کہ نبطیوں کے اس دوطرفہ حملے کو روک کر اپنے قدم مضبوط اور مستحکم کریں لیکن ان کی بدقسمتی کہ وہ ایسا نہ کر سکے۔ ان کی طرف دیکھتے ہوئے حارث نے بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک

www.pdfbooksfree.pk

حصہ اپنے پاس رکھا' قلیس اور شناطر دونوں کو اپنے نائب کی حیثیت سے اپنے ساتھ لیا۔ لشکر کے دوسرے حصے کی کمانڈری اس نے اپنے بیٹے اور ولی عہد مالک کے ہاتھ میں دی جبکہ اپنے چھوٹے بیٹے زیبال کو مالک کا نائب مقرر کردیا تھا۔ اس طرح دونوں لشکر اپنی صفیں درست کرچکے۔ اب جنگ کی ابتداء ہونے والی تھی۔

گالس اور اسٹرابو اپنی جگہ مطمئن تھے کہ ان کے مقابلے میں نبطیوں کے پاس مٹھی بھر لشکر ہے جو صحرائے سینا میں ان کے سامنے زیادہ دیر ٹھہر نہ سکے گا۔

نبطیوں کا بادشاہ حارث اپنی جگہ خوش اور پر سکون تھا اس لئے کہ وہ جانتا تھا صحرائے سینا کے اندر آس پاس ہی ٹیلوں کی اوٹ میں اس کا بہترین جرنیل حبیب بن عثمان اور اس کا ماموں زاد سعید اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات سے نکلیں گے اور صحرائے سینا کے اندر رومنوں کی ساری کامیابیوں کو شکست اور نامرادی میں تبدیل کرتے چلے جائیں گے۔

جنگ کی ابتداء نبطیوں کے لشکر کی طرف سے ہوئی۔ حارث' مالک' زیبال' قلیس اور شناطر اپنے لشکروں کو حرکت میں لائے۔ پھر نبطی ساگروں کو اتھل پتھل کر دینے والے وحشی ہیبت ناک طوفانوں اور اقدام و پسپائی و خستگی' غم و خوشی' جزا اور سزا اور سیاہی اور سفیدی کو ایک ہی قالب میں۔ ڈھال دینے والی غم و الم کی ہیجان خیزیوں کی طرح حملہ آور ہوئے۔

رومنوں کو بھی اپنی عددی فوقیت پر اطمینان تھا۔ نبطیوں کے حملے سے نہ وہ خوفزدہ ہوئے نہ انہیں کسی اندیشے میں مبتلا ہونے کی ضرورت تھی۔ وہ بھی جوابی کارروائی کرتے ہوئے حرکت میں آئے جس طرح غازوں کے اندھے دھانوں سے شکستگی کے خواب اور عذاب لمحے نکلتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی نبطی صحرا کے ذرے ذرے میں قضا اور مرگ کا آزار کھڑا کرتے طوفانوں اور لومڑیوں کے بھٹ میں داخل ہوجانے والے خونخوار بھیڑیوں کی طرح بن کر ازلی التہاب' ابدی اضطراب کی طرح ان کے لشکر کے اندر دور تک جاتے ہوئے رومنوں کا قتل عام شروع کرچکے تھے۔

پھر وہ لمحہ آیا جب رومن نبطیوں کے سامنے آگ لگے بھس کی طرح اڑنے

لگے۔ نبطی اپنی فتح مندی کا اعلان کرتے ہوئے بچے کھچے رومنوں کے اندر ایک سمت سے دوسری سمت تک چشمک برق و سحاب اور بے باک شعلوں کی طرح کوندتے چلے گئے تھے۔

صحرائے سینا کے اندر نبطیوں کے ہاتھوں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی۔ گالس اور خونخوار جرنیل اسٹرابو کو بھی اس جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ یوں صحرائے سینا کے اندر نبطیوں نے رومنوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی۔

رومنوں کو شکست دینے کے بعد ان کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کرلیا گیا۔ اتنی دیر تک ایلہ کی بندرگاہ سے جو کچھ حاصل ہوا تھا وہ بھی چند دستوں کی حفاظت میں صحرائے سینا پہنچ گیا۔ نبطیوں کا بادشاہ بے حد خوش تھا کہ اس نے ایلہ کی بندرگاہ اور صحرائے سینا دونوں جگہ رومنوں کو شکست دی ہے۔ احتیاط کے طور پر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ صحرائے سینا ہی میں قیام کرلیا تھا۔

ادھر جب روم میں رومنوں کے شہنشاہ ٹائبرس کو خبر ہوئی کہ نبطیوں نے حملہ آور ہو کر ہیرودیس اور ہیرودیہ کا کام تمام کر دیا ہے اور ہیرودیس کے بیٹے اگرپا کو پورے فلسطین کا حاکم مقرر کر دیا ہے اور یہ کہ ایلہ کی بندرگاہ پر سارے لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ مصر سے کوچ کرنے والے متحدہ لشکر کو بھی نبطیوں نے صحرائے سینا میں دفن کر دیا ہے۔ تب ٹائبرس اس غم کو برداشت نہ کر سکا اور مرگیا۔ اس کی جگہ رومنوں نے گیوس کو شہنشاہ بنا لیا۔

وہ جانتا تھا کہ اگر اس موقع پر اس نے نبطیوں سے ٹکرانے کی کوشش کی یا ان سے جنگ کی طرح ڈالی تو ہو سکتا ہے نبطی مزید فتح مندی کے شوق میں اس بحری بیڑے کو حرکت میں لے آئیں جو انہوں نے ایلہ کی بندرگاہ پر کھڑا کردیا ہے اور روم کا رخ کرکے رومنوں کے مرکزی شہر ہی کو تباہ و برباد نہ کردیں۔ لہٰذا اپنی عزت بچانے کی خاطر رومنوں کے نئے شہنشاہ نے چپ سادھی اور اگرپا کو پورے فلسطین کا حاکم اعلیٰ تسلیم کرلیا۔ یوں نبطیوں نے رومنوں پر اپنی فوقیت اپنی کامیابی اپنی فوز مندی اور فتح [illegible] کردی تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

نبطی کچھ روز تک صحرائے سینا میں اپنی فتح کا جشن مناتے رہے۔ جس صبح حارث نے اپنے مرکزی شہر کی طرف کوچ کرنا تھا۔ اس سے ایک روز پہلے اس نے اپنے سارے سالاروں کو اپنے شامیانہ نما خیمے میں جمع کیا۔ اس موقع پر اس نے اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"رفیقان دیرینہ! میں تمہارے جذبے تمہارے ولولے کو سلام کرتا ہوں کہ ہر موقع پر تم نے میرا ساتھ دیا اور رومنوں کو ہر محاذ پر شکست دینے میں میری مدد کی۔ اس کیلئے میں جب تک زندہ ہوں شکر گزار اور ممنون رہوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث تھوڑی دیر تک رکا۔ خاموش رہا پھر کچھ دیر تک وہ بڑے عجیب سے جذبے میں مسکراتے ہوئے حبیب بن عثمان کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے حبیب بن عثمان کو مخاطب کیا۔

"حبیب بن عثمان میرے بیٹے کل صبح ہی صبح لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ کیا اس کوچ سے پہلے تمہارے دل میں یہ خواہش نہیں اٹھتی کہ تم ان لوگوں کے متعلق جانو جو موقع بہ موقع اچانک نمودار ہو کر تمہاری مدد کرتے رہے ہیں۔ جب تم اوزال کو یروشلم سے لیکر نکلے تو راستے میں ان گمنام مجاہدوں نے کئی مواقع پر تمہاری مدد کی جب تم برابا کا مقابلہ کرنے کیلئے نکلے تب بھی وہ تمہاری مدد کرتے رہے۔ کئی مواقع پر تمہاری ان کے ساتھ گفتگو بھی ہوئی۔ تم نے ان کی اصلیت جاننے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے آپ کو چھپاتے رہے۔ ان زندہ دل اور ایثار پیشہ مجاہدوں نے تمہاری بیوی اوزال کی بھی خدمت کی اور باحفاظت ایک موقع پر تمہارے نخلستان میں پہنچایا۔

حارث مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حبیب بن عثمان بول پڑا۔

"نبطیوں کے عظیم تاج ور یقیناً میں ان لوگوں سے متعلق جاننے کیلئے بے تاب ہوں جو موقع بہ موقع اور ضرورت کے وقت اچانک نمودار ہو کر میری مدد کرتے رہے۔ ان گنت مواقع پر جبکہ موت میرے ساتھ تانک جھانک کر رہی تھی۔ انہوں نے میرے دشمن کو زیر کرنے میں میری بے پناہ مدد کی۔ کیا آپ جانتے ہیں وہ لوگ کون تھے؟

حارث کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔

"ہاں حبیب میرے بیٹے میں جانتا ہوں وہ کون لوگ تھے۔

سنو جب تم نے رقیم کے زندان میں قلیس اور شناطر کو مارا تو یہ تمہاری بہادری، تمہاری تیغ زنی سے بے حد متاثر ہوئے۔ یہ کچھ جرائم کی بنا پر زندان میں بند تھے۔ جب تمہیں زندان سے نکال دیا گیا اور روزال کی مہم پر جانے کیلئے مقرر کیا گیا۔ تب زندان کے داروغہ کے ذریعے قلیس اور شناطر نے مجھ سے یہ التجا کی کہ انہیں زندان سے نکالا جائے وہ ہر موقع پر تمہاری مدد اور رعانت کیا کریں گے۔

قلیس اور شناطر کو جب میرے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی گفتگو نے مجھے ایک شک اور شبہے میں ڈال دیا۔ میں یہ سمجھا کہ زندان میں جس طرح تم نے ان دونوں کو مارا ہے اس مار کا بدلہ تم سے لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے یہ اس مہم کا بہانہ کرتے ہیں۔ تاہم میں نے ان کی پیشکش کو قبول کرلیا۔

پھر ان کے ساتھ اپنے کچھ قابل اعتبار ساتھی لگا دیئے۔ قلیس اور شناطر کے جو ساتھی تھے۔ انہیں ان کے ساتھ شامل نہیں ہونے دیا جو اپنے بھروسے کے آدمی میں نے لگائے تھے۔ میں نے ان کو واضح احکامات جاری کر دیئے تھے کہ قلیس اور شناطر نے کسی بھی موقع پر تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو قلیس اور شناطر کا خاتمہ کردیا جائے۔

لیکن بھلا ہو قلیس اور شناطر کا کہ انہوں نے بڑی نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے ہر موقع پر پورا کیا۔ جو مسلح جوان میں نے انہیں مہیا کئے تھے۔ ان کے ساتھ قلیس اور شناطر نے موقع بہ موقع تمہاری مدد کی۔ اس طرح قلیس اور شناطر نے تمہارے ساتھ بہترین خلوص اور جانثاری کا مظاہرہ کیا۔"

حارث کے اس انکشاف پر حبیب، عجیب سے جذبے میں مسکراتے ہوئے قلیس اور شناطر کی طرف دیکھتا رہا۔ قلیس اور شناطر کے لبوں پر بھی گہرا تبسم تھا۔ پھر حبیب بن عثمان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا اگر گمنام رہتے ہوئے میری مدد قلیس اور شناطر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرتے رہے ہیں تو میں قلیس اور شناطر کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ پھر حبیب بن عثمان آگے بڑھا اپنی طرف آتے دیکھ کر قلیس اور شناطر دونوں کھڑے ہوگئے۔ آگے بڑھ کر حبیب بن

www.pdfbooksfree.pk

عثمان، قلیس اور شناطر سے پرجوش انداز میں بغلگیر ہوا اور ان کی پیشانی پر گہرے بوسے دیئے۔ اس کے بعد دوبارہ وہ اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا تھا۔

حبیب بن عثمان کے بیٹھنے کے بعد حارث نے پھر بولنا شروع کیا تھا۔

"حبیب میرے بیٹے میں پہلے ہی تمہیں اپنے لشکریوں کا سالار اعلیٰ مقرر کر چکا ہوں۔ تم میری موت تک اور اپنی پوری حیات تک اس عظیم عہدے پر برقرار رہو گے۔ میرے بعد میرا بیٹا مالک بھی تمہیں اس عہدے پر برقرار رکھے گا اس لئے کہ یہ تم سے بے پناہ محبت رکھتا ہے۔"

اس موقع پر میں چند نئے عہدوں کا اعلان کرتا ہوں۔ وہ کچھ اس طرح کہ اب سعید، قلیس اور شناطر تمہارے نائب کی حیثیت سے نبطیوں کے لشکر کے سالار کی حیثیت سے کام سرانجام دیں گے۔ لشکریوں میں تمہارے بعد ان تینوں کی عظمت سب سے زیادہ ہوگی۔

سعید، قلیس اور شناطر کے اس تقرر کو سارے چھوٹے سالاروں نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ پھر مجلس برخاست ہونے کے بعد جب ان کے تقرر کا اعلان منادی کے ذریعے لشکر میں کیا گیا تو سارے لشکریوں نے بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ پھر آنے والی شب وہاں بسر کرنے کے بعد اگلے روز صبح ہی صبح نبطیوں کا بادشاہ اپنے سالاروں کے ساتھ اپنے لشکر کو لیکر فتح مندی اور کامرانی کے گیت گاتا ہوا دشت سینا سے رقیم کا رخ کر رہا تھا۔

ختم شد

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk